در هر دو دیوان زمانی سعادت آغاز مبارک انجام کتاب داخل شد و مسمی به

تذکرة الشعراء

(تالیف رضی)

از

تالیف حکیم مولوی نجم الغنی خان صاحب طبیب رامپور

علامه زمان رئیس

در مطبع منشی ایس محمد ابن علی در سنه ۱۹۰۱ مطلع العلوم آزاد باد و مقبول جهان گشت

مطبوعه ۲۵ جنوری ۱۹۰۱ء

نمبر ۱۰۳ از (۱۲۵۰۸۶)

[illegible] ۳۳۲۷ ۴۸۰

[illegible] ۱۳۱۵ - ۶ - ۳

بعون خالق کون و مکان و بفضل خلاق زمین و زمان

بسم الله الرحمن الرحیم

تاریخ الشعراء

۱۸۵۳ء

از تالیف علامه زمان حکیم مولوی نجم الغنی خان صاحب طبیب رامپور

در مطبع منشی الیاس بن علی بمطبع العلوم مرادآباد شد

Marfat.com

مولفات مصنف

جناب مولوی حکیم محمد نجم الغنی صاحب ابن مولوی عبدالغنی صاحب بن مولوی عبدالعلی صاحب
ابن مولوی عبدالرحمن صاحب ابن حاجی محمد سعید صاحب رامپوری۔

تاریخ اودھ - زبان اردو ساٹھ ستر جز کی کتاب ہے

اخبار الصنادید - ساٹھ ستر جز کی کتاب ہے زبان اردو مین روہیلونکی تاریخ ہے۔

مقاصد البلغا - بحر الفصاحت - علم معانی بیان بدیع - عروض وقافیہ وغیرہ کے بیان مین - اردو زبان کی کتاب ہے۔

قانون فارسی - اسمین زبان فارسی کی صرف ونحو کو علحدہ علحدہ حصونپر لکھا ہے۔ سو جزکے قرب اسکی ضخامت ہے زبان اسکی فارسی ہے۔

رسالہ نجم الغنی - یہ قانون فارسی کا زبان فارسی مین انتخاب ہے۔

منتہی القواعد - عرف قواعد حامدی - یہ قانون فارسی زبان اردو مین انتخاب ہے۔

نجم العقاید - عقاید نسفی کی شرح ہے - زبان اردو مین ساٹھ ستر جز کی ضخامت ہے

تہذیب العقاید - یہ نجم العقاید کا اختصار ہے۔

میزان الافکار - فن منطق کو زبان فارسی مین بیان کیا ہے اور مواد قیاس کو اس تفصیل سے بیان کیا ہے کہ مروج رسالون مین یہ بات نہین۔

مذاہب الاسلام - اردو زبان مین اسلام کے تمام مذاہب کو تفصیل سے بیان کیا ہے

خواص الادویہ - اس ضخیم کتاب مین ادویہ مفردہ کا بیان ہے - مخزن سے بہت بڑی ہے محیط اعظم مین جو بہت سی دوائین چھوڑ دی ہین اونکو بھی ذکر کیا ہے اور محیط کے نقص کتاب کے اول مین ۳۷ نمبرون مین ظاہر کیا ہے - عنبر کا فور موگا - استصبح - لالہ - مازو - تحقیقات انگریزی سے بڑی تفصیل سے لکھا ہے جس سے مخزن اور محیط کی تحقیقات بیکار معلوم ہوتی ہین

رسالہ عبدالواسع ہانسوی - فارسی زبان مین ہے **شرح چہل کاف** - اردو زبان مین ہے اور اصل شرح وقایہ کے ہر محل کے مقام کو عربی مین حل کیا ہے۔

Marfat.com

تذکرۃ السلوک

37051

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے قلم کیا ترا بیانِ زباں — کیا ترا مدعا ہے کیا زبانِ بیاں
ثنائے جنابِ پیمبر — تجھکو حاصل کہاں لیاقت یہ
حمد ایزدِ بے بجز بے بیاں — اسکے ساحل سے دور وہم و گماں
شکر کر دمبدم تو دل سے — کہ خدا نے کمالِ احسان سے
کی عطا الفتِ اہلِ ایمان کی — پیشوایانِ راہِ عرفان کی
ہوں اونہیں کے گروہ میں محشور — یہ رسالہ جو میں نے لکھا ہے
ورنہ میری تھی یہ مجال کہاں — تھا نصیب اسقدر کمال کہاں

صوفی متصوف مستصوف اور تصوف کی تعریف

صوفی اہلِ تصوف کی اصطلاح میں اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنی ذات سے فانی اور خدا سے باقی اور طبائع سے آزاد اور حقیقۃ الحقائق سے واصل ہو۔ اور **متصوف** وہ آدمی ہے جو [illegible] کوشش کرتا ہو اور **مستصوف** وہ ہے جسنے اپنے آپ کو صوفیوں کی طرح بنا رکھا ہو [illegible] اسکے طالب دنیا ہو۔ جنید اور سنتری رحمہا اللہ نے کہا ہے کہ صوفی وہ آدمی ہے جو خدا کے ساتھ [illegible] متوجہ نہو اور اسکو خدا کے سوا کوئی اور نہ جانتا ہو۔ اور بعض کی رائے یہ ہے کہ صوفی وہ ہے جسے [illegible] کے خطوط

Marfat.com

نفسانی سے مار ڈالے اور اپنے مشاہدے کے ساتھ باقی رکھے۔ اور تصوف اخلاق الٰہی کے مطابق عادات اختیار کر لینے اور آداب شرع پر ظاہر و باطن کے قائم ہو جانے کو کہتے ہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ تصوف وہ صفات ہیں جنکو ہر زبان میں اچھا جانتے ہوں اور اُنکی ضد ہر زبان میں ناپسند ہو۔ اور جنید رح نے کہا ہے کہ تصوف ترک اختیار کا نام ہے اور شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حواس کی حفاظت اور سانسوں کی رعایت کا نام تصوف ہے۔ اور بعض صوفیہ کا قول ہے کہ تصوف طلب مقصود میں کوشش کرنے اور معبود سے اُنس رکھنے اور دوسری چیزوں سے ترک شغل کرنے کو کہتے ہیں۔ بعضوں نے تصوف کی یوں تعریف کی ہے دل کو صاف کرنا مخلوق کی صحبت سے اور اخلاق طبیعیہ چھوڑنا۔ اور صفات بشریہ کا مٹا دینا اور نفسانی خواہشوں سے دور رہنا اور صفات روحانی اختیار کرنا اور علوم حقیقی کو حاصل کرنا اور جو چیز ہمیشہ کے لئے اولیٰ ہے اُسکو استعمال کرنا اور تمام اُمت محمدی کو نصیحت کرنا اور واسطے اللہ کے وفا کرنا۔ اور شریعت میں رسول کا متبع ہونا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ تصوف اعتراض سے اعراض کرنے کا نام ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ تصوف کہتے ہیں شرافت کے حاصل کرنے اور تکلف کے ترک کر دینے اور ہوشیاری کے برتنے کو اور بعضوں نے کہا ہے کہ حقایق کے حاصل کرنے اور دقایق کے بیان کرنے اور خلق کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اُس سے مایوس ہونے کو تصوف کہتے ہیں اور تمام تعریفوں میں جو تعریف جامع ہے وہ ایک عارف کا یہ قول ہے کہ تصوف خیال کے صحیح کرنیکا نام ہے اور تصوف کی تعریفیں اور بھی کئی طرح سے آئی ہیں اور ہمارے نزدیک تصوف ایک ایسا اسم ہے کہ جو اُن تمام تعریفوں کو جامع ہے اس لئے کہ اوسکے مفہوم میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں ہے جو اُن تعریفوں کے ارادہ کرنیکو مانع ہو پس جس عمدہ وصف اور اچھی خصلت کے ساتھ اوسکی تعریف بیان کیجاے وہ درست ہے۔ اور صوفیہ نے کہا ہے کہ تصوف ابتدائی علم ہے اور اوسط اوسکی عمل ہے اور انتہا اوسکی بخشش منجانب اللہ ہے۔ جنید رح نے کہا ہے کہ صوفی کو چاہیے کہ زمین کی مثل ہو جائے یعنی جس طرح زمین عاجز ہے ایسی ہی وہ بھی عاجزی اختیار کرلے۔ سعدی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

در خاک نیستان برسیدم بہ عابدے ❊ گفتم مرا بتربیت از جہل پاک کن ❊ گفتا برو چو خاک تحمل کن اے فقیہ
یا ہر چہ خوانده ہمہ در زیر خاک کن ❊ اور لوائح الانوار میں مذکور ہے کہ تصوف ایک ایسا علم ہے کہ وہ اولیا کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے جبکہ اونکے دل انوار عمل قرآن و حدیث سے منور ہو جاتے ہیں پس جو شخص قرآن و حدیث پر عمل کرتا ہے اوسکو یہ علوم و آداب و اسرار و حقایق حاصل ہوتے ہیں کہ جنسے انس و جن عاجز آتے ہیں اور نظیر اسکی یہ ہے کہ جب علماء ظاہر کو عمل ان چیزوں پر کیا تو اونکو کیسے کیسے علوم و حقایق نصیب ہوئے پس تصوف بندہ کے اُن اعمال کا خلاصہ ہے جو وہ اسم شرع کے مطابق کرتا ہے اور اوسکے اعمال میں غرضوں اور حظوظ نفسانی کو دخل نہیں ہوتا۔ جو کچھ کرتا ہے خالص خدا کے لئے کرتا ہے جیسا کہ علم معانی و بیان علم نحو کا خلاصہ ہے پس جس شخص نے تصوف کو ایک مستقل علم مانا ہے اوسکی رائے صحیح ہے اور جس نے احکام شریعت میں سے شمار کیا ہے اوسکی رائے بھی درست ہے جیسا کہ علم معانی و بیان ایک حیثیت سے مستقل ہے

Marfat.com

اور دوسری حیثیت سے نحو کا حصّہ بھی ہی۔ مگر یہ بھی خیال رہے کہ علم تصوف اوسی شخص کو علم شریعت مین سے حاصل ہوا ہے جسنے اتنا تبحر علم شریعت مین حاصل کیا ہی کہ اوسکی انتہا کو پہونچ گیا ہی۔ پھر جب بندہ قوم کے طریق مین داخل ہوتا ہی اور اوسمین اُسکو تبحر حاصل ہوتا ہی تو وہان اُسکو اللہ تعالے استنباط کی قوت عطا کر دیتا ہی جو ہو بہو احکام ظاہرہ کی نظیر ہوتے ہین پس وہ طریق واجبات و مندوبات و آداب و محرمات و مکروہات و خلاف اولی مین اوسی طرح سے استنباط کرتا ہی جیسے مجتہدین کرتے ہین اور جسطرح مجتہد کا کسی بات کو اپنی رائے سے مقرر کر دینا باطل ہی جب تک شرع نے اوسکی نسبت صراحت نہ کی ہو اسی طرح کسی اہل اللہ کا کسی بات کو مقرر کر دینا اپنی طرف سے جب تک شرع مین وہ بات موجود نہو بالکل بیکار ہی ظاہر ہی کہ یہ بزرگوار شرع کے سب معاملات مین صاحب عدالت ہین اونکو اللہ نے اپنے دین کے لئے منتخب کیا ہی پھر کیسے اہل اللہ کے علوم مین وہ بات ہو جو شرع سے خارج ہو شرع نے تو اونکو ہر لحظہ اللہ سے ملایا ہی پھر اونکے علوم کیسے شرع سے خارج ہو سکتے ہین جو لوگ علم تصوف کو شرع سے خارج جانتے ہین وہ اس کوچہ سے نابلد ہین کیونکہ تصوّف کی ایسے شخص مین صلاحیت ہی نہین ہوتی ہی علم شریعت کا ظاہر ہی پس ہر صوفی فقیہ ہی اور ہر فقیہ صوفی نہین جو لوگ صوفیہ سے انکار کرتے ہین وہ اونکے حالات سے غافل ہین مجتہدان امت نے ان بزرگون کی تعریف مین جو کہا ہی ہمکو یہی کافی ہی امام شافعی نے شبلی رائی کو اور امام احمد حنبل نے ابو حمزہ بغدادی صوفی کو اور ابو عبّاس بن شریح نے جنید بغدادی کو اور ابو عمران نے بشر کو اور امام احمد حنبل ہمیشہ اپنے بیٹے کو صحبت صوفیہ کی ترغیب دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ صوفیہ کے اخلاق ایسے ظاہر ہو پہونچے ہین جہان اَورون کو رسائی نہین۔

علم سلوک اور سالک کے معاملات

ابجد العلوم مین لکھا ہی کہ علم سلوک کا عبارت ہے وجب ایات مین سے ایسی چیزون کے بدل لینے سے جو نفس کے لئے مفید یا مضر ہین اور اسکا نام علم اخلاق اور علم تصوّف بھی ہے اور مجمع السلوک مین لکھا ہی کہ تمام علوم مین سے بہتر وہ علم ہے جسمین حقائق اور منازل اور احوال اور معاملہ اور اخلاص طاعات اور توجہ الی اللہ کا ذکر ہو اسی کو علم سلوک کہتے ہین۔ اور جو کوئی اس مین غلطی کرے اوسے چاہیئے کہ کسی سالک [illegible] اور [illegible] شرح وقایہ منیہ اور قدوری کی طرف رجوع نکرے اور علم حقائق [illegible] جیسا کہ [illegible] دریاے بے پایان مین پڑجاتا ہی اور یہی علم قلوب اور علم معارف ہی اسی کو علم اسرار اور علم باطن بھی کہتے ہین۔ موضوع اسکا اخلاق نفس ہے اس لئے کہ اس مین نفس کے عوارض ذاتی سے بحث کرتے ہین [illegible]

Marfat.com

صحیح [illegible] حب الدنیا راس کل خطیئۃ۔ یعنی دنیا کی محبت ہر سب گناہوں کا مدار ہے حب دنیا نفس کے اخلاق میں سے ایک خلق ہے جسکی نسبت یہ حکم کیا کہ تمام بری عادات کی یہ جڑ ہے اسی طرح بغض الدنیا اس کی ضد یعنی دنیا کی دشمنی پر تمام نیکیوں کا مدار ہے۔ دنیا سے بغض رکھنا بھی نفس کی ایک خصلت ہے جس کو سب نیکیوں کی جڑ بنایا ہے اور غرض اس علم سے خدا تعالے کا تقرب حاصل ہونا اور بارگاہ جل و علا میں پہونچنا ہے اور اللہ تعالے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے احسان کرے تو اسکو طریقہ سلوک عنایت کرتا ہے اور کتنی ہی عارف نکتہ کا حفظ نہ رکھے ہاں اور اللہ تعالے ذکر و فکر پر مطلع کرتا ہے کہ اس سے سالک فنا و بقا کو پہونچ جاتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ اللہ تعالے نے مجھے سلوک کا طریقہ عطا کیا اور وہ سالک اس قول میں اپنے گمان کے موافق سچا ہے۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ حقیقت ذکر و فکر سے عبارت نہیں ہے بلکہ وہ ایسی حقیقت ہے کہ ملاء اعلیٰ میں منعقد ہے کہ اللہ تعالے آسمانوں پر سے حکم کرتا ہے تو وہ حکم نازل ہوتا ہے ملاء اعلیٰ میں اور وہاں ٹھہرتا ہے پھر حکم نازل ہوتا ہے اوسکے موافق عالم ناسوت میں پس اللہ تعالے کا ایک داعیہ ہے ملاء اعلیٰ میں کہ ہمیشہ ناسوت میں اوسکی صورت اور جگہ ہے۔ جب تک وہ موجود ہے اور جب وہ طریقہ منقطع ہو جاتا ہے اور وہ داعیہ جاتا رہتا ہے تو لوگوں میں اوسکی صورت اور جگہ باقی نہیں رہتی پس اگر تمام اہل زمین جمع ہو کر بھی اس طریقہ کو معدوم کر دیں تو ہرگز نہیں معدوم کر سکتے جب تک وہ داعیہ موجود رہے اور اگر تمام اہل [illegible] کہ اس طریقہ کی کجی کو سیدھا کر دیں اور اوسکے بگاڑ کو درست کر دیں تو اونکی قدرت میں نہیں ہے

صوفی صافی اور صاحب دل کے حالات

[illegible] کہ علما کے درمیان اس بات میں اختلاف ہے کہ صوفی کس کو کہا جائے [illegible] صوفی ہے صافی مصافی کا نام ہے۔ صافی وہ ہے جس سے گناہوں اور [illegible] اور مصافی وہ ہے جو رتبہ محبت کو پہونچ گیا ہو یہانتک کہ لائق دوستی الٰہی کے ہو گیا [illegible] سے اور اسی طرح تمام پیروان انبیا کو شامل ہے۔ بعض کے نزدیک صوفی وہ ہے [illegible] اصحاب لذیذ کہتا ہے کہ مسجد نبوی میں ایک مقام سایہ دار تھا کہ وہاں وہ مساکین [illegible] اور اس جگہ کو صفہ کہتے تھے اور اوسکے رہنے والوں کو اصحاب صفہ اور صحیح بخاری [illegible] کہ وہ ستر آدمی تھے کہ کسی کے پاس کوئی چادر نہ تھی سوا ازار یا کمبل کے کہ گردن [illegible] پنڈلی تک آتی اور بعضوں کے ٹخنوں تک پہونچتی اور کبھی اہل صفہ چار سو تک [illegible] اور بعضوں نے کہا ہے کہ صوفی وہ ہے جو صاحب کشف و کرامات ہو [illegible] تک اللہ کی طرف متوجہ ہو دنیا سے قطع تعلق کر لیا ہو تمام کاموں کو اللہ کی [illegible] خیال نہ کرے اور [illegible] اور بعضوں نے کہا ہے کہ صوفی وہ ہے جس کا دل [illegible]

Marfat.com

اور خاطر گذرات و خواہشات سے صاف ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی - الا وان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ و اذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب یعنی بدن مین ایک مضغہ گوشت ہے جب وہ درست رہتا ہے تو تمام بدن درست رہتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہی تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہی اسی کو دل کہتے ہین اور صوفیہ کو **صاحب دل** کہنے کی یہی وجہ ہی بعضون نے کہا ہی کہ صوفی وہ ہی جو اس حدیث قدسی کا مصداق ہو من عادی ولیا فقد اذنتہ بالحرب یعنی جو شخص ایذا دے میرے دوست کو پس تحقیق خبردار کرتا ہون مین اسکو ساتھ لڑائی کے مگر یہ حدیث ہر نیک آدمی کے حق مین ہی - خواہ وہ عرف کے موافق صوفی ہو یا نہو

صوفیہ کے شرع سے مخالفت کرنے مین اصرار ہوتے ہین

بعض اہل علم نے کہا ہی کہ صوفیہ کی جماعت نہایت بلند رتبہ اور نہایت مطیع ہی اللہ تعالی انبیا علیہم السلام کے بعد تمام خلق سے انہین کو دوست رکھتا ہے - اور اگر اونکے کچھ قول یا فعل خلاف شرع ہوتے ہین تو وہ ظاہری ہین ایسا ہوتا ہے نفس الامر مین ہرگز وہ شرع کی مخالفت نہین کرتے اور علماے محققین نے جو اونکی توصیف مین بیان کیا ہی اس سے اونکے حال کی بخوبی توثیق ہوتی ہی چنانچہ حلیہ ابونعیم اور صفوۃ الصفوۃ ابن جوزی اور طبقات شعرانی اور طبقات رافعی وغیرہ سے اسکی بخوبی تصدیق ہوتی ہی اور صوفیہ کا خلاف شرع کے ساتھ ایسا ہی جیسے حضرت موسی کا خلاف حضرت خضر کے ساتھ کہ حضرت موسی نے حضرت خضر سے ملکر کہا کہ مین اس لئے آپ کے پاس آیا ہون کہ چند روز تمہاری صحبت مین مشرف رہون اور وہ علم کہ خدا نے تم کو بخشا ہے سیکھون - حضرت خضر نے کہا کہ آپ کا ارادہ تو اچھا ہے لیکن رفاقت ہماری تمھاری مشکل ہی اس لئے کہ شاید مین علم باطن کی رو سے ایسے کام کرون کہ ظاہر مین اسکا برا معلوم ہو اور انجام اسکا خیریت اور کرامت ہو اور بغیر حقیقت ظاہر ہونے کے تم سے صبر نہو سکیگا اور عذر کرکے مجھ سے جدا ہو جاؤگے اس لئے مصاحبت کی کیا ضرورت ہے حضرت موسی نے کہا انشاء اللہ تعالی مین صبر کرونگا اور تمھارے حکم سے نافرمانی نکرونگا حضرت خضر نے کہا کہ اگر تم میری مصاحبت چاہتے ہو تو جب تک مین تمھارے سامنے نہ کہون تب تک سوال نہ کیجو بعد اس قول و قرار کے وہ دونون روانہ ہوکر کشتی مین بیٹھے حضرت خضر نے ملاحون سے کچھ دیدہ و دانستہ تختے کشتی کے اوکھاڑ کر دریا مین پھینک دیے اور ملاحون سے کہا کہ جلد اپنی کشتی کا بندوبست کرو نہین تو ڈوب جائے گی - حضرت موسی نے فرمایا ایسی مضبوط کشتی مین سوراخ کرنا اور اتنے لوگون کو خطرہ مین ڈالنا نہایت ظلم اور خلاف شرع ہی حضرت خضر نے کہا مین نے تمسے کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نکر سکوگے حضرت موسی نے عذر کیا کہ مین نے بھولکر یہ بات کہی پھر مین نہ بھولونگا - جب کشتی سے اوتری اور شہر کے پاس پہونچی وہان لڑکے کھیل رہے تھے اونمین سے ایک حسین و طیع لڑکے کو خضر نے پکڑ کر گرا دیا اور اوسکا گلا چھری سے کاٹا - حضرت موسی نے کہا کہ بیگناہ کا قتل کرنا کسی دین و ملت مین جائز نہین تمنے یہ کیا غضب

کیا - حضرت خضر نے کہا کہ مین آگے ہی کہہ چکا تھا کہ تم صبر نکر سکوگے - پھر حضرت موسیٰ نے عذر کیا اور فرمایا کہ
ابکی بار بھول تو مجھکو اپنی مصاحبت مین مت لیجیو اور وہان سے آگے چلے رات کو ایک گاؤن مین پہونچے
موسم سردی کا تھا اُس گاؤن والون سے ضیافت مانگی اونہون نے کہا نا دیا - بھوکے پیاسے پڑے رہے
پھر کو اُسی گاؤن مین ایک دیوار ٹیڑھی گرنے کے قریب تھی - حضرت خضر نے اُسکو بغیر مزدوری کے درست
کر دیا - حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اس گاؤن کے لوگون نے بے مروتی سے طریقہ مہمان نوازی سے منہ موڑا
مناسب تو یہ تھا کہ اونسے مزدوری لیتے اور بھوک کا غلبہ دفع کرتے ایسے بے مروتون سے مروت کرنا
مناسب نہین ہے - خضر نے حضرت موسیٰ کو اپنی صحبت سے علیحدہ کر دیا اور اُن تینون کامونکی حکمت جو بظاہر
خلاف شرع معلوم ہوتے تھے یون بتائی کہ کشتی کے توڑنیکا سبب یہ تھا کہ اُس کشتی کا رستہ ایک بادشاہ ظالم
کے شہر پر تھا اور وہ مضبوط کشتیون کو چھین لیتا تھا - اس لئے اوسے توڑ ڈالا کہ بسبب عیب کے اوسکی دستبرد سے
بچے گی - اور لڑکے کے قتل کرنیکی وجہ یہ تھی کہ مان باپ اوسکے نیک اور موحد تھے اور لڑکے سے سوائے
کفر و عصیان و فساد کے کچھ وجود مین نہ آتا تو مین ڈرا کہ اوسکے کفر و فساد کا اثر مان باپ کو پہونچے گا اور وہ اوسکی
بدولت گرفتار ہونگے - اس لئے مین نے اوسے مار ڈالا - خدا اوسکے مان باپ کو فرزند صالح عنایت کریگا
اور فائدہ دیوار کے بنانے کا یہ ہے کہ وہ دیوار دو یتیمون کی ہے اور باپ اونکا مرد صالح اور متقی تھا اور اس دیوار کے
نیچے خزانہ تھا اگر وہ دیوار اب گرتی تو وہ یتیم اُس خزانہ سے بے نصیب رہتے اس لئے مین نے بموجب
الہام ربانی کے اُس دیوار کو بنایا کہ بعد اونکے بالغ ہونے کے اگر گرے گی تو خزانہ اونکے ہاتھ لگے گا - اور حضرت
عمر نے جمعہ مدینہ مین منبر پر خطبہ مین کہا یا ساریۃ الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف سے ہوشیار ہو جاؤ
دوسرے صحابہ نے اونکی نسبت کچھ اور گمان کیا جب یہانتک خبر آئی کہ ساریہ نے ملک شام مین اونکی آواز سنی اور اونکے
حکم کے موجب دشمنون پر فتحیاب ہوئے تو صحابہ اُس محل کی حقیقت کو پہونچے - اور اس قسم کے بہت سے معاملات
ہین جو ثقہ لوگون سے نقل کئے ہین کہ وہ حد تواتر کو پہونچ گئے ہین - اور بعض صوفیہ پر محبت کا اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ عقل
کا کچھ دخل نہین رہتا پس ایسی حالت مین تجاوز حد شریعت واقع ہونا قابل معذوری ہے -

اور علمائے ظاہر کی جماعت نے صوفیہ کی بڑی ہجو کی ہے اور بہت کچھ تلخ باتین اونکی نسبت لکھی ہین - اور بعض علمائے ظاہر نے
جو اُن سے کسی خلاف کلام صادر ہوتے دیکھا یا کوئی اُنکا ایسا کام جو ظاہر علم کے خلاف تھا یا کوئی دعوی غیر مناسب
[illegible] چیزونکا ظاہر ہونا یا دوسرے کا باتین کرنا تو صوفیہ کی تکفیر کرنے لگے حالانکہ یہ ساری چیزین
[illegible] اور اونکے نزدیک ممنوع ہین - سیوطی سے نقل کیا ہے کہ اونہون
نے بیداری مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا اور اس بات پر قدرت رکھتے تھے کہ حرم مین نماز

Marfat.com

ادا کرلیتے حالانکہ مصر مین مقیم تھے ۔ تحقیق یہ ہے کہ جو کوئی اہل کرامات مین سے ہے وہ اللہ کے نزدیک [illegible]
اوسکی تعظیم کرنا چاہیئے اور جو بناوٹ سے اونمین اپنی جان کو داخل کرتا ہے اور لوگون کو فریب دیتا ہے اوسپر [illegible]
گناہ کا وبال اور عذاب ہے ۔ اور علما کی تیسری جماعت ایسی بھی ہے کہ وہ صوفیہ کے حالات سے کچھ تعرض نہین
کرتے نہ برا کہتے ہین نہ اچھا کیونکہ اونہون نے دو چیزین دیکھین ۔ ایک کرامات جو صدق پر دلالت کرتی ہین
دوسرے بعضے کام اونکے خلاف شرع پائے ۔ بہتر یہی ہے کہ جب تک صوفیہ کے حالات کی حقیقت اچھی طرح نہین
کھلتی اور اونکے طریقے مین سلوک حاصل نہین ہوتا اُسوقت تک اُنکی شان مین خوض کرنا بے فائدہ ہے ۔

صوفیہ کی قسمین

صوفیہ تین قسم کے ہوتے ہین (۱) ظاہر (۲) مشابہ ساتھ اُنکے ۔ مگر اُنکے عقل و حال پر تغیر آجاتا ہے (۳) اہل خرابات
کہ پہاڑونکے غارون اور جنگلون مین رہتے ہین لوگون سے بھاگتے ہین ۔ یہی لوگ ایسے ہین کہ جنہون نے دنیا پر
لات ماری ہے اور اس دار فانی کو بے حقیقت جانکر اُسے طلاق دیدی ہے پھر اونکی دو قسمین ہین ۔
(الف) طالب و مطلوب ۔ (ب) قاصد و مجذوب ۔ طالب وہ قاصد وہ ہے کہ قرب و محبت الٰہی کے اسباب
مین کوشش کرتا ہے ۔ اور رب کی مراد کا متبع رہتا ہے اور عبادات کے ذریعے سے نفس کی صفات چاہتا ہے
اور جو راستہ مطلوب کی طرف پہونچا سکتا ہے اوس مین مشغول رہتا ہے ۔ اس قسم کے صوفیہ اکثر ممالک مین پائے
جاتے ہین اور طالبین انکے پاس پہونچ کر اُنسے فیض باطنی حاصل کرتے ہین اور وہ صوفی ان طالبون کے نفوس
کی تعلیم و تہذیب کرتے ہین اور اُنکے رتبے و حالات بدلتے رہتے ہین یہانتک کہ یہ طالبین بھی اوس مرتبہ پر پہونچ
جاتے ہین اور کبھی تہ نہایت کو نہین پہونچ سکتے اور طالب و مجذوب اُس صوفی کو کہتے ہین جسکو بغیر تصفیہ باطنی کے
شروع ہی سے اللہ کی جانب سے اس مرتبہ عظمیٰ کی توفیق عطا ہو جائے ۔ اسی لئے کہا ہے کہ جذبات حق تعالیٰ مین
ایک جذبہ بھی ثقلین کی عبادت سے بہتر ہے اور مجذوب کی حالت طالب کی حالت سے بڑھا ہوا ہوتی ہے [illegible]
کہ طالب کے لئے منزل مقصود تک پہونچ جانا ضرور نہین کبھی پہونچ جاتا ہے اور کبھی باوجود محنت و ریاضت کے نہین پہونچتا

ارباب طریقت سے دعا لینا چاہیئے

علم تصوف کے رستے مین انوار الٰہی کی قندیلین روشن ہین فیض اُنمین بجیہ ہین ماہ سے ماہی تک [illegible]
حالات اسی مین کھلتے ہین اسی رستے کے چلنے والے دریائے یقین مین غرق ہو جاتے ہین [illegible]
ہین اور جو کچھ دیکھتے ہین حق دیکھتے ہین ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے [illegible]
ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا تھا واشوقاہ الی لقاء اخوانی من بعدی ۔ اُنکے دل [illegible]
حرف سے پاک ہے انکے آئینہ دل پر کبھی زنگ نہین آتا انکا بادہ توحید بے رنگ ہے ۔ غلام [illegible]

Marfat.com

کہ زیر چرخ کبود + زہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزادست + یہ قوم بہت بڑی غلطی رکھتی ہی انکو شاید حق اسطرح
حاصل ہوتا ہی جیسے لوگ چودھوین رات کے چاند کو دیکھتے ہین ؎ تا من خبر از طور تصوف دارم + بر ناصی عمر
خود تاسف دارم + چون ترک تکلفات رسمی کردم + صد عیش و نشاط بے تکلف دارم + پس ایسے غریب اولیاء اللہ
کے انکار سے بچ جانا ممکن ہو سکے - انسے حسن عقیدت رکھ - شیخ محی الدین نے فتوحات کے باب ثانی و سوم مین
لکھا ہے کہ شیخ ابو یزید نے ابو موسی دیلمی سے کہا کہ اے ابو موسی اگر تجھکو کوئی ایسا آدمی ملے جو ارباب طریقت کی
باتون کا ماننے والا ہو تو اُس سے اپنے حق مین دعا کرا کہ بے شبہ دعا اوسکی مستجاب ہی - تم حضرت موسی علیہ السلام
سے افضل نہین ہو دیکھو اونکو حضرت خضرؑ کے ساتھ کیا معاملات پیش آئے -

جو کچھ اولیا پر نقص ثابت کرتے ہین اُس سے المضاعف اور فرقہ اسلام پر متوجہ ہے

بزرگونکا قول ہی کہ علما کے سامنے زبان کی محافظت چاہیئے اور سلاطین کے آگے آنکھ کی - اور اولیا کے سامنے دل کی
؎ دل نگہ دار ید اے بیحاصلان + در حضور حضرت صاحبدلان + اگر یہ لوگ مال کی طرف رغبت کرین
تو یہ راحت فقر کے لئے ہی انکو اس سے کوئی حرج نہین - قرآن مین اللہ انہین کے حق مین فرماتا ہی رجال لا تلہیھم
تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ یعنی وہ مرد ہین کہ نہین غافل ہوتے سودا
کرنے مین نہ بیچنے مین اللہ کی یاد سے اور نماز کھڑے رکھنے سے اور زکوۃ دینے سے اور دوسری جگہ نیکون
مین فرمایا ہے مما رزقناھم ینفقون - یعنی ہمارا دیا خرچ کرتے ہین کبھی پانی چشمہ سے قوت کے ساتھ نکلتا ہی
اور کبھی اوسپر گرتا ہی پانی کب چاہتا ہی کہ گھاس چشمہ کی طرف جاوے تو یقین اُس پانی کی طرح ہی اور عارفون کا
دل چشمہ کی طرح اور دنیا کی طرح امام احمد غزالی سے جو امام حجۃ الاسلام غزالی کے بھائی اور عین القضاۃ ہمدانی
کے پیر ہین - ایک شخص نے کہا کہ تم اپنی جان کو درویش سمجھتے ہو اور کئی طویلے گھوڑے اور خچرون کے رکھتے ہو
فرمایا کہ مین نے اونکی میخ مٹھی مین گاڑی ہی دلمین نہین گاڑی - جن لوگون نے مطلقاً اولیا سے انکار کیا ہے وہ اپنے
اجتہاد مین مخطی ہین - اس لئے کہ اس کام مین اسم و رسم کو مدخل نہین - دل کی حالت اور اسلام کی علامت اور یوم
ایمان رکھنا ظاہر مین اور احسان کے ساتھ قرین ہو - باطن مین یہی کافی ہی اللہ تعالے صورت کو نہین دیکھتا سیرت
چاہتا ہے اور جو کچھ اولیا پر نقص و جرح ثابت کرتے ہین اُس سے المضاعف اور طوائف اسلام پر بھی متوجہ ہے
شیطان رجیم جو خون کی طرح انسان کی رگون مین جاری ہی اوسنے کسی جماعت کو علما و قرا و وعاظ و فقہا و شعرا
و سالکان طریقت مین سے اپنے کام سے بیکار نہین رکھا جس طرح ممکن ہوا ہر ایک کو ہر طرح کے راہ گمراہی و بدعت

Marfat.com

مین ڈالدیا ہے صرف صوفیہ کا کیا قصور ہے کہ اونھین پر سارے اعتراض ختم کرتے ہین شریک کی خست نے سب مین
اثر کیا ہے یہ بالکل انصاف کے خلاف ہے کہ ایک خاص طریقے کو برا کہنا اور اُن طریقون کی مدح کرنا جن مین آپ مبتلا ہین ؎
تا کہ ملامت غرۂ اشکبار من ✦ یکبار ہم نصیحت چشم سیاہ خویش ✦ محدث ابو الفرج ابن جوزی نے کتاب تلبیس
ابلیس مین صرف اسی قوم کے زلات و خرابات کو نہین بیان کیا ہے بلکہ جمیع طوائف اسلام کی روایات و حکایات
تلبیسات کو ذکر کیا ہے اور ہر ایک قوم کے غرور اور مکر و کید اور ریاکاری و فتنہ پردازی کا پردہ کھولدیا ہے۔

حدیث من عادلی ولیا کی شرح

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اولیاء اللہ کی جب توصیف کی ہے تو ہم لوگون کی کیا مجال کہ علی الاطلاق اولیاء
کی مذمت کرین اور اونسے دشمنی پیدا کرکے اللہ سے حرب کا بیڑا اوٹھائین۔ بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ سے
روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے **من عادلی ولیا فقد
اذنتہ بالحرب** یعنی جو شخص عداوت رکھے میرے ولی سے پس تحقیق خبردار کرتا ہون مین اُسکو ساتھ
لڑائی کے۔ اللہ نے اپنے ولی کی عداوت کو اپنی عداوت کی برابر قرار دیا اور بسبب عداوت ولی کے اپنی لڑائی
کے ساتھ خبردار کیا۔ پس ولی سے عداوت رکھنے والا گویا کہ اللہ سے لڑنے والا ہے۔ علما کہتے ہین کہ کوئی گناہ
ایسا نہین جسکے کرنے والے کو اللہ نے فرمایا ہو کہ مین اُس سے لڑنے والا ہون سوائے اس گناہ کے اور بیان
کھلنے کے کہ اُس مین بھی یہی فرمایا ہے **فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ** یعنی خبردار ہو جاؤ لڑنے کو
اللہ سے اور اُسکے رسول سے۔ پس معلوم ہوا کہ ان دونون مین خطر عظیم ہے اس لئے کہ اللہ کی لڑائی جسکے
سے اُسکے خاتمۂ بد پر دلالت کرتی کیونکہ جس سے اللہ لڑا انھین فلاح پاتا وہ کبھی اور اس حدیث کے مضمون کی تاکید
و تاکید اس حدیث صحیح کے ساتھ ہوتی ہے جو ابو ہریرہ سے صحیح مسلم مین مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالے
قیامت کے دن فرماوے گا۔ اے بیٹے آدم کے مین بیمار ہوا اور تو نے میری عیادت نکی۔ بندہ کہے گا کہ
مین تیری عیادت کسطرح کرتا تو تو رب العالمین ہے۔ اللہ فرماویگا کہ میرا فلان بندہ بیمار ہوا تو نے اسکی عیادت کی
اگر تو اسکی عیادت کرتا تو مین تجھسے خوش ہوتا۔ ثواب عطا کرتا پھر فرماویگا اے آدم کے بیٹے مین نے تجھسے کھانا مانگا تو نے
مجھکو نہ کھلایا۔ بندہ کہے گا اے رب مین تجھکو کسطرح کھانا کھلاتا تو رب العالمین ہے۔ اللہ پاک فرماویگا تجھسے
فلان بندے نے کھانا مانگا تھا تو نے اسکو نہ کھلایا اگر تو اُس کو کھانا کھلاتا تو مین تجھسے خوش ہوتا ثواب دیتا
پھر فرماوے گا اے آدم کے بیٹے مین نے تجھسے پانی مانگا تو نے مجھکو پانی نہ پلایا۔ بندہ کہے گا۔ اے رب مین تجھکو
کس طرح پانی پلا سکتا تو تو رب العالمین ہے۔ اللہ فرمائیگا میرے فلان بندہ نے پانی مانگا اور تو نے اُسکو پانی
نہ دیا کیا تجھکو یہ معلوم نہ تھا کہ اگر تو اُسکو پانی پلاتا تو اُسکا ثواب مجھسے پاتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ

Marfat.com

ان درجات کو پہونچتے ہین - پھر جو کوئی اونکے ساتھ عداوت ظاہر کریگا تو وہ اللہ تعالے کے مخالفین مین سے ہوگا - اور اللہ اپنے مخالف سے وہ معاملہ کریگا جو ایک دشمن دشمن کے ساتھ کرتا ہے محمد بن علی شوکانی نے اس حدیث قدسی کی شرح بڑی تفصیل سے لکھکر اس کتاب کا نام قطر الولی علی حدیث الولی رکھا ہے اور دار و مدار جملہ کاروبار صوری و معنوی طریقۂ صوفیہ کا سلف سے خلف تک اسی حدیث پر رہا ہی کہتے ہین کہ اس حدیث کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا واسطے فرشتے کے خود رب العزۃ سے سنا ہی یا بذریعہ فرشتے کے کہا ہے کہ راجح قول اول ہی - صحاح مین لکھا ہے کہ ولی ضد ہی عدو کی یعنی ولی دوست کو کہتے ہین اور اوسکے مقابل مین دشمن ہی پس ولایت عداوت کی ضد ہے - اصل ولایت کی تقرب اور محبت ہی جیسا کہ اہل لغت نے بیان کیا ہے اور اصل عداوت کی بغض و دوری ہی - فتح الباری مین کہا ہی کہ ولی سے مراد یہ ہے کہ اللہ کا جاننے والا ہو - اوسکی طاعات پر مواظبت رکھتا ہو اوسکی عبادت اخلاص سے کرتا ہو - ابن ہبیرہ نے کہا ہی کہ معنی عادلی ولیا کے یہ ہین عاداہ من اجل ولایتہ یعنے اللہ کہتا ہے جو میری دوستی کی وجہ سے کسی کو ایذا دے تو مین اسکو لڑائی کے لئے خبردار کرتا ہون - ابن حجر نے کہا ہی کہ یہی معنی معتمد ہین اور جو کوئی مقدمہ ماون یا خونون کا اولیاء اللہ مین پیدا ہو یا ایک ولی اور ایک غیر ولی مین ایسا قصہ کھڑا ہو اور حاکم شرع کی رو سے اوسے فیصل کرے تو اس حکم عداوت مین وہ داخل نہین اور حاکم پر جو شرع کا تابع ہی گناہ نہین ہان جو شخص ولی سے مقدمہ کرتا ہی اور اسکا معلوم ہی کہ میرا یہ دعوی غلط ہی وہ اللہ کے اس فرمان مین داخل ہی کیونکہ جھوٹا دعوی کرنا سراسر ولی کے ساتھ عداوت ہی - پس ایسا شخص خدا کی طرف سے لڑائی کا مستحق ہی اور قاضی نے کہ اپنے گمان مین قرآن و حدیث کے موافق حکم کیا اور بحث و تلاش مین اجتہاد کیا اور حکم کرنے کی اہلیت بھی رکھتا تھا اس سے کوئی حکم ولی پر جاری ہونا معاداۃ نہین کیونکہ شرع کی اتباع سب پر لازم ہی - ولی اور غیر ولی دونون پر اسکی تعمیل ضروری ہی اور مجتہد کا کبھی حکم خطا ہوتا ہے کبھی صواب اور خطا پر بھی اسکو اپنے اجتہاد کی محنت کا ایک اجر ملتا ہے پس جو کوئی حکم سے خروج کرے وہ کافر ہی اور جو یہ خیال کرتے ہین کہ اولیا کا رستہ خدا کی طرف قرآن و سنت کے علاوہ ہی وہ غلطی پر ہین - بہت سے آدمیون نے یہ غلطی کی ہی اور لفظ شریعت کو دونون معنی کے لئے شامل سمجھا ہی اور من عادلی مین لفظ لی جسکے معنی میرے کے ہین ولی پر مقدم واقع ہوا ہے - اس مین ایک بڑا فائدہ ہی وہ یہ کہ ولی اللہ تعالے کی ذات کے ساتھ مخصوص ہی نہ غیر خدا کے ساتھ بعدیہ علم معانی کا نکتہ ہے اور ولی کو جو اللہ پاک نے اپنی ذات کی طرف منسوب کیا اسمین اوسکے لئے بڑی رفعت کا مقام ہے اور ابن ابی الدنیا اور ابو نعیم نے حلیہ مین اور بیہقی نے زہد مین اور احمد نے بھی باب الزہد مین جو بی بی عائشہ سے روایت کی ہے اوس مین بجائے عادلی ولیا کے آذنتہ لی ولیا ہے - یعنی جو شخص کہ ایذا دے

میرے ولی کو اور ایک اور روایت میں لفظ من اذی ہے اور اسکی اسناد میں عبدالواحد بن میمون عروہ سے ہے اور وہ منکر الحدیث ہے لیکن طبرانی نے اسکو عروہ سے دوسرے طریق سے روایت کیا ہے کہ یعقوب نے مجاہد سے اور اوسے عروہ سے روایت کی اور آذنتہ بدا اور بغیر بدا کے دونوں طرح آیا ہے اور معنی اسکی یہ ہیں کہ خبردار کرتا ہوں میں اوسکو اور اس میں ایک قسم کی تہدید اور دھمکی ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ ولی سے عداوت نکرنا چاہیئے اور اسکو ایذا نہ دینا چاہیئے اور ایک روایت میں بالحرب کی جگہ بحرب آیا ہے اور معاذ سے ابن ماجہ نے اور ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں یوں روایت کیا ہے من عادلله ولیا فقد بارز الله بالمحاربة یعنی جو شخص کہ دشمنی رکھے خدا کے کسی دوست سے پس تحقیق مقابلہ کیا اللہ کا ساتھ لڑائی کے اور طبرانی اور بیہقی نے ابوامامہ کی حدیث میں باب الزہد میں سند ضعیف کے ساتھ فقد بارزنی بالمحاربة یعنی مقابلہ کیا مجھسے ساتھ لڑائی کے روایت کیا ہے اور میمونہ کی حدیث میں قد استحل محاربی یعنی حلال کیا میرا گناہوں کو ہے۔ اور ابن منبہ کی روایت میں من اهان ولی المومن فقد استقبلنی بالمحاربة یعنی جس نے میرے دوست مومن کی توہین کی اوسنے سامنا کیا میرا لڑائی کے ساتھ واقع ہے۔ فتح الباری میں کہا ہے کہ محاربہ باب مفاعلت سے ہے جس میں جانبین سے حرب کا ہونا چاہیئے اور جبکہ خالق کی قید میں ہے تو بندہ کو اللہ سے حرب کیا مجال ہے تو پھر بیان لفظ محاربہ کے کیا معنی لئے جائینگے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ یہ کلام ایسا ہے کہ اسکو ایک صورت ہے اس لئے کہ لڑائی عداوت سے پیدا ہوتی ہے اور عداوت مخالفت سے پیدا ہوتی ہے اور جب کہ انہا ہلاکت ہے اور خدا پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا تو گویا یہ معنی ہونگے فقد تعرض لاهلاکی ایاه یعنی درپے ہوگیا واسطے ہلاک کرنے میرے کے اوس کو حرب کو استعمال کیا اور مراد اوسکی معنی لازمی ہیں۔ اصل میں یعمل العدو المحارب یعنی میں کرونگا اوسکے ساتھ وہ جو کرتا ہے دشمن لڑنے والا اور یوں بھی جواب ہو سکتا ہے کہ اگرچہ مفاعلت کا صیغہ استعمال کیا مگر مراد اس سے لڑائی کا وقوع دونوں طرف سے نہیں ہے اور یہاں محاربہ خاص خدا کی طرف سے لڑائی کا واقع ہونا ہے۔ جیسا کہ لفظ قد اذنته بالحرب اوسپر دلالت کرتا ہے اور یہ معنی کہ بندہ اللہ کا جب معاذ اللہ دشمنی اولیاء اللہ کے ہوگیا تو بمنزلہ ایسے آدمی کے ہوگیا جسنے اپنے نفس کے ساتھ لڑائی کے لئے قایم کیا اگرچہ اوسکی قیمت میں ہے اور اتنی مجال نہیں رکھتا کہ اس سے لڑائی کرسکے لیکن شیطان نے یہ خیال باطل پیدا کردیا پس وہ اس شخص کا دشمن بنگیا۔ جسکے ساتھ محبت رکھنے کے لئے اوسکو حکم ہے باوجود اسکے کہ جانتا تھا کہ اس عداوت پر اللہ مجھسے ناراض ہوگا اور نجات ممکن نہیں۔ خاکسار نے کہا ہے کہ اس حدیث میں پوری تہدید اس بات کی ہے کہ جس سے اللہ محاربہ کرتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے اور یہ اعلی درجہ کا مجاز ہے اس لئے کہ جب جانے اس شخص کو جسکو اللہ دوست رکھتا ہے تو اوس نے اللہ سے مخالفت کی اور جس نے اللہ سے مخالفت کی اوسکو

Marfat.com

اللہ نے دشمن جانا اور جسے اللہ نے دشمن جانا اوسے اللہ نے ہلاک کیا اور جب کہ یہ بات دشمن کے حق مین ہی تو جو اولیا سے دوستی رکھے گا اللہ اوسکو بزرگی عطا کریگا اوسکے ساتھ مہربانی سے پیش آئیگا۔ طوفی نے کہا ہی کہ جبکہ ولی اللہ اُن آدمیون مین سے ہی جسے اللہ نے بوجہ تقوی اور طاعت کی دوست رکھتا ہی تو اللہ اسکو نصرت و حفاظت کے ساتھ دوست رکھے گا اور عادت اللہ اسپر جاری ہی کہ دشمن کا دشمن دوست ہی اور دشمن کا دوست دشمن ہی۔ اور دوست کا دشمن بھی دشمن ہی تو اولیاء اللہ کا دشمن اللہ کا دشمن ہے۔ پس جس نے اولیا کو دشمن رکھا وہ مثل اوسکے ہی جسنے اونسے لڑائی کی اور جسنے اونسے لڑائی کی سوا اسکے نہین کہ اوسنے اللہ سے لڑائی کی۔ فتح الباری مین لکھا ہے کہ اس حدیث سے شان ولی کی عجیب عظمت ظاہر ہوتی ہی اس لئے کہ وہ اپنی تدبیرین سے نکلکر اللہ کی تدبیر مین داخل ہوگیا اور اُسکو اپنی جان کی آپ مدد کرنے کی ضرورت نرہی بلکہ اللہ اوسکی مدد پر کھڑا ہوگیا۔ کیونکہ اوسکو اللہ پر بخوبی توکل ہی انتہی۔ اور حق بھی یہ ہے کہ ولی کی عظمت مرتبہ مین کوئی شبہ نہین۔ اس لئے کہ اللہ اُسکا سمع وبصر و ہاتھ پاؤن ہوجاتا ہے جیسا کہ ایک حدیث مین آیا ہے کنت سمعہ الذی یسمع بہ الخ اور جبکہ اللہ اوسکا ہاتھ پاؤن سمع اور بصر بن گیا تو وہ اپنی تدبیر سے نکل گیا اللہ خود اوسکی تدبیر کریگا اور جبکہ اللہ نے دشمن ولی کو حرب کا اذن دیا تو وہ ضرور واقع ہونیوالا ہی جلدی ہو یا دیر مین اور دشمن کی ذات مین ہو یا مال مین یا اولاد مین ان سب پر اللہ کی لڑائی ولی کے دشمن کے ساتھ صادق آتی ہے۔

اشراق اور اشراقیونکی تحقیق اور بعض حکمای اسلام کا بیان

طریق اشراق درمیان تفکر و تصوف کے برزخ ہی اور اشراقیونکی تحقیقات شریف و لطیف ہوتی ہین اور مکاشفات صوری و معنوی انکو حاصل ہوتے ہین اور متقدمین حکما سارے اشراقی تھے اور بعض انبیا ہین اور بعض اولیا اور علوم حکمت کو اونہون نے وحی و الہام سے معلوم کیا ہی۔ کہتے ہین کہ آغاثاذیمون شیث علیہ السلام ہین اور ہرمس ہرامسہ ادریس علیہ السلام ہین انہین نے احکام نجوم و طلسمات و طب کو جمع کیا ہے۔ حضرت لقمان اونکے شاگرد تھے اور فیثاغورس حضرت سلیمان کا شاگرد تھا اور افلاطون حکمای اشراقی کا خاتم ہی اور ارسطو اسکا شاگرد تھا اور شیخ شہاب الدین ابو الفتح یحیی سہروردی معروف بہ شیخ مقتول کہ مرید مولانا شمس الدین تبریزی کے ہین اُنھون نے حکمت اشراقیہ کو اسلام مین رونق دی اور مرتاض و قلندر و مسافر تھے۔ تلویحات مین اونھون نے لکھا ہے کہ مین نے ارسطو کو خواب مین دیکھا وہ افلاطون کی بہت کچھ مدح و ثنا کرتا تھا مین نے پوچھا کہ فلاسفہ اسلام مین سے کوئی بھی اوسکے مرتبہ کو پہونچا ہے۔ جواب دیا کہ اوسکے مرتبہ کو پہونچنا تو بڑی بات ہی اوسکے مرتبہ کے ہزار یا ستر ہزار جزون مین سے ایک جز کو بھی انمین سے کوئی نہین پہونچا۔ پھر مین نے اُن لوگون کا نام لیا

Marfat.com

جنہین مین جانتا تھا اوس نے کسی کی طرف التفات نکیا اور جب ابو یزید بسطامی اور ابو محمد بن سہل بن عبد اللہ
تستری اور جنید بغدادی وغیرہ صوفیہ کا نام لیا تو خوش ہوگیا اور کہا کہ یہ لوگ بے شک فلاسفہ و حکمای
بری ہین علم رسمی سے نکل گئے ہین اور علم حضوری والتمالی وشہودی کو پہنچ گئے ہین اور عالیق ہیولی
مشغول نہ تھے ان لوگون کی جنبش بھی وہین سے ہے جہان سے ہماری ہے اور انکی باتین بھی وہین سے
ہین جہان سے ہماری ہین۔ مولانا قطب الدین علامہ نے شرح حکمۃ الاشراق مین لکھا ہے کہ افلاطون کہتا ہے
کہ خلوت اختیار کی مین نے اور ریاضت کی مین نے اور خلع بدن کرکے طبیعت کے لباس سے مجرد ہوا مین اپنے
اپنے مین ایک عجیب حسن و غریب نور پایا مین نے اور اپنے آپکو اجزاے عالم روحانی مین سے پایا مین نے
اور صاحب تاثیر تھا مین پھر ترقی کی مین نے حضرت ربوبیت تک اور ایک نور شاہد کیا مین نے جسکا وصف
نہ زبان سے ادا ہوسکتا ہے اور نہ کان اسکا وصف سن سکتا ہے۔ ناگاہ میرے اور اوسکے نور کے درمیان
مین فکر حجاب واقع ہوگئی۔ اور مین تعجب مین پڑگیا کہ کس طرح اس عالم سے منزل کیا ہوں مین۔ اور افلاطون
اونہین علوم کو بکار آمد جانتا ہے کہ جو انسان کو درجہ الوہیت تک پہنچا دینے کی صلاحیت رکھتے ہین عالم
کہ کوئی علم ایسا ہے یا نہین ہے مگر کہ افلاطون ہی اس کا علم ہے۔ جس سے انسان ترقی کرکے عالم بالا مین
شامل ہوجائے۔ تزکیہ روحیہ کی طرف تمام تعلیمات افلاطون کو پہنچتی ہین اور ظاہر ہے کہ علم
انسان کسی طرح کا نفع جسمانی اوٹھائے انہین سب تعلیمات روایت کے سبب حکمای اسلام اس حکیم نامدار
کی طرف اشراقیت کی نسبت کرتے ہین۔ کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ حکماے اشراقین بعد تزکیہ نفس
اس جسم سے درک حالات پر قادر ہوجاتے تھے کہ علوم حکماے شائین یا عوام کو آثار جسمانیہ اور ارواح
اور ہے مثلاً اگر دو شخص حکماے اشراقین مین سے چاہین تو سیکڑون کوس سے تعلیم قلبی کے ساتھ ہم کلام
ہوسکین انموذج العلوم کے پانچوین مسئلہ مین جو حدوث عالم کے باب مین ہے محقق دوانی نے لکھا ہے۔ نقل
عن افلاطون القول بحدوثہ یعنی افلاطون کا مذہب اس باب مین یہی ہے جو اہل اسلام کا ہے
کہ عالم حادث ہے قدیم نہین اور اوسکے قول کی یون تاویل کرنا کہ مراد حدوث سے زمانی نہ ذاتی
نہ زمانی درست نہین کیونکہ حدوث ذاتی کی تو تمام فلاسفہ قائل ہین اسلیے افلاطون کی کتاب
اور شیخ مجد الدین بغدادی خلیفہ نجم الدین کبری نے جو ۶۱۶ھ مین فوت ہوئے ہین کہا ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور اونسے عرض کیا کہ حضرت بندہ کا حسن ظن ہے کہ آپ
کیا ارشاد فرماتے ہین فرمایا کہ وہ ایک آدمی ہے اوسنے ارادہ اس بات کا کیا کہ ہمارے ذریعہ سے اللہ تعالی
مل جاے پس ہمنے اپنے ہاتھ کو اوسکی آنکھ پر دیا جس سے وہ تصرف مین جا پڑا۔ مولانا جمال الدین محمد

ہین کہ مین نے خواب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور ابن سینا کے باب مین کیا فرماتے ہین فرمایا کہ وہ ایک آدمی ہے کہ اُسکو اللہ نے علم پر گمراہ کردیا پھر مین نے عرض کیا کہ آپ شہاب الدین مقتول کے حق مین کیا فرماتے ہین - جواب دیا کہ وہ میرے متبعین مین سے ہے پھر مین نے عرض کیا کہ حضور فخر الدین رازی کے حق مین کیا فرماتے ہین کہا وہ ایک شخص معاتب ہے پھر مین نے عرض کیا حجۃ الاسلام غزالی کے حق مین آپ کیا فرماتے ہین کہا وہ ایک آدمی ہے کہ اپنے مقصود کو پہونچ گیا ہے - پھر مین نے عرض کیا کہ آپ امام الحرمین جوینی کے حق مین کیا ارشاد کرتے ہین - کہا وہ اُن آدمیون مین سے ہے جنہون نے میرے دین کی مدد کی ہے - پھر مین نے عرض کیا کہ حضور ابوالحسن اشعری کے حق مین کیا فرماتے ہین جواب دیا انا قلت وقلی صدق الایمان والحکمۃ یمانیۃ یعنی اپنی حیات مین کہہ چکا ہون اور وہ قول میرا صحیح ہے کہ ایمان یمن کا ہے اور حکمت بھی یمن کی ہے بخاری و مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے الایمان یمان والحکمۃ یمانیۃ اور دارمی نے یہ لفظ ابن عباس سے روایت کیا ہے یہ شیخ ابوالحسن اشعری ابوموسی اشعری کی اولاد مین ہین اور اشعر یمن کا ایک قبیلہ ہے - حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ سے ابوموسی اشعری اور اونکے دوستون کی مدح کی تھی جسکا ظہور اور وصول شیخ ابوالحسن اشعری کی وراثت سے ہوا جو اہل سنت وجماعت کے رئیس ہین فائدہ بعض حکمای اسلام مثل ابوالفرابی وابوعلی وغیرہ کو ساری فرقہ ہای اسلام سے تین مسئلون مین خلاف ہے (۱) حشر اجساد کے منکر ہین (۲) کہتے ہین کہ اللہ تعالی کو جزئیات کا علم نہین ہے بلکہ اونکو وجہ کلی پر جانتا ہے (۳) عالم کو قدیم جانتے ہین نہ حادث -

ولی - اقسام ولایت عامہ و خاصہ - ولایت انبیا و اولیا مین فرق

مفاتیح الاعجاز مین لکھا ہے الولی ھو العارف باللہ وصفاتہ بحیث ما یمکن المواظبۃ علی الطاعۃ المجتنب عن العاصی المعرض عن الانہماک فی اللذات والشھوات ولی اُسکو کہتے ہین جو پہچاننے والا ہو ذات الہی کو اور صفات کو اوسکی جسقدر کہ ممکن ہو مداومت کرنیوالا ہو عبادت کی - بچنے والا ہو گناہون سے - روگردان ہو دنیا سے دریاے لذات و شہوات مین قیصری نے تعریف ولی کی شرح فصوص کے مقدمہ مین یون لکھی ہے الولی ھو المتولی من اللہ الباقی بہ مولانا جامی نے نفحات الانس مین کہا ہے کہ ولایت مشتق ہے ولی سے اور ولی دوست کے معنی مین ہے - اور ولایت دو قسم پر ہے عامہ اور خاصہ ولایت عامہ شامل ہے تمام اہل ایمان کو چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمات الی النور اللہ دوست رکھتا ہے اُن لوگون کو جو ایمان لائے نکالتا ہے اونکو تاریکیون سے طرف روشنی کے یعنی شک سے طرف یقین کے باصفات

Marfat.com

بشریت سے طرف صفات ربوبیت کے۔ عام مومنین بھی اللہ کے دوست اور ولایت عامہ میں شریک ہیں
اور ولایت خاصہ خاص ہے ارباب وصال اور اصحاب سلوک کے لئے اور مراد ولایت خاصہ سے فنا ہونا
بندے کا حق کی ذات میں اور باقی رہنا اوسکا ساتھ اوسکے ہے پس تعریف ولایت خاصہ کی یہ ہوئی
ھو الفانی فیہ والباقی بہ اور فنا مراد ہے انتہای سیر الی اللہ سے اور بقا عبارت ہے ابتدا سیر فی اللہ
سے۔ سیر الی اللہ اسوقت تمام ہوتی ہے کہ سالک اپنے بیابان وجود کو قدم صدق سے یکبار طے کرے اور
سیر فی اللہ جب حاصل ہوتی ہے کہ خدا تعالے بندے کو بعد فنا سے مطلق کے وجود مطہر لوث حدوث سے
عطا کرے کہ بندہ بسبب اس وجود کے عالم اوصاف الٰہی اور تخلق باخلاق ربانی میں ترقی کرے۔ اور بعضوں نے
تعریف ولی کی یوں لکھی ہے الولی ھو الفانی من حالہ الباقی فی مشاھدۃ الحق لم یکن لہ تلقین
اخبار ولا مع غیر اللہ قرار ولی وہ ہے کہ فانی ہو اپنے حال سے اور باقی رہے مشاہدہ میں حق
سبحانہ کے نہ وہ اپنے حال کی خبر رکھتا ہو نہ اوسے غیر خدا کے ساتھ قرار ہو۔ شیخ نجم الدین محمود نے کبریٰ
میں کہا ہے ؎ ولی در پیروی چون ہم آید ٭ نبی را در ولایت ہم آید ٭ اور اسکی شرح یعنی مفاتیح الاعجاز
میں لکھا ہے ولی جب متابعت اور پیروی نبی کی کرتا ہے اور تمام حال میں قدم سعی اور اجتہاد کا طریق اطاعت
اور انقیاد میں دھرتا ہے اور ظاہر و باطن اقوال و افعال میں متابعت سے تجاوز نہیں کرتا اور ماسوی اللہ سے
ہو کر مناہی سے گذرتا ہے تو اس صورت میں وہ ولی شریعت اور طریقت میں ہم اور ہمراز نبی کا ہوا جیسا کہ مقام
مقام محبوبیت کا خاص ہے ویسا ہی ولی بھی بسبب حسن متابعت نبی کے تمام محبوبی سے مقام محبوبی کا حاصل ہے
محبوبیت سے نبی کی بذریعہ متابعت سرفراز ہے اور نبی کی ولایت و قرب کا ہمراز ہے۔ اور ولایت انبیا
و اولیا میں فرق اسطرح ہے کہ ولایت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ولایت تامہ کہ اسمیں عالم خیال [illegible]
آنا لازم ہے۔ تاکہ صاحب ولایت خلق کی تعلیم میں متوجہ ہو [illegible] ہدایت اور پیغام رسانی پر [illegible]
حدود و قرار پاویں اور اس قسم کی ولایت انبیا کو حاصل ہوتی ہے۔ دوسری ناقصہ ہے جس میں عالم دنیا
کی طرف عود کرنا لازم نہیں ہے اسی واسطے ایسے صاحب ولایت پر ابلاغ واجب نہیں ہے اور یہ ولایت اولیا
کی چار قسمیں ہیں ایک سالک محض دوسرے مجذوب محض [illegible] سالک مجذوب [illegible]
جنکا سلوک جذبہ پر مقدم ہے۔ چوتھے مجذوب سالک [illegible] جذبہ سلوک پر مقدم ہے۔ شاہ ولی اللہ
دہلوی نے تفہیمات الٰہیہ میں بیان کیا ہے [illegible]
فیہ ظلمۃ و لا فیہ اشراق فبالجذبۃ یسمی اللہ [illegible]
فبدیہی و انما انکرہ قوم لیس لہم من امر الخیر و من تجلیات الاشراق مثل [illegible]

Marfat.com

انك فعلت فی بیتك كذا وكذا وسیكون غدا كذا وكذا یعنی آیا سکھلاؤن مین تجکو کہ کیا ہے ولایت پس وہ مثل بخت کے ہے یعنی جسطرح نصیب اور بخت امر وہبی ہی کہ خدا ہی کی طرف سے حاصل ہوتا ہے ایسے ہی امر ولایت بھی وہبی ہی کوئی اسکو نہین پاسکتا لیکن بخت مین ظلمت اور تاریکی ہوتی ہے نیک اور بد دونون ہوتے ہین اور ولایت مین اشراق یعنی نور ہی نور ہوتا ہی۔ پس ساتھ بخت کے نیک ہوتے ہین نیک لوگ اور شقی ہوتے ہین بدکار لیکن بخت بس بدہی ہی یعنی ظاہر ہے اور سوا اسکے نہین کہ انکار کیا اُسکا اُن لوگون نے کہ جو اہل تمیز سے نہین اور تجلیات اشراق سے مثلاً یہ ہی کہ کہا جاوے تمنے اپنے گھر مین ایسا ایسا کیا ہوگا اور کل ایسا ایسا واقع ہوگا۔ شاہ صاحب نے اول ولایت کو وہبی ہونے مین بخت کے ساتھ تشبیہ دی ہی اور ثانیاً چونکہ مشبہ اور مشبہ بہ مین مغائرت ہوتی ہی۔ فرق درمیان ولایت اور بخت کے بیان فرمایا کہ بخت مین ظلمت بھی ہوتی ہی اور ولایت مین سراسر نور ہوتا ہے بعد اوسکے بطور تفریع کے فرماتے ہین کہ اسی واسطے بسبب بخت کے سعید لوگ سعید ہوتے ہین اور اشقیا لوگ شقی ہوتے ہین۔ پھر فرمایا کہ جو لوگ بخت کا انکار کرتے ہین وہ نادان و بے تمیز ہین کیونکہ بخت تو بدہی ہی پھر اُس اشراق یعنی نور کا بیان فرمایا جو ولایت مین حاصل ہوتا ہے کہ اوسی اشراق کی وجہ سے بعضے حوادث ماضی و مستقبل متجلی ہو جاتے ہین۔ جسکے سبب اولیاء اللہ خبر دیتے ہین کہ انك فعلت فی بیتك كذا وكذا وسیكون غدا كذا وكذا

انسان کی پیدائش سے کیا مقصود ہے؟

علما اور صوفیہ مین اس مسئلہ مین بڑا اختلاف ہی کہ مقصود اور مطلوب انسان کی پیدائش سے کیا ہی؟ صوفیہ نے کہا ہے کہ مطلوب اس سے یہ ہی کہ لاہوت مین فنا اور ہلاک ہو جاوے اور عالم تعین سے نکل جاوے اور لطائف نفسیہ کی وجہ سے یہ باتین حاصل ہوتی ہین۔ شارع نے ان لطائف کی اصل کو بیان کر دیا ہے اور ان مطالب کی طرف خواص کی دعوت کی ہی اور بڑی تفصیل کے ساتھ اونکے کانون تک پہونچا دیا ہے اور شرع مین جو معاملات معاش کے قواعد اور عبادات بدنیہ کی ضوابط مذکور ہین اور ان مطالب کی تفصیل و ضوابط بیان نہین ہوی ہین۔ اسکی وجہ یہ ہی کہ ہر ایک آدمی اُن لطائف خفی کو نہین سمجھ سکتا تھا اور نہ بجالا سکتا تھا اس لئے عوام کی طبائع کی طرف لحاظ کیا گیا۔ ورنہ مقصود اصلی وہی مطالب ہین اور یہ عبادات اور معاملات کے مسائل و قواعد محض اجازت و رخصت کے طور پر ہین اور یہ اس لئے مقرر ہوے ہین کہ تمام بندے اونکو ادا نہین کر سکتے تھے اس لئے انکی اجازت دیدیگئی اور علماے ظاہر کہتے ہین کہ جو کچھ ظاہر شرع نے بیان کیا ہی وہی مقصود اور مطلوب ہے اور انسان کی پیدائش خاص انہین کے واسطے ہے اور جسپر ظاہر شرع کو دلالت نہین وہ کسی طرح مطلوب نہین اوسکا ثابت کرنا

Marfat.com

شرع کے مخالف ہو اور ان لطایف خفیہ کے حالات بیان کرنا ایک قسم کا زندقہ ہے - اور قول فیصل یہ ہے
کہ انسان کی صورت نوعیہ کے اعتبار سے مطلوب صرف تہذیب اعضا اور اخلاق ہے اعمال صالحہ کے ذریعہ
سے اور احوال و مقامات کے ذریعہ سے لطایف یازدہ کی تہذیب مقصود نہین اسلئے کہ انسان ایسے طور پر موجود
ہوا ہے کہ اوسکی سعادت اسمین ہے کہ اس تجلی اور ملاء اعلی کی طرف متوجہ ہو اور شقاوت اوسکی اسمین ہے کہ
اوسکی مخالفت کرے اور اشرار انسان اس طور پر واقع ہوئے ہین کہ انکی جماعت عالم برزخ مین اور بعد
اوسکے حشر ہوگی اور اس مہلکہ سے انکو نجات خاص ان کی فکر کے ذریعہ سے میسر نہین ہو سکتی تھی اس لیے
باری تعالی نے محض اپنے فضل و کرم سے ان کی کارسازی کی اور ان کے لئے ایک راستہ تیار کیا اور صورت
اسکی یہ ہے کہ انہین سے ایک شخص کو منتخب کیا کہ اوسے زبان غیب کا ترجمان بنایا تاکہ انپر اپنی نعمت کو تمام
کرے اس طرح انسان کی صورت نوعیہ نے اپنی زبان حال سے سوائے شرع اور تہذیب اعضا اور
لطایف یازدہ کے مبدء فیاض سے کچھ اور نہین چاہا ہے نہ نوع انسانی اور اوسکے خواص سوا ان چیزون کے
اور کسی بات کو نہین چاہتے جو کچھ شرع سے لازم ہو گیا ہے نوع انسانی کی یہی اصلی تہذیب ہے اور اسکی صورت
نوعیہ اسی کو چاہتی ہے جو روحانی کا فنا کرنا اور لاہوت کے ساتھ باقی ہونا اور لطایف یازدہ کو لطایف خفیہ
کے حکم مین پاک کرنا یہ اوسکے نوع کے اعتبار سے مطلوب نہین ہے اگرچہ اوس کے بعضے افراد مین یہ باتین
بھی پائی جاتی ہین کہ خصوصیت افراد کو نوع مین کوئی دخل نہین ہان انسان کی بعض فردین ایسی اعلی درجہ
کی لطیف اور خاص پیدا ہوئی ہین کہ وہ اپنی لطافت اور علو کی وجہ سے اون مطالب کی خواہان ہین کیونکہ اون
کی طبایع مین ان مقامات کی طرف میل ڈالدیا گیا ہے اور انکے نفس و قلب ان چیزون کے لئے الہام ہوتا
رہتا ہے اس خصوصیت فردیت کی وجہ سے ان کو ان مقامات کی طرف بھی دعوت کی جاتی ہے اور یہ سر کے بل
اوسپر دوڑ رہے ہین اور چونکہ خدا تعالی کی حکمت مین تو فیر ہے اس لئے جو کوئی شخص کسی منزل کیلئے مستعد نکلتا ہے
اوسپر اوس حقیقت کے کمالات کو اور اوس راہ کو بخوبی آسان کر دیا جاتا ہے اور اوس کے مقصد تک اوسکو
جلدی پہونچا دیتے ہین قرآن مین آیا ہے کلا نمد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربك وما كان عطاء
ربك محظورا ہر ایک کو ہم پہونچاتے جاتے ہین اونکو اور اونکو تیرے رب کی بخششون مین سے اور تیرے
رب کی بخشش نہین بند کی گئی ہے اور یہ ہرگز خیال نکرنا چاہئے کہ یہ حکم عام اور کلی ہے اور نوع انسانی کی
تمام افراد کی ان مطالب کی طرف دعوت ہے نہ یہ حکم عام ہے اور نہ دعوت عظمی مین داخل ہے کیونکہ صورت
نوعیہ انسانی اس بات کو نہین چاہتی ہے بلکہ یہ تو خاص ایک طریق ہے خاص خاص آدمیون کے لئے اور
دعوت صغری مین داخل ہے کہ بعض طبایع کی وجہ سے یہ امر مقرر ہوا ہے اور شارع نے ظاہر طور پر

Marfat.com

جو کچھ بیان کیا تھا [illegible] معاش و طاعات بدنی سے متعلق ہے اور وہ بیان ان مطالب پر نہ تھا
محمول ہے اور [illegible] شارح کا کلام مثل ان باتوں کو بھی اوس کے کلام سے سب ذکا [illegible]
سے [illegible] طالب کو [illegible] لیلی مجنون کا قصہ [illegible] اس کی
اور اسرار [illegible] وقت اپنے خیال [illegible] جہان تک غور کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ
شارح نے [illegible] چاہیے تا کہ جو لوگ اون کے مستعد [illegible]
اور [illegible] ظاہریت پر [illegible] ہیں اور [illegible]
اگرچہ [illegible] عوام کے [illegible]
[illegible]
مگر [illegible] بات کے اظہار سے [illegible]
کی [illegible] کیا کام ہے

شریعت طریقت حقیقت معرفت

لفظ شریعت [illegible]
[illegible]
[illegible]
وغیرہ کے [illegible] مراد ہوتے ہیں [illegible]
[illegible]
[illegible] حقیقت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کا فون [illegible] غیر منصوص [illegible]
[illegible] ایک ایک علیحدہ علم قرار دلیا ہے [illegible]
[illegible] خیال کرنا چاہیے کہ حقیقت شریعت کے [illegible]
[illegible] کوئی فرق نہیں ہے [illegible] کے پاس رہنے سے [illegible]
[illegible] نفس اطمینان کے [illegible]

Marfat.com

[illegible] اور اخلاص و سکر ہاصل ہوتا ہے تو شریعت اوس کے حق میں معذور ہو جاتی ہے اور اوس کا کلام [illegible] اللہ کے نزدیک [illegible] ہو جاتی ہے اور اوسکی اور کتوں میں [illegible] کی [illegible] ہوتی ہے [illegible] اور [illegible] اور [illegible] اور صدیق [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم راہ خدا میں کوہ احد کی برابر سونا خرچ کرو تو وہ اوسکی برابر نہ ہوگا [illegible] اور یہ مرتبہ صحابہ کو قوت ایمان و اخلاص کی وجہ سے حاصل ہوا [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کو درویشوں [illegible] تلاش کرنا چاہیے اور اوس نور سے اپنا سینہ روشن کرنا چاہیے [illegible] صحیح کے ساتھ دریافت ہو سکے۔

صوفی کا لقب کب سے مقرر ہوا اور صوفیہ کی ابتدا و تاریخ کا مختصر بیان

[illegible] اکابر اہل اسلام [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی [illegible] صحابہ کہلاتے تھے پھر ان کے [illegible] لوگ ہوئے اور اونہوں نے انکو دیکھا [illegible] ان کے لوگوں [illegible] ان کے متبع ہوئے پس اون خاص خاص لوگوں کو جو دین کے کاموں میں [illegible] اور مجاہدہ کرنے لگے پھر بدعت [illegible] ہوئی اور [illegible] مقرر ہونے لگے اور ہر فرقہ نے زہد [illegible] کیا خواص اہل سنت [illegible] بدعتوں کی مزاحمت اور اللہ کے ساتھ [illegible] کرنے [illegible] روکتے تھے [illegible] نام کے ساتھ [illegible] ہو گئے اور دوسرے [illegible] نام [illegible] پڑ گیا اور جو شخص اول [illegible] نام کے ساتھ موسوم ہوا وہ ابو ہاشم صوفی ہیں جنہوں نے سنہ ۱۰۰ ہجری میں وفات پائی ہے جن کے حق میں سفیان ثوری نے کہا ہے کہ ابو ہاشم صوفی ما [illegible] اگر ابو ہاشم صوفی نہ ہوتے تو ہم باریک ریا کو نہیں پہچان سکتے سفیان ثوری کے زمانہ تک صوفی کا لقب اول سے کسی شخص پر صوفی نہیں کہلاتا تھا اگرچہ ان سے پہلے بڑے بڑے صاحب ورع زاہد لوگ گذرے ہیں [illegible] اہل سلف و فقہا میں بات چیت کی وہ ابو سعید خراز ہیں کہ صوفیہ کے طبقہ دوم میں سے ہیں اور سنہ ۲۷۹ میں انتقال کیا اور ان کے استاد ابو حاتم عطار اول علوم اشارات کی باتیں کی ہیں ابن خلدون نے کہا ہے کہ علم تصوف ایک علم شرعی ہے جو شریعت میں حادث ہوا ہے اور طریقہ اس قوم کا عصر صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے طریقہ حق اور ہدایت تھی اور اصل اس طریق کی یہ ہے کہ اللہ کی عبادت پر جم جانا اوسی کیطرف رجوع کرنا سب کو چھوڑ کر مال اور زینت اور جاہ کی [illegible] جیسا عام [illegible] عبادات کے لئے خلوت [illegible] اور [illegible] اور پھر اوس کے بعد

مسلمانون نے دنیاداری کی طرف زیادہ توجہ کی اور انقطاع دنیا سے کنارہ کیا حرص و ہوا مین پھنس گئے
تو جو لوگ ایسے وقت مین عبادت الہی مین مصروف ہونے لگے وہ صوفیہ اور متصوفہ کہلانے لگے۔ پھر ان صوفیون
نے نہایت مشقت کے ساتھ ریاضت کی اور نفس کشی کا حکم شارع سے سنکر بلا اسکے کہ اعتدال سے کام لین بڑی
جانکاہی کے ساتھ اوسکی تعمیل کی اور رعایت وزن اور تشخیص سے قطع نظر کرکے ہر ایک بیماری نفسانی کی دوا کرنے
لگے یہ اعتقاد تھا کہ مانع سوائے نفس و عادت و رسم کے اور کوئی چیز نہین پس جہان تک ہوسکے کوشش کرکے
نفس شہری و سبعی کو توڑنا ہے اسی وجہ سے ان لوگون نے بالکل عیش و عشرت اور نعمات و لذات سے ہاتھ دھو
جماع مطلقاً چھوڑ دیا عمدہ کھانا عمدہ پہننا ترک کر دیا یہانتک نوبت پہونچی کہ انکی طبیعتین طبایع آدمیون کی مثل نہین
جو خواہشات کو یک قلم بھول جاتی ہین یا اون لوگون کی طبیعت کی مثل بن گئین جو شہرون کی سی آرام اور لذتون سے
ناواقف محض ہوتے ہین ان تمام مصیبتون کے ساتھ یہ لوگ نفس کی زندگی قائم رکھنے کے لیے اوسکی ضروریات
سے قدرے قلیل کبھی کبھی دینے ہی لگتے تھے جسطرح دوای تلخ مریض کو دیجاتی ہے تاکہ صحت بدنی مین خلل نہ آجائے
ان لوگون نے رسوائی اور ذلت اختیار کرلی اور سیر و سفر مین رہنے لگے اور نفس کو ایسے ایسے کامون مین لگایا
جس سے وہ جاہ و منصب اور حرص مال و شہوت و حکومت کے خیالات مطلقاً بھول گیا اور ہمیشہ جنگل مین
رہنے لگے موت و ہلاکت سے نڈر ہوگئے نہ انھون نے دنیا سے سروکار رکھا اور نہ دنیا کو ان سے سروکار رہا
اور قوت و ذرا کے سے ریاضت لینے لگے تاکہ اذکار الہی کے سوا دل مین کوئی اور چیز باقی نہ رہے حتی کہ نفس کا خیال
بھی دل سے محو ہوجائے اور معاملات و ریاضات مین اختلاف طبقات کو چھوڑ دیا اور اون کے مشتبہات کو بالکل
نظر انداز کر دیا اور راتون کو عبادت کی کہ اوس سے ماخوذ حکم نہین مگر یہ صرف عالیہ ہے اور اسمین
اعتدال سے منحرف ہوا اسی لئے اس سے کشود کار نہین ہوسکا اور یہ لوگ اصل مقصد سے بالکل بے خبر رہے
اور جس شخص نے اول یہ طریقہ جاری کیا تھا اوسکا نام حارث محاسبی ہے کہ طبقہ اول مین سے ہین اور اون سے
بغداد مین سکونت اختیار کی تھی اور انھون نے چالیس برس تک اس طریق کے ساتھ مراقبہ کیا کہ دن رات
عبادت مین مشغول رہے کسی طرح کی ریاضت شاقہ کے بعد بعض مقصدون کو ملاحظہ کرنے لگے جو ایک
اور مرتبہ بھی حاصل ہوجاتا تو اوسکا دم بھرتا ہوتا تھا کہ بنی آدم سے کامون مین تصرف کرنے
لگا سفلی تصرف کیا کرتے ہین اور ابدال ہوتے ہین اور بعضون کو اس سے اعلیٰ تر تصرف حاصل ہوتا
تھا یہ انھین بہتر سمجھتے تھے کہ جانی تصرفات کشف اور رویا صادق اور خلق کی آواز سننے
اور ہوا پر چلنا انکو حاصل ہوجاتا تھا [illegible] طبقہ دوم [illegible]
نے یہ راہ و شعار چھوڑ کر [illegible] اختیار کی اور ہر ایک ریاضت کو اپنے اپنے موقع کے [illegible]

Marfat.com

[illegible] اختیار کیا پھر جنید کے بعد جو کوئی صوفی ہوا وہ انہیں کی طریقت و معرفت [illegible]
[illegible] ان کے راستے سے علیحدہ بہت سی ایسی جماعتیں سوفیہ کی بن گئیں [illegible]
[illegible] طرح طرح کے فرقے پیدا ہو گئے ہیں۔

بعض ایسے فرقے جو صوفیہ کی طریقہ کی طرح راہ اختیار کئے

[illegible] سے ایسے فرقوں کا حال بیان کرتا ہوں [illegible]
[illegible] ان کے سرگروہ [illegible] اسوا کے تھا [illegible]
[illegible] ایک بڑا جتھا پیدا ہو گیا اور خیالات عامہ [illegible]
[illegible] تصرف کی وجہ سے [illegible]
[illegible] ہو گئے [illegible]
[illegible] ان کی نسبت [illegible]
[illegible] کے ساتھ [illegible]
[illegible] کے عورتوں کی محبت سے [illegible] اور پھر دنیا کی [illegible]
[illegible] استقلال کے ساتھ اختیار کر لیا اور یہ سمجھے کہ خدا کی محبت بھی دنیا کے [illegible]
[illegible] کی وجہ سے ان کو یہ بات حاصل ہو گئی کہ [illegible]
[illegible] ان کی تقلید سے ایک عظیم الشان شبہ پڑ گیا شیخ محی الدین عربی نے جو ملامتیہ کے [illegible]
فرمایا ہے [illegible] فی اطوار الرجولیۃ یعنی ملامتیہ کے تلامذہ تبدیلی کرتے ہیں [illegible]
[illegible] اختیار کرتے ہیں مردانہ وضع کو چھوڑ دیتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ ملامتیہ [illegible]
[illegible] شیخ کے زمانہ میں بھی اس وضع کے لوگ ہوتے تھے یا اور ان میں اور ان میں کچھ فرق ہو گا [illegible]
[illegible] دوسرا فرقہ یہ ہے کہ امرد پرستی پیشہ کر لیا شراب پینی بے قید رہنے لگے اس [illegible]
[illegible] کہتے تھے ہم شیخ فخر الدین عراقی و شیخ اوحد الدین کرمانی اور مولوی روم کے [illegible]
ایک [illegible] ہوا کہ انہیں لوگوں کو خواجہ خرد کا شیخ سمجھتے تھے اور چاروں بزرگ محققین [illegible]
[illegible] حالات [illegible] لوگوں نے ان کو ناحق بدنام کیا ہے [illegible]
[illegible] ہے کہ اقسام کلاسے ہیں [illegible]
[illegible] پرستی [illegible] اختیار کیا ہے [illegible]

Marfat.com

اپنے سلسلہ کو خاندان قادریہ سے ملاتے ہیں ان کے سرگروہوں نے اپنے طریقہ میں تجرید اور ترک
شہوت و دنیا حاصل کی تھی اور انکو عام خلق کے ساتھ صحبت میسر ہوگئی تھی مگر متاخرین کو جب یہ کمالات
نہ ملے تو بہت سوں نے اپنے لئے اس کے بدلے اختیار کر لیا وہ ان کی عمدہ باتیں تو چھوڑ دیں اور ان کے بدلے
میں بری باتیں اختیار کر لیں اور بجائے کہ وہ کسب کرتے تھے اور کسب کرتے تھے اور
کسب سے ایسا کرتے ہیں اور ان کے آرام طلبی اور کاہلی کے ترک کر دینے نے لگے اس خیال کو کہ ہم کو اس
صورت میں خدا کا قرب حاصل ہو جائے گا دوبالا کر دیا (۳) چوتھا فرقہ جو کہ انہوں نے سماع اور رقص
گانا بجانا سننے اور دیکھنے کو اختیار کر لیا اور اس کی اختیار کر لی اور اس کا اپنا کچھ نہ حاصل ہوا کہ حال میں
جوش و خروش پیدا ہونے لگا ہے اور انہوں نے اپنے حال کو صحیح حال سمجھ لیا اور اپنی ساری ناقص باتیں
کرنے لگے اور لگے بہانے کے دام میں پھنسنے اور اپنے کو اس سماع کے رنگ میں ملا دیا اور عوام
میں یہ شہرت ہو گئی کہ یہ لوگ مشائخ ہیں اور ان کے حق میں یہ خیال ہو گیا (۴)
پانچواں فرقہ جو کہ اس کے نقصان میں ہے کہ اس میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جو اپنے دل کو
دیکھتے ہیں ظاہری باتوں میں مشغول ہو گئے
ابو الحسن کے بعد ان کے بعد
کہ ایک دن سید جمعہ رسول نامی ایک قوال
اپنی جان کو تشبیہ دی تھی سید صاحب کو اس صفت کی خبر ہوئی تو ان کو بلا بھیجا
تھا اور وہاں رہتے تھے سید صاحب ایک کو صفت چلے اور گئے ہیں اپنے ساتھ لے کر
جہاں اپنی کمر پر ڈال لی اور وہی بیت پڑھنے لگے اس کے پاس کھوتے اس کی حرکت سے
لذت کی کیفیت اون میں جم گئی اور کامیابی حاصل ہو گئی (۲) جو کچھ دیکھا ہوا ان کے مزاج پر
غالب ہو گیا اور نیم خوابی میں اور اصلی بیہوشی ان میں سما گئی اور اس حالت کی وجہ سے ان کے بیدار ہونے
ہی میں خلل ہو گیا خیالات اور اوہام مٹ گئے اس لئے جو چیز عوام خواب میں دیکھتے ہیں انہیں وہ بیداری میں معلوم
ہونے لگے اور بعض اندیشے اور خیالات کہ عوام کے لئے بہت سے پردوں میں صورت پذیر ہوتے ان کے نزدیک
جاری ظاہر ہونے لگے اور پھر ان کے بڑے بڑے کرامات اور الہامات اور اشارات لوگوں میں مشہور
ہو گئے حالانکہ یہ سب بے اصل بات ہے اس لئے کہ کتب طب میں ثابت ہو چکا ہے کہ جب سودا مزاج انسان پر
غالب ہوتا ہے تو اس کے سارے حواس کام سے جاتے رہتے ہیں پس وہ جانتا ہے کہ میں خواب میں ہوں

Marfat.com

[illegible]

Marfat.com

[illegible] خلیفہ کے پیرو داڑھی منڈواتے ہیں سر بند باندھتے ہیں کمبل پہنتے ہیں بعضے انہیں سے [illegible]
[illegible] ہیں اور نماز روزہ بالکل چھوڑ دیتے ہیں اور خلیفہ کے الفاظ اختراعی کو تعلیم [illegible]
[illegible] اور وہ کلمات یہ ہیں اَلْوُلْتُ لَا لَتْ لِیْ لَتْ ہُوْلِیْ لَتْ لَالَتْ لَوْلَتْ ہو علیم [illegible]
[illegible] کی قبر کا طواف و سجدہ کرتے ہیں اور اپنی جماعت کو خلیفہ شاہی کہتے ہیں اور [illegible]
[illegible]

عبادات میں محنت و مشقت کا زیادہ ہونا

[illegible] کا دخل ہے کہ جس عبادت میں محنت و مشقت زیادہ ہو وہ عبادت نفس کے [illegible]
[illegible] زیادہ مؤثر ہے اس لئے ذکر جہر و چلہ و خلوت وغیرہ اختراع کئے ہیں اور یہ بات اسلوب [illegible]
[illegible] صوم وصال یعنی روزہ اوس کے لئے بجا ہے مراد یہ ہے کہ جسکی شہوت
[illegible] روزہ رکھنے سے دور کرے جو کہ روزے میں مشقت ہے اس لئے اوسی کو [illegible]
[illegible] کے تجویز فرمایا اور نماز کو اس کام کے لئے تجویز نہیں کیا مگر خواجہ نقشبند ادا [illegible]
[illegible] فرمایا ہے جو عبادت کہ سنت کے مطابق ہے وہ عبادت واسطے ازالہ رذائل نفس و تصفیہ
[illegible] قربت الٰہی کے زیادہ مفید ہے اسی لئے بدعت حسنہ سے بھی مثل بدعت قبیحہ کے بچتے ہیں کہ
[illegible] کہ حصول قرب و فیوض رذائل میں دخل ہوتا تو رسول کریم اوس سے منع نہ فرماتے ابوداؤد سے اس
[illegible] روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا تَشَدَّدُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ
[illegible] فَشَدَّدَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ فَتِلْکَ بَقَایَاہُمْ فِی الصَّوَامِعِ وَ
[illegible] پر سختی مت کرو پس سختی کریگا اللہ اوپر تمہارے تحقیق ایک قوم یعنی بنی اسرائیل
[illegible] پر سختی کی اللہ نے اون پر پس یہ جماعت ہے بقایا اون کی صوامع اور دیار میں
[illegible] ریاضت اور مجاہدہ مت کرو کہ نفس اوسکی طاقت نہ رکھے اور جان کو اپنے اور حرام
[illegible] اور غرض کرو یگا اوسکو اور تمکو اوسکے حق ادا کرنیکی طاقت نہیں ہے نصاریٰ کے کرنا [illegible]
[illegible] جماعت کا نام دیا ہے اور بعد اس ارشاد کے حضرت نے یہ آیت پڑھی [illegible]
[illegible] رہبانیت تھی کہ انکو اوسکو نہیں فرض کی تھی ہم نے اونپر رہبانیت سے مراد [illegible]
[illegible] سے انقطاع کرنا اور لباس وغیرہ پہننا اور زنجیریں گردنوں میں باندھنا اور عورتوں سے [illegible]
[illegible] میں جا رہنا وغیرہ کہ راہب اور زاہد اہل کتاب کرتے تھے پس فرمایا کہ یہ
[illegible] اختراع کرلی تھی اور جو فرض نہیں کی تھیں آخر کو اوس کے

رعایت کو نہ ادا کر سکے اور اکثر کافر ہوئے دین عیسیٰ کے ساتھ پس یہودی ہو گئے یا نصرانیت قبول کی [illegible]
بادشاہوں نے اور رہبانیت چھوڑ دی پس اسطرح تم نہ کرو اور انس سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ تین
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کے پاس آئے اور آنحضرت کی عبادت کا حال دریافت کیا [illegible]
نے انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت سے خبر دی [illegible]
کے ساتھ ہمکو کوئی برابری نہیں [illegible]
جو پچھلے کیے گناہ اور جو پیچھے تھے [illegible]
کھائیں روزے رکھا کرونگا دن کو ہمیشہ اور [illegible]
رہا کرونگا کبھی نکاح نہ کرونگا [illegible]
للہ واتقی کم لکنی اصوم وافطر واصلی [illegible]
یعنی خبردار ہو تم جو خدا کی تحقیق میں [illegible]
واسطے اللہ کے لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں [illegible]
ہوں اور نکاح بھی کرتا ہوں عورتوں سے پس جو شخص [illegible]
کے زمرے میں سے اور یہ کہنا چاہیے کہ ہم باعث [illegible]
پاتے ہیں جسکا انکار ہم سے نہیں ہو سکتا اس لئے کہ [illegible]
حاصل ہو سکتا ہے علماء سے [illegible] اور جو کہ لوگ [illegible]
نظر اعتبار سے ساقط ہیں از روئے [illegible]
سعدی کہ [illegible] تو ان [illegible] جو [illegible] مصطفیٰ [illegible]
مثالیت میں بعض [illegible] رکھتے ہیں مگر کچھ بدعت بھی ان سے ظاہر ہوئی [illegible]
اعمال قرب الٰہی کے موجب نہیں ہو سکتے اور نیز اگر کوئی بدعت [illegible]
سبب خطا سے [illegible] مجتہد مخطی معذور ہے بلکہ اسکو ایک درجہ ثواب ملتا ہے اور [illegible]
دو درجہ ثواب ملتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو عافیت تمام فقہا بلکہ سارے عالم پر [illegible]

علم تصوف کی تدوین

جب علم مدون ہونے لگے اور فقہا نے فقہ اور اصول [illegible]
صوفیہ میں سے بھی ایک جماعت ایسی ہوئی کہ اوس نے بھی اس طریقہ میں کتابیں لکھیں [illegible]
تقویٰ میں اور حساب نفس میں اعمال کی پیروی پر تصنیف کی تشہیری نے رسالہ میں اور سہروردی نے [illegible]

Marfat.com

عوارف المعارف مین اس قسم کو لکھا ہے اور امام غزالی نے شریعت اور طریقت دونون کو احیا مین جمع کیا اور احکام
تقوی اور آداب صوفیہ اور اصطلاحات تصوف کو عبارتون مین زیادہ کیا اور انھین کی وجہ سے تصوف طریقہ
علمی مین جمع ہوا لیکن ابن تیمیہ نے کہا ہے کلام فی الاحیاء غالبہ تجید لکن فیہ اربع مواد فاسدۃ
مادۃ فلسفیۃ ومادۃ کلامیۃ ومادۃ ترھات الصوفیۃ ومادۃ الاحادیث الموضوعۃ
یعنی احیا مین اگرچہ امام غزالی کا زیادہ کلام جید ہے مگر چار چیزین بری ہین مطالب فلسفہ وکلام اور صوفیہ
کے جھوٹے قصے اور احادیث موضوع فواتح سبعہ مین لکھا ہے کہ مین نے سنا ہے کہ ایک عالم ظاہری
نے ایک کتاب امام غزالیؒ کے رد مین لکھی تھی جسکا شروع یہ تھا الحمد للہ الذی اخرج الغزالی
من بین العلماء بتصنیف الاحیاء اور بعید نہین کہ امام بھی زبان حال سے یہ کہین کہ اللہ کا شکر ہے
جس نے مجھکو احیا کی تصنیف کی بدولت اون علما کے زمرہ مین سے نکال دیا جو علماے بے راہ ہین کہ حقیقت
مین جہال ہین اور علما کا اطلاق ان پر عرفی ہے عین القضاۃ نے اپنے ایک مکتوب مین لکھا ہے کہ اہل باطن
مین سے کم لوگ ایسے گذرے ہین جو علم ظاہری بھی رکھتے تھے خواجہ ابو حامد امام غزالی اور اون کے بھائی شیخ
احمد غزالی جامع تھے علوم ظاہری و باطنی کے - ابن رشد نے اپنے ایک رسالہ کے اوائل مین جہان حی
حی بن یقظان وابسال وسلامان کا ذکر کیا ہے وہان کئی علماے معقول اور صوفیہ کا بھی حال بیان کیا ہے
اوسکے بعد لکھا ہے واما کتب الشیخ ابی حامد الغزالی فھی بحسب مخاطبۃ الجمہور یربط فی موضع
ویحل فی اخر ویکفر باشیاء ثم یتحاشاھا ثم انہ من جملۃ ما کفرہ الفلاسفۃ فی کتاب التھافت
انکار حشر الاجساد واثبات حشر الثواب والعقاب للنفوس خاصۃ ثم قال فی کتاب
المیزان ان اصل الاعتقاد ھو اعتقاد شیوخ الصوفیۃ علی القطع ثم قال فی کتاب المنقذ
من الضلال ان اعتقادہ ھو اعتقاد الصوفیۃ وان امرہ انما ارتفع علی ذلک بعد طول
البحث وفی کتبہ [illegible] فی اخر کتاب میزان العمل [illegible] ثلاثۃ اقسام [illegible]
[illegible]

معلوم ہوتا ہی کہ جب یہ بطور عام آدمیون کے کلام کرتے ہین تو کسی جگہ مضمون کو باندھتے ہین یعنی اشارہ مین بیان
کرتے ہین اور کبھی کھولتے ہین اور لوگون کی بعض باتون کی وجہ سے تکفیر کرتے ہین اور پھر اونہین باتون پر عقیدہ
قایم کرتے ہین پھر جن باتون کی وجہ سے اونہون نے اپنی کتاب تہافۃ الفلاسفہ مین فلاسفہ کی تکفیر کی ہی
اون مین سے ایک بات یہ ہے کہ وہ حشر اجساد کا انکار کرتے ہین صرف نفسون ہی کے لیے ثواب و
عذاب ثابت کرتے ہین پھر اپنی کتاب میزان مین یہ لکھا ہے کہ یہی اعتقاد قطعاً اکابر صوفیہ کا ہے اور پھر
اپنی کتاب منقذ من الضلال مین لکھا ہے کہ اعتقاد اس بات کا مانند اعتقاد صوفیہ کے ہے اور تحقیق
غزالی کا یہ حال ہے کہ وہ طول بحث کے بعد واقف ہوے کہ یہی عقیدہ حق ہے اور پہلے زمانہ مین جو تکفیر
کی تھی تب انکی سمجھ ٹھیک نہ تھی اور انکی کتابون مین اسطرح کی باتین بہت ہین کہ کبھی ایک شے کو برا
کہتے ہین اور کبھی اسکو اچھا سمجھتے ہین اون کی کتابون مین تلاش اور غور کرنے سے یہ سارا حال معلوم ہوسکتا ہی
اور غزالی نے کتاب میزان العمل کے آخر مین اسکا عذر بھی کیا ہے جہان یہ بیان کیا ہے کہ آدمی کی راے تین
قسم پر ہوتی ہی ایک یہ ہے کہ اوسمین آدمی اور لوگون کی راے کے موافق ہوتا ہے دوسری راے یہ ہے
کہ لوگ جیسا اوس سے سوال کرتے ہین وہ ویسا اونکو جواب دیتا ہے تیسری راے آدمی کی خاص اپنے
جی کی ہوتی ہے جسپر کوئی مطلع نہین ہوتا سوا اوس شخص کے جو اوسکا ہم مشرب ہے بعد اس بیان کے
لکھا ہی کہ یہ الفاظ جو ہم ذکر کرتے ہین اسمین اگر تجھے کوئی نفع نہین تو بھی اتنا ضرور ہے کہ تجھکو اپنے موروثی عقیدہ
مین شک پڑجاے گا پس اتنا ہی نفع بس کرتا ہے کیونکہ جو شک نہین کریگا نہین بحث کرے گا اور جو بحث
نہین کرے گا نہین جیتا ہوگا اور جو نہین جیتا ہوگا وہ اندھے پن اور حیرت مین پڑا رہے گا پھر امام نے
ایک شعر متنبی کا بطور تمثیل کے لکھا ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ جو چیز تو دیکھتا ہے اوسے لے اور جو تو نے
سنا ہے اوسے چھوڑ دے آفتاب کے نکلنے مین وہ چیز ہے جو تجھے زحل کی تلاش سے بے پروا کرتی ہے
انتہی مین کہتا ہون کہ اسمین شک نہین کہ اوائل مین امام غزالی کو فلسفہ کے ساتھ زیادہ گرویدگی تھی لیکن آخر
عمر مین وہ سب کچھ چھوڑ کر اہل حق کی طرف رجوع ہوگئے تھے ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ مات الغزالی و
البخاری علی صدرہ یعنی جب غزالی مرے تو اوسوقت تک صحیح بخاری اون کے سینہ پر رکھی ہوئی تھی کہ
مطالعہ مین مصروف تھے اور معاذ اس قسم کی باتین امام کی زندگی مین بھی کہتے تھے اور ان کے جواب مین
نے ایک رسالہ لکھا تھا مولانا سعد الدین نے شرح مقاصد مین کہا ہے جو کہ امام نے اپنا حشر روحانی
کا کیا تھا تو لوگ اون پر انکار حشر جسمانی کا اتہام کرنے لگے تھے نعوذ باللہ شیخ محی الدین امام کا نام نہایت
تعظیم سے لیتے ہین اور درۃ فاخرہ مین لکھتے ہین کہ شیخ ابن زید اندلسی نے کہا کہ احمد بن قاضی قرطبہ نے ایک

Marfat.com

[illegible] لکھا تھا اور اوسمین امام پر لعنت کی تھی مین نے اس رسالہ کو بازار مین خریدا اور تھوڑا سا
[illegible] کیا تھا کہ [illegible] ہو گیا [illegible] جب توبہ کی تو اللہ تعالی نے بینائی واپس دی اور شیخ ابن زید سے روایت
[illegible] امام غزالی کو خواب مین دیکھا کہ ایک سور کی گردن مین زنجیر ڈالکر کھینچ رہے تھے مین نے
[illegible] جواب دیا کہ یہ احمد بن قاضی قرطبہ ہے کہ خدا نے مجھے اوسپر مسلط کیا ہے تاکہ دیکھون کہ کس
[illegible] اوسکی نمود کہ لعنت کا مستحق ہوا ہون ؎ اے کہ از کش مکش قال و مقال ؛ نیست
[illegible] ہیچ نایافتہ در خود اثرے ؛ نشنیدہ ز کسان جز خبرے ؛ قائل کارنہ معذوری
[illegible] آن بس دوری ؛ باش کین راہگذارے دگرست ؛ ہر کسے قابل کار دگرست ؛ لیکن اندر
[illegible] منکر این کار مرو ؛ بنگر این حالت درویشان را ؛ کوشش و سوز غم ایشان را ؛
[illegible] طلبہا دارند ؛ در طلبہا چہ تعبہا دارند ؛ زین طلب گر نہ خدا یافتہ اند ؛ اینہمہ بہر چہ شتافتہ اند
[illegible] بازی چیست ؛ مال و اسباب خدا سازی چیست ؛ کشف اگر نیست قیاس از کجاست ؛ عقل کو
[illegible] ؛ [illegible] نیست ترا در جدلے ؛ معتقد باش و بیار ایمانے ؛ انتباہ مین لکھا ہے کہ شیخ
[illegible] کی تصنیف سے کتاب قوت القلوب ہے محققین نے کہا ہے کہ کوئی تصنیف اسلام مین اسکی مثل
[illegible] نہین اور یہی کتاب اصل تصوف ہے اسکے سوا اور جو کتابین سلوک مین تصنیف ہوئین وہ
[illegible] احیاء العلوم اور غنیۃ الطالبین اور عوارف المعارف اور علم تصوف کی تدوین اور اس
[illegible] کتب سے قبل [illegible] فقط عبادت تھا اور اسکے احکام سینہ بسینہ چلے آتے تھے اور زبانی ہی
[illegible] داخل کرتے تھے جسطرح سارے علوم مدونہ تفسیر و حدیث و فقہ و اصول وغیرہ مین بھی کتب [illegible]
[illegible] اتفاق تھا پھر متاخرین صوفیہ نے اور زیادہ مراتب اور کشف حجاب مین کوشش کی اور [illegible]
[illegible] ہوگئی اور بات زمین سے آسمان تک پہنچ گئی اور جو کچھ صوفیہ کی تحقیقات و تدقیقات ہین اسکی
[illegible] اللہ تعالی کی [illegible] نہین یہ ساری مباحث وجدانیات مین سے ہین جنکا علم انسان کو خود
[illegible] حاصل ہوتا ہے پھر بعض مصنفین نے ان بیانات مین بھی نہایت
[illegible] شیخ عفیف الدین تلمسانی نے شرح قصیدہ ابن الفارض مین [illegible] کیا ہے اور دوسرے
[illegible] وحدت [illegible] کو بیان کیا ابن [illegible] نے اس مسئلہ کو بیان کیا مگر [illegible] اوسکو کھولکر
[illegible] اور [illegible] مین [illegible] کیا اور [illegible] مین سے بہت سے وحدت
[illegible] کتابین لکھ ڈالین ہروی نے کتاب مقامات
[illegible] اور [illegible] اور اون کے شاگردون نے اپنی اپنی تصنیفات مین اس مسئلہ مین

بہت کچھ زور مارا ہے اور ابن عفیف اور ابن فارض اور نجم اسرائیلی قصائد مین اون کی رای کے پیرو کار ہوئے ان صوفیہ
مین سے بعض قدمانے فرقہ شیعہ اسماعیلیہ و حلولیہ سے زیادہ میل جول رکھا جو ائمہ کی الہیت کے اور اون مین خدا
تعالی کے حلول کے قائل تھے اور ان صوفیہ اور اسماعیلیہ نے ایک دوسرے کی باتین اپنے اپنے مذاہب و کلام
مین ملا لین اور ایک کے عقائد دوسرے کے عقائد کے ساتھ مشابہ ہو گئے اور پھر متصوفہ کے کلام مین قطب وغیرہ
الفاظ ظاہر ہوئے کہ پہلے اس سے نہ تھے شیخ بوعلی سینا نے کتاب اشارات کی فصول تصوف مین اس مطلب
کی طرف اشارہ کیا ہے اور کہا ہے جل جناب الحق ان یکون شرعة لکل وارد او یطلع علیہ الا
الواحد بعد الواحد یعنی اللہ تعالی کی جناب اس سے برتر ہے کہ ہر ایک پانی طلب کرنے والے کیلئے
گھاٹ ہو جاے یا ہر اک اوس سے واقف ہو جاے مگر ایک بعد ایک کے ابن خلدون نے کتاب العبر و دیوان
المبتدا والخبر مین کہا ہے وھذا کلام لا تقوم علیہ حجة عقلیة ولا دلیل شرعی وانما ھو من انواع
الخطابة وھو بعینہ ما تقول الرافضة ودانوا بہ یعنی شیخ کا یہ کلام ایسا نہین جسپر کوئی برہان
عقلی قایم ہو یا شرع سے اوسپر دلیل ہو یہ کلام ظنی ہے کہ یقین کے قابل نہین اور یہ کلام اجنبہ وہ ہے جو رافضی
کہتے ہین اور اوسے اپنا دین بنا لیا ہے اس لئے کہ شیعہ ولایت کے منکر ہین۔

صوفیہ متاخرین کی وہ باتین جنپر غور کرنا اور رد لگانا چاہیے اور منصور حلاج

ابن خلدون نے کہا ہے کہ بہت سے فقیہون اور مفتیون نے ان متاخرین صوفیہ کے اقوال کو رد کیا ہے بلکہ انہین
یہان تک مبالغہ کیا ہے کہ عام طور پر طریقہ تصوف کو برا جاننے لگے اور تحقیق یہ ہے کہ صوفیہ کے کلام اور مسائل مین
چار مقام ایسے ہین کہ اون کی تفتیش اور تنقیح کرنا چاہیے (۱) مجاہدہ اور ذوق اور وجد اور نفس کا محاسبہ
اعمال پر دونون کے حاصل کرنے کے لئے جو آخر کار مقام ہو جاتے ہین (۲) کشف اور جو عالم غیب کے
حقائق معلوم ہوتے ہین مثلاً صفات ربانی اور عرش و کرسی اور ملائکہ و وحی و نبوت و روح اور ہر موجود کی حقیقت
غائب ہو یا حاضر اور ترکیب موجودات کی اون کے موجد سے (۳) عالم اور موجودات مین تصرفات بطور کرامت کے
(۴) وہ الفاظ جو ظاہر مین خلاف شرع معلوم ہوتے ہین اور جنہین شطحیات کہتے ہین۔ ان چارون مقامون
کی نسبت آدمیون کے خیالات تین قسم پر منقسم ہین ایک قسم کے وہ آدمی ہین جو ان سب باتون سے انکار کرتے
ہین دوسری قسم کے وہ ہین جو انکو صحیح جانتے اور مانتے ہین تیسری قسم کے وہ ہین جو ان کی تاویل کرتے
اور تحقیق یہ ہے کہ پہلی بات کا کوئی آدمی انکار نہین کرتا صوفیہ کے ذوق اور وجد صحیح ہین اور اوسکا حاصل
ہونا عادت ہے اور دوسری بات بھی صحیح ہے آدمیون کی کوئی چیز قابل انکار نہین اگرچہ بعض علما اوس کے
انکار کی طرف مائل ہین مگر مقام تحقیق مین انکا انکار غیر معتبر ہے اور تیسری بات کی نسبت تحقیق یہ ہے کہ کلام

اکثر صوفیون کا اوسمین ایسا واقع ہوا ہے کہ وہ صاف نہین کسیقدر اوسمین پیچیدگی ہے اس لئے کہ یہ بات وجدانی
ہے اور صوفیہ کے نزدیک جو صاحب وجدان نہین وہ تصوف کے مزے سے واقف نہین ہوسکتا اور لغات سے
صوفیہ کے مقصد بخوبی کھل نہین سکتے کیونکہ انکو تو واضع نے متعارف معانی کے لئے وضع کیا ہے جو اکثر
محسوسات ہین اس لئے ہمکو مناسب ہے کہ اون کے کلام کی رد و قدح نہ کرین بلکہ اس طرح چھوڑ دین جیسے
متشابہات کو چھوڑ دیتے ہین اور چوتھی بات کی تحقیق یہ ہے کہ صوفی غیب کی باتون پر وقوف رکھتے ہین اور
ان کے دلون پر اکثر غیب کی چیزین وارد ہوتی رہتی ہین اور زیادہ تر اودھر ہی مصروف اور اودھر ہی غافل
رہتے ہین پس جو کچھ دل پر وارد ہوا کبھی زبان پر آجاتا ہے باوجودیکہ اون کو اظہار کا قصد نہین ہوتا اور صاحب
غیبت قابل بازپرس کے نہین وہ معذور و مجبور رہے پس جو صوفی قابل اقتدا کے ہو اور صفت فضیلت سے
آراستہ ہو اوس کے کلام کو اچھے پہلو پر حمل کرنا چاہیے کیونکہ ایسی باتون کو بیان کرنا ایک مشکل امر ہے جن کے
سمجھنے کے لئے الفاظ نہین سے ہین جیسا بایزید اور اون کے طور کے صوفیون پر یہ معاملات گذرے ہین
اور جسکے فضل و کمال کی خبر نہین وہ ایسی باتون پر ماخوذ ہوتا ہے کہ ہمکو وہ چیز معلوم نہو سکی جس سے اوسکی
تاویل ہوسکتی پس جو کوئی ایسا شخص ایسی باتین منہ سے نکالے جسکے حواس قائم ہین اور حال کا غلبہ
اوسپر نہو اوسپر بھی مواخذہ واجب ہے اسی لئے فقہا اور اکابر صوفیہ نے حلاج کے قتل پر فتوی دیا اس لئے
کہ اونہون نے حالت حضور مین انا الحق کہا تھا اور وہ اپنے حواس مین برقرار تھے کہتے ہین حلاج پر جو
کچھ گذرا اوسکے استاد عمرو بن عثمان کی بددعا کا نتیجہ تھا کہ عمرو نے ایک جزو توحید اور علم توحید اور علم صوفیہ مین
تصنیف کیا تھا حلاج نے اوسے خفیہ طور پر نقل کر کے لوگون پر ظاہر کر دیا باتین باریک تھین لوگ سمجھ نہ سکے
انکار کرنے لگے اور عمرو سے نفرت کرنے لگے اونہون نے حلاج کے حق مین بددعا کی کہ یارب اسپر کسی ایسے کو
مسلط کر جو اوس کے ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالے اور آنکھین نکالے اور سولی پر چڑھائے پھر ایسا ہی واقع ہوا شاہ
حبیب اللہ مخدوم مناقب الابرار مین لکھتے ہین کہ جب آواز انا الحق کا شائع ہوا تو علما نے ایک محضر لکھا
اور حلاج کے قتل کا فتوی دیا علی ابن عیسی حسین پر برہم ہوا اور اونہین قید کر دیا مقتدر باللہ خلیفہ عباسی نے
لکھا کہ جب تک فتوی نہ ہو مین حلاج کے قتل کا حکم نہ دونگا جب جنید کے پاس محضر آیا تو بعضے صوفیون نے
کہا کہ اسکی تاویل کرنا چاہیے جنید نے کہا کہ وقت تاویل کا نہین رہا اور لباس صوفیانہ اوتار کر اور علما کے کپڑے
پہنکر اوس فتوی پر لکھا کہ ہم ظاہر حال پر حکم کرتے ہین کہ وہ ظاہر کے موافق قابل قتل ہین اور باطن کا حال اللہ
جانے غزالی رحمہ اللہ کہتے ہین کہ حسین کو سب مسلمانون نے دار پر چڑھایا اور اسمین اونپر جور تھا لوگ یہ کہتے تھے کہ
حسین نے پیغمبری کا دعوی کیا ہے حالانکہ ایسا نہ تھا یہ بیانات اون کتابون کے موافق ہین جو حالات

اولیا مین ہین مگر تاریخ ابو الفدا مین لکھا ہے کہ حسین حامد وزیر مقتدر کی وجہ سے مارے گئے ہین کہ اوسکو حسین کے
قتل پر بڑا اصرار تہا وزیر نے حسین سے بہت بحث کی مگر کوئی بات اوسکے منہ سے ایسی نہ نکلی جو شرع اسلام کے
خلاف ہوئی البتہ اون کی تالیفات مین سے ایک کتاب ملی جس مین مرقوم تہا جب انسان حج کا ارادہ کرے
اور وہ اوس سے بن نہ پڑے تو اپنے مکان مین سے ایک کوٹھری پاک صاف منتخب کر لے اور اوسمین کوئی
شخص نہ گھسے جب حج کے دن آئین تو یہ شخص اوسکا طواف کرے جو کچھ حجاج عمل کرتے ہین وہ یہ بھی کرے
پھر تیس یتیم اوس کوٹھری مین جمع کر کے اچھا کہانا جو اوس سے ہو سکے اونکو کھلا دے اور کپڑے پہنا دے اور
ہر ایک کو سات درم دیدے یہ شخص بہتر نسبت اوس شخص کے ہوگا جس نے حج کیا ہے وزیر نے یہ کتاب قاضی
ابو عمر کو سنوائی قاضی نے حسین سے دریافت کیا کہ یہ تم نے کہان سے لکہا ہے اونہون نے کہا حسن بصری
کی کتاب اخلاص سے قاضی کے منہ سے نکل گیا تو حلال الدم (کشتنی) مین نے وہ کتاب مکہ مین پڑہی ہے
اوسمین یہہ کہان ہے وزیر نے قاضی کا یہ لفظ پکڑ لیا اور اصرار کر کے حسین کے مباح الدم ہونے کا فتویٰ
لکہا لیا جب حلاج کو یہہ خبر ہوئی کہ میرے قتل پر فتویٰ لیا گیا ہے تو بولے میرا خون تمکو حلال نہین میرا دین
اسلام ہے اور مذہب سنت ہے اور میری اس باب مین کتابین موجود ہین میرے خون سے درگذرو اور خدا
سے ڈرو مگر وزیر نے حلاج کی ایک نہ سنی اور خلیفہ سے اجازت لیکر ایکہزار کوڑے لگوا کر اور ہاتھ پاون کٹوا کر
پھر قتل کرا کر دھڑ کو آگ مین جلوا کر سر اون کا بغداد مین لٹکوا دیا اور تاریخ الخلفا مین لکہا ہے کہ حسین کی تشہیر
اسطرح کرائی کہ یہ شخص فرقہ قرامطہ کا داعی ہے اونکو سولی پر چڑہایا اور لاش کو جلوا دیا سید محمد بن جعفر کی حسنی
کہ چراغ دہلی کے خلیفہ مین اور بحر المعانی اور بحر الانساب اون کی تصنیفات سے ہین لکھتے ہین کہ ابن عربی صاحب
فصوص لکھتے ہین کہ حسین بن منصور حلاج کو تجلی ذات حاصل نہ تھی اور مقام افراد کا رکھتے تھے لیکن مین کہتا ہون
کہ اون کو تجلی ذات ہوئی تو ہرگز انا الحق نہ کہتے اور ایسا لفظ زبان پر نہ لاتے اس لیے کہ تجلی ذات مین محویت ہوتی
ہے اور محو کو کیا معلوم کہ مین کون ہون اور کیا ہون [illegible] یہ مشہور ہے من عرف اللہ کل لسانہ جس نے اللہ کو
پہچان لیا اوسکی زبان بند ہو گئی [illegible] تجلی ذات مین ہے اور یہ جو کہتے ہین من عرف اللہ طال لسانہ یعنی
جس نے اللہ کو پہچان لیا اوس کی زبان دراز ہو گئی [illegible] بیان کرنے لگا یہ معاملہ تجلی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

Marfat.com

برس کے بعد شیخ فریدالدین عطار کی روح پر تجلی کی تھی اور اون کا مرشد ہوا تھا۔ لوائح الابرار فی طبقات الاخیار معروف بہ طبقات کبریٰ شعرانی مین حضرت غوث اعظم کے حالات مین مذکور ہے کان رضی اللہ عنہ یقول عثر الحسین الحلاج عثرۃ فلم یکن فی زمنہ من یاخذ بیدہ یعنی حضرت غوث اعظم فرمایا کرتے تھے کہ حسین حلاج کو ایک قسم کی لغزش ہوگئی تھی کوئی ایسا شخص اوس زمانہ مین نہ تھا جو حلاج کو سنبھال لیتا۔ مجدد الف ثانی نے عوارف لدنیہ مین کہا ہے پیش از ظہور غلبۂ حال عدم امتیاز میان اسلام و کفر چنانکہ نزد اہل شریعت کفر ست نزد اہل حقیقت نیز کفر ست و مذموم اگر اختلافی ہست میان اہل شریعت و اہل حقیقت در صورت غلبہ حال ست در رنگ منصور حلاج کہ مغلوب حال بودہ است اہل شریعت حکم بکفر او کردہ نہ اہل حقیقت اما نزد اہل حقیقت ہم منقصت و انکار اوست از کاملان نمی شمرند و از مسلمانان حقیقی نمے انگارند این شعر منصور باین معنی شاہد اوست ؎ کفرت بدین اللہ والکفر واجب ؛ لدی وعند المسلمین قبیح

شیخ الاسلام ہروی نے کہا ہے کہ حلاج پر بہت سی جھوٹی باتین جوڑلی ہین اور کلمات نامفہوم و ناراست اون پر باندھ لئے ہین اور مجہول کتابین اور حیل اونکی طرف منسوب کرتے ہین اور جو کچھ درست ہے وہ اوس سے ظاہر تھا متقدمین اونہین ملحد جانتے ہین جنمین سے ابن تیمیہ ہین اور متاخرین موحد مانتے ہین اون کے حق مین ایک فرمان لعنت صاحب الزمان کی طرف سے جو شیعہ امامیہ کے نزدیک مہدی موعود اور بارہوین امام ہین اور اعدا کے خوف سے چھپے ہوے ہین کتب امامیہ مین نقل کرتے ہین بلکہ جمہور امامیہ مذہب تصوف کے بالکل مخالف ہین حسین بن منصور اور سفیان ثوریؒ اور بایزید بسطامیؒ اور محی الدین عربیؒ اور اور بھی اکثر صوفیہ متقدمین و متاخرین کی ذم و قبح علماے امامیہ نے اپنے نزدیک بہت کچھ ثابت کی ہے اور بڑے بڑے علماے امامیہ جیسے شیخ ابن بابویہ اور شیخ مفید وغیرہ نے فرقہ صوفیہ پر بہت کچھ لعن و طعن کی ہے اور اس مسلک کو برا جانتے ہین خاصکر وحدت الوجود کے تو بالکل مخالف ہین اور قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین مین اور دوسرے بعض علماے امامیہ نے جو صوفیہ کی تعریف لکھی ہے تو اس کے اسباب اور جواب ہین۔

روح کی غذا اور صحت و مرض

جس طرح جسم کے لئے غذا اور صحت اور مرض ہے اسی طرح روح کے لئے بھی یہ باتین ہین قرآن مین جو آیا ہے الا من اتی اللہ بقلب سلیم مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس چنگا دل لیکر اونی قلوبہم مرض اون کے دل مین آزار ہے اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے اور جسطرح ہر مرض جسمانی کے لئے سبب اور دوا مخصوص مقرر ہے جسے سوا طبیب حاذق کے دوسرا شخص نہین جانتا اسی طرح ہر مرض روحانی کے لئے سبب اور دواے مخصوص مقرر ہے جنکو انبیا و اولیا کے سوا دوسرے آدمی نہین جان سکتے اگر کوئی مریض سوداوی معالجات صفراوی مین

Marfat.com

مشغول ہو تو ضرور مرجاویگا اسی طرح ہر مرض روحانی کا علاج ضرور ہے جس سے تجاوز نہین ہو سکتا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی وبدا لھم من اللہ ما لم یکونوا یحتسبون
یعنی نظر آیا اونکو اللہ کی طرف سے جو خیال نہ رکھتے تھے تو آپ نے فرمایا اعمال حسبوھا حسنات فوجدوھا
فی کفۃ السیئات اس سے مراد ایسے اعمال ہین جنکو نیکیان خیال کرتے تھے اور حقیقت مین برائیان نکلین اسلئے
ولی واصل اور مرشد کامل کی صحبت اختیار کرے مسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاھلیۃ یعنی
کوئی مرے اس حال مین کہ نہین اوسکی گردن مین بیعت امام کی مرے گا مرنا جاہلیت کا سا اور جس طرح
نبض وقار دورہ بدن کے احوال پر دلالت کرتے ہین واقعات احوال نفس پر دلالت کرتے ہین اس لئے
سالک اپنے واقعات کو پیر و مرشد کی خدمت مین عرض کرتے ہین اور پیر نفس کی ترقی و تنزل معلوم کرتا ہے
اور اوسکے موافق ذکر وغیرہ کے تعین کا حکم دیتا ہے ثمرہ بن جندب سے بخاری و ترمذی نے روایت کی ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے پوچھا کرتے تھے ھل رأی منکم احد رؤیا کیا دیکھا ہے تم مین سے
کسی نے خواب اور صرف تصوف کی کتابون کا مطالعہ کرنا اس معاملہ مین مفید نہین دیکھو اگر کوئی شخص
اور وہ اکسیر اعظم یا طب اکبر یا علاج الامراض کو دیکھتا ہے تو کیا اس سے اوسکو آرام ہو جاسکے گا

کمالات باطنی کا آنحضرت کے قول سے ثبوت

جس طرح انسان مین کمالات ظاہری ہین اور وہ کمالات ظاہری یہ ہین اعتقادات صحیح موافق قرآن
واجماع اہل سنت وجماعت کے اور اعمال صالحہ جیسے ادائے فرائض اور واجبات اور سنن اور مستحبات
اور ترک محرمات و مکروہات و مشتبہات و بدعات و محدثات اسی طرح انسان مین کمالات باطنی ہوتے ہین
صحیح بخاری و مسلم مین حضرت عمر بن خطاب رضی سے مروی ہے کہ ایک اجنبی آدمی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آیا اور کہا اسلام کیا ہے حضرت نے فرمایا الاسلام ان تشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ
وتقیم الصلوۃ وتؤتی الزکوۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا یعنی مسلمان
وہ شخص ہے جو گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ سوا اللہ کے اور کوئی معبود نہین ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے
رسول ہین اور نماز پڑھا کرتا ہے زکوۃ دیا کرتا ہے رمضان کے روزے رکھا کرتا ہے اللہ کے گھر کا حج کرے
اگر اوس تک پہونچنے کی قدرت پاتا ہے اوس شخص نے کہا کہ آپ نے سچ کہا پھر اوس شخص نے ایمان
کیا ہے اسکی تعریف مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان تؤمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم
الآخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ یعنی ایمان یہ ہے کہ یقین لاے دل سے اللہ اور اوسکے فرشتون اور کتابون

Marfat.com

و رسولون اور روز آخرت پر اور ایمان لاے تقدیر کی بھلائی برائی پر اوس شخص نے کہا کہ آپ نے سچ کہا پھر اوس نے کہا کہ احسان کیا ہے اسکی تعریف حضرت نے یون کی ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک یعنی وقت عبادت خدا کے یون سمجھے کہ گویا اللہ کو دیکھ رہا ہے پھر اگر یہ جانے کہ اوسکو نہین دیکھتا ہے تو اسمین تو کچھ شک نہین ہے کہ اللہ اوسکو دیکھ رہا ہے جب وہ شخص سوال و جواب کے بعد چلا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ جبریل علیہ السلام تھے کہ تمکو دین سکھانے کے لئے آئے تھے۔ ارشاد الطالبین مین لکھا ہے کہ عقاید اور اعمال کے سوا ایک اور کمال بھی ہے جسکا نام احسان ہے اوسی کو درویشون کے عرف مین تصوف و سلوک و ولایت کہنے لگے ہین جب صوفی پر اللہ کی محبت غالب ہوتی ہے جسکو اصطلاح مین فناے قلب کہتے ہین تو اوسکا دل محبوب حقیقی کے مشاہدہ مین ڈوب جاتا ہے اور پھر غیر کی طرف متوجہ نہین ہوتا اس حالت مین خدا کو اگرچہ نہین دیکھ سکتا کیونکہ رویت الہی دنیا مین محال ہے مگر اوسپر ایک ایسی حالت طاری ہوجاتی ہے کہ گویا خدا کو دیکھتا ہے اور اس حالت کے حاصل ہونے سے پیشتر وہ تکلیف کے ساتھ اپنی جان کو اس حال مین رکھتا ہے اسی حالت کی خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے کہ اگر تو اوسکو نہین دیکھتا ہے تو یہ جان لے کہ وہ تجھکو دیکھ رہا ہے دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان کے جسم مین گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ اچھا ہوتا ہے تو تمام بدن اچھا رہتا ہے اور اگر بگڑ جاتا ہے تو تمام بدن بگڑ جاتا ہے اور وہ گوشت کا پارچہ دل ہے اور یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم مین نعمان بن بشیر سے روایت کی گئی ہے اور اسمین شک نہین کہ دل کا اچھا ہونا جو بدن کے اچھے رہنے کے سبب ہے اسی کو صوفیہ فناے قلب کہتے ہین جب محبت الہی مین فانی ہوا تو نفس بھی متاثر ہوکر سرکشی چھوڑ دیتا ہے اور حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کسب کرتا ہے اس صورت مین سارا بدن شرع کا مطیع ہوجاتا ہے تیسری دلیل یہ ہے کہ صحابہ کے تمام امت سے افضل ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور علم و عمل مین صحابہ کے ساتھ غیر صحابہ بھی شریک ہین اور باوجود اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فلو احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ یعنی اگر تم مین سے کوئی خرچ کرے راہ خدا مین کوہ احد کی برابر سونا تو نہ پہونچے ثواب اوسکا مد ایک اون کے کو اور نہ آدھے مد کو۔ مد ایک پیمانہ ہے تخمیناً تین پاؤ پختہ کا ہوتا ہے یہ حدیث بخاری و مسلم نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے پس یہ شرف صحابہ کو کمال باطنی کے سبب سے حاصل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور صحبت سے انکا باطن منور ہوگیا تھا اور اولیاے امت نے جو یہ دولت پائی ہے تو پیرون کی صحبت سے پائی ہے اور اون کا باطن ایک ذریعہ کے ساتھ آنحضرت کے باطن سے منور ہوا ہے اور ان دونون صحبتون مین فرق ظاہر ہے پس معلوم ہوا کہ کمالات ظاہری کے سوا ایک کمال باطنی بھی ہے کہ اوس کے درجات مین بڑا تفاوت ہے اسی لئے

Marfat.com

اسی لئے حدیث قدسی مین آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی مجھسے ایک بالشت نزدیکی چاہتا ہے مین اوس سے ایک گز نزدیکی چاہتا ہون اور جو کوئی مجھسے ایک گز نزدیکی چاہتا ہے مین اوس سے ساڑھے تین گز نزدیکی چاہتا ہون اور ایک حدیث قدسی مین یہ آیا ہے کہ بندہ ہمیشہ مجھسے نزدیکی حاصل کرتا ہے نفلون کے ذریعہ سے یہانتک کہ مین اوسے دوست رکھتا ہون اور اوسکی بینائی اور شنوائی اور قدرت ہوجاتا ہون چوتھی دلیل یہ ہے کہ ایک بڑی بھاری جماعت نے جسکا کذب پر اتفاق کرلینا عقل کے نزدیک محال ہے اور اوس جماعت کا ہر ایک آدمی علم وتقویٰ سے پورے طور پر آراستہ ہے خبر دی ہے کہ ہمکو مشائخ کی صحبت کی وجہ سے جنکی صحبت کا سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے باطن مین ایک حالت پیدا ہوگئی ہے جو عقائد اور فقہ سے علیحدہ ہے اور اس حالت سے محبت خدا اور دوستان خدا اور اعمال حسنہ کے ساتھ پیدا ہوگئی ہے اعتقادات فقہ مین پختگی آگئی ہے پس یہ حالت کرامات کا موجب ہے پانچوین دلیل اسکی خرق عادات کا وقوع ہے اگرچہ یہ دلیل ضعیف ہے مگر جب تقویٰ اسکے ساتھ ہو تو سحر مین اور اسمین امتیاز بخوبی ہوجاتا ہے اور کمال پر دلالت کرتی ہے۔

خرق عادت یعنی کرامت

مثلاً عادت اور قانون فطرت اس طرح پر ہے کہ بھوک اور پیاس کھانے پینے سے دور ہوتی ہے اور درخت وپتھر اور حیوانات گائے بھینس وغیرہ انسان سے کلام نہین کرتے کوئی درخت یا پتھر کسی کے بلانے سے بحرکت ارادی نہین آسکتا یا کوئی شخص دریا پر زمین خشک کی طرح نہین چل سکتا یا ایک آدمی کا کھانا صدہا آدمیون کو کافی نہین ہوسکتا نہ سیر آدھ سیر پانی کسیکے ہاتھ لگانے سے لشکر کو سیراب کرسکتا ہے وغیرہ ذلک پس جب ایسی بات ظاہر ہوگی تو اوسکو خرق عادت بولین گے اب یہان سے ظاہر ہے کہ جو کام بذریعہ آلات واسباب ہون خواہ وہ اسباب مخفی ہون یا ظاہر جیسا کہ دوا سے بیمار کو تندرست کرنا یا کشتی کے ذریعہ سے دریا عبور کرنا خارق عادت نہین ہین پس جو باتین کہ سحر اور طلسم کے ذریعہ سے ہون یا اجرا نجات کے شعبدے ہون محققین کے نزدیک خارق عادت نہین کیونکہ اون کے اسباب مخفی ہوتے ہین کہ ہر شخص کی سمجھ مین نہین آسکتے اور ایسا بھی معلوم ہوا ہے کہ سحر کا ایک طور یہی ہے کہ بذریعہ ارواح خبیثہ وشیاطین بعض کام کئے جاتے ہین ان کے لئے اسباب عادی سے کوئی سبب نہین ہوتا ہے اس لحاظ سے اوسکو خارق عادت کہہ سکتے ہین ہان اگر شیاطین وارواح خبیثہ کو سبب مخفی قرار دیا جاے تو خارق عادت نہین پھر اگر یہ خارق عادت قرآن یا نبوت یعنی اگر مجادلہ اور معارضہ اور مقابلہ مین ظاہر ہوکر کرے تو وہ معجزہ ہے کہ مخالف کو اوس کے مثل کام کرنے پر عاجز کردیتا ہے اور اگر عقل وتن بالکل ہی نہو تو وہ کرامت ہے مگر معتزلہ نے کرامت کا انکار کیا ہے اور اوسکا

Marfat.com

ابو اسحاق اشعری بھی معتزلہ کے موافق ہے اور ابو الحسین بصری معتزلی اور اوسکا شاگرد محمود خوارزمی کرامات اولیا کے قائل ہین اور تمام اہل سنت کا جایز ہونے پر کرامت کے اولیا سے اتفاق ہے اور دلیل کرامت کے واقع ہونے پر قرآن و احادیث اور تواتر اخبار ہے صحابہ سے اور اون سے کہ بعد اون کے ہین یعنی تواتر معنوی اس طرح کا کہ اوس کے قدر مشترک مین وقت انصاف اور ترک عناد کے مجال شبہہ اور انکار کی نہین ہے فتوحات مکیہ مین لکھا ہے کہ ۵۸۶ھ ہجری مین ایک عالم ہماری مجلس مین حاضر ہوا کرتا تھا جو فلاسفہ کے مذہب پر چلتا تھا اور نبوت کو جسطرح مسلمان لوگ ثابت کرتے ہین وہ اسطرح ثابت نہین کرتا تھا اور خوارق عادات و معجزات انبیا کا منکر تھا اور ایکبار جاڑون کے دن تھے اور مجلس مین انگیٹھی دہکتی تھی اوس فلسفی نے کہا کہ عموماً لوگ کہتے ہین کہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ مین ڈالا اور نہ جلے مگر یہ محال ہے اس لئے کہ آگ بالطبع اجسام قابل کو جلاتی ہے پھر تاویل کرنے لگا اور کہا اوس آگ سے مراد جس کا قرآن مین ذکر ہے نمرود کا غضب ہے اور حضرت ابراہیم کے اوسمین ڈالنے سے یہ مراد ہے کہ نمرود کا غضب اونپر واقع ہوا اور مراد اس سے کہ اوس آگ سے وہ نہ جلے یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے دلیل اور حجت سے نمرود پر غلبہ پالیا اس لئے اوس نے غضب اون پر نچلایا جب وہ فلسفی کلام کر چکا تو بعضے حاضران مجلس نے کہا کہ تو یہ کیا کہتا ہے مین تجھے اللہ کے اوس کلام کی کہ ابراہیم پر آگ کو سرد اور سلامتی کر دیا بچائی دکھا دیتا ہون اور میرا مقصود اس سے یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے معجزے سے اعتراض دفع ہو جائے اپنی کرامت کا اظہار مقصود نہین ہے اوس منکر نے کہا کہ یہ کبھی نہین ہو سکتا اوس درویش نے کہا کہ یہ جو آتش انگیٹھی مین دہک رہی ہے وہی ہے جو بالطبع محرق ہے یا نہین منکر نے کہا کہ ہان یہ وہی ہے درویش نے اوس انگیٹھی کو اوس کے دامن مین لوٹ دیا اور دیر تک رہنے دیا اور اپنے ہاتھ سے ہر طرف پھیرا بلکہ کپڑا نچلا پھر اوس آتش کو انگیٹھی مین ڈالدیا اور منکر سے کہا کہ اپنا ہاتھ تو ادھر لا جب اوسنے انگیٹھی کی طرف ہاتھ بڑھایا تو جلنے لگا پھر درویش نے کہا کہ یہ تجھپر روشن ہو گیا کہ آگ کا جلانا اور نچلانا اللہ کے حکم پر ہے منکر معترف ہو گیا اور ایمان لے آیا۔

فائدہ کوئی ولی ہو یا صدیق یہ ضرور نہین کہ اوسکی صحت کی علامت ظہور کرامت ہو اس لئے کہ جایز ہے کہ صاحب کرامت سے اوس شخص کا پایہ جو صاحب کرامات نہین ہے رفیع ہو اور اوسکا حال اس کے حال سے کامل ہو اور وجہ اسکی یہ ہے کہ کرامات کا ظہور زیادہ تر صاحب کرامات کے ایمان کی تقویت اور تائید کے لئے مدد کرتا ہے پس جن کی قوت یقین درجہ کمال پر ہوتی ہے اون کو آثار قدرت کے مشاہدون کی جو حکمت سے خالی ہون احتیاج واقع نہین ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرامات اور خوارق عادات بہت کم سرزد ہوئی ہین اور مشایخ متاخرین سے زیادہ وقوع مین آئے ہین حالانکہ صحابہ کا حال اون سے بہت بڑھکر تھا کیونکہ اون کی چشم بصیرت مین مشاہدہ انوار قدرت کا حکمت سے خالی عجیب و غریب معلوم ہوتا تھا اور نہ اس

Marfat.com

انکی تقویت یقین مین کوئی تاثیر پیدا ہوتی تھی اور دوسرون کو چونکہ مشاہدہ اوسکا ہمیشہ حاصل نہ تھا اس لئے
اوسمین سے کچھ بھی ان پر ظاہر ہوتا تھا تو استغراق اور استعجاب کی وجہ سے اوس سے متاثر ہو جایا کرتی تھی اور
اون کے یقین مین زیادہ قوت آجایا کرتی تھی۔

کرامت کا قرآن سے ثبوت

اول اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ بی بی مریمؑ کے پاس غیب سے کھانا اور پانی پہونچتا تھا اور صورت استدلال کی یہ ہے
کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندھا رزقا قال یا مریم انی لک ھذا قالت
ھو من عند اللہ جب جاتے اون کے پاس حضرت زکریا محراب مین پاتے نزدیک اون کے رزق کہا اے مریم تمہارے
پاس یہ کہان سے آیا اونہون نے جواب دیا کہ یہ رزق کہ تم دیکھتے ہو خدا پہونچاتا ہے پس حصول اس رزق کا مریم کے
پاس یا تو خارق عادت ہوگا یا نہوگا اگر یہ کہا جاے کہ خارق عادت نہین ہے تو یہ کئی وجوہ سے باطل ہے (۱) خدا
تعالیٰ کو حضرت مریمؑ کی علو شان اور تمام عورتون پر بزرگی بیان کرنا مقصود ہے اور یہ جب بن سکتا ہے کہ حصول
رزق کو خارق عادت مانا جاوے اگر خارق عادت نہ مانا جاویگا تو امتیاز اور شرف درجہ اونکا ثابت نہوگا (۲)
جب حضرت زکریاؑ نے یہ صورت دیکھی کہ غیب سے غیر رت کا میوہ مریمؑ کے پاس آجاتا ہے تو اونہون دعا مانگی کہ خداوندا تو ایسا قادر
ہے کہ مریم کو غیر موسم مین میوہ پیدا کرتا ہے تو مجھکو بھی بڑھاپے مین فرزند دے سکتا ہے حالانکہ حضرت زکریا اوسوقت مین
اولاد سے مایوس ہو چکے تھے کیونکہ بوڑھے ضعیف تھے اور اون کی بی بی بانجھ تھی مگر چونکہ زکریاؑ نے مریمؑ کے حق مین خرق عادت
ملاحظہ کی تو اونکو اپنے حق مین بھی طمع پیدا ہوا چنانچہ اس مطلب پر یہ قول دلالت کرتا ہے ھنالک دعا زکریا ربہ
قال رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ یعنی جب حضرت زکریا نے غیر وقت مین میوہ تازہ دیکھا اور موجود کلان
سالی کے اولاد کی طمع پیدا ہوئی اور دعا کی کہ اے پروردگار میرے مجھکو اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ بخش اگر حضرت
مریمؑ کے پاس میوہ پہونچنا خارق عادت نہوتا تو زکریاؑ کو بھی اس خرق عادت کی آرزو نہوتی کہ اونکی بانجھ اور بوڑھی بی بی
کے بیٹا پیدا ہو جاے (۳) قرآن مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وجعلنہا وابنہا آیۃ للعالمین اور کیا اوسکو اور اوسکے
بیٹے کو معجزہ جہان والون کے لئے اور یہ قول جب ہی راست آے گا کہ مریمؑ اور اون کے بیٹے دونون سے خوارق عادت
ظہور مین آئین **سوال** جعلنہا وابنہا آیۃ للعالمین سے مراد یہ ہے کہ حضرت مریمؑ کو بیٹا بے شوہر کے پیدا ہوا
بیٹا بغیر باپ کے پیدا ہونا آیت نہین ہے بلکہ اس امر کی صحت کہ یہ بیٹا واقعی بے باپ کے پیدا ہوا ہے دلیل
کسی آیت پر اسوجہ سے آیۃ للعالمین سے حضرت عیسیٰ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مراد نہوگا بلکہ مراد آیت سے
وہ بات ہے جو حضرت مریم کی صداقت اور پاکیزگی پر دلالت کرتی ہو پس صداقت اور پاکی پر دلالت بی بی مریم کی
وہی چیز کر سکتی ہے جو خارق عادت ہو اور ظہور اوسکا حضرت مریمؑ کے ہاتھ سے ہوا ہو جیسا کہ بہت سے خارق عادت

Marfat.com

اون کے بیٹے کے ہاتھ سے ظاہر ہوئے تھے **سوال** بی بی مریمؑ کے پاس جو میوہ وغیر موسم کا آیا کرتا تھا اوسکو بی بی مریمؑ کی کرامت سمجھنا کیا ضرور ہے حضرت زکریا کا معجزہ کہنا چاہیے جو اوسوقت مین تھے **جواب** اگر حضرت زکریا کا معجزہ ہوتا تو اونکو بلاشبہ اوسکی اطلاع ہوتی پھر اونھون نے بی بی مریم سے کیون استفسار کیا اور ہُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ یعنی اوس جگہ پکارا زکریا نے پروردگار اپنے کو بھی صاف اس بات دلالت کرتا ہے کہ جب بی بی مریم نے وہ بیان کیا تو حضرت زکریا کو بوجہ خرق عادت ہونے کے اس بات کا طمع پیدا ہوا کہ جو خدا بی بی مریم کو غیر موسم کا میوہ پہونچاتا ہے وہ بالضرور مجھے باوجود مایوسی کی حالت کے فرزند عطا کرسکتا ہے اور اسی بات سے یہ سمجھ لیا گیا کہ حضرت زکریا کو صرف مریمؑ ہی کی زبانی اس خرق عادت کا حال کھلا پھر اونکا معجزہ کیسی ہوسکتا ہے اور ابوعلی جبائی نے لکھا ہے کہ یہ فی الواقع حضرت زکریا کا معجزہ تھا کیونکہ وہ حضرت مریم کی کفالت اختیار کرچکے تھے چنانچہ قرآن مین ہے وکفلھا زکریاء اور سونپا اوسکو حضرت زکریا کو پس اس لئے حضرت زکریا نے بی بی مریم کے حق مین اللہ سے مجملاً دعا کی تھی کہ اونھین رزق پہونچاتا رہے اللہ نے اونھین رزق پہونچایا وہ تفصیل سے ناواقف تھے کہ اللہ حضرت مریم کو کیا کیا پہونچاتا ہے اور جب غیر موسم کی شے اون کے پاس دیکھی سوال کیا سو یہ سوال اون کے معجزہ ہونے کے منافی نہین یا حضرت زکریا نے بی بی مریم کے پاس معمولی کھانا دیکھکر جو آسمان سے اترا تھا اس خیال سے سوال کیا ہو کہ شاید کوئی آدمی دے گیا ہو اور حضرت زکریا کے اسی شک کے رفع کرنے کو بی بی مریم نے یہ جواب بھی دیا تھا کہ ھو من عند اللہ یعنی یہ چیزین اللہ کے پاس سے آتی ہین کسی غیر کے پاس سے نہین ہین بلکہ ابوعلی کی ایک تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر اوس کے نزدیک نہ بی بی مریم کی کرامت ہے اور نہ حضرت زکریا کا معجزہ اس لئے کہ وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالی نے اون [illegible] ایمان لوگون کو بی بی مریم کی پرورش کا سبب مقرر کردیا تھا جو عابد زاہد عورتون کو بڑی رغبت رکھتے تھے اور اونکی خدمت کرتے تھے اور حضرت زکریا کو بھی یہ حال معلوم تھا کہ مومنین صالحین بی بی مریم کے پاس چیزین پہونچاتے رہتے ہین اور سوال اس احتیاط کے لئے کیا تھا کہ مبادا کسی ناجائز طریقہ سے اور بدچلن آدمی سے اللہ نے ایسی عمدہ اور نایاب چیزین بی بی مریم کو ملتی ہین پس مقصود حضرت زکریا کا سوال سے کیفیت حال کا معلوم کرلینا تھا اگر یہ رائے جبائی کی سراسر ضعیف ہے اس لئے کہ جب حضرت زکریا کا یہ معجزہ ہوتا تو اللہ تعالی اونکو اذن دیتا کہ تم یہ اشیا بی بی مریم کے لئے ہمسے طلب کرو اور جب اونکو اذن طلب حاصل ہوتا تو قطعاً جب ہوجاتی کہ بی بی مریم کو فلان فلان چیزین اللہ تعالی کی طرف سے پہونچتی ہین پھر وہ بیکار سوال کیفیت حال کے انکشاف کے لئے ہرگز نہ کرتے اور یہ جو اس قول کے معنی کیونکر کرسی نشین ہون گے ھنالک دعا زکریا ربہ اور اس کے ذکر سے کوئی فائدہ بھی باقی نہ رہے گا اور تیسری وجہ اگر تسلیم کرلیجائے اور یہ مان جائے کہ یہ بی بی مریم کی

Marfat.com

کرامت نہ تھی بلکہ پرہیزگار دیندار مومن لوگ انہین چیزین پہونچاتے رہتے تھے تو اس صورت مین بی بی مریم کی تخصیص کی اس واقعہ کے ساتھ کیا وجہ ہے بلکہ اس طرح تو اور بھی نیک عورتون کو اللہ رزق پہونچایا کرتا ہے اللہ نے جو بی بی مریم کو عورتون پر شرف دیا ہے وہ تو اس سے ثابت نہو سکیگا اور جبکہ زکریا کے دل مین یہ کھٹکا پیدا ہوا کہ بیشک یہ ایسا عجیب میوہ جو وقت کا میوہ کسی ناجائز طریقہ سے بی بی مریم کو پہونچتا ہو اور اس لئے اون سے کیفیت حال دریافت کی تو صرف بی بی مریم کے جواب سے کیسے اون کے دل کو اطمینان ہوگیا اور اون کے چال چلن کی طرف سے شک اون کے دل مین کیون باقی نرہا **دوم** اصحاب کہف ایک مدت دراز تک غار مین سوتے رہے اور کتنے نے اون سے بات چیت کی اور غار مین وہ کروٹین بدلتے رہے چنانچہ اللہ تعالی قرآن مین اون کے حالات سے یون خبر دیتا ہے لبثوا فی کھفھم ثلث مائۃ سنین وازدادوا تسعا یعنی رہے وہ اپنے غار مین تین سو برس اور اس عرصہ تک وہ زندہ اور سوتے رہے اور اللہ تعالی اونہین دھوپ سے امن مین رکھتا چنانچہ فرماتا ہے وتری الشمس اذا طلعت تزاور عن کھفھم ذات الیمین واذا غربت تقرضھم ذات الشمال کہ جب آفتاب طلوع کرتا جھک جاتا اون کے غار سے داہنی طرف اور جب غروب کرتا کترا جاتا بائین طرف اور یہ معجزہ حضرت عیسی کا اس لئے قرار نہین دیا جا سکتا کہ اصحاب کہف کا سونا خارق عادت نہین ہان اگر خارق عادت ہے تو یہ امر ہے کہ نبی اس بات کا دعوی کرتا کہ لوگ تین سو برس سوتے اور زندہ رہین گے اور پھر بھی تصدیق اس دعوی کی جب ہوتی کہ اصحاب کہف اتنی مدت تک سو کر بیان کرتے کہ ہم وہ لوگ ہین جو فلان وقت مین اس غار مین سوئے تھے سو نہ تو حضرت عیسی نے اسکا دعوی کیا تھا اور نہ اصحاب کہف نے بیان کیا کہ اون کے معجزہ کی وجہ سے ہم اتنی مدت تک سوتے اور جاگتے رہے **سوم** کشف المحجوب مین لکھا ہے کہ جب حضرت سلیمان نے یہ چاہا کہ ملک سبا سے تخت بلقیس اوس کے آنے سے پیشتر ہمارے پاس پہونچ جاوے تو اللہ تعالی نے اوسوقت آصف کی کرامت لوگون پر ظاہر کی اور اہل زمانہ پر یہ ثابت کردیا کہ کرامات اولیا جائز ہے چنانچہ آصف کی زبانی قرآن مین فرمایا ہے قال الذی عندہ علم من الکتب انا اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک کہا اوس شخص نے جسکے پاس علم کتاب کا تھا مین لے آؤنگا اوسکو تمہارے پاس پہلے اس سے کہ لوٹے آوے تمہاری طرف نظر تمہاری اگرچہ اختلاف ہوا ہے کلام مین کہ قائل اسکا کون تھا بعض کہتے ہین کہ وہ حضرت خضر یا فرشتہ تھا کہ دفعۃً مقادیر [illegible] اوسکو خدا تعالی نے بھیجا تھا یا جبرئیل علیہ السلام تھے یا آپ حضرت سلیمان سے یا کوئی شخص مستجاب الدعوات تھا یا فرشتہ تھا جو حضرت سلیمان کا مددگار تھا مگر تحقیق یہ ہے کہ قائل اس عبارت کے آصف بن برخیا وزیر سلیمان تھے اور وہ اسم اعظم جانتے تھے جب اللہ تعالی سے اس اسم کے ساتھ دعا کرتے تو دعا اون کی مقبول اور مستجاب ہوجاتی تھی اونہون نے کہا مین لاتا ہون اوس کا تخت اتنی دیر مین کہ آپ آنکھ نہ جھپکاؤ گے یا کسی طرف آپ نگاہ

کریں اور ادھر آنکھ نہ پھیرنے پاوین حضرت سلیمانؑ کو یہ بات مستحیل معلوم ہوئی اور اس دعوی کا اون کے انکار کیا بلکہ
اونکو اجازت دی اور وہ تخت اپنی جگہہ سے زمین مین دہنسا اور طرفۃ العین مین حضرت سلیمانؑ کے سامنے زمین شق
ہوئی اور وہ برآمد ہوا اور وسیط مین لکہا ہے کہ حق سبحانہ تعالی نے اوس تخت کو وہان سے وہین ناپید کردیا
اور اون کے روبرو موجود کردیا ظاہر ہے کہ آصف پیغمبر نہ تہے تو یہ بات کرامت ہوگی معجزات مین داخل
نہین ہوسکتی -

کرامت کا حدیث سے ثبوت

صحیحین مین مذکور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھولے مین تین بچون نے کلام کیا ہے ایک حضرت عیسی
بن مریم نے دوسرے ایک لڑکے نے جریج ناسک کے عہد مین تیسرے ایک بچہ نے اور جریج ایک عابد کا نام ہے
کہ قوم بنی اسرائیل مین سے تہا ایک دن وہ اپنے عبادت خانہ مین نماز پڑھ رہا تھا کہ اوسکی مان اوس سے ملنے کے لئے
آئی اور اوسکو اپنے پاس بلانے لگی جریج نے کہا اے پروردگار مین نماز پڑھتا ہون اور مان بلاتی ہے یہ کہکر پہر نماز
مین مشغول ہوگیا اوسکی مان نے دوبارہ آواز دی اور اوسنے وہی بات کہی مان نے تیسری بار پہر پکارا اور وہی جواب
پایا اور نماز مین جریج بدستور مصروف رہا اور مان سے ملاقات نکی اوسکی مان کو یہ امر بہت ناگوار گذرا اور اوس کے
حق مین بددعا کی کہ ای رب تو جریج کو نمارے جبتک اسکی کسی فاحشہ عورت کے ہاتہ سے رسوائی نہو جائے راوی
کہتا ہے کہ بنی اسرائیل مین جریج کی عبادت کا تذکرہ ہونے لگا اور اوس زمانہ مین بنی اسرائیل مین ایک عورت بدکار
تہی جسکے حسن کا شہرہ مثالون مین زبان زد تہا اوس نے لوگون سے کہا کہ اگر تم چاہو تو مین اس شخص کی آزمایش کرون
اس ارادہ سے وہ جریج کے پاس آئی وہ مردباخدا اوسکی طرف مائل نہوا اور وہان ایک چرواہا بہی رہا کرتا تھا جو جریج کی
عبادتگاہ کے تلے رات کو سویا کرتا تہا جب اوس فاحشہ کی طرف جریج نے التفات نکیا تو اوس نے اوس چرواہے
سے بدکاری کی اور جب حمل ٹھیرا دن پورے ہوئے تو بچہ جنی لوگون سے بیان کیا کہ یہ بچہ جریج کے نطفہ سے ہے بنی اسرائیل
کو یہ بات ناگوار گذری جریج کا مکان توڑ ڈالا اور بہت لعنت ملامت کی اور مارا جریج نے کہا کہ تم لوگون کا کیا حال
ہے اونہون نے کہا کہ تو نے اس عورت فاحشہ کے ساتہہ زنا کی ہے کہ اوسکے ایک لڑکا تجھسے پیدا ہوا اوس نے کہا
کہ تم اوس لڑکے کو میرے پاس لے آؤ وہ لوگ لڑکے کو لے آئے جریج نے کہا کہ اوسکو یہان تک ٹھہراؤ کہ مین نماز
پڑھ لون لوگون نے اوسکو ٹھہرایا اور جریج نے نماز پڑھی اور دعا مانگی پہر بچہ کے سامنے آکر اوسکے بدن مین انگلی
گڑو کر کہا کہ ای بچہ تیرا باپ کون ہے وہ بولا فلان چرواہا میرا باپ ہے یہ کرامت دیکھکر بنی اسرائیل اپنے فعل پر
بہت شرمندہ ہوئے اور جریج سے معذرت کی اور کہا کہ اگر تم چاہو تو ہم تمہارا مکان عبادت سونے یا چاندی سے
بنا دین اوس نے کہا نہین بلکہ مٹی سے اوسکو بنا دو جیسا کہ وہ تہا پس اونہون نے ایسا ہی تیار کرایا جیسا کہ سابق

Marfat.com

مین بنا ہوا تھا اور دوسرے لڑکے کا قصہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک عورت کے پاس ایک بچہ تھا وہ اوسکو
دودھ پلا رہی تھی کہ اتفاقاً ایک مرد سوار نہایت شکیل وجیہ خوش پوشاک اودھر سے گذرا وہ عورت بولی کہ
ای اللہ تو میرے بچہ کو مثل اسکی کردے بچہ نے اپنی ماں کی چھاتیان چھوڑ دین اور کہا کہ ای اللہ میرے تو مجھکو ایسا
نہ کرنا پھر دودھ پینے مین مشغول ہوا ابوہریرہ راوی اس حدیث کے کہتے تھے کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی جانب دیکھا تو آپ اوس لڑکے کی دودھ پینے کی کیفیت اپنے کلمہ کی اونگلی منھ رکھکر اور اوسکو چوس کر دکھاتے تھے
پھر اودھر سے ایک عورت نکلی اور اوسکے ساتھ بہت سے آدمی تھے کہ اوسکو مارتے تھے اور کہتے تھے کہ تو نے زنا
اور چوری کی ہے اور وہ بھی کہتی تھی کہ حسبی اللہ یعنی اللہ مجھکو کافی ہے یہ حال دیکھکر لڑکے کی ماں نے کہا
کہ ای اللہ تو میرے بچہ کو اسکی مثل نکرنا بچہ نے کہا کہ اے اللہ تو مجھکو ایسا ہی کرنا اوسوقت بچہ کی ماں نے اوس سے
کہا کہ جب ایک خوبصورت مرد نکلا تو مین نے دعا کی کہ اے اللہ تو میرے بیٹے کو اسکی مثل کرنا مگر تو کہتا ہے کہ ای اللہ
تو مجھکو مثل اسکی نکرنا اور اوسکے ایک عورت نکلی اور لوگ اوسکو مارتے ہین اور کہتے ہین کہ تو نے چوری
اور زنا کی ہے مین نے دعا کی کہ اے اللہ میرے بیٹے کو مثل اسکی نکرنا اور تو نے کہا کہ اے اللہ تو مجھکو مثل اسکی کرنا لڑکے
نے کہا ہان سچ ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ وہ نوجوان سب لوگون سے بڑا آدمی تھا اسلئے مجھے برا معلوم ہوا کہ مین اسکا
ہو جاؤن اور اوس عورت نے زنا کی تھی نہ چوری ناحق اوسکے اوپر بہتان رکھا گیا تھا اس لئے مین نے کہا
کہ ای اللہ تو مجھکو مثل اسکی کرنا یہ قصہ سارا تفسیر کبیر اور فتوح الرحمان مین بھی موجود ہے اور مسلم نے ابوہریرہ سے
کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک شخص جنگل کی طرف مین کھڑا تھا کہ ایک آواز ابر مین سے
کوئی کہتا ہے کہ فلان شخص کے باغ کو پانی دے پھر ایک طرف ابر چلا اور پانی پتھرون کی زمین مین برسا اور ایک
نالی نے اون نالیون مین سے وہ سارا پانی جمع کر لیا اور وہ شخص اوس بہتے ہوئے پانی کے پیچھے چلا تاکہ معلوم کرے کہ
جسکے باغ مین پانی پہنچتا ہے وہ کون ہے باغ مین پہونچا تو ایک آدمی کو کھڑا ہوا دیکھا کہ پانی کو بیلچے کے ساتھ پھیر رہا
تھا اس شخص نے اوس باغ والے کا نام دریافت کیا اوس نے اپنا نام بتایا جو اس شخص نے ابر مین سنا تھا پھر
باغ والے نے کہا کہ تم میرا نام کیون پوچھتے ہو جواب دیا کہ مینے ایک آواز اس ابر مین سنی ہے جسکا یہ پانی ہے کہ وہ
آواز اس ابر سے کہتی تھی کہ فلان شخص کے باغ کو پانی دے پھر تم اس باغ مین کیا عمل کیا کرتے ہو کہا کہ
اس بزرگی کے لائق ہوئے باغ والے نے بیان کیا کہ جسقدر چیزین پیدا ہوتی ہین اون مین سے تہائی تو
راہ مین دیا کرتا ہون اور تہائی اپنے اور تمام عیال کے خرچ مین صرف کرتا ہون اور تہائی [illegible]
اور انس سے بیہقی نے دلائل النبوۃ مین اور ترمذی نے بھی روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible]
بہت سے پراگندہ بال غبار آلودہ صاحب دو پرانے کپڑون مین کہ [illegible]

Marfat.com

التفات کیا جاتا ہے بسبب حقارت کے مگر وہ جب قسم کہا دین کہ خدا ایسا کریگا تو اونکو اللہ اوس قسم مین سچا کر دیتا ہے اور اوس کام کو کر دیتا ہے اور اس مضمون کی حدیث ابو ہریرہؓ سے صحیح مسلم مین بھی مروی ہے اور ابو ہریرہؓ سے صحیح مسلم و بخاری مین مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا ایک شخص ایک گائے کو ہانکتا تھا جب تھک گیا تو اوسپر سوار ہوا گائے بولی کہ ہم سواری کے لئے نہین پیدا کئے گئے ہین بلکہ ہم کھیتی کے کام کے لئے پیدا کئے گئے ہین جو لوگ وہان موجود تھے بولے کہ سبحان اللہ گائے بولتی ہے حضرت نے فرمایا کہ مین اسپر ایمان لاتا ہون اور ابو بکرؓ و عمرؓ بھی ایمان لاتے ہین اور دونون اوس جگہ موجود نہ تھے اور مسلمؒ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کیا تم نے سنا ہے کہ ایک شہر ایسا ہے کہ اوسکی ایک جانب جنگل ہے اور دوسری طرف دریا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ ہان سنا ہے یا رسول اللہ پھر فرمایا کہ قیامت برپا نہوگی یہان تک کہ اوس شہر والون کے ساتھ ستر ہزار آدمی اولاد اسحاقؑ مین سے جنگ کرینگے اور اولاد اسحاق جسوقت اس شہر کا محاصرہ کرینگی تو اوس شہر والون سے ہتھیارون سے جنگ نہین کرینگی بلکہ کہینگی لا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو ایک جانب اوسکی گر جائیگی اور دوسری بار یہی کہینگی تو دوسری جانب منہدم ہو جائیگی اور تیسری بار کہنے سے رستہ اوس شہر مین داخل ہونے کو اون لوگون کے لئے ہو جاے گا اور وہ داخل ہو کر شہر کو لوٹ لین گے انتہی بعض کے نزدیک مراد اس شہر سے قسطنطنیہ ہے اور اسکا فتح ہونا بھی علامات قیامت سے ہے اور بعض کہتے ہین کہ قسطنطنیہ بہت سے کشت و خون کے بعد مفتوح ہوگا یہ کوئی اور شہر ہوگا جو محض تکبیر اور تہلیل اور کرامت سے فتح ہو جائیگا

آثار و حالات صحابہ و تابعین و اولیاے امت سے ثبوت

خلفاے راشدین اور صحابہ کی بہت سی کرامات کتب حدیث وغیرہ مین بالتفصیل مذکور ہین عبد الرحمن بن ابو بکرؓ سے صحیح بخاری و مسلم مین مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اصحاب صفہ کو کھانا کھلانے کی ترغیب کے لئے صحابہ سے فرمایا کہ جس شخص کے پاس دو شخصون کا کھانا ہو تو وہ تیسرے کو لے جاوے اور جسکے پاس چار کا کھانا ہو تو پانچوین کو یا چھٹے کو لیجاوے پس حضرت ابو بکرؓ تین شخصون کو لاے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس کو لے گئے اور حضرت ابو بکر نے شب کا کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھایا پھر ٹھہرے رہے یہان تک کہ عشا کی نماز پڑھی گئی پھر رسول اللہ صلی اللہ کے گھر بیٹھکر کچھ رات گئے اپنے گھر کو آئے اون کی بی بی بولین کہ تم نے اتنی تاخیر کیون کی کہ مہمان انتظار کرتے رہے حضرت ابو بکر بولے کہ کیا اونکو ابھی کھانا نہین کھلایا بی بی نے کہا کہ اونہون نے تمہارے بغیر کھانے سے انکار کیا حضرت ابو بکر غصہ ہوئے اور قسم کھا کر کہا کہ مین اس کھانے کو ہرگز نہ کھاؤنگا پھر اون کی بی بی اور مہمانون نے بھی قسم کھا کر کہا کہ ہم نکھائینگے حضرت ابو بکر پشیمان ہوے اور بولے کہ یہ غصہ اور قسم کھانی میری شیطان کے اغوا سے تھی پھر کھانا منگایا اور سب نے کھایا حدیث مین اس بیان کے بعد

Marfat.com

یہ عبارت ہے فجعلوا لا یرفعون لقمۃ الا ربت من اسفلھا اکثر منھا فقال لامراتہ یا اخت بنی فراس ما ھذا
قالت وقرۃ عینی انھا الان لاکثر منھا قبل ذلک بثلث مرار فاکلوا وبعث الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فذکر انہ اکل منھا یعنی ہوے ابوبکر اور اون کے مہمان جو لقمہ اوٹھاتے اوس کے نیچے کھانا بڑھ جاتا ابوبکر نے اپنی بیبی
سے کہا اے بہن ابو فراس کی یہ کیا عجیب بات ہے کہ کھانا بڑھتا جاتا ہے اونہون نے کہا قسم اپنی آنکھ کی ٹھنڈک کی
کہ یہ کھانا پہلے سے اب سہ چند زیادہ ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور اونکی بی بی نے اور مہمانون نے اوسمین سے کھایا
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی بھیجا کہ اونہون نے بھی اوسکو کھایا اور امام مستغفری نے دلائل النبوۃ مین
جابر بن عبد اللہ رضی سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی وفات کے وقت وصیت کی تھی کہ جب مین مرون تو
میری جنازے کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے دروازے پر لیجانا اور کواڑ مارنا اگر کھلجائین تو وہان دفن
کر دینا جابر کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر نے وفات پائی تو وہان اونکا جنازہ لیگئے اور قبر نبی کے دروازے کے کواڑ مارکر عرض
کی یا رسول اللہ یہ ابوبکر ہین اونہون نے آرزو کی تھی کہ مجھے حضور کے پاس دفن کرنا چاہیے پس دروازہ کھل گیا اور
آواز آئی کہ لے آو اونہین اور دفن کرو اور یہ نہ معلوم ہوا کہ کسنے دروازہ کھولا اور کسنے آواز دی اور عمر رضی اللہ عنہ کی
بہت سی کرامات منقول ہین چنانچہ ایکبار مدینہ کے محلون مین آگ لگ گئی حضرت عمر نے ایک پرچہ پر یہ مضمون لکھکر کہا کہ
آگ اللہ کے حکم سے ٹھنڈی ہوجا اوسمین ڈلوا دیا وہ فوراً بجھ گئی اور ایکبار قیصر روم کا سفیر اون کے پاس آیا اور مکان
دریافت کیا سفیر خیال کرتا تھا کہ اون کے رہنے کی عمارت نہایت عالی شان بادشاہون کی سی ہوگی لوگون نے بتا دیا
کہ وہ کہین جنگل مین دودھ دوہتے ہون گے وہ جنگل کو گیا تو دیکھا کہ حضرت عمر کے سر کے تلے درہ تکیہ کی جگہ رکھا ہوا
اور مٹی پر سو رہے ہین اس بات سے سفیر بہت متعجب ہوا اور دل مین سوچنے لگا کہ جس آدمی کے نام سے بادشاہان روم
تھرانے ہین اور اوسکی دہشت سے اہل عالم کا زہرہ آب ہوتا ہے اوسکی یہ کیا حالت ہے اسوقت اکیلے لگے ہین بہتر
یہ ہے کہ انکو قتل کرکے قصہ پاک کیا جاے کہ آدمیون کو ان کے ہاتھ سے مخلصی حاصل ہوجاے جب یہ ارادہ دل مین
مضبوط کرکے تلوار نکالی تو غیب سے دو شیر ظاہر ہوئے اور سفیر کی طرف حملہ کرکے جھپٹے وہ ڈر کر سہم گیا تلوار ہاتھ سے
ڈالدی حضرت عمر بھی بیدار ہوگئے اور شیر غایب ہوگئے حال دریافت کیا تو سفیر نے سارا واقعہ بیان کیا اور اسلام
لے آیا اگرچہ یہ قصے اخبار احاد سے معلوم ہوئے ہین خبر متواتر کے ساتھ منقول نہین مگر حضرت عمر کے [illegible]
ہونے مین شک نہین اس لیے کہ یہ بات بالتواتر معلوم ہے کہ انہون نے کبھی زینت دنیا کی طرف [illegible]
اور تکلفات اور خدم وحشم اور ہر طرح کے ٹھاٹ اور دبدبہ کے سامان سے احتراز رکھا [illegible]
غرب تک ملک فتح کرلیا لاکھون آدمیون کو دین اسلام مین داخل کردیا بڑے بڑے شہنشاہون کی سلطنتین [illegible]
مین ملادین کتب تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم کے عہد سے اسوقت تک کسی آدمی کے [illegible]

Marfat.com

ایسے مسلسل فتوحات ظہور مین نہین آئے پس باوجود اسکے کہ وہ نہایت بے تکلف تھے کیونکر ایسی فتوحات عظیم پر قادر ہوئے
سو یہ سب اونکی اعلیٰ درجہ کی کرامت ہے اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت مین رسول نہین
محدثین ہین اور عمر رضی اللہ عنہ اون مین سے ہین اس مضمون مین اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ علم غیب مین سے کچھ
حصہ اونکو بھی حاصل ہوتا ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت یہ ہے کہ جب جہجاہ الغفاری نے اون کے ہاتھ
مین سے لاٹھی چھین کر اپنے زانو سے دبا کر توڑ ڈالی تو مرض آکلہ اوس کے زانو مین پیدا ہوگیا اور امام مستغفری نے اپنی
اسناد سے نافع سے اور اونہون نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ جسدن حضرت عثمان شہید ہوئے اوس شب مین
آنحضرت کو خواب مین دیکھا کہ فرماتے ہین کہ اے عثمان تم ہمارے پاس روزہ افطار کروگے چنانچہ اوسی دن وہ مارے گئے
اور حضرت علیؓ کی کرامات مین سے ایک یہ کرامت منقول ہے کہ ایک غلام حبشی اون کے شیعون مین سے تھا اوسنے
کسی کی چوری کی پکڑا گیا حضرت علیؓ کے پاس اوسکو لائے اقرار کرلیا آپ نے اوسکا ہاتھ کٹوا ڈالا جب وہ اپنے مکان کو
لوٹا اور راستے مین سلمان فارسیؓ اور ابن کرا ایک غلام سے ابن کرا بولے کہ تیرا ہاتھ کسنے کٹوا ڈالا ہے اوس نے حضرت
علیؓ کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ اونھون نے کٹوایا ہے ابن کرا بولے باوجودیکہ تیرا ہاتھ اونہون نے کٹوا ڈالا تو اونکی
مدح کرتا ہے غلام بولا کس لئے تعریف نہ کرون کہ اونہون نے حق بات کی اور مجھے دوزخ کی آگ سے نجات دلائی
سلمانؓ نے یہ سارا ماجرا حضرت علیؓ کے آگے بیان کیا اونہون نے غلام کو بلا کر اور اوسکے کٹے ہوئے ہاتھ کو جوڑ پر
رکھکر چادر سے چھپایا اور دعا شروع کی پس ایک آواز غیب سے ہوئی کہ چادر اوٹھاؤ جب وہ اوٹھائی تو وہ ہاتھ
جڑا ہوا پایا۔ اور امام مستغفری نے اپنی اسناد سے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک آدمی سے کوئی بات
پوچھی اوس نے جھوٹ بیان کیا آپ نے کہا تو نے جھوٹ بولا اوسنے کہا کہ مین نے جھوٹ نہین بولا جناب امیر نے
فرمایا اللہ سے دعا کرتا ہون کہ اگر تو نے جھوٹ بولا ہو تو اندھا ہوجائے اوسنے کہا ضرور ایسا کیجیے آپ نے
دعا کی وہ اندھا ہوگیا۔ اور خالد بن ولید کو خبر لگی کہ تمہارے لشکر مین لوگ شراب پیتے ہین وہ ایک رات تلاش کیلئے
سوار ہوکر خفیہ نکلے ایک آدمی گھوڑے پر سوار ملا جسکے پاس شراب کا مشکیزہ تھا پوچھا یہ کیا ہے کہا سرکہ ہے
خالدؓ نے کہا اللہ اوسکو سرکہ ہی کردے وہ آدمی شراب لیکر دوستون کے پاس پہونچا اور بولا آج ایسی شراب
لایا ہون کہ اہل عرب نے کبھی آجتک نہ پی ہوگی جب اوسکو کھولا تو وہ حقیقت مین سرکہ ہی تھا لوگ بولے کہ
خدا کی قسم تم ہمارے واسطے سرکہ لائے تھے اوس نے قسم کھا کر کہا کہ مین سرکہ نہین لایا تھا بلکہ یہ دعاے خالد کا
اثر ہے مولوی جامی نے شواہد النبوۃ مین اور شوکانی نے قطر الولی مین بہت سی کرامات صحابہ کا تذکرہ کیا ہے اور
حکایات انکی کرامات کی ثقات کے ذریعہ سے نقل کی ہین اور اسی طرح تابعین اور تبع تابعین کی کرامات کا ذکر بڑی
سند کے ساتھ کیا ہے اور کتب صوفیہ مین بہت سی کرامات اولیاے سلف و خلف کی مذکور ہین خصوصاً بعضے اکابر

مشائخ سے مانند حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کرامات ایسی ظاہر کثرت کو پہنچی ہیں کہ بیشمار ہیں چنانچہ اون کے زمانہ کے مشائخ سے منقول ہیں کہ کرامتیں آپ کی اندازہ سے زیادہ ظاہر ہوتی تھیں کہ دوسرے صادر ہوتی تھیں —

دلائل عقلی سے ثبوت

اور دلائل عقلی بھی وقوع کرامت پر بہت سی قائم ہیں **دلیل اول** یہ ہے کہ بندہ اللہ کا ولی اور دوست ہے چنانچہ قرآن میں ہے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون سنو کہ جو لوگ دوست خدا کے ہیں نہ ڈر ہے اونپر اور نہ وہ غم کھاویں اور اللہ بندے کا دوست ہے چنانچہ فرماتا ہے اللہ ولی الذین آمنوا اللہ دوست ہے ایمان والوں کا اور دوسری جگہ ہے وہو یتولی الصالحین وہی دوستی کرتا ہے نیک بندوں سے اور ایک جگہ ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ تمہارا دوست اللہ ہے اور اوسکا رسول ذلک بان اللہ مولی الذین آمنوا یہ سبب اسکے ہے کہ اللہ فریق اون لوگوں کا ہے جو ایمان لائے تو ثابت ہوا کہ اللہ بندے کا دوست ہے اور بندہ اللہ کا دوست ہے اور نیز اللہ بندے کا حبیب ہے اور بندہ اللہ کا حبیب جیسا کہ قرآن میں ہے والذین آمنوا اشد حبا للہ ایمان والے زیادہ ہیں محبت میں اللہ کی اور دوسری جگہ قرآن میں ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین اللہ کو خوش آتے ہیں توبہ کرنے والے اور خوش آتے ہیں پاک کرنے والے اور جبکہ یہ ثابت ہو چکا تو بندہ اپنی طاعت میں اس مرتبہ کو پہنچ جاوے گا کہ باتیں اللہ کی کرنے لگے اور اوسکے حوالے ہے اوسکے بال اور جو خلاف شرع اوس سے پرہیزگار رہے تو کچھ بعید نہیں ہے کہ اللہ تعالی وہی کرے جسکی خواہش اوسکے دل کی ہو بلکہ اولیا ہی کی تعالی ایسے بندے کی مرضی و خواہش پوری کرتا رہے اس لئے کہ بندہ باوجود اپنے ضعف و کمزوری کے جبکہ خدا کی راہ میں کوتاہی نہیں کرتا تو اللہ تعالی اپنی قدرت اور قوت کے ساتھ کیونکر اوسکے ارادے کو نہ پورا کرے گا اس لئے قرآن میں فرماتا ہے اوفوا بعہدی اوف بعہدکم یعنی پورا کرو قرار میرا تو میں پورا کروں قرار تمہارا **دلیل دوم** یہ ہے کہ اگر کرامت محال ہو تو اسکا استحالہ یا اسوجہ سے ہوگا کہ اللہ تعالی ایسے کام کرنے پر قادر نہیں ہے یا اسوجہ سے کہ ایسے کام کی طاقت نہیں رکھتا اس لئے اللہ اوسے وہ عطا نہیں کرتا یہی صورتیں قدرت الہی میں عجز ثابت کرنا ہے اور یہ کفر ہے اور دونوں ہی صورتیں باطل ہیں اس لئے کہ اللہ کی ذات و صفات اور احکام و افعال اور اوسکی محبت و طاعت اور اوسکی حمد و توحید پر مواظبت اعلی درجہ کی ہے اور اس کی وجہ سے بلا واسطہ اور کسی سبب سے زبان کا بولنا اوس سے کچھ نہیں رکھتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالی نے حسن کو وہ اعلی الفضیلت سوال رحمت کیں تو وہ ادنی چیزوں کو سوال رحمت کیوں کر ہو سکتا ہے **دلیل سوم** یہ ہے کہ بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ما تقرب الی عبدی

بشیٔ احب الی افترضت علیہ ومایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ
الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا یعنی میرے بندے نے
فرایض کے ذریعہ سے جو مجھکو بہت محبوب ہین میرا قرب حاصل کیا اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے میرا قرب حاصل کرتا
ہے یہانتک کہ مین بھی اوس بندے سے محبت کرنے لگتا ہون اور جبکہ مین اوس بندے سے محبت کرتا ہون تو مین
اوسکی شنوائی بن جاتا ہون جسکے ذریعہ سے وہ سنتا ہے اور اوسکی نظر بن جاتا ہون جس سے وہ دیکھتا ہے اور اوسکا
ہاتھ ہوجاتا ہون جس سے وہ پکڑتا ہے اور اوسکا پاؤن ہوجاتا ہون جس سے وہ چلتا ہے یہ حدیث دلالت کرتی ہے
اس بات پر کہ ولی کے عضو مین سوائے اللہ کے اور کا حصہ باقی نہین رہتا اگر غیر کا حصہ باقی رہتا تو اللہ یہ نفرماتا
کہ مین اوسکی شنوائی اور بینائی اور ہاتھ اور پاؤن بن جاتا ہون شوکانی نے قطر الولی مین کہا ہے کہ تقرب اللہ تعالیٰ
کی طرف صلوٰۃ نافلہ کے ذریعہ سے تمام وقتون مین عمدہ عبادات مین سے ہے مگر وہ اوقات مین ایسا نہین اور
جتنی ان مین کثرت کرتا ہے اوسکو اوسی قدر اللہ کے ساتھ تقرب حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے
اوسکو دوست رکھتا ہے - اور جبکہ یہ ثابت ہوگیا تو معلوم کرنا چاہیے کہ یہ مقام بہت ہی برتر ہے اور بہتر ہے اس سے
کہ ولی کی دعا سے بلا ٹلجائے اور دشمنون پر فتح حاصل ہوجائے اور کوئی بے زبان باتین کرنے لگے جبکہ اللہ بندہ کو
اوس درجہ تک اپنی رحمت سے پہونچا دے تو پھر کیا بعید ہے کہ اوسکی دعا سے بلا ٹالدے اور دشمنون کو مغلوب
کردے اور کسی بے زبان کے لئے زبان کھولدے ابن حجر نے فتح الباری مین کہا ہے کہ بعضے جہلا اہل ریاضت مین سے
اس حدیث کے ساتھ استدلال وسند کرکے کہتے ہین القلب اذا کان محفوظا مع اللہ تعالیٰ کانت خواطرہ
معصومۃ عن الخطاء یعنی جبکہ دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ محفوظ ہوگیا تو سارے خطرات اوسکے خطا سے معصوم ہون گے
مگر اسکو اہل تحقیق رد کرتے ہین اور کہتے ہین لا یلتفت الی شیٔ من ذلک الا اذا وافق الکتاب والسنۃ والعصمۃ
انما ھی للانبیاء ومن عداھم قد یخطی فقد کان عمر رضی اللہ راس المسلمین ومع ذلک کان ربما
رای الرای فیخبرہ بعض الصحابۃ بخلافہ فیرجع الیہ ویترک رایہ فمن ظن انہ یکتفی بما وقع فی خاطرہ
مما جاء بہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فقد ارتکب اعظم الخطاء اما من بالغ منہم فقال حدثنی قلبی عن ربی
فھو اشد خطاء فانہ لا یأمن من ان یکون قلبہ انما حدثہ عن الشیطان واللہ المستعان انتھی کلام
الفتح یعنی ایسی باتون کی طرف التفات نکرنا چاہیے مگر جبکہ قرآن وحدیث کے ساتھ موافق ہو اور عصمت ذات پاک
انبیا کے ساتھ مخصوص ہے اور اون کے سوا اور تمام آدمی خطائین کرتے ہین دیکھو عمر رضی اللہ عنہ تمام مسلمانون کے سردار
تھے پھر بھی اکثر معاملات مین رائے دیتے اور بعض صحابہ اون کی رائے سے مخالفت کرتے تو وہ اپنی رائے کی خطا
تسلیم کرلیتے اور اوس سے پھر جاتے پس جو کوئی یہ خیال کرے کہ میرے دل مین جو کچھ آتا ہے وہ مجھے رسول علیہ السلام

Marfat.com

کی خبر سے کفایت کرتا ہے تو یہ خطا پر ہے اور پھر جو انمین سے اتنا مبالغہ کرتا ہے کہ میرا دل جو کچھ بیان کرتا ہے وہ اللہ کی خبر
سے بیان کرتا ہے تو یہ بہت بڑا خطا کار ہے اسکو کیا خبر ہے کہ جو کچھ اسکے دل نے بیان کیا ہے وہ شیطان کی طرف
سے نہین ہے اس بات سے مامون رہنے کی کون سی صورت ہے۔ **دلیل چہارم** بخاری و مسلم مین جو ابو ہریرہ سے
حدیث قدسی مروی ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ جس نے ایذا دی میرے ولی کو مین اوسکو خبردار کرتا ہون ساتھ لڑائی کے
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب اولیاء اللہ کا ایسا درجہ ہے تو پھر کیا تعجب ہے کہ اللہ تعالی کوئی کرامت اون کے
ہاتھ پر ظاہر کردے جیسے اون کی دعا سے بلا کا ٹلنا اور دشمنون پر فتح پانا اور کسی بیزبان کا بولنا اور کسی درندہ کا مسخر
ہو جانا اور کھانا پانی اونہین غیب سے پہونچنا جو اوس درجہ سے بدرجہ اولی کمتر ہے **دلیل پنجم** یہ بات
سب پر ظاہر ہے کہ جب کسی آدمی کو کوئی بادشاہ کسی کام کے ساتھ خصوصیت عطا کرتا ہے اور اوسکو اجازت
دیتا ہے کہ ہمارے دربار مین حاضر ہوا کرے تو شک نہین کہ یہ شخص ایسے ایسے معاملات اور کارروائیون پر قادر
ہو جاتا ہے جنپر وہ لوگ جو بادشاہ کی خدمت مین تقرب نہین رکھتے قادر نہین ہوتے بلکہ حق یہ ہے کہ قرب کا حاصل
ہونا ہی مشکل ہے اور جب وہ حاصل ہو چکا تو پھر ایسے مناصب کے حصول مین دقت نہین ہوتی اور جبکہ خدای تعالی
کی جناب مین کہ وہ مالک الملوک ہے تقرب حاصل ہوا تو پھر یہ کیونکر ممکن نہین کہ صاحب تقرب کے ہاتھ سے کرامات
اس عالم مین ظہور پائین باوجودیکہ اس عالم کے تمام معاملات اللہ تعالی کے قرب اور معارف کے ساتھ ہین
دلیل ششم ظاہر ہے کہ افعال روح سے صادر ہوتے ہین نہ بدن سے پس جب بندہ طاعت الہی کی
مواظبت کرتا ہے تو وہ ایسے مقام پر پہونچ جاتا ہے جسکی نسبت اللہ ارشاد کرتا ہے کہ میری بینائی اور شنوائی اوسکی
بینائی اور شنوائی اور میرا ہاتھ اور پاؤن اوسکا ہاتھ اور پاؤن ہو جاتا ہے اور جبکہ نور جلال الہی اوسکی بینائی بن جاتا
ہے تو وہ نزدیک و دور کو دیکھ سکتا ہے اور جب یہ نور اوسکی شنوائی بن جاتا ہے تو دور و نزدیک کی بات سن سکتا
ہے اور جبکہ نور اوسکا ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ مشکل اور آسان اور دور و نزدیک پر قدرت رکھتا ہے اور جبکہ یہ نور
اوسکا پاؤن ہو جاتا ہے تو مسافت دور و دراز کو پل مارنے مین طے کر سکتا ہے **دلیل ہفتم** یہ دلیل
مبنی ہے قوانین حکمت و فلسفہ پر تفصیل اسکی یہ ہے کہ جوہر روح جنس اجسام مین سے نہین ہے جسکے بگڑ جانے کا اندیشہ
ہوتا ہے بلکہ وہ جواہر ملائکہ اور عالم آسمانی کی قسم سے ہے اور مبرا ہے خرابی اور بگڑنے سے مگر دو نکتون
سے متعلق ہو جاتی ہے اور اوسکی تدبیر و تصرف مین رہتی ہے اس لئے اپنی اصلی حالت کو چھوڑ کر
اور بالکل بدن کے مشابہ ہو جاتی ہے اس لئے اوسکی قوت گھٹ جاتی ہے کہ کوئی مشکل کام اوس سے صادر
نہین ہو سکتا پس جبکہ ریاضت کی وجہ سے معرفت و محبت الہی کی خوگیر ہو جاتی ہے اور بدن کی تدبیر و تصرف
کی طرف سے توجہ اوسکی کم ہو جاتی ہے اور انوار ارواح مقدسہ آسمانی اوسمین چمکنے لگتے ہین تو اوسکو بھی

ارواح آسمانی کی طرح قوت اس عالم کے اجسام مین تصرف کرنے کی پیدا ہو جاتی ہے اور نور معرفت صمدی کی مدد سے ہیولاے عالم دنیا مین ہر طرح کا تصرف کر سکتی ہے اور اسی سے مراد کرامت ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی نے حسن العقیدہ مین لکھا ہے کرامات الاولیاء وھم المومنون العارفون باللہ وصفاتہ المحسنون فی ایمانھم حق یعنی کرامات اولیا کی اور وہ لوگ ایمان لانے والے ہین پہچانتے ہین اللہ تعالی کو اور اوسکی صفات کو احسان کرنے والے ہین اپنے ایمان مین حق ہے اور شاہ صاحب نے حجۃ البالغہ مین کہا ہے کرامات اولیا جملہ اون امور کے ہے جو کتاب وسنت سے ظاہر ہوئے ہین اور پھر یہ کہا ہے کہ ہم ان سب امور پر کہ جن مین کرامات اولیا بھی شامل ہے اللہ کی حجت کے بموجب ایمان لائے ہین اور ہمارے نزدیک دلائل معقول بھی اوسکے شاہد ہین پس یہان سے ثابت ہوا کہ سید احمد خان نے جو اپنی تفسیر مین لکھا ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے کرامات اولیا سے انکار کیا ہے بالکل کذب وافترا ہے اصل یہ ہے کہ دو فرقے ہین ایک تو فرقہ نیچریہ جنمین سے ہندوستان مین سید احمد خان سر برآوردہ ہین دوم فرقہ تیہو وفٹ فرقہ نیچریہ کا تو یہ اعتقاد ہے کہ جملہ شریعت اور مذہب لغو اور باطل اور محض تضیع اوقات ہے اور معجزات کرامات خوارق عادات سب غلط اور بے اصل ہین اور یہ دوسرا فرقہ تیہو سوفٹ اسکا مطلب نیچریہ سے بھی زیادہ ضرب دہی کا ہے یعنی یہ لوگ معجزات وکرامات کو برحق اور صحیح مانتے ہین اور پھر ثابت کرتے ہین کہ ہر ایک آدمی مین یہ قوت خدا نے پیدا کی ہے جو خرق عادت کے امور کر سکتی ہے اور جسقدر انبیا اور صاحبان اعجاز گذرے ہین سب اسی سر رشتہ کے ذریعے سے خلائق کو دھوکا دیتے تھے اور آپ کو موید من اللہ اور رسول اور نبی بیان کرتے تھے اب دیکھئے کہ یہ فرقہ بہ نسبت دہریہ اور نیچریہ کے زیادہ تر ارباب ہدایت کا دشمن ہے اس لئے کہ دہریہ کا یہ قول کہ ہرگز کسی شخص سے خلاف عادت اور خلاف عقل ظاہری کوئی فعل صادر نہین ہوتا اسکو تو شاید سچی سچی تاریخین اور لاکھون مشاہدات اور بچشم دیدا مور باطل بھی کر دین اور یہ دشمن دوست نما جو سب کرامات کو مسلم مان کر پھر اونکی عظمت کو باطل کرنیکا ارادہ کرتے ہین انکی ضرب دہی پہلے فرقہ سے زیادہ ہے لیکن جو لوگ اپنے پچھلے علوم سے آراستہ ہین وہ خوب جانتے ہین کہ پچھلے زمانہ مین بھی یہ دونون فرقے تھے اور ہمیشہ انکی ابطال اور رد ہوا کی ہے کچھ نئی بات نہین ہان جدید اوسی شخص کو معلوم ہوتی ہے جسکا اپنے قدیم علوم سے بالکل اجنبیت ہے اہل اسلام کے علوم ایسے مضبوط اور مستحکم ہو چکے ہین کہ اون دونون فرقون کے رد مین صدہا کتب موجود ہین۔ اور بہت سے ولی اللہ رحمہم اللہ ایسے بھی گذرے ہین کہ اون سے ایک کرامت بھی صادر نہین ہوئی تو اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ وہ بزرگان طریقت ولی اللہ نہ تھے کیونکہ صدور کرامات ولی ہونیکو شرط لازم نہین ہان البتہ استقامت علی الدین ولایت مین شرط ہے جیسا کہ تعریف ولی سے کہ اہل عقائد اہل تصوف لکھتے ہین سمجھا جاتا ہے الولی ھو العارف باللہ وصفاتہ ما یمکن لہ المواظبۃ علی الطاعات المجتنب

Marfat.com

عن السیئات المعرض عن الانہماک فی اللذات والشہوات انتہی ما فی شرح الفقہ الاکبر اس
عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ولی اوسے کہا کرتے ہین جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا عارف ہو بقدر طاقت بشری
اور ولی کی نشانی یہ ہے کہ زہد اور تقویٰ اختیار کرے اور یاد حق مین ہمیشہ مشغول رہے خلاف طریقت وسنت نبوی
کے کوئی کام نکرے اور لذات وشہوات مین منہمک نرہے اعتماد اوسکا خدائے کریم پر ہو ماسوی اللہ سے بالکل قطع تعلق
کیا ہوا ہو کسی طرح کی سوائے اوس ذات پاک کے دوسرے سے نرکھے عشق ومحبت نے اوسکے ظاہر وباطن مین بقدر
تفاوت مراتب سرایت کیا ہو پس ولی کے واسطے مواظبت علی الطاعات شرط ہے اور اسی مواظبت کو استقامت
عرف مین کہتے ہین اور بغیر اس استقامت کے ولی ہونا ممکن نہین پس طالب صادق کو چاہیے کہ طالب استقامت کا
رہے نہ طالب کرامت کا کیونکہ نفس خواہش کنندہ اور طالب کرامت کا ہے اور پروردگار تیرا تجھسے استقامت
طلب کرتا ہے جیسا کہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین اصحاب طریقت ابو علی جرجانی سے نقل کرتے ہین کن طالبا
للاستقامۃ لا طالبا للکرامۃ فان نفسک متحرکۃ فی طلب الکرامۃ وربک یطلب منک الاستقامۃ
انتہی ما فی شرح فقہ الاکبر اور پھر اوسی کتاب مین شیخ شہاب الدین سہروردی سے نسبت عطا ہونے خرق
عادات یعنی کرامات کے جو بزرگون کو بعض اوقات مین فضلاً من اللہ ہوتی ہین لکھتے ہین کہ حکمت اس کرامات کے
عطا ہونے مین اور فائدہ اس خرق عادات کے صادر ہونے کا بزرگان موصوفین کو یہ تھا کہ اپنی اس خرق عادت
وکرامت کو آثار قدرت دیکھکر یقین زیادہ ہو اور عزم زہد پر اور ارادہ موجبات حرص وہوا سے خارج ہونے پر بنا
مین قوی ہو اور عبارت اوسکی یہ ہے والحکمۃ فیہ ان یزداد ہما یری من خوارق العادات وآثار القدرۃ
یقینا فیقوی عزمہ علی الزہد فی الدنیا والخروج من دواعی الہوی اور یہ بھی یاد رہے کہ کرامت اولیا
اللہ کی حقیت اون کی زندگی مین ثابت ہے اور صدور کرامات کے بعد ممات کے حق ہونے مین کوئی معتبر روایت صراحۃً
کتاب فقہ وعقائد کی نظر سے نہین گذری باقی اشارۃً موافق تصریح شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اوس کی حقیت کی
بطلان سمجھی جاتی ہے کس لئے کہ اب صدور کرامات یعنی خرق عادات سے اون بزرگون کو کچھ فائدہ نہین کیونکہ وہ
بزرگان دین اس دار المحن اور دار الفراق سے دار العشرت اور دار الوصال کو پہونچے اب کوئی درجہ انھین کا باقی
کا باقی نہین رہا اور یہ جو اعتقاد بعض جہلا کا ہے کہ جو خرق عادت حالت حیات مین صادر ہوتی ہے خلاف اہل سنت
وجماعت کے ہے خصوصاً ہمارے فقہاے حنفیہ کے اصول کی بنا پر محض باطل ہے جیسا کہ ماہر کتب عقائد وفقہ پر پوشیدہ
نہین ہے اور علم تصوف مین بھی ایسا ہی لکھتے ہین - امام نجم الدین عمر نسفی سے سوال ہوا کہ جو حکایت ہے کہ کعبہ معظمہ
ایک ولی کی زیارت کو جاتا تھا یہ کہنا جائز ہے یا نہین مفتی ثقلین نے جواب مین کہا کہ خرق عادت بطریق کرامت
کے اہل ولایت کے لئے اہل سنت کے نزدیک جائز ہے -

Marfat.com

کرامت کی قسمین

کرامت کی بہت سی قسمین ہین بعض جزئیات کرامت کی تفصیل ذیل مین ذکر کرتا ہون (۱) مسافت بعیدہ کا تھوڑی سی دیر مین طے کرنا نہر الفائق مین لکھا ہے کہ مسافت بعیدہ کا طے کرنا زمانہ قلیل مین کرامت مین داخل نہین شارح کہتا ہے لیکن شرح عقائد نسفی مین ملا سعد الدین تفتازانی نے طے مسافت کو کرامت مین داخل کیا ہے امام نجم الدین کی متابعت سے علامہ عبد البر ابن شحنہ نے شرح وہبانیہ کی کتاب السیر مین اس قول کو منظوم کرکے یاس لکھا ہے ؎ ومن لولی قال طی مسافۃ + بجوز جھول ثم بعض یکفر + اثباتھا فی کل ما کان خارقا عن النسفی النجم یروی وینصر + یعنی جو ولی کے واسطے طے مسافت کو جایز کہے وہ جاہل ہے پھر بعض علما اسکو کافر کہتے ہین اور اثبات کرامت کا ہر امر خارق عادت مین خواہ طے مسافت ہو یا غیر اسکے نجم الدین نسفی سے منقول اور منصور ہے یعنی اس قول کی نصرت اور تائید امام محمدؒ کے اس قول سے ہے انا نومن بکرامات الاولیاء۔ ہم تصدیق کرتے ہین کرامات اولیا کی۔ شارح وہبانیہ کہتا ہے کہ طے مسافت بعیدہ کو زمانہ قلیل مین ولی کے لئے بعض علما جایز نہین کہتے اور اوسکے مجوز کو جاہل کہتے ہین اور بعضے کافر اسی طرح ظہور معجزات کبار کا مانند احیاے میت اور عصا کو سانپ کر ڈالنا اور انشقاق قمر اور انگلیون سے جوش مار کر پانی بہنا اور طعام قلیل مین جماعت کثیر کو سیر کر دینا بطریق کرامت کے ناجایز جانتے ہین اور حق یہ ہے کہ جو شخص مسافت بعیدہ کے قطع کرنیکا اور دن کا سون کا جو انسانون کی طاقت سے باہر ہین کرامت نہین جانتا بلکہ افعال شیطانیہ اور تصرفات ابلیسیہ مین کو تصور کرتا ہے وہ غلطی پر ہے اسلئے کہ جو شخص مجاب الدعوات ہے اوسکو خدا سے مسافت بعید کا تھوڑی سی عرصہ مین قطع کرا دینے کا سوال کرنا اور ایک لحظہ مین دور و دراز شہر مین پہنچ جانے کی دعا کرنا ممتنع نہین اللہ تعالی بڑا قادر ہے اوسکے نزدیک ایسے داعی کی دعا قبول کر لینا محال نہین ہے جس شخص نے حلیہ ابو نعیم اور صفوۃ الصفوۃ ابن جوزی کو ملاحظہ کیا ہے اوسکے نزدیک اس بات کی صحت مین کلام نہین اور اجابت دعا کی سب سے بڑی کرامت ہے جسکو اللہ تعالی اس کرامت کے ساتھ ممتاز کرے وہ ہر کام کی بڑا ہو یا چھوٹا دعا کر سکتا ہے کتب حدیث و سیر مین اس قسم کے معاملات بہت سے موجود ہین اور انبیاے سابقین کی امتون مین بھی اولیاء اللہ بہت سے گذرے ہین اور اون سے ایسی کرامات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہم تک پہونچے ہین اور توراۃ و انجیل و زبور مین بھی ایسی حکایتین موجود ہین خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندون پر ہر طرح کا فضل کرتا ہے ہمکو یہ لایق نہین کہ کسی چیز کا انکار کرین جب تک شرع کے مخالف نہو ہان شرع کے خلاف ہو تو ہمکو تسلیم نہ کرنا چاہیے اور صرف اسوجہ سے کہ ایسے عظیم الشان کامون کا انسان ضعیف البیان کے ہاتھ سے سرانجام پانا کیسے ممکن ہو سکتا ہے کرامات سے انکار کرنا انصاف اور ادب کا خون بہانا ہے تمنے اکثر دیکھا

Marfat.com

ہوگا کہ اگر کسی بزدل کے سامنے کسی بہادر کے کارنامے بیان کئے جاتے ہین تو وہ اوسے بہت بعید جانتا ہے
اور وجہ اوسکی یہ ہوتی ہے کہ اوسکی طبیعت جو بزدل واقع ہوئی ہے وہ اک ادنی سے شجاعت کی متحمل نہین
ہوسکتی تو وہ پھر کیسے ایک سخت کام کو قبول کریگی اور اگر کسی کنجوس کے سامنے کسی خیاض کی فیضرسانی بیان کیجاوے
تو وہ بوجہ اسکے کہ اوسکی طبیعت کو لگاؤ اوس سے نہین ہوتا ضرور اوسے تعجب سے سنیگا اور قبول نہ کریگا اور
اور صنایع و بدایع کا حال ہے جو اوس سے نابلد ہوتا ہے وہ شکل سے قبول کرتا ہے اور تعجب ہوتا ہے حالانکہ
کی عنایات کو کسی مقام پر اپنے بندون کے ساتھ ذریعہ بنا دیتا ہے دیکھو بعضے بندون کو نبوت مرحمت کی
خلق کے اور اپنے درمیان مین پیغام رسان اور واسطہ بنایا اور بعضون کو سلطنت اور ملک عطا کیا اور بعضون کو
تفوق عطا کیا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کچھ سلطان غیر شریف الاصل ہوتا ہے چنانچہ اکثر سلاطین اور
شاہان چرکس دیار غلام تھے اور بازار مین بیچنے کے لئے خاص کئے جایا کرتے تھے اور بعد
اعلی درجہ کے شہنشاہ بن گئے ایسے ہی بنی قلاوون کو کہ ترکمان کے بادشاہی عطا کی اور بنی لوکوکہ جو ایران
والے کی اولاد تھے خلفاء عباسیہ اور رعایا سے مماثل چرکس کیا ہے سلطان کو حکم اشان حاصل کرنے
تحت قدم غلامون کے کیا تھا اور ہم انسان سے درگذر کرین کہ وہ خوف الخلق فاستہ ہوا اور اسکے
یہی عادت جاری ہے دشجاعت مشہور کردی ہے وہ اور کسی ذی روح مین کب ہے اور سخاوت کی طرف
ہے اسی طرح کسی کو جثہ قوی دیا ہے کسی کو قوت بازو عطا کی ہے کسی کو حسن صورت کے ساتھ آراستہ کیا ہے
اور ذہانت نصیب کیا ہے کسی کو پانی مین اوڑنے کی طاقت کسی کو ہوا مین اوڑنے کی خدا تعالی کی عنایات
مین نظر غور سے ملاحظہ کرے تو اوسے پھر اولیا کی کسی بات مین تعجب نہ رہے جانی چاہئے
نے خطر الولی مین پوری طور سے صحابہ کی کرامات کو بیان کیا ہے اور ابن ابی جمرہ تاج العارفین وغیرہ علماء کے
ذریعہ سے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے حاصل یہ ہے کہ جو کوئی خیر و شر ظاہر ہو اور طاعات بجا لاتا ہو
اور منہیات سے بچتا ہے اوس سے جو کوئی کرامت کی بات ظہور کرے اور شرع کے مخالف نہ ہو تو سمجھنا چاہئے کہ یہ
اللہ کی بخشش ہے اور اسکا کسی مسلمان کو حلال نہین ہے اور جو کوئی اسکے برعکس ہو وہ ولی نہین ہے
ولایت رحمانی ہے بلکہ کرامت اوسکی تلبیس ابلیس ہے اور یہ کوئی تعجب کی بات نہین ہے اس لئے کہ
آدمی ہوتے ہین کہ جن یا کوئی روح خبیث اونکی خدمت گذاری کرتی ہے اور اون کی فرمانبرداری کو
باب مین میزان قرآن و حدیث مین جو انکا منہج ہے وہ حکم علیہ ہے اور جو اوس راہ پر نہین وہ شیطان کا تابع ہے
خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسافت کرامت مین داخل ہے اور اوسکا مقصد جاہل یا کاذب نہین اور شرح مسلم الثبوت کے
تتمہ خاتمہ مین بحر العلوم نے لکھا ہے ابدال مین سے ایک بزرگ کا روم یا شام مین انتقال ہوا اوسکے جنازہ کی

نماز کے لئے قطب الوقت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ الشریف ایک یا نصف ساعت مین وہان پہنچگئے اور آپ کا مقام زمین عراق مین تہا۔ امام الحرمین نے کہا ہے کہ قول پسندیدہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ کہ خوارق عادت بطریق کرامت کے جایز ہین سواے اوس امر کے جو بدلیل قطعی ممنوع الوقوع ہے جیسے قرآن کی برابر دوسرا کلام ظاہر کرنا اور حق تعالیٰ نے ہمکو قرآن مین آصف ابن برخیا وزیر سلیمان علیہ السلام سے خبر دی ہے جبکہ سلیمان علیہ السلام نے کہ وہ ملک شام مین تشریف رکھتے تہے چاہا کہ بلقیس کے تخت کو جو یمن مین تہا اوس کے آنے سے پیشتر یہان حاضر کر دیا جاے حق تعالیٰ کو منظور ہوا کہ آصف کا مرتبہ لوگون پر ظاہر ہو جاے اور کرامات اولیا کے حق ہونے کا سب اعتراف کرنے لگین جب بلقیس نے اپنے ملک سے روانہ ہوکر منزل بمنزل طے کرکے لشکر حضرت سلیمان سے ایک فرسنگ پر آکر قیام کیا اور حضرت سلیمان نے ملکہ کے آنے کی خبر پائی تو اہل مجلس سے فرمایا کہ کون ہے تم مین سے ایسا جو بلقیس کے تخت کو اوسکے آنے سے پہلے میرے پاس لائے قال عفریت من الجن انا اٰتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک ایک دیو عفریت نے عرض کی کہ مین اوسکو اس سے پیشتر لاؤن گا جو حضور اس مقام سے اوٹھین اور حضرت سلیمان صبح سے زوال تک مجلس حکم مین بیٹھتے تہے حضرت سلیمان نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اس سے بہی جلد پہونچے آصف بن برخیا جو وزیر اعظم تہے اور اسم اعظم الہی جانتے تہے بولے انا اٰتیک بہ من قبل ان یرتد الیک طرفک مین اس سے پیشتر لاؤنگا جو تم پلک مارو اور پہر آنکہہ کو کہولو چنانچہ آصف نے وہ تخت یکماہہ راہ سے لاکر حاضر کیا حضرت سلیمان نے جب تخت بلقیس کا اپنے روبرو دیکہا تو فرمایا کہ یہ میرے پروردگار کا فضل ہے وہ مجہکو آزماتا ہے کہ مین شکر کرتا ہون یا کفران نعمت اور چونکہ آصف پیغمبر نہ تہے اس لئے یہ معجزہ نہین کہلائیگا۔ پس یہ اون کی کرامت ٹہری (۲) غیب سے کہانے پینے کی چیزون کا ظاہر ہونا اور کپڑا حاجت کے وقت غیب سے میسر آنا چنانچہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید مین بی بی مریم کے حق مین فرمایا ہے جب بی بی مریم بڑی ہوئین تو بولین کہ مین مسجد کی خدمت اور عبادت کے لائق ہون۔ حضرت زکریا اونکو مسجد مین لاے اور حجرہ بنایا کہ بغیر زینہ کے کوئی جا نہ سکتا تہا۔ جب حضرت زکریا مسجد سے باہر جاتے تہے تو بی بی مریم زینہ کو اوپر کہینچ لیتی تہین اور وہ در کو مقفل کر جاتے تہے فلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا یعنی جب حضرت زکریا آتے تو کہانا اون کے پاس دیکہتے قال یا مریم انی لک ھذا پوچہتے اے مریم یہ تیرے پاس کہان سے آیا وہ کہتین ھو من عند اللہ یعنی اللہ کے پاس سے (۳) پانی پر چلنا۔ تفسیر کبیر مین لکہا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن حضرمی کو ایک لڑائی پر بہیجا رستے مین ایک گہری ندی ملی اونہون نے اللہ بزرگ کے نام کے ساتہہ دعا کی اور پانی پر چلنے لگے۔ خواجہ قطب الدین مودود چشتی کے حالات مین نفحات الانس مین لکہا ہے

Marfat.com

کہ شیخ الاسلام احمد جامؒ چشت کے رستے مین ایک دریا پر پہونچے جو بہرا ہوا جاتا تہا مریدون سے کہا بسم اللہ
الرحمن الرحیم کہکر آنکھین بند کرلو پس جسنے جلدی آنکھہ کہولدی اوس کے جوتے بہیگ گئے اور جسنے
ذرا دیر سے کہولی اوس کے جوتے خشک رہے اور سب نے اپنے آپکو دوسرے کنارہ پر پایا اور اخبار الاخیار مین لکہا ہے
کہ خواجہ حسین ناگوری (جو بہت بڑے عالم اور درویش کامل تہے اور اول روضہ خواجہ معین الدین چشتی پر اجمیر مین
اونہین نے عمارت کی بنا ڈالی تہی) سماع کی حالت مین جنگل کیطرف نکل گئے اور ایک بہنگی جو اون کے ہاتہہ پر اسلام
لایا تہا اور ایک قوال بہی اون کے پیچہے پیچہے ہولئے ناگور کے باہر ایک گہرا تالاب ہے خواجہ اوسی حالت مین اوس تالاب پر
اس طرح چلنے لگے جیسے پانی پر چلتے ہین اور بہنگی اون کے پیچہے پیچہے اوس پانی پر چلنے لگا مگر قوال رک رہا شیخ اکبر حضرت
علیہ السلام کے عالمین بیان کرتے ہین رأیت منہ ثلث اشیاء من خرق العوائد رأیت یمشی علی الماء
وعلی الارض ورأیت یصلی فی الہواء یعنی مینے دیکہا کہ وہ دریا پر چلتے تہے اور مسافت بعید کو تہوڑے عرصہ
عرصہ مین طے کرتے تہے اور ہوا مین نماز پڑہتے تہے (۴) ہوا مین اوڑنا چنانچہ جب غزوہ موتہ مین زید شہید ہوئے
تو انکا علم جعفر بن ابی طالب نے اپنے ہاتہہ مین لیلیا کفار نے اون کے اتنے زخم پہونچائے کہ دونون ہاتہہ کٹ کر
گر گئے حضرت جعفر صرف شانون سے مقاتلہ کرتے رہے یہان تک کہ روح نے بدن سے مفارقت کی حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اون کے حالات پر مطلع ہوکر فرمایا کہ جعفر شہید ہوگئے اور اللہ تعالی نے اونہین جنت عطا کی اور دونون
ہاتہون کی عوض دو پر دار بازو یاقوت سرخ کے دئے ہین تاکہ فضائے جنت مین اون سے اوڑتے پہرین یہ حدیث
ترمذی اور حاکم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے اور ابن سعدؒ نے طبقات مین حضرت علی سے مرفوعا روایت
کی ہے اور طبرانی نے حسن سے روایت کیا ہے۔ بعضے علما نے اسکے ظاہری معنی کو حمل کیا ہے کہ حضرت نے
صفت ملکی اور قوت روحانی کے ساتہہ تاویل کی ہے اور حق یہ ہے کہ ہوا مین اوڑنے سے دنیا مین اوڑنے کی
حالت مین اوڑنا مراد ہے نہ جنت مین مرجانے کے بعد اور جعفر کو جو یہ مرتبہ حاصل ہوا تہا وہ عالم ملائکہ کا
ہے پس علامہ تفتازانی نے جو شرح عقاید نسفی مین والطیران فی الہواء کے تلے جعفر کے ساتہہ [illegible]
یہ بہت بیموقع ہے جعفر کا لقب طیار اسوجہ سے مقرر نہین ہوا ہے کہ وہ دنیا مین اوڑتے پہرتے تہے [illegible]
بلکہ آنحضرت کے اس ارشاد کی وجہ سے اون کو طیار کہنے لگے ہین رأیت جعفر الطیر فی الجنۃ مع الملائکۃ
بجناحین۔ نفحات الانس مین لکہا ہے کہ ابوالخیر تنیاتی نے ابوعبداللہ بن جلاد کو دیکہا کہ ہوا مین [illegible]
اوڑتے جا رہے ہین آواز دی کہ مینے پہچان لیا جواب دیا کہ تمنے نہین پہچانا۔ اور اخبار الاخیار مین لکہا ہے کہ ایک روز
شیخ عبدالقادر جیلانی کچہہ ارشاد کر رہے تہے یکایک ہوا مین چند قدم اوڑ گئے اور کہا اے اسرائیلی [illegible] اور کلام
محمدی سنتے جاؤ یہ کہکر اپنے مقام پر آئے تو اون سے دریافت کیا گیا کہ یہ کیا معاملہ تہا فرمایا [illegible]

خضر ہماری مجلس سے گذرے تھے اور تیز جاتے تھے مین اونکے پاس گیا کہ آخر تیز مت جاؤ اور کچھ کلام ہمارا سنتے (۵) بیجان چیزون کا
کلام کرنا شیخ محی الدین فرماتے ہین کہ مین سنتا ہون کہ پتھر خدا کا ذکر کرتے ہین اور اللہ تعالی کی شان مین وہ
باتین کہتے ہین جو ہر ایک آدمی کی سمجھ مین نہین آسکتین اور صوفیہ کی یہی رائے ہے کہ عالم سارا حی ناطق ہے یہانتک
کہ جمادات بھی مگر طور نطق سب مین موقوف ہے اعتدال مزاج انسان پر صاحب فتوحات نے اپنے پیر شیخ ابو عبد اللہ
غزالی سے نقل کیا ہے کہ اونھون نے کہا ایک دن مین اپنے پیر ابن عریف کے پاس سے اوٹھ کر جنگل کیطرف نکل گیا
اور پھرنے لگا جس درخت اور سبزہ کے پاس سے گذرتا وہ کہتا کہ مجھکو لے لے کہ فلان مرض اور فلان ضرر کو دفع
کرتا ہون مجھکو اس حال سے حیرت ہوئی تھی اپنے پیر کے پاس لوٹ گیا اور سارا قصہ اون سے بیان کیا اونھون نے
فرمایا کہ تم نے تمکو نہین دیکھا وہ تمکو تربیت کرتی تھی تم مین نفع و ضرر کیون موجود تھا جبکہ تم نے اونھون نے کہا
کہ ہم نافع اور ضار ہین ابو عبد اللہ نے کہا اے میرے پیشوا میلے توبہ کی ابن عریف نے کہا کہ خدا تعالی نے تمہارا امتحان
کیا ہے اور تمکو بغیر خدا تعالی کے راہ نہین دکھا سکتا اور تمہاری توبہ کی صدق کی علامت یہ ہے کہ تم اوسجگہ
جاؤ اور وہ درخت و سبزہ تم سے کچھ نکہین ابو عبد اللہ کہتے ہین کہ مین پھرا وہ گیا اور مجھسے کسی درخت و سبزہ نے
کچھ نکہا بیہقی اور ابو نعیم نے اپنی دلائل مین حضرت سے روایت کی ہے کہ سلمان فارسی اور ابو درداء کے پاس ایک گدھا تھا
کہ وہ حمد الہی کرتا تھا جسکو ان دونون صحابیون نے سنا اور بی بی فاطمہ سے مروی ہے کہ جب شب دل حضرت علی
سے گذرتا تو مین نے اپنے کانون سے سنا کہ وہ اون سے باتین کرتی تھی جسکو مین نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے بیان کی آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہ تمہین بشارت ہو کہ حق تعالی نے تمہارے شوہر کو وہ رتبہ عطا کیا ہے کہ زمین و آسمان
راز کہتی ہے اور جو امر زمانہ آیندہ مین گذرے گا وہ بیان کرتی ہے اور حضرت علی سے ترمذی اور دارمی نے روایت کی ہے
کہ اونھون نے کہا مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مین تھا ہم مکہ کے بعض گرد و نواح مین نکلے حضرت کے سامنے کوئی
پہاڑ اور کوئی درخت نہ آیا مگر وہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اوسکو سنتے تھے
لیکن یہ حدیث معجزہ ہے نبی کے لیے اور کرامت ہے ولی کے لیے اور احتمال ہے کہ حضرت علی کو آنحضرت کے خبر دینے سے
معلوم ہوا ہو اور صحیح بخاری مین عبد اللہ ابن مسعود سے مروی ہے لقد کنا نسمع تسبیح الطعام وھو یوکل یعنی ہم تسبیح
کرتا طعام کا سنتے تھے اس حال مین کہ کھایا جاتا تھا شیخ نجیب سہروردی ایکبار بغداد کے بازار مین سے گذرے اور ایک
قصاب کی دکان پر پہنچے بکری وہان لٹکتی تھی شیخ کھڑے ہوگئے اور کہا یہ بکری کہتی ہے مین مردہ ہون نہ کشتہ قصاب کے
غش آگیا جب افاقہ ہوا تو شیخ کے قول کی صحت کا اقرار کیا اور توبہ کرلی (۶) جانورون کا باتین کرنا اور وحشی درندونکا
مطیع و منقاد ہوجانا یہ تمام اصحاب کہف کے کتے نے بات چیت کی تھی اور بغوی نے شرح السنۃ مین ابن منکدر سے
روایت کی ہے کہ سفینہ غلام آزاد کردہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راہ روم مین لشکر کا راستہ بھول گئے تھے بافید کرتے

Marfat.com

تھے کافروں کے ہاتھ سے بھاگ کر لشکر اسلام کی تلاش میں چلے رستے میں ایک بڑا شیر ملا سفینہ نے کہا اے ابو الحارث
(یہ کنیت شیر کی ہے) میں رسول خدا کا مولی ہوں اور سارا قصہ اپنی راہ بھولنے یا قید ہونے اور بھاگ آنیکا شیر سے کہا
شیر اون کے سامنے دُم ہلانے اور خوشامد کرنے لگا اور سفینہ کے پہلو میں اپنی برابر چلنے لگا جب شیر کوئی آواز خوفناک
سنتا تو اوسکی طرف قصد کرتا تاکہ دفع کرے پھر متوجہ ہوتا اور آتا اور سفینہ کے پہلو میں چلتا یعنی جیسے عادت رہبروں کی ہے
کہ خبرداری اور محافظت کرتے چلتے ہیں یہاں تک کہ سفینہ لشکر میں پہونچ گئے پھر شیر لوٹ گیا۔ اور شیخ فریدالدین
عطارؒ نے تذکرۃ الاولیا میں لکھا ہے کہ اویس قرنیؒ نے تین دن تک کچھ کھایا نہ پیا چوتھے روز اپنے روز نجرہ سے
باہر نکلے ایک دینار راہ میں پڑا ملا اوسے نہ اوٹھایا اس خیال سے کہ شاید کسی کا گر گیا ہو اور گھاس کھانیکا ارادہ کیا ایک
بکری ملی جسکے منہ میں گرم روٹی تھی بکری نے وہ روٹی اون کے سامنے رکھدی اویس نے پوچھا کہ یہ کس کی روٹی ہے
بکری نے کہا کہ میں بندۂ خدا ہوں جسکے تم بھی بندے ہو جب روٹی اویس نے اوٹھالی تو وہ چلی گئی (۵) آنیوالی
بلاؤں کو دفع کر دینا اور دشمنوں کی مہمات کو سر کر لینا چنانچہ منقول ہے کہ ایکبار مدینہ میں زلزلہ آیا حضرت عمرؓ نے یہ
کھکر زمین پر درّا کہ ٹھہر جا وہ خدا کے حکم سے وہ ٹھہر گئی اور پھر آج تک وہاں زلزلہ واقع نہوا اور دارمی نے ابو الجوزا
سے کہ تابعی مشہور ہے روایت کی ہے کہ ایکبار مدینہ میں بارش نہوئی اور قحط واقع ہوا سب لوگ حضرت عائشہؓ کے
پاس آئے کہ دعا کریں اور تدبیر بتاویں آپ نے فرمایا کہ حضرت کی قبر کے روشندان سے آسمان کی طرف کھولدو اور کوئی
چیز اون روشندانوں اور آسمان کے درمیان حائل نہ رہے سب نے ایسا ہی کیا اتنا مینہ برسا کہ تمام زمین سیراب
ہوگئی اور گھاس خوب جم آئی عرب نے اس سال کا نام سال فتق رکھدیا حضرت عائشہؓ کا [illegible]
اونکی کرامت ہے اور حقیقت میں یہ معجزہ ہے حضرت کا اس لئے کہ کرامتیں سب اولیا کی [illegible]
ہے دریائے نیل کا حضرت عمرؓ کے خط سے جاری ہوجانا یہ [illegible]
اسکی ابن حبانؒ نے بھی کتاب العظمۃ میں لکھی ہے کہ جب مصر پر مسلمانوں کا [illegible] گیا اور عمرو عاص نے [illegible]
حکومت ہوئی تو ماہہائے حرام کے ایک مہینے میں باشندگان مصر جمع ہو کر عمرو عاص کے پاس آئے اور بیان کیا کہ [illegible]
نیل کی قدیم سے یہ عادت ہے کہ جب گھٹنا رہیں اور بڑھنے لگے اس شب میں جبتک کی گذرتی ہو تمام پانی [illegible]
ہوجاتا ہے اور جب تک ہم یہ نکریں کہ ایک کنواری لڑکی کو عمدہ عمدہ زیور اور کپڑے پہنا کر اوسکو [illegible]
جاری نہیں ہوتا خشک پڑا رہتا ہے اس لئے ہم کسی کی لڑکی ایسی تلاش کرکے اوس کے ماں باپ کو بہت سا مال [illegible]
دیکر راضی کرتے ہیں اور پھر اوسے تیار کرکے اوسمیں ڈالدیتے ہیں اوسکے کرتے ہی پانی جاری ہوجاتا ہے عمرو عاص نے
جواب دیا کہ ایسی باتیں دین اسلام میں ناجائز ہیں اور تمام پرانی باتیں جو دین اسلام سے قبل جاری تھیں اسلام
اون سب کو اوٹھا دیتا ہے میں تمکو اس کام کی اجازت نہیں دیسکتا جب وہ مدت گذر گئی تو واقعی دریائے نیل خشک ہوگیا

Marfat.com

اور تین ماہ تک یون ہی پڑا رہا یہان تک کہ باشندگان مصر ملک چہوڑنے لگے عمرو عاص نے جب یہ حالت دیکھی
تو تمام کیفیت سے حضرت عمرؓ کو مطلع کیا آپنے عمرو عاص کو جواب مین لکھا کہ تمنے اچہا کیا جو ایسی رسم مذموم جاری نکی
اور اپنے خط مین ایک رقعہ رکھدیا اور ہدایت کی کہ اوسکو نیل مین ڈالدیجیو اوس رقعہ مین یہ مضمون تہا کہ خدا کے بندے
عمر کی طرف سے دریائے نیل کو معلوم ہو کہ ہم رسوم جاہلیت کو ہرگز جاری نرکہینگے اگر تیرا بہنا تیری مرضی پر منحصر ہے تو
مت روان ہو اور اگر خدا کے حکم سے تجہمین روانی ہے تو ہم خدا سے التجا کرتے ہین کہ وہ تجہے جاری کردے تجہکو مناسب
ہے کہ اللہ کے حکم سے روان ہو جا اگر جاری نہوگا تو یاد رکہنا کہ خدائیتعالی قہار ہے وہ تیرے جوش و خروش کو تہمیں
کردیگا عمرو عاص نے وہ پرچہ نیل مین ڈالدیا دوسرے دن صبحکو دیکہا تو سولہ ہاتہہ اونچا اوسمین پانی جاری تہا اوسدن
سے یہ عادت مصریون مین سے موقوف ہوگئی اس قصہ کو ابو الشیخ نے بہی ابن لہیعہ عن قیس بن الحجاج کے طریق سے
روایت کیا ہے اور اسی قبیل سے ہے پینا خالد رضی اللہ عنہ کا زہر اور اوسکا ضرر نکرنا بلکہ اس کرامت کے ظہور سے
دشمنون نے مغلوب ہو کر صلح کرلی تہی تفصیل اسکی یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ مین خالد بن الولید کو
دس ہزار سوار جرار ہمراہ دیکر حیرہ کے فتح کرنیکے لئے بہیجا اہل حیرہ نے ایک مرد پیر کو کہ نام اوسکا عبد المسیح اور زبان
اوسکی فصیح تہی اپنی طرف سے ایلچی بنا کر گفتگوے صلح کیلئے خالد کے پاس بہیجا اور سم الساعہ یعنی وہ زہر کہ جسکے کہانے
سے ایکساعت مین آدمی مرجاے اوسے دیدیا کہ یہ خالد کو کسی ترکیب سے کہلا دے عبد المسیح خالد کے پاس آیا
خالد کی نظر اوس زہر کی پڑیا پر پڑگئی پوچہا کہ یہ کیا ہے جواب دیا کہ زہر ہے اوسکو مینے اپنے پاس اسلئے رکہا ہے کہ اگر میری
بات تمہاری حضور مین مقبول نہوگی تو مین قوم کی شرم سے اسکو کہا کر مر رہونگا خالد نے اوسکے ہاتہہ سے وہ زہر لیکر بسم اللہ
وباللہ رب الارض والسماء بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ داء پڑہکر نوش کرلیا اوسکو کچہہ بہی
اثر نکیا عبد المسیح متحیر ہو کر اپنی قوم مین واپس آگیا اور اون سے کہا کہ اے باروان لوگون سے جلد صلح کرلو یہ لوگ کسی کے قابو
مین نہین آنیکے چنانچہ صلح ہوگئی اور خالد نے جزیہ اونکے ذمہ مقرر کیا اور عبد المسیح نے دین محمدی اختیار کیا۔ یہ بیان ابو
یعلی موصلی نے مسند مین اور ابو نعیم نے دلائل مین لکہا ہے اور بیہقی وغیرہ نے بہی ذکر کیا ہے اور صحیح بخاری اور مسلم
مین عروہ بن زبیر سے منقول ہے کہ سعید بن زید بن عمر بن نفیل پر ارویٰ نے اوس نے مروان کے اجلاس مین دعوی کیا
کہ سعید نے کچہہ زمین دبائی ہے سعید نے انکار کیا اور کہا کہ مین کبہی ایسا نکرونگا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہے کہ جو شخص ایک بالشت کسی کی زمین دبالیگا اللہ تعالی قیامت کو اوسکی گردن مین اوسقدر زمین ساتون
طبقات تک طوق ڈالیگا مروان نے اون کے قول کی تصدیق کی اور سعید نے اوس عورت کے حق مین بددعا
کی کہ اللہ تو اوسکو اس جہوٹے دعوے کی سزا مین نابینا کردے اور اوسی زمین مین اوسے ہلاک کر چنانچہ وہ نابینا
ہو کر اوسی زمین مین ایک گڑہے مین گر کر مرگئی (۸) خرق عادت کی ایک قسم کشف ہے اور یہ دو طرح پر ہے

کشف کونی کہ جو موجودات نظر سے غائب ہین اونپر مطلع ہوجانا چنانچہ بیہقی نے دلائل النبوہ مین ابن عمرؓ سے روایت کی
ہے ان ابن عمر بعث جیشا و امر علیہم رجلا یدعی ساریۃ فبینما یخطب فجعل یصیح یا ساری الجبل
فقدم رسول من الجیش فقال یا امیر المومنین لقینا عدونا فہزمونا فاذا الصائح یصیح یا ساری
الجبل فاسندنا ظہورنا الی الجبل فہزمہم اللہ تعالی یعنی حضرت عمر نے ایک لشکر نہاوند کی طرف
بھیجا اور اوسکا سردار ساریہ کو مقرر کیا ایک دن حضرت عمر منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے اسی حالت مین پکار کر کہتے تھے
اے ساریہ پہاڑ کی پناہ پکڑو یعنی اوسکو اپنی پشت کے پیچھے کرلو لوگون نے تعجب کیا بعد اسکے ساریہ کے لشکر مین سے
ایک قاصد آیا اور اوس نے بیان کیا اے امیر المومنین ہمسے دشمنون کا مقابلہ ہوا اونہون نے ہمکو شکست دی کہ یکایک
ہمنے یہ آواز زور کی سنی کہ اے ساریہ پہاڑ کی پناہ پکڑو ہمنے اپنی پشتین پہاڑ کی طرف کین اور اونکو خدا تعالی نے
شکست دی اسمین حضرت عمر کی کئی کرامتین ہوئین ایک تو نظر آنا اون معرکہ کا مدینہ سے جو مدینہ سے ایکماہ کی راہ ہے
اور مقصد الاقصی مین لکھا ہے کہ مدینہ اور لشکرگاہ ساریہ کے درمیان مین تین سو فرسنگ یعنی نو سو میل کا فاصلہ تھا
دوسرے پہونچنا اونکی آواز کا اور اوسکو سننا تمام لشکر کا تیسرے فتحیاب ہونا لشکر اسلام کا اونکی برکت سے اس حالکو
واقدی اور لالکائی اور دیر عاقولی اور ابن اعرابی اور ابن عجر اور ابن مردویہ اور حافظ قطب حلبی وغیرہ نے بھی
کئی طریقون سے لکھا ہے دوسرے کشف الہی اوسے کہتے ہین کہ سلوک طریق مین اپنے اور دوسرے سالکون کے
حالات معلوم کرلینا اور یہ ظاہر ہوجانا کہ کسکا کس قدر اللہ کے ساتھ قرب ہے اور ذات و صفات الہی کے عالم کو
عالم مثال مین نظر کشفی سے دیکھنا بھی اسی قبیل سے ہے (۹) تاثیر بھی خرق عادت کے قبیل سے ہے اور اوسکی دو صورتین
ہین ایک تو مرید کے دل مین تاثیر کرے اور اوسکے باطن کو اللہ کی طرف جذب کرے دوسرے عالم دنیا مین تاثیر
کرے کہ اللہ تعالی اوسکی دعا کے موافق ظہور مین لے آوے (۱۰) کسی پوشیدہ بات کا ظاہر اور ظاہر کا پوشیدہ
کردینا (۱۱) ایک وقت مین مختلف مقامون مین ظاہر ہونا (۱۲) ایسی طاقت کا ظاہر کرنا جو قوت بشری سے باہر ہو
جیسے کسی بڑے سے درخت کا ایک ٹھوکر مین جڑ سے اوکھیڑ ڈالنا اور دیوار پر ہاتھ مارنے سے اوسکا ٹوٹ جانا
(۱۲) انگلی سے کسی درخت اور قلعہ کی طرف اشارہ کرنا تو اوسکا ٹوٹ جانا اور کسیکے سر کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا
تو اوسکا دھڑ سے جدا ہوجانا اور اسکے سوا اور بہت سی باتین ہین کہ وہ خرق عادت کے قبیل سے ہین - بخاری مین انس
سے روایت ہے کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر کہ دونون صحابی جلیل القدر ہین پیغمبر خدا کے پاس کسی
حاجت مین باتین کرتے تھے یہان تک کہ رات زیادہ چلی گئی اور نہایت اندھیری رات تھی پھر دونون
آنحضرت کے پاس سے باہر نکلے اور اپنے گھر کی طرف چلے اور ہر ایک کے ہاتھ مین ایک لاٹھی تھی اونمین ایک
کی لاٹھی روشن ہوگئی اور وہ دونون اوس روشنی مین چلنے لگے جب ایسی جگہ پہونچے کہ وہان سے ایک کے گھر کو راہ

Marfat.com

جدھر جاتی تھی تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور وہ دونون اوسی روشنی مین اپنے اپنے گھر پہونچگئے اور بخاری نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ جنگ اُحد مین ایک رات میرے باپ نے مجھکو بلا کر کہا کہ مین گمان کرتا ہون کہ مین آنحضرت کے اصحاب مین اون لوگون سے پیشتر مارا جاؤنگا جو دشمنون کے ہاتھون سے مقتول ہونگے اور مین اپنے بعد ایسا کسی کو نہین چھوڑتا جو میرے نزدیک تم سے زیادہ عزیز ہو سوائے ذات آنحضرت کے کہ وہ میری جان سے بھی عزیز ہین اور مجھپر بہت سا قرض ہے وہ میرے بعد تم ادا کر دینا اور اپنی بہنون کے حق مین بھی میری وصیت قبول کرو صبح ہوئی تو وہی سب سے اول قتل کئے گئے اور دارمی نے سعید بن عبد العزیز سے روایت کی ہے کہ جب یزید بن معویہ نے مدینہ پر لشکر بھیجا اور اوس نے حرہ کی جانب سے حملہ کیا اور تین روز تک مسجد نبوی مین اذان نہوئی اور نہ کوئی نماز کے لئے وہان آسکتا تھا سعید بن مسیب اوسمین سے نہین نکلے نماز کا وقت وہ اسطرح پہچانتے تھے کہ اوس حجرہ مین سے جسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر تھی گلا گھونٹنے کی آواز سنتے تھے اور ایکبار حضرت عمرؓ نے لشکر ایک ملک کے فتح کرنیکے لئے بھیجا کچھ عرصہ کے بعد ایک روز پکار کر کہا لبیک لبیک لوگون نے سنکر تعجب کیا اور کسی کو اصل حال معلوم نہوا کہ یہ الفاظ کہنے کا کیا سبب ہے جب وہ لشکر مدینہ کو لوٹا تو امیر لشکر نے آپکے سامنے اپنی کل فتوحات بیان کرنا شروع کین آپنے کہا کہ ان باتونکو تو چھوڑ دو اوس آدمی کا حال بیان کرو جسکو جیحون پانی مین گھسایا تھا امیر لشکر نے قسم کھا کر کہا کہ مجھے اوس سے کوئی عناد نہ تھا دریا کے کنارے پہونچے تھے اور پانی کا حال معلوم نہ تھا کہ کتنا گہرا ہے اوس سے کہا کہ تو اسمین جا کر دیکھ کہ اترنے کے قابل ہے یا نہین ہوا سرد چل رہی تھی اوسکو جب بہت سردی لگی تو چلا کر کہنے لگا وا عمراہ (ای عمر فریاد کو پہونچو) اور شدت سردی کی وجہ سے مرگیا جب لوگون نے یہ قصہ سنا تو معلوم ہوا کہ لبیک اسکے جواب مین تھی حضرت عمر کو اوس آدمی کی ہلاکت کا حال سنکر کمال افسوس ہوا اور امیر لشکر پر بہت خفا ہوئے اور خون بہا متوفی کا دلوایا۔

معتزلہ کے کرامت کے وقوع پر شبہات

معتزلہ اس بات پر جمے ہوئے ہین کہ ظہور کرامت اولیا سے بعید ہے اور اپنے قول کی تائید مین وہ ظہور کرامات اولیا پر کئی طرح شبہے بیان کرتے ہین **شبہ اول** اولیا سے خرق عادت کے وقوع مین معجزہ کے ساتھ اشتباہ ہوگا پھر اس صورت مین نبی اور غیر نبی مین تمیز کرنا مشکل ہو جائے گا حالانکہ اللہ تعالی نے خرق عادت کے ظہور کو نبوت کی علامت و دلیل بنایا ہے پس جب غیر نبی سے بھی یہ امر واقع ہونے لگے گا تو خرق عادت نبوت کی دلیل نہ رہیگی تو لازم ہے کہ خرق عادت غیر انبیا کو عطا نہ ہو جیسے کوئی عمدہ کام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ اس فن کے عالم کے ہاتھ سے ظہور مین آتا ہے اور ممکن نہین کہ غیر عالم بھی ویسا کام کر سکے اور **جواب** اسکا یہ ہے کہ جب کوئی امر خارق عادت کسی صاحب ولایت سے ظاہر ہو تو اوسکا نام کرامت ہوتا ہے اور جب کسی پیغمبر سے ایسا فعل ظہور مین آتا ہے تو اوسے معجزہ کہا کرتے ہین اور کرامت اولیا بھی درحقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اس لئے کہ وہ ولی آپکی

امت مین سے ہے اور آپ کے معجزے انواع قسم کے ہین جو بعثت کے پہلے وقوع مین آئے اونکو ارہاصات کہتے ہین
اور اکثر آپکی حیات مین ظاہر ہوئے اور اکثر آپ کی رحلت کے بعد آپ کی امت کے اولیا اللہ سے ظاہر ہوئے
اور ظاہر ہوتے ہین کیونکہ کرامت جب سے وقوع مین آتی ہے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شخص ولی ہے اور کوئی شخص ولی
نہین ہو سکتا جب تک اپنے دین مین ثابت نہو اور دینداری اوسکی یہ ہے کہ اپنے رسول کی رسالت کا مقر ہو دل
اور زبان دونون سے اگر ایسا نہوگا تو وہ ولی نہوگا اور جو کچھ اوس سے صادر ہوا ہے داخل استدراج مین سمجھا جائیگا
جیسے قرآن مین مکر اللہ اور کید اور املا اور اہلاک کے ساتھ بھی تعبیر کیا ہے حاصل مطلب یہ ہے کہ کرامت مین معجزہ کے
ساتھ کچھ التباس نہین یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ کرامت اور معجزہ دونون خارق عادت ہین تو کرامت اور معجزہ مین
کیا فرق ہے اس لئے کہ معجزہ دعوی پیغمبری کے بعد ہوتا ہے اور ادعاے رسالت سے ولی فوراً کافر ہوتا ہے پھر کرامت
کہان بلکہ وہ استدراج ہے چنانچہ اگر فرعون پانی کو حکم دیتا کہ پہاڑ پر چڑھ جا تو وہ چڑھ جایا کرتا اور اگر دریاے نیل کو
حکم دیتا تو اوسکا پانی گزون بلند ہو جایا کرتا اور اگر اوسکا کوچ کہین ہوتا تو نیل کا پانی بھی اسکے ساتھ ساتھ چلتا
اور جب وہ ٹھہر جاتا تو وہ پانی بھی رک جاتا پس ایسی باتین فرعون کی کرامت نہ کہلائینگی اگرچہ اوسکی قوم کو یہی
دہوکا تھا کہ یہ سارا معاملہ فرعون کی محض قدرت اور اعجاز کی وجہ سے ہے حالانکہ یہ تمام باتین مکر الہی تھین اور سبب
سے اوسکا اور اوسکی قوم کا کفر بڑھتا جاتا تھا اور ایمان سے دور ہو جاتے تھے اسی لئے شیخ الاسلام احمد جامی
نے اپنی ایک تصنیف مین لکھا ہے کہ اگر کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ پانی پر سجادہ بچھا کر نماز ادا کرتا ہے یا ہوا مین عبادت
کر رہا ہے مگر شریعت کا پابند نہین ہے تو اوسکی یہ سب باتین شیطانی سمجھنا نہ رحمانی **دوسرا جواب** یہ ہے
کہ خارق عادت کام جس سے ظہور مین آتا ہے تو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ آدمی گناہون سے پاک اور بے لوث ہے
پھر اگر خارق عادت کا ظہور مدعی رسالت کے ہاتھ پر ہو تو وہ معجزہ ہے اور اگر مدعی ولایت کے ہاتھ پر ہو تو کرامت ہے
ولایت کی تصدیق کریگا **تیسرے** جب نبی دعوی معجزہ کا کرتا ہے تو وہ بالضرور ظہور مین آجاتا ہے اس لئے
اوسپر یقین کرنا واجب ہے اور ولی دعوی کرامت کرتا ہے تو اوسپر وثوق نہین ہوتا اس لئے کہ کرامت کا ظہور
واجب نہین ہے کہ بالضرور ولی سے وہ صادر ہو جائے **چوتھے** معجزہ کا معارضہ ممکن نہین اور کرامت کا معارضہ ممکن ہے
پانچوین خرق عادت دلیل ہے صدق دعوی کی تو جب مدعی نبوت کے ہاتھ پر واقع ہوگا تو اوسکے نبی ہونے کی
صداقت کریگا اور اگر مدعی ولایت کے ہاتھ سے واقع ہوگا تو اوسکے ولی ہونے کی صداقت کریگا پھر خرق عادت
خرق عادت حاصل ہونے مین نبوت کا کیا نقصان ہے یہ جوابات اون لوگون کی رائے کے مطابق ہین جن کے
نزدیک ولی کو اپنی ولایت کا دعوی کرنا جایز ہے اور جن علما کی رائے یہ ہے کہ نبوت کے ساتھ دعوی نبوت کا
شامل ہونا مشروط ہے بخلاف ولایت کے کہ اوسکا دعوی جایز نہین اون کے نزدیک معجزہ اور کرامت مین یہ

فرق ہے کہ معجزہ دعوی نبوت کے بعد ہوتا ہے اور کرامت کے قبل ولایت کا دعوی نہین ہوتا اسوجہ سے کہ انبیا خلق
کو کفر سے ایمان کی طرف دعوت کرنے کے لئے مامور ہین پس وہ معجزہ اس لئے ظاہر کرتے ہین کہ ہمکو دعوی نبوت مین
سچا جان کر ایمان لائین دعوی نبوت سے اونکی غرض خلق کی رہبری ہوتی ہے نہ اپنی تعظیم و توقیر سو یہ دعوی صرف
اس غرض سے کرتے ہین کہ لوگ ہمسے جاہل نہ رہین کہ یہ جہالت اون کی گمراہی اور ایمان سے محرومی کا باعث ہوگا
پس انہین بجز خلق پر اظہار شفقت اور مہربانی کے ان کا ذاتی کوئی نفع نہین اور ولی کی ولایت سے اگر کوئی
غافل رہے تو اوسپر کفر عائد نہوگا اور نہ اوسکی واقفیت موجب ایمان ہے اور جب یہ بات ہے تو ولی کی
غرض دعوی ولایت سے یہی ہوگی کہ وہ اپنی تعظیم قائم کرے اور اپنا بڑا آدمی ہونا ظاہر کرے ورنہ جبکہ ولایت
مفید خلق نہین تو اوسکا دعوی کرنا کیا ضرور ہے اور جس چیز مین خواہش نفسانی کو دخل ہو اوسکا اظہار جائز
نہین خلاصہ یہ ہے کہ کرامت کا ظہور معجزہ کے منافی نہین ہو سکتا کیونکہ اوس کے قبل دعوی ولایت نہین ہوتا
اور اسکے قبل نبوت کا دعوی شرط ہے اسی لئے بعض علما یون کہتے ہین کہ صاحب معجزہ اپنے معجزہ کے اظہار کے لئے
مامور ہوتا ہے بخلاف ولی کے کہ اوس کے واسطے اخفا لازم ہے **شبہ دوم** یہ ہے کہ بخاری و مسلم نے ابوہریرہ
سے روایت کی ہے کہ حضرت نے کہا ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ما تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما
افترضت علیہ یعنی میرے بندے نے فرایض کے ساتھ جو مجھکو بہت محبوب ہین میرا قرب حاصل کیا۔ اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ جتنا تقرب بندے کو ادائے فرایض کے ساتھ حاصل ہوتا ہے اتنا نوافل کے ادا کرنے
سے حاصل نہین ہوتا اور ظاہر ہے کہ فرایض کے بعد جو کچھ ریاضت اولیا کرتے ہین وہ سب نوافل مین داخل
ہے حالانکہ فرایض ادا کرکے تقرب پانے والے کو تو کرامت حاصل ہوتی نہین جنہین نوافل سے قرب حاصل ہوگا
اونہین کرامت کب حاصل ہوگی۔ **جواب** یہ تو مسلم ہے کہ فرایض سے جو قرب حاصل ہوتا ہے وہ اعلی ہے
قرب نوافل سے تو جو شخص صرف فرایض پر اقتصار کرکے قرب الہی حاصل کرتا ہے اسکے قرب کی بہ نسبت اوس
شخص کا قرب اعلی و کامل ہوگا جو دونون کو ادا کرکے حاصل کرے اور بے شک ولی جب ہی بنتا ہے جو فرایض
و نوافل کی بجا آوری مین سرگرم رہے اور جسکو اللہ تعالی کی جناب کے ساتھ زیادہ تقرب ہوگا اوسکو ضرور
کرامت حاصل ہوگی **شبہ سوم** اللہ تعالی فرماتا ہے تحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیہ
الا بشق الانفس یعنی اوٹھاتے چلتے ہین بوجھ تمہارے اون شہرون تک کہ نہ پہونچے وہان مگر جان توڑکر
تو یہ کہنا کہ ولی مسافت دور و دراز کو ایک ذرا دیر مین طے کرلیتا ہے ناجائز ہے اس لئے کہ آیت مذکورہ پر
طعن لازم آتا ہے اور نیز محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ سے مدینہ کو ہجرت کی تو کئی دن مین اتنے
سے رستے کو بڑے تعب کے ساتھ طے کیا تو اس بات پر کیون کر یقین آسکتا ہے کہ ولی

Marfat.com

اپنے شہر سے ایک دن مین بلکہ آن واحد مین مقام حج مین پہونچ جاتا ہے **جواب** یہ آیت خاص سفر متعارف کے باب مین آئی ہے اور کرامت جو ہے وہ احوال نادرات مین سے ہے تو اس آیت کے عموم سے مستثنے ہوگی **شبہ چہارم** اگر ولی صاحب کرامت کسی آدمی پر اپنا ایک روپیہ قرض ہونیکا دعوی کرے تو مفتی اوس سے گواہ طلب کریگا یا نہین اگر طلب کریگا تو یہ عبث ہوگا اس لئے کہ اوسکے ہاتھ سے ظہور کرامت اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ اپنے دعوی مین جھوٹا نہین ہے کیونکہ جس سے کرامت صادر ہوتی ہے وہ جھوٹا نہین ہوتا ہے اور دلیل قاطع کے موجود ہوتے دلیل ظنی طلب کرنا محض بیکار ہے اور اگر گواہ طلب نہ کریگا تو پیغمبر خدا کے اقوال کا خلاف لازم آئیگا چنانچہ ترمذی نے کہا ہے کہ عمرو بن شعیب نے اپنے باپ کی زبانی اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے البینۃ علی المدعی والیمین علی المدعی علیہ شاہد مدعی پر ہے اور قسم مدعا علیہ پر دوسرے نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہے کہ بیہقی کی روایت مین اسناد حسن کے ساتھ ابن عباس سے بطریق مرفوع کے آیا ہے البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر شاہد مدعی پر ہے اور قسم اوس شخص پر کہ انکار کرے اور حدیث کا خلاف ممنوع ہے تو معلوم ہوا کہ کرامت باطل ہے **جواب** یہ احادیث متعارف معاملات کے باب مین ہین اور کرامات اولیا امور نادرہ مین سے ہین اس لئے وہ ان کے عموم سے مستثنی ہین **شبہ پنجم** اگر کرامت بعض اولیا کے ہاتھ سے ظہور مین آئے تو جائز ہے کہ کل اولیا کے ہاتھ سے بھی ظہور مین آئے اور جبکہ کرامت کا ظہور کثرت کے ساتھ شیوع پائے گا تو خرق عادت نہ سمجھی جائے گی بلکہ موافق عادت کے ہو جائے گی اور خرق عادت کا موافق عادت کے ہو جانا معجزہ اور کرامت کی شان کے منافی ہے **جواب** اللہ تعالی کے مطیع اور ولی کم ہین جیسا کہ وہ فرماتا ہے وقلیل من عبادی الشکور تھوڑے ہین میرے بندون مین شکر کرنے والے اور ابلیس کی زبانی کہتا ہے لا تجد اکثرھم شاکرین نہ پائے گا تو اکثر اون مین شکر کرنیوالے اور جبکہ ایسے لوگون کا وجود کم ہے تو اون سے بہت کم اوقات مین خوارق عادات ظاہر ہونگے اور کمتر ظاہر ہونے مین ایسے امور عادت کے موافق کیسے سمجھے جا سکتے ہین -

کرامت کا صدور قصد و اختیار سے ہے یا بغیر قصد و اختیار کے

بعض کتب مین لکھا ہے کہ بعض اکابر نے کہا ہے کہ ولی سے کرامت بقصد و اختیار صادر نہین ہوتی بلکہ بقصد و اختیار صادر ہوتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ کرامت معجزہ کی جنس مین سے نہین ہوتی بعض اولیا سے عظیم الشان امور ظاہر نہین ہو سکتے جیسے نبی سے ہوتے ہین مثلاً تھوڑے سے کھانے کا بڑھ جانا یا آنکھون مین پانی کا بہہ نکلنا وغیرہ اور بعض اہل تحقیق کی رائے یہ ہے کہ کرامت کا بقصد و اختیار اور بے قصد و اختیار جنس معجزہ و غیر معجزہ سے واقع ہونا جائز ہے -

Marfat.com

فائدہ شیخ اکبر نے فصوص الحکم کی فص لوطی مین اس آیت کو لکھکر اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفا وشیبۃ یعنی اللہ وہ ہے جس نے بنایا تمکو کمزوری سے پھر کمزوری کے بعد زور دیا پھر زور کے بعد کمزوری دیگا اور سفید بال جماتا ہے اسکی تفسیر مین لکھا ہے کہ دو کمزوریون کے درمیان ایک زور ہے پس ضعف انسان کی اصلی حالت ہے اور بڑھاپے مین حالت اصلی عود کرتی ہے ظاہر عبارت سے یہی سمجھا جاتا ہے مگر حقیقت مین اس ضعف سے مراد تصرف مین ضعف ہے اور اس ضعف کی وجہ سے اوسکی ہمت عالم مین تصرف نہین کرتی حاصل یہ ہے کہ انسان کو کمال عرفان حاصل ہونے سے قبل ضعف ہوتا ہے اور اوسکی ہمت کو کسی طرح تاثیر نہین ہوتی اس لئے کہ ہمت مین تاثیر عرفان کے بعد پیدا ہوتی ہے جب عرفان حاصل ہوا اور فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہوا تو قوی ہوگیا اور قوت تصرف اوسکو حاصل ہوگی اور اوسکی ہمت موثر ہوئی بعد اسکے مقام اعلی پر پہنچ جاتا ہے بقا بعد الفنا اور تفرقہ بعد الجمع مین کسیطرح تصرف کی قوت نہین رہتی اور اسکے دو سبب ہین ایک یہ کہ تمام کائنات مین حق کو مشاہدہ کرتا ہے پس ہمت نہین پڑتی کہ حق تعالی مین تصرف کرے دوسرا سبب یہ ہے کہ یہ مقام خاص عبدیت کا ہے اور عبد کو تصرف لایق نہین یہ مقام بہت ہی اعلی ہے یہ مقام خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اونکی عنایت سے اور انبیا و اولیا کو ملتا ہے پس سارے انبیا مقام عبدیت مین ہین اور اپنی ہمت سے ذرا بھی تصرف نہین کرتے تھے بلکہ ہمت مین اونکی تاثیر ہی نہین ہاں جب حکم ربی تصرف کے لئے ہوتا تو تصرف کرتے اپنی ہمت کو صرف نہین کرتے اور جسقدر معجزات ان سے صادر ہوئے وہ سب اللہ کے حکم سے یا انبیا کی دعا سے صادر ہوئے ان کی ہمت کو انکے ظہور مین دخل نہین اور اوسکام کی دعا کے لئے انبیا مامور ہوتے تھے اسی طرح کل انبیا مقام عبدیت مین ہین کسیطرح اپنی ہمت سے کام نہین لیتے اور اپنے تصرف کو کسی تاثیر مین دخل نہین دیتے اور ان کے تصرف نکرنے کی دو وجہین ہین کہ یا تو ان مین قوت تصرف بالکل نہین یا یہ وجہ ہے کہ اونکو تصرف کرنیکی قوت دی تو گئی لیکن عبودیت اختیار کرلی اور تصرف سے ہاتھ کھینچ لیا اور جن کاموں سے کچھ خرق عادات ظاہر ہوئے وہ عبدیت کی وجہ سے ہوئے کہ وہ اسکے لئے مامور تھے پس حکم الہی کی تعمیل کرتے تھے۔

ولی کو ولایت کا دعوی کرنا جایز ہے یا ناجائز

علماء صوفیہ کو اختلاف ہے اسمین کہ ولی کو ولایت کا دعوی کرنا جایز ہے یا نہین استاد ابو بکر بن فورک کی رائے کہ جایز نہین اور ابو علی دقاق اور اون کے شاگرد ابو القاسم قشیری کہتے ہین کہ جایز ہے جن کی رائے یہ ہے کہ نہین جایز ہے اون کے دلائل جو مدعا پر ہین (۱) جب کسی شخص نے ولایت کا دعوی کیا اوس نے اپنے آپ کو ولی جانا اوسکے بموجب اس ارشاد الہی کے امنیت حاصل ہوگئی الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون سن رکھو لوگ خدا کے دوست ہین نہ انکو ڈر ہے نہ وہ غم کھاوین مگر امن کا حاصل ہونا ناجایز

اور اسکے کئی سبب ہین **پہلا** سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون نڈر نہین
اللہ کے داؤن سے مگر جو لوگ خراب ہون گے اور نا امیدی بھی ناجائز ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا ییئسوا
من روح اللہ الا القوم الکافرون نا امید نہین اللہ کے فیض سے مگر وہی لوگ جو منکر ہین آپنا کو القنطون
رحمۃ ربہ الا الضالون اور کون نا امید ہوا اپنے رب کی رحمت سے مگر جو گمراہ ہین تحقیق اس باب مین یہ ہے
کہ امن تو اوسوقت حاصل ہوتی ہے جبکہ عجز کا یقین کرلے اور نا امیدی اوسوقت ہوتی ہے جبکہ بخل کا یقین پیدا ہو
اور خدا کو عاجز یا بخیل سمجھ لینا کفر ہے پس بالضرور امن اور نا امیدی کا حصول کفر ہے **دوسرا** سبب یہ ہے
کہ عبادت کتنی ہی زیادہ ہو مگر قہر الٰہی سب سے بڑا ہے اور جبکہ قہر بڑا ہے تو امن کیسے حاصل ہو سکتی ہے **تیسرا** سبب یہ ہے
کہ امن پیدا ہو جانے سے عبودیت اور خدمت ترک کرنے پر آمادگی ہوتی ہے اور عبودیت کے ترک کرنے سے خدا کی
پیدا ہوتی ہے اور خدا کی عداوت کا جو برا ثمرہ ہے وہ ظاہر ہے **چوتھا** سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت
کی تعریف مین فرماتا ہے وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ پکارتے تھے ہمکو طمع سے اور ڈر سے
اور ہمارے آگے دبے ہوئے تھے بعضون نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ پکارتے تھے ہمکو توقع سے ہمارے ثواب کی
اور ڈر سے ہمارے عذاب کی اور بعضون نے کہا ہے کہ مقصود یہ ہے کہ پکارتے تھے ہمکو توقع سے ہمارے فضل کی اور
ڈر سے ہمارے عدل کی اور بعضون نے کہا ہے کہ مقصود یہ ہے کہ پکارتے تھے ہمکو توقع سے ہماری وصال کے اور ڈر
ہمارے فراق کے (۲) آدمی دلی جب ہوتا ہے کہ اللہ اوس سے دوستی رکھے ہو نہ اس سے ہوتا ہے کہ اللہ سے
دوستی رکھے یہی عداوت کا حال ہے پھر اللہ کی کسی سے محبت و عداوت ایسی چیزین نہین کہ وہ ظاہر ہو سکین بلکہ
مخفیات مین سے ہین جنپر کسیکو وقوف نہین ہو سکتا پس ہماری عبادت اور گناہ کو اللہ کی محبت و عداوت مین
کوئی دخل نہین اس لئے کہ بندے کی عبادت و عداوت محدث ہین اور اللہ کی صفات قدیم اور غیر متناہی ہین
و متناہی کو قدیم و غیر متناہی پر غلبہ نہین ہو سکتا اور اس صورت مین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بندہ فی الحال گناہگار
ہے مگر اوسکی قسمت مین ازل سے محبت الٰہی لکھی ہوتی ہے اسی طرح اکثر ایسا ہوتا ہے کہ فی الحال بندہ اطاعت مین
مین مستغرق ہوتا ہے مگر اوسکی قسمت مین ازل سے عداوت لکھی ہوتی ہے اور وجہ اور تحقیق اسکی یہ ہے کہ اللہ کی محبت
و عداوت یہ دو خاص اوسکی صفتین ہین اور اللہ کی صفات کے لئے کوئی چیز علت نہین ہو سکتی [illegible]
سبب کے ہوتا ہے اور جو ذات ایسی ہے کہ اوسکی محبت کسی خاص سبب سے نہو [illegible]
کی وجہ سے کسیکا دشمن بن جائے اسی طرح جبکہ اوسکی عداوت کے لئے کوئی [illegible]
و طاعت کی وجہ سے اوسکا دوست بن سکتا ہے اور جبکہ اللہ کی محبت و عداوت [illegible] ہوئی [illegible]
کوئی آگاہ نہین ہو سکتا اسی لئے حضرت عیسیٰ نے کہا تھا تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ

Marfat.com

انت علام الغیوب تو جانتا ہے جو میرے جی مین ہے اور مین نہین جانتا جو تیرے جی مین ہے تحقیق تو ہی چھپی باتونکا جاننے والا ہے (۳) کسی شخص کا ولی اور جنتی ہونا موقوف ہے حسن خاتمہ پر اور دلیل اسپر اللہ تعالی کا یہ قول ہے من جآء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا یعنی جو کوئی ایک نیکی لایا اوسکو ہے اوس کی دس برابر۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی نیکی کرے اور خاتمہ تک اوس کے ساتھ جاے وہ معتبر ہے صرف نیکی کا کرنا معتبر نہین ممکن ہے کہ صاحب نیکی بد ہو جاے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ کوئی عمر بھر کفر کرے اور آخر مین مسلمان ہو جاے سارے گناہ اوسکے ڈھلکر اہل ثواب مین سے ہو جاتا ہے اسی طرح کوئی عمر بھر مسلمان رہے نیک کام کرے آخر مین مرتد ہو جاے تو ساری حسنات اوسکی جاتی رہتی ہین تو معلوم ہوا کہ اعمال مین خاتمہ کا اعتبار ہے نہ اون اعمالون کا جو خاتمہ سے قبل کرتا ہے۔ بخاری و مسلم نے سہل بن سعدؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان العبد لیعمل عمل اھل النار وانہ من اھل الجنۃ وانہ من اھل النار وانما الاعمال بالخواتیم یعنی بندہ دوزخیون کے کام کرتا ہے اور وہ جنتیون مین سے ہوتا ہے اور جنتیون کے کام کرتا ہے اور دوزخیون مین سے ہوتا ہے عمل کا اعتبار خاتمہ کے ساتھ ہے اسی طرح اللہ تعالی نے فرمایا ہے قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفر لھم ما قد سلف تو کہدے کافرون کو اگر باز آوین تو معاف ہین اون کو جو ہو چکا اس سے ثابت ہوا کہ ولایت و عداوت اور صاحب ثواب و عداوت ہونے مین خاتمہ کا اعتبار ہے اور یہ ظاہر ہے کہ خاتمہ کا کسی کو حال معلوم نہین پس یہ بات یقینی ہے کہ کسیکی نسبت اس بات کا علم نہین آسکتا کہ یہ ولی ہے اور جب یہ بات ٹھہری تو ولی کو دعوی کرنا ولایت کا جائز نہین اور جنکا قول یہ ہے کہ ولی کو ولایت کا دعوی کرنا جائز ہے اونکی دلیل اپنے قول کی صحت پر یہ ہے کہ ولایت کے دو رکن ہین (۱) ظاہر مین شریعت کا منقاد ہو (۲) باطن مین نور حقیقت مین مستغرق ہو اور جبکہ یہ دونون باتین حاصل ہون اور آدمی کو ان کے حصول کا یقینی طور پر علم آجاے تو وہ یہ ضرور جان لیگا کہ مین ولی ہون اور اسوقت مین اوسکو جائز ہے کہ ولایت کا دعوی کرے پہلا رکن تو ظاہر ہے اور اچھی طرح شرع کا انقیاد معلوم ہو سکتا ہے اور دوسرے رکن کی شناخت یہ ہے کہ باطن مین عبادت الہی پر اوسکو فرحت حاصل ہو اور ذکر الہی کے ساتھ دل انس رکھے اور کسی چیز کے ساتھ سواے اللہ کے قرار نہو اور جواب اسکا یہ ہے کہ اس باب مین بہت سی ایسی غلطیون کے داخل ہونیکا احتمال ہے جن کا سمجھنا مشکل ہے اور قضا سخت ہے اور تجربہ خطر ہے اور حزم قریب ہے اور عالم ربوبیت تک پہونچنے مین جو رستہ ہے اسمین بہت سے پردے ہین کبھی وہ پردے آتشی ہوتے ہین اور کبھی نورانی۔ پس محقق راے یہی ہے کہ ولایت کا دعوی ناجائز ہے۔

امتیاز اور تفرقہ کرامت و استدراج مین

صاحب کرامت کرامت کے ظاہر ہونے سے مسرور اور مطمئن نہین ہو جاتا بلکہ اسوقت مین اوسکو اللہ کا

بڑھجاتا ہے اور قہر الٰہی سے زیادہ ڈرنے لگتا ہے اس لئے کہ اوسکو یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید یہ استدراج کی قسم
سے ہو اور صاحب استدراج کو اپنی خرق عادت کے ظاہر ہونے سے خوشی اور اطمینان پیدا ہوتا ہے اور
وہ گمان کرتا ہے کہ اوس سے یہ کرامت ظاہر ہوئی ہے اور وہ اوسکا مستحق تھا اور اسوقت وہ غیروں کو حقیر جانتا
ہے اور اپنی خرق عادت پر تکبر و ناز کرتا ہے اور مکر اور عذاب الٰہی سے امن مین پڑجاتا ہے اور اپنے سوء خاتمہ کا اوسے
ذرا خوف نہین رہتا پس جبکہ کوئی ایسی بات صاحب کرامت مین ظاہر ہو تو وہ یہ یقین کرلیتا ہے کہ یہ کرامت نہین
بلکہ استدراج تھا تھا اسی لئے اکثر محققین صوفیہ کہتے ہین کہ حضرت الٰہی سے اگر جلالی اور اطلاع کا
لقا ہوا تو وہ اس مقام کرامت مین واقع ہوا اسی لئے محققین کرامت سے اس طرح لرزتے تھے جیسے بلا ان سے
ڈرا کرتے تھے اور کرامت کے ساتھ فرحت و مسرت پیدا ہونا قاطع الطریق ہے اور اس پر کئی دلیلین ہین
(۱) یہ خیال انسان کو اوسوقت پیدا ہوتا ہے جبکہ وہ اپنے دل مین یقین کرلیتا ہے کہ مین اسکا مستحق تھا
کیونکہ اگر اوس کے حق مین یہ فرض کرلیا جاے کہ کرامت کا مستحق نہین ہے تو اسوقت مین اوسکو کرامت سے کوئی
فرحت حاصل نہوگی بلکہ فضل الٰہی سے فرحت پیدا ہوگی اور ظاہر ہے کہ مولا کا کرم اس سے افضل ہے کہ اوسکو اپنی
ذات سے فرحت حاصل ہو پس ثابت ہوا کہ کرامت سے فرحت ہونا اپنی ذات سے فرحت کا پیدا ہونا ہے
کیونکہ آدمی یہ اعتقاد کرتا ہے کہ میری ذات اوسکی مستحق تھی اور یہ سراسر جہل و نادانی ہے اس لئے کہ ملا کو بھی
اس بات کا اعتراف ہے کہ ہماری ذات کو کوئی علم و کمال حاصل نہین جو کچھ اللہ نے بخشا ہے وہی جانتے ہین چنانچہ
ملائکہ کی زبانی اللہ کہتا ہے لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ہمکو علم نہین مگر جتنا تو نے سکھایا اور دوسری جگہ فرمایا وَمَا
قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اونھون نے اللہ کو پورا نجانا اور دلیل عقلی سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اللہ پر کسیکا
حق نہین ہے کیونکہ اگر اوسپر کسیکا حق ہو تو ضرور ہے کہ وہ اسکے ترک کرنے سے عذاب و مذمت کا مستحق ہوتا
حالانکہ کوئی اوسپر حاکم نہین ہے کہ اوسکو کسیکے حق کے ترک کرنے پر مواخذہ کرے پس اوسپر کسیکا استحقاق نہین ہے
کیونکہ ساری مخلوقات اوسکی ذات پاک اور قدرت اور افعال کی مملوک ہے اور مملوک کا مالک پر کیا استحقاق ہوتا ہے
(۲) کرامات حق تعالیٰ سے مغائر ہین پس کرامات سے فرحت حاصل ہوئی تو غیر حق کے ساتھ فرحت حاصل
ہوئی اور یہ حق تعالیٰ سے حجاب ہے اور جو حق تعالیٰ سے محجوب ہو اوسکو فرحت و مسرت کیا لائق
(۳) جسکو اپنے دل مین یہ اعتقاد ہوگا کہ مین اپنے عمل کی وجہ سے کرامت کا مستحق ہوا ہون تو اوسکے
دل مین اپنے عمل کی بڑی وقعت پیدا ہوجاے گی اور جسکو اپنے عمل کی وقعت ہو بڑا جاہل ہے اگر رب کو جانتا
تو یہ بھی ضرور جانتا کہ ساری خلق کی طاعات جلال الٰہی کے پہلو مین ہیچ ہین اور مخلوق کی ساری شکر گذاریان
اوسکی نعمات و عطیات کے مقابلہ مین ہیچ ہین اور ساری مخلوق کے علوم و معارف اللہ کی عزت کے مقابلہ مین

حیرت اور جہل مین مقری نے ایکبار استاد ابوعلی دقاق کے سامنے یہ آیت پڑہی الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ۔ اوسکی طرف کلام پاکیزہ چڑہتا ہے اور کام نیک اوسکو اوٹھالیتا ہے علامہ نے اوسوقت کہا کہ اللہ تعالیٰ اوسوقت بندے کے عمل اوٹھاتا ہے جبکہ بندے کے پاس وہ باقی نہین رہتے اور جب تک اوسکی نظر مین باقی رہتے ہین تو اوسکو وہ نہین اوٹھاتا بلکہ دفع کرتا ہے اور جبکہ بندے کے پاس باقی نہین رہتے تو اللہ اوٹھالیتا ہے اور قبول کرلیتا ہے (۴) صاحب کرامات کو جب کرامت حاصل ہوتی ہے تو وہ اپنی جان کو اللہ کے حضور مین ذلیل اور عاجز کردیتا ہے اور جبکہ کرامت کے حصول کے بعد وہ تکبر کریگا سر اوٹھائیگا تو وہ بات جو باعث تھی کرامت کے حصول کی جاتی رہے گی تو یہ طریق جو اوسکے ثبوت کا ہے وہی اوسکے عدم کا باعث واقع ہوگا اس لئے مردود ہے یہی وجہ ہے کہ جہان نبی علیہ السلام نے اپنے فضائل بیان کئے ہین اوسکے یہ بھی کہدیا ہے ولا فخر اور مطلب آپ کا اس لفظ سے یہ ہوتا تھا کہ مجھکو اپنی ان کرامات پر افتخار نہین بلکہ باری تعالیٰ پر جسنے یہ کرامات عطا کی ہین افتخار کرتا ہون (۵) کرامات ظاہری ابلیس اور بلعم بن باعور کے حق مین کتنی بڑی بڑی تھین پھر اللہ نے ابلیس کے حق مین کہا وکان من الکافرین یعنی وہ منکرین مین سے تھا اور بلعم باعور کے حق مین کہا فمثلہ کمثل الکلب یعنی اوسکا حال کتے کی طرح ہے اور اسکا قصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کا لشکر ایک بادشاہ پر چلا اوسکے ملک مین ایک درویش صاحب تصرف تھا جسکا نام بلعم اور باپ کا نام باعور تھا بادشاہ نے اوس سے مدد چاہی اوسکو باطن سے منع ہوا پھر بادشاہ نے اوسکی عورت کو طمع دیکر اوسکو راضی کرکے بھیجا وہان اوس درویش نے اپنا عمل چلتا نہ دیکھا تو بادشاہ کو یہ حیلہ سکھایا کہ لشکر حضرت موسیٰ مین فاحشہ عورتین بھیجے اور لوگ بدکاری کرین تو اونپر ذلت پڑے حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے یہ حیلہ چلنے نہ دیا لیکن سکھانے والا مردود ہوا شاید دنیا مین یا آخرت مین اوسکو یہ عذاب ہوا کہ کتے کی طرح زبان لٹکائے اور علمائے بنی اسرائیل کے حق مین حق تعالیٰ فرماتا ہے مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا یعنی جن لوگون کے سر پر تورات حکماً لادی گئی پھر اونہون نے اوسکو انگیز نکیا یعنی اوسپر کاربند نہوئے اونکی مثال گدہے کی سی مثال ہے جسپر کتابین لدی ہین اور ایک جگہہ فرمایا ہے واختلف الذین اوتوا الکتٰب الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا بینھم اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ نے جو دین حق سے مخالفت کی تو یہ بات معلوم ہونے کے بعد کی اور آپس مین حسد کی۔ ان آیات سے معلوم ہوگیا کہ یہ لوگ جو گمراہی مین پڑگئے اسکی وجہ یہ تھی کہ جو کچھہ اونکو علم و زہد اللہ نے دیا اوسپر فرحت اور تکبر اور غرور کرنے لگے (۶) کرامت غیر ہے کرامت کے عطا کرنے والے سے اور جو چیز کرامت کے عطا کرنے والے سے غیر ہو وہ ذلیل ہے پس جو شخص ذلیل کے ساتھہ عزت افزائی اور فخر سمجھے وہ خود ذلیل ہے (۷) اپنی ذات و صفات کی وجہ سے افتخار کرنا ابلیس و فرعون کی صفات مین سے ہے کیونکہ اوسنے کہا انا خیر منہ یعنی مین آدم علیہ السلام سے بہتر ہون اور فرعون نے اپنی قوم سے

کہا تہا الیس لی ملک مصر کیا مجھکو نہین حکومت مصر کی پس جو شخص کرامت کا دعوی کرے گا تو اوسکی غرض بہی نفس کی زینت اور حرص کی تقویت اور فخر و مباہات ہوگا (۸) اللہ تعالی نے فرمایا ہے فخذ ما اتیناک وکن من الشاکرین یعنی لے جو مینے تجھکو دیا اور شکر گزار رہ اور دوسری جگہ کہا ہے واعبد ربک حتی یاتیک الیقین بندگی کر اپنے رب کی جب تک پہونچے تجھکو موت پس جبکہ اللہ نے عطیہ کبری عطا کیا تو یہ حکم دیا کہ معطی کی شکرگذاری مین مشغول رہو یہ نہین کہا کہ عطیہ کی فرح مین لگا رہے (۹) جب اللہ تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا کہ تم چاہو تو بادشاہت اور نبوت اختیار کرلو اور چاہو تو عبودیت اور نبوت اختیار کرلو تو آپ نے دوسری صورت اختیار کی اور اسمین شک نہین کہ سلطنت دنیا کی کہ مشرق سے مغرب تک ہو اعلی درجہ کی کرامات و معجزات مین سے ہے پہر حضرت نے اوسے ترک کر کے عبودیت کو اختیار کیا اس لئے کہ جب عبد الہی ہون گے تو اونکو افتخار مولا کے ساتہہ ہوگا اور جبکہ بادشاہ ہوتے تو افتخار خدم و حشم کے ساتہہ ہوتا (۱۰) مولا کا محب غیر ہے مولا کی چیزون کے محب سے جو مولا کا دوست ہوگا وہ کبہی غیر مولا کے ساتہہ مسرور نہوگا غیر مولا کے ساتہہ محبت کا ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ شخص اپنے نفس کے نصیب کا محب ہے اور جو شخص نفس کا نصیب طلب کرتا ہے وہ نفس کا دوست ہوتا ہے اور مولا کا دوست نہین ہوتا بلکہ وہ تو مولا کو حظ نفس کے حصول کا وسیلہ و ذریعہ بناتا ہے اور بڑا بت نفس ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے ارایت من اتخذ الہہ ھواہ کیا تو نے اوس شخص کو دیکہا جسنے معبود بنایا اپنی خواہش کو پس ایسا شخص صنم اکبر کا عابد ہوگا اسی لئے محققین نے کہا ہے کہ بتون کی عبادت مین وہ نقصان نہین جو نفس کی عبادت مین ہے اور نہ اتنا خوف بتون کی عبادت مین ہے جتنا کرامت سے مسرور ہونے مین ہے (۱۱) اللہ تعالی فرماتا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ یعنی جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے وہ اوسکا گذارہ کردے اور اوسکو روزی ایسی جگہہ سے دے جہان سے اوسکا خیال نہو جو کوئی اللہ پر بہروسا رکہے تو وہ اوسکو کافی ہے اور یہ کلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جو کوئی اللہ سے نہ ڈرے اور اوسپر بہروسا نہ کرے اوسے یہ چیزین حاصل نہونگی۔

علم غیب

بخاری و مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ کہتا ہے بندہ جب ادا کرے فرائض کے ذریعہ سے مجھسے تقرب حاصل کرتا ہے تو مین اوسکو اتنا دوست رکہتا ہون کہ اوسکی شنوائی بنجاتا ہون جس سے وہ سنتا ہے اور اوسکی بینائی ہوجاتا ہون جس سے وہ دیکہتا ہے اور اوسکا ہاتہہ ہوجاتا ہون جس سے وہ پکڑتا ہے اور اوسکا پاؤن ہوجاتا ہون جس سے وہ چلتا ہے فتح الباری وغیرہ مین لکہا ہے کہ یہ قول دلالت کرتا ہے اوپر

Marfat.com

اس بات کے کہ ولی کو مغیبات پر اللہ تعالیٰ اطلاع دے اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے عالم الغیب فلا یظہر
علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اللہ بھید کا جاننے والا ہے کسیکو خبر نہین دیتا اپنے بھید کی مگر جو پسند کر لیا
کسی رسول کو مانع اوس بات کے نہین اس لئے کہ بعض اتباع رسول کا بوجہ متابعت کے رسول کے ساتھ داخل
ہونا جایز ہے کیونکہ یہ قول صادق ہے کہ بادشاہ کے دربار مین آج بجز وزیر کے کوئی نہین جا سکتا ظاہر ہے کہ وزیر کے
ساتھ بعض اوسکے خدمتگار ضرور گئے ہونگے غرضکہ جواز اس بات کا کہ ولی کو مغیبات پر اطلاع ہو سکتی ہے اللہ
کے اس قول سے ثابت ہے کہ اوس نے کہا ہے مین بندہ کا سمع و بصر ہو جاتا ہون اور جبکہ اللہ سمع و بصر ہو گیا
تو بعض اسرار الٰہی پر اطلاع حاصل ہونا ممنوع نہین خاصکر جبکہ یہ کہا کہ میرے ساتھ سنتا ہے اور میرے ساتھ
دیکھتا ہے اور میرے ساتھ پکڑتا ہے اور رسول کے ساتھ بعض متبعون کا اسرار الٰہی مین داخل ہونا اس لئے صحیح ہے
کہ اللہ تعالیٰ اپنے جس رسول کو پسند کرتا ہے اوسکو علم مین سے جسقدر چاہتا ہے اوسپر اطلاع دیتا ہے اور رسول
کو جن چیزون پر مطلع کیا ہے اون کو اپنے مخصوصون کو خبر کر دینے کی ممانعت نہین کی ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اون لوگون کے حالات کی اطلاع کی تھی جن کے نفاق کا علم
صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا اور اونکو بعضے آیندہ کے کامون کی بھی خبر دی تھی خصوصاً فتنون کی جو بعد رسول اللہ علیہ وسلم
کے حادث ہونے والے تھے اور حذیفہ کو ان کی خبر تھی اور صحابہ اون سے اُن فتنون کی حالت دریافت کیا کرتے تھے
چنانچہ حضرت عمرؓ نے اون سے باب کے فتح ہونے اور ٹوٹنے کی خبر پوچھی تھی اور اونھون نے کہا تھا ٹوٹ جاے گا اور حضرت
عمر نے معلوم کر لیا تھا کہ باب اون کی ذات ہے اور وہ مارے جاوینگے اور یہ اور مثل اسکی تمام کام اللہ کی طرف سے
ہین اور اسی قسم سے ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ انہ لعھد النبی
الامی صلی اللہ علیہ وسلم الی ان لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق رواہ مسلم عن زر ابن
حبیش یعنی قسم ہے اوس خدا کی کہ پہاڑ دانہ کو اور پیدا کیا تمام ذی روح کو پیغمبر خدا نے مجھسے یہ عہد کیا ہے کہ مجھکو سوا
مومن کے کوئی دوست نہ رکھیگا اور سوا منافق کے کوئی مجھسے دشمنی نکریگا اور اسی قسم سے ہے قصہ مخدج کا کہ جب
خوارج کے ساتھ جنگ نہروان مین مارا گیا تو حضرت ابو عبیدہ نے علی مرتضیٰ سے کہا انہ لعھد النبی الیک
قال نعم یعنی یہ وہی شخص ہے جسکی نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمکو وصیت کی تھی جواب دیا ہان بلکہ بخاری
و مسلم نے حذیفہ سے روایت کی ہے قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئا یکون
فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ یعنی نبی علیہ السلام
نے اون فتنون کی ہم کو خبر دی جو ظاہر ہون گے ایسی کوئی چیز باقی نہین چھوڑی جو قیامت تک ظاہر ہونے والی
ہے کسیکو وہ خبر یاد رہین اور کوئی بھول گیا اور حضرت نے ابو ذر و ابو ہریرہ وغیرہ صحابہ کو بہت سی ایسی چیزون

Marfat.com

کی خبر دی جو قیامت تک ہونے والی ہین چنانچہ اہل حدیث و سیر نے اونکو بیان کیا ہے اور اسی قسم سے ہے
اہل تتار کے غلبہ کا ممالک اسلام پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی خبر دی تھی اور صحیح مسلم مین ابو ہریرہ سے
مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یک فی
امتی احد فانہ عمر یعنی امم سابقہ مین لوگ الہام کئے گئے تھے اگر میری امت مین کوئی ایسا ہوتا تو وہ عمر ہوتے
واضح ہو کہ مراد آنحضرت کی اس قول سے اس امر مین شک اور تردد نہ تھا کہ میری امت مین کوئی محدث نہین ہے
اس لیے کہ یہ امت خیر الامم ہے اور جبکہ اگلی امتون مین موجود تھے تو اس امت مین بطریق اولی موجود ہونگے
بلکہ مقصود اس کلام سے تخصیص و تاکید ہے جیسے کہتے ہین کہ اگر کوئی میرا دوست دنیا مین ہو تو فلان شخص ہے
نور پشتی نے کہا ہے کہ محدث دال مہملہ کے فتحہ سے اوس شخص کو کہتے ہین جو صادق الظن ہو اور وہ ہوا ہے جسکے
باطن مین ملاء اعلی سے کوئی بات ڈالی جاے غرض کہ محدث سے مراد وہ شخص ہے جسے الہام ہوتا ہے اور یہ
قبیل سے ہے فراست مومن کی حدیث جامع صغیر مین لکھا ہے کہ تاریخ بخاری و ترمذی مین ابو سعید سے روایت
کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ عز وجل یعنی
مومن کے فہم سے بچو اس لیے کہ وہ اللہ تعالی کے نور سے دیکھتا ہے -
اور یہ ایک قسم کا علم غیب ہے - اسمین تو کوئی نزاع نہین کہ جس رسول کو اللہ نے پسند کر لیا ہے اوسے علم غیب کی خبر
دیتا ہے کلام اسمین ہے کہ رسول کو جو علوم غیب کے اللہ نے بخشے اون کی خبر غیر کو دینا اوسکو بھی لایق ہے یا نہین شوکانی
نے قطر الولی مین کہا ہے کہ جو کوئی اس بات کا دعوی کرتا ہے کہ رسول کو یہ جایز نہین کہ اسرار الہی کی کسی کو
خبر دے یہ قول اوسکا نادرست ہے کیونکہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزارون غیبی باتون کی ہم امت کو
خبر دی ہے جیسا کہ احادیث سے ابھی ثابت ہو چکا ہے اور بڑی دلیل اسپر اللہ کا یہ قول ہے یا ایہا الرسول
بلغ ما انزل الیک اے رسول پہونچا جو تجھکو اترا تیرے رب کی طرف سے اور اسی وجہ سے کہا ہے وان لم تفعل
فما بلغت رسالتہ اور اگر یہ نکیا تو کچھ نہ پہونچایا تو نے حدیث صحیح مین آیا ہے کہ بی بی عائشہ کہتی ہین من
زعم ان محمدا کتم شیئا مما اوحاہ اللہ الیہ فقد اعظم علی اللہ الفریۃ یعنی جو شخص یہ خیال کرے کہ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس چیز مین سے جو اللہ نے اونکی طرف وحی کی ہے کچھ چھپا لیا ہے تو یہ اوس نے اللہ پر
بڑا سخت افترا کیا اور کوئی یہ کہے کہ یہ حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اون احکام شرعی کے لیے
لوگ محتاج ہین اور علوم غیب کے لوگ چندان محتاج نہین تو ہم کہینگے کہ ہم نے جو اوپر احادیث سے ثابت
دیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ علم غیب کی اپنے متبعون کی اطلاع دی ہے جو اسکے لیے
کافی ہے اور بڑا استدلال اس بات پر کہ بعضے صلحا اور اولیا بھی بعض اون علوم پر [illegible]

مین رکھے ہین ظفریاب ہوتے ہین یہ حدیث ہے کنت سمعہ الذی یسمع بہ الی اخرہ اگر کوئی کہے کہ یہ جو
قرآن مین آیا ہے لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اللہ اپنے بھید کی کسیکو خبر نہین دیتا مگر
جو پسند کر لیا کسی رسول کو اس سے صاف ظاہر ہے کہ حدیث کنت سمعہ الذی کی دلالت مخصوص ہے اور اس
سے علم خارج ہے اس حدیث نے ثابت کر دیا کہ حدیث مذکور مین علم غیب مراد نہین اگرچہ اللہ تعالی کسی کی سمع و
بصر بن جاتا ہے مگر اوسکو بموجب اپنے اس قول کے کسی مغیبات پر اطلاع نہین دیتا اور اسطرح سے اوسکو
مراتب عطا کرتا ہے غیب کا علم اوسی کو بخشتا ہے جو جامع ہو درمیان مرتبہ ارتضا و رسالت کے اور ولی اگرچہ
اون لوگون مین سے ہے جنہین اللہ نے پسند کر لیا ہے اس لئے کہ محبت کا وصف اوس کے لئے یہ بات ثابت کرتا
ہے کہ وہ ضرور وصف ارتضا سے بھی بہرہ ور ہے لیکن رسول نہین تو ہم یہ جواب دین گے کہ حضرت نے جو حکم
دیا ہے کہ اس امت مین بھی محدثین ہین اور حضرت عمر بھی اونہین محدثین مین سے ہین اس سے صاف
یہ بات ثابت ہے کہ اس امت کے برگزیدہ لوگون کو بھی علم غیب مین سے کچھ حاصل ہوتا ہے اسلئے کہ محدثین
اونہین کو کہتے ہین جنہین علم غیب کی باتون کا الہام ہو دیکھو حضرت عمر نے ساریہ کو ایک لشکر کے ساتھ نہاوند
کی طرف بھیجا اور جب کفار نے اونپر پہاڑ کی طرف سے حملہ کرنا چاہا اور اوسوقت مدینہ مین حضرت عمر مسجد کے
اندر خطبہ پڑھ رہے تھے یہ حال معلوم کر کے پکارا یا ساریۃ الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ کی طرف سے ہوشیار
ہو جاؤ مگر اتنا عقیدہ رکھنا چاہیے کہ پانچ چیزون کی خبر کسیکو نہین ہے یہان تک کہ اگر کوئی کہے کہ جناب محمد صلی اللہ
علیہ وسلم ان پانچون کو جانتے تھے تو جان لیجئے کہ اونپر یہ افترا کرتا ہے وہ پانچون یہ ہین **ایک** قیامت کا آنا
دوسرے مینہ برسنا **تیسرے** شکم کا حال دریافت کرنا کہ لڑکا ہے یا لڑکی گورا ہے یا کالا پست
قد ہے یا بلند قد سعید ہے یا شقی **چوتھے** آگے کا حال معلوم کرنا کہ کل مجھسے کیا فعل ہوگا **پانچوین**
یہ معلوم کر لینا کہ مین کس زمین پر مرون گا اور صوفیہ کہتے ہین کہ امور آیندہ کی خبر دینا اور مسافت بعیدہ کا
تھوڑے سے عرصہ مین طے کرنا وغیرہ باتین فرشتہ اور جن کے خواص مین سے ہین اگر کوئی اس کا دعوی کرے
اور اوس سے ایسا فعل واقع ہو جاے تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ اوس نے جن یا فرشتہ کی معاونت سے یہ کام
کیا ہے لیکن جنکو ما فی الضمیر پر اطلاع ممکن نہین اور تصرف کرنا ملک و ملکوت مین جیسے زندہ کرنا مردہ کا یا زندہ کو
مار ڈالنا اور برزخ سے محبوس کو نکال لینا اور مرید کو عالم ملکوت مین پہونچا دینا یہ تمام معاملات خواص مرتبۂ
الہیہ سے ہین ۔

صوفیہ کے اعتقادات

وجود مغیبات کی جو صورت علمی دل نشین ہوتی ہے اوسی کو اعتقاد اور عقیدہ کہا کرتے ہین اطفال کے

Marfat.com

سادہ نفسون مین پے درپے آثار جو منطبع ہوتے ہین اور شروع سے وہ جو بار بار خبرین سنتے ہین اوس سے یہ
صورت پیدا ہوتی ہے اور جتنا زمانہ گذرتا جاتا ہے اتنا ہی دلون مین رسوخ حاصل ہوتا جاتا ہے اور تمام ظن اور
وہم اوس سے مٹتے جاتے ہین یہی عقیدہ عوام کی تقلید کا موجب ہے پھر اسکے خلاف کسی صورت کے حاصل ہونیکی
گنجایش نہین رہتی بلکہ ایسے عقیدے والا جسکو اپنے عقیدے کے خلاف پاتا ہے اوسے گمراہ اور عقیدہ صحیحہ سے
منحرف خیال کرتا ہے اور ان مین سے جن لوگون نے اپنے اپنے مذاہب پر دلیلین قایم کی ہین اور یہ تصور کیا ہے
کہ ہم اپنی تحقیق پر ہین دائرہ تقلید سے باہر ہین اگر یہ اپنی حقیقت پر غور کرین تو معلوم ہو کہ یہی اوسی طرح ائمہ
کی تقلید مین جکڑے ہوتے ہین کہ ان کو اون ائمہ اور علما کے حق مین حسن ظن تھا اور اون کی رائے کو اچھا
جانتے تھے اس لئے اون سے دلائل لیکر اپنے عقائد پر جما لئے ہین اور پھر یقین اور تحقیق کا مرتبہ بہم پہونچا لیا ہے اور
اختلاف جسقدر پڑا ہے اوسکا سبب خواہشات نفسانی ہین اور پھر تنازع دنیاوی شہرت اور مناصب کے حصول
کے لئے جسکی تلاش اکثر دلون کو ہے زیادہ ترقی کرتے گئے اور جب یہ اختلاف اگلے شخص کی جانب سے پچھلے شخص
شروع ہی سے پہونچتا ہے تو پچھلے کے دل مین جم جاتا ہے اور اسی طرح رفتہ رفتہ فرقون مین منتشر ہو کر بغض و نفاق پیدا
ہو جاتا ہے اور یہی بغض و عداوت سلف سے خلف کو وراثت کے طور پر پہونچکر قرنون تک اسکی ظلمت جمکر جنگ و
خصومت باہم ہوتی ہے اور ایک دوسرے کی تکفیر پر کمر باندھتا ہے پس جہان عنایت ازلی شامل حال ہوتی ہے
اور چاہتی ہے کہ بندے کو اعتقاد صحیح بخشے تو پہلے اوسے آثار اور رسوم کی قید سے بری کر کے فطرت اولی کے ساتھ
مطہر کرتی ہے اور خواہشات نفسانی اور بغض و عداوت کی جڑ اوس کے دل سے کاٹ دیتی ہے تاکہ اوس مین
اعتقاد صحیح کے حاصل کر لینے کی قابلیت آجاے اور حق خالص کا مشاہدہ اوسپر آسان ہو جاے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ مین اون کی صحبت اور نزول وحی کی برکت سے امت کے نفس رسوم و عادات کی ظلمات سے
پاک و صاف تھے اور بالکل دل سے اغراض دنیا کے خیالات دور تھے سب کی توجہ عالم آخرت کی طرف تھی اور
ہر ایک حق کا طالب تھا اور نور ایمان کی مدد سے حجابون مین سے صورت غیب کا مشاہدہ کرتا تھا اسی وجہ سے اہل
عقائد اختلاف سے بری تھے سب ایک دل ایک راے ایک زبان تھے جب آفتاب نبوت پردہ غیب مین چلا گیا تو
امت کے نفوس کہ نور رسالت سے منور ہو رہے تھے اپنی خواہشات کو بڑھانے لگے اور تھوڑا تھوڑا نور امت
چھوڑکر تاریکی مین جانے لگے اور دلون کے مزاج اعتدال استقامت سے اختلاف کی طرف منحرف ہونے لگے
اور پھر عقاید مین شیطان نے خرابیان ڈالنا شروع کین اور جتنا عہد رسالت کو بعد ہوتا گیا اوتنی یہ خرابی بڑھتی
رہی اور اختلاف پھیلنے لگا اور اب تک یہ بات جاری ہے پس جس شخص کو اس بات کی طلب ہو کہ وہ عقیدہ صحیح حاصل
کرے تو اوسے چاہیے کہ طبقہ اولی یعنی صحابہ کی اتباع اختیار کرے اور محبت دنیا سے دل کو پھیر دے تاکہ نور یقین سے

Marfat.com

اور کا دیدہ منور ہو جاتا ہے اور حق خالص اوسپر کہلا جاتا ہے اور یہ شرف اوسوقت حاصل ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ سے
صدق نیت کے ساتھ التجا کرے کہ مجھکو نفس کی شر سے بچاوے اور اپنی پناہ مین رکھے اور یہ مرتبہ صوفیون کی
خصوصیات مین سے ہے جن کے دل دنیا کی طرف سے بالکل پھرے ہوئے ہین عشق الٰہی نے اون کے ظاہر و باطن
مین غلبہ کر لیا ہے اور مخلوق کی طرف عام طور پر شفقت کی نظر سے دیکھتے ہین اور عذاب و عداوت و مخالفت خلق سے
آزاد ہین پس علماے صوفیہ علم یقین بلکہ کشف اور ذوق و وجدان سے یہ بات جانتے ہین اور دیکھتے پاتے ہین اور
گواہی دیتے ہین کہ کوئی چیز اللہ کے سوا لائق معبودی اور مسجودی کے نہین وہ ایک ہے اور وہی اس عالم کے
پیدا ہونے کے قبل تھا اور عالم کے مٹ جانے کے بعد بھی وہی رہے گا نہ اوسکی ابتدا ہے نہ انتہا ہے نہ وہ بدلتا ہے
نہ اوسکو فنا ہے ذات اوسکی واجب الوجود ہے یعنی اوسکے وجود کی علت اور کوئی نہین بذات خود موجود تھا اور رہے
اور ہمیشہ زن و فرزند سے پاک ہے کسی طرح کا نقصان اوسمین نہین ہے اور نہ اوسکو مددگار کی ضرورت ہے نہ اوسکی
کوئی شبیہ نہ نظیر نہ مماثل نہ اوسکا کوئی وزیر نہ مشیر نہ اوسکے حکم کے مقابلہ مین کوئی ضد نہ اوسکے ملک مین کوئی
شریک موجود ہے زندہ ہے دیکھتا ہے سنتا ہے سب نہان و آشکارا اوسپر عیان ہے علم اوسکا کل کائنات
کی نسبت تحت الثریٰ سے ماوراے افلاک تک محیط ہے مگر نہ جان ہے نہ آنکھ ہے نہ کان ہے نہ دل ہے نہ دماغ
ہے یعنی یہ صفتین اوسمین یون نہین ہین جیسے انسان اور حیوان مین پائی جاتی ہین کیونکہ یہ صفات متعلق بہ اعضا و
جوارح و حواس و جان و دل ہین اور وہ ذات پاک ان سب سے بری ہے اور باایں ہمہ سب صفات کامل طور پر اوسمین
موجود ہین کہ اوسکی دریافت سے جن و انس و ملائکہ کل عالم متحیر و مجبور ہے کوئی نہین جان سکتا کہ ذات اوسکی
کیا چیز ہے قدرت اوسکی ایسی ہے کہ اگر چاہے تو سو ہزار عالم اس عالم موجودہ سے سو درجے بڑھکر ایک آن مین
پیدا کر دے اور اگر ارادہ کرے تو ایک ذرے مین تمام عالم کو بھر دے خود قدیم ہے اور ارادہ اوسکا قدیم ہے
فیض اوسکا عمیم ہے ذات اوسکی حکیم ہے ہر چیز کھلی ہو یا چھپی اوسپر ظاہر ہے ہر جزو کل کا ماہر ہے خالق ہے رازق
ہے آفریدگار ہے مختار ہے نہ عرض ہے نہ جوہر ہے نہ کل ہے نہ بعض ہے نہ صورت رکھتا ہے نہ جہت رکھتا ہے
نہ دہنی طرف ہے نہ بائین جانب ہے نہ اوپر ہے نہ نیچے ہے نہ آگے ہے نہ پیچھے ہے اور پھر سب جگہ موجود ہے
اور اتصال اور انفصال اور قرب و بعد اور حلول و خروج اور دخول و تغیر اور زوال و تبدل و انتقال سے بری ہے۔

قرب الٰہی

اللہ تعالیٰ کو کل کائنات سے قریب ہے اور تمام موجودات پر محیط ہے مگر یہ قرب و احاطہ ایسا نہین ہے کہ بشر کے
فہم مین آسکے مراقبہ مین جو کچھ ارباب کشف اور اصحاب ریاضت کو معلوم ہوتا ہے وہ سب مثال ہے پس مسلمانون کو
اتنی بات پر ایمان لانا چاہیے کہ اللہ بلاشبہ کل اشیا سے قریب اور تمامی کائنات پر محیط ہے مگر اس قرب و

Marfat.com

احاطہ کی کیفیت کی تحقیق کا درپے نہو کہ کیونکر محیط ہے اور کیونکر قریب ہے اور قرب و معیت جو ملائکہ اور انبیاء
اولیا اور خاص بندون کو اوسکے ساتھ ہے وہ اور طرح کا قرب ہے کہ احاطہ تقریر و تحریر مین آسکتا
جاننے والے اوس کیفیت قرب کے سالکان راہ طریقت و حقیقت ہین درجے اور مراتب اوسکے بے نہایت ہین
عوام کی سمجھ مین اوسکا آنا دشوار بلکہ محال ہے کیونکہ حال قال مین نہین آسکتا ہے اور ایک قسم کا قرب حضرت
ذوالجلال کو عوام کو بھی حاصل ہے مگر مشارکت اسی کے سوا وہ قرب اور کچھ نہین ہے مختصر یہ ہے کہ یہ مقام بہت
دقیق اور یہ راہ نہایت باریک ہے سیدھی راہ شریعت ہے یہ وہ راہ ہے جسکا آغاز خوب انجام اچھا ہے اور
جس طرح خدا کی ذات بیچون و بیچگون ہے یہی حال اوسکے قرب کا بھی ہے اور یہی قرب نسبت ہے خالق و مخلوق
کے درمیان مین قرب الہی اپنی ذات و صفات مین قرب زمانی و مکانی اور اور قسم کے قربون کی مثل نہین
سوال جبکہ ولایت اوس نسبت بے کیف کو کہتے ہین جو بندے کو خدا کے ساتھ حاصل ہے تو اوسکا نام
کیون نام رکھا ہے **جواب** یہ مطلب دو باتون کے جاننے پر موقوف ہے **ایک** یہ کہ کشف و رویا دو طرح
اسی کہتے ہین کہ صورت مثالی آئینہ خیال مین مرتسم ہوتی ہے خواب ہو یا بیداری جسقدر آئینہ خیال صاف ہوتا
ہے کشف و رویا صادق ہوتے ہین اسی لئے پیغمبرون کی خواب وحی قطعی سمجھی جاتی ہے کیونکہ وہ خطا سے معصوم
ہین اور خیالات اون کے صحیح اور باطن اون کا بہت صاف و پاکیزہ ہوتا ہے اور خواب اولیا کی بھی غالباً
صادق ہوتی ہے اس لئے کہ یہ لوگ برکت صحبت پیغمبر اور اتباع شریعت کی وجہ سے اپنے خیالات کی
صفائی اور دل کی پاکیزگی حاصل کرتے ہین لیکن اسوجہ سے کہ اون کے باطن کی صفائی عرضی ہے ذاتی
نہین اور وہ معصوم نہین بلکہ انبیا کی متابعت کی وجہ سے انجلاے باطن اونکو میسر ہوتا ہے اس لئے کبھی کبھی غلطی
اصلی بھی ظاہر ہو کر آئینہ خیال کو مکدر کر دیتی ہے اس لئے ان کے کشف و رویا مین خطا بھی واقع ہو جاتی ہے
اور اس خطا کا باعث کبھی کبھی حرام یا مشتبہ کا ارتکاب اور کبھی حد اعتدال سے تجاوز یا عوام کے ساتھ اختلاط
ہوتا ہے اور عوام کی رویا غالباً کاذب ہوتی ہے کیونکہ ان کے باطن مین بالکل ظلمت بھری ہوتی ہے اور
دوسری بات یہ ہے کہ عالم مثال مین ہر چیز کی واجب سے ممکن تک مثال موجود ہے اگرچہ اللہ تعالی کی ذات
و صفات کے لئے مثل نہین مگر مثال ہے کیونکہ مثل اور چیز ہے اور مثال اور چیز ہے مثل اور مثال باہم متقارب
ہین مثل اوسکو کہتے ہین جو تمام صفات مین مساوی ہو اور مثال مین مساوات تمام صفات کی شرط نہین
مثلاً عقل کہ آفتاب سے تمام صفات مین مثل نہین باوجود اسکے آفتاب کو مثال عقل بولتے ہین اس مناسبت
کہ جس طرح محسوسات نور آفتاب سے منکشف ہوتے ہین اسی طرح معقولات عقل سے منکشف ہوتے ہین اور اسی قدر مناسبت
ہونیکے لئے کافی ہے اللہ تعالی نے سورہ نور مین فرمایا ہے مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح یعنی نور الہی کی مثال کہ مومن کے

Marfat.com

دل مین ہو ایک طاق ہے جس مین ایک چراغ دہرا ہو قرآن شریف کی تمثیل جبل سے فرمائی ہے ظاہر ہے
کہ جبل مثل قرآن کے نہین ہے بلکہ اوسکی ایک مثال ہے اسی لیئے حق تعالی کو خواب مین دیکھنا جایز قرار دیا ہے جیساکہ
احادیث مین آیا ہے اور یوسف علیہ السلام نے سالہاے قحط کو دبلی گایون کی شکل اور سالہاے ارزانی کو موٹی
گایون کی صورت مین اور گیہون کی بالیون کی شکل مین دیکھا اور بخاری و مسلم نے ابو سعید سے روایت کی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مینے خواب مین ایسے لوگون کو جو کرتے پہنے ہوئے ہین جن مین سے
بعضے کرتے ایسے ہین کہ سینہ تک پہونچتے ہین اور بعضے اونسے بھی چھوٹے ہین اور میرے روبرو حضرت عمر
لائے گئے اس حالت مین کہ کرتے کو درازی کی وجہ سے زمین پر کھینچتے تھے بعض صحابہ نے کہا یا رسول اللہ
آپ نے حضرت عمر کے اس کرتے کے کھینچنے کی کیا تعبیر کی فرمایا مینے اوسکو دین کے ساتھ تعبیر کیا ہے انتہی
اس آیت اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز بے مثل ہو اور مادی نہو اوسکا بھی خواب مین دیکھنا ممکن ہے
اور نظر کشفی مین آجاتی ہے جب یہ دونون باتین معلوم ہوگئین کہ رخصت خواب اور بندے کے درمیان
مین ہے جیسے ولایت کہتے ہین کبھی نظر کشفی مین قرب جسمانی کی صورت مین متمثل ہوتی ہے اور جس قدر اوس
قرب مین ترقی حاصل ہوتی ہے نظر کشفی مین دکھتی ہے گویا کہ اللہ تعالی کی ذات یا کسی صفت مین سیر کرتا ہے اور اسی
صورت مثالی کی وجہ سے اوس نسبت کو قرب اور اوس ترقی کو سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ اور سیر من اللہ اور سیر باللہ
کہا کرتے ہین اور شیعہ کے بعض فرقے ایسے ہین کہ حلول الہی کی حضرت علی مین اور غیر حضرت علی مین قائل ہین اور
ابن محمد علی کتاب نہج الحق مین دعوی کرتے ہین کہ صوفیہ اہل سنت وجماعت کے بھی حلول کے اپنے غیر مین قائل
ہین اور اتحاد بالغیر کے بھی قائل ہین اور یہ اسے ابن محمد علی مین وحدت الوجود کے مسئلہ کی وجہ سے پیدا ہوئی
ہے اور یہ اسکا حضرات صوفیہ کے مدعا سے ناواقفیت ہے کیونکہ وہ تو حلولیت کی بالکل تکذیب کرتے ہین بلکہ
جس توحید و اتحاد کی صوفیہ وجودیہ قائل ہین اوسکے معنی یہ ہین کہ حق تعالی خارج مین موجود ہے سواے اوس ذات
کے وجود ممکنات کے مرتبہ وہم مین البتہ قائل ہین قال الشیخ الاکبر الاعیان ما شمت رائحۃ الوجود یعنی اعیان نے
وجود کی بو نہین سونگھی ہے اور ممکن کا وجود جو عدم کے بعد مرتبہ وہم مین صورت پذیر ہوا اس سے وحدت وجود
حقیقی مین کوئی تغیر راہ نہین پا سکتا ہے اور یہ توحید کہ عبارت نفی وجود ممکنات سے ہے خواہ شہودی ہو کہ بسبب
غلبہ محبت محبوب حقیقی کے غیر محبوب نظر عاشق سے محقق ہوگیا ہو اور سواے واحد حقیقی کے اوسکی نظر مین کچھ
باقی نرہا ہو گو حقیقت وجود غیر منتفی نہوا ہو یا وجود کہ حقیقت مین اللہ تعالی کا غیر موجود نہو یہ امر کسی طرح
حلول و اتحاد حق تعالی سے اپنے غیر [illegible] دیتا ہے اور فنا اور بقا اور اضمحلال ذات و صفات صوفیا
کا ذات حق تعالی مین کہ صوفیہ اوسکے قائل ہین تمام مراتب علم مین کہتے ہین نہ خارج مین اور انکا قول کہ

Marfat.com

رباعی تا بندہ زخود فانی مطلق نہ شود ٭ توحید بنزد محقق نہ شود ٭ توحید حقیقی نسبت اور دنیا نسبت
درنہ بگذاف آدمی حق نہ شود ٭ اور امر تحقیقی یہ ہے کہ ریاضات و مجاہدات اور صحبت شیخ کامل سے بلکہ محض فضل الٰہی سے
صوفی ایسی حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ اوسکو حق سے آگاہی دائمی اور اپنے وجود اور توابع وجود سے نسیان
حاصل ہوجاتا ہے ایسے وقت میں علوم و معارف عالی عشق و محبت میں منکشف ہوتے ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ اللہ
کی ذات ہمیشہ سے وصف وحدانیت کے ساتھ موصوف ہے کوئی فصیح و بلیغ اتنا رتبہ نہیں رکھتا کہ اوسکے اوصاف کو
بیان کرسکے اوسکی تعریف حیطۂ بیان سے باہر ہے اوسکی کنہ کو افکار کا پہونچنا محال ہے بڑے بڑے عقلا اور ارباب
کمال کو اوسکی معرفت میں تحیر ہے جو کچھ عقل و فہم اور جو حواس میں آتا ہے اون سب سے اللہ کی ذات مبرا ہے کیونکہ یہ
سب محدثات ہیں اور محدث سوائے محدث کے ادراک نہیں کرسکتا اوسکے وجود کی دلیل اوسکا وجود ہی ہے اور اوسکے
شہود کی برہان اوسکا شہود ہی ہے اوسکے کنہ کے ادراک میں عاجزی ہے جو کوئی اس بات کا دعوی کرے کہ میں
اچھی طرح واحد کو جانتا ہوں اور میرا ادراک وہاں تک منتہی ہوا ہے تو خیال اوسکا صحیح نہیں ہے انتہا اوسکے ادراک کی
ہوگی نہ واحد کی اور جو کوئی واحد کو اپنی معرفت میں منحصر سمجھے وہ حقیقت دھوکے میں پڑا ہوا ہے بعض صوفیہ کے قول
سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید تفرقہ اور پریشان خاطری کے دور کرنے اور جمعیت خاطر کے بہم پہونچنے کو کہتے ہیں
اور یہ وصف توحید حالی کے ابتدا میں لازم ہوتا ہے اور اوسکی علامت یہ ہے کہ کوئی شخص تفرقہ کے وقت تفرقہ
میں مستغرق ہو اور جمعیت کے وقت تفرقہ نہ رکھتا ہو اور اوسکا تفرقہ اور جمعیت دونوں ایک وقت میں حاصل ہو
اور کمال بھی توحید کا اسی میں ہے۔

مراتب توحید

توحید کے چار مرتبے ہیں اول وجب ایمانی [illegible] **توحید ایمانی** ہے
کہ [illegible] اللہ اور رسول کی [illegible]
معبود ہے وہی عبادت کے لائق ہے [illegible]
فہم کو دل سے سچا جانا [illegible]
بندہ فلاح پاتا ہے اور مسلمانوں کے [illegible]
اونہیں باری میں تمام مومنوں کے ساتھ [illegible]
منفرد اور مخصوص ہیں وہ مراتب [illegible]
کئے ہیں حاصل کی جاتی ہے اور یہ [illegible] کہ بندہ طالب تصوف [illegible]
صدور مؤثر مطلق خدا کے [illegible] اور تمام عالم کی [illegible] صفات [illegible]

Marfat.com

ہو اور ناچیز جانے ہر ایک ذات کو اوسی ذات مطلق کا نور سمجھے اور اس یقین کا پورا علم آجاے اور جسجگہہ کوئی علم
وقدرت وارادہ وسمع وبصر پاوے اوسے اللہ کی علم وقدرت وارادہ وسمع وبصر کے آثار کا ایک اثر جانے اسی طرح تمام
صفات وافعال کو قیاس کر لینا چاہیے یہ مرتبہ صوفیہ کے مراتب مین سے پہلا ہی مرتبہ ہے تہوڑا سا حصہ اسمین سے
توحید عام کے ساتھہ بہی ملگیا ہے اور اس توحید علی کے مشابہ ایک مرتبہ ہے کہ کوتہ نظر لوگ اوسے توحید علمی قیاس
کر لیتے ہین حالانکہ وہ توحید علمی نہین بلکہ **توحید رسمی** ہے اور یہ اس طرح ہے کہ کوئی ذکی الفہم آدمی کتب صوفیہ
کے دیکھنے یا کسی سے سن لینے کے بعد بہی مفہوم توحید کا تصور کرے اور علم توحید کی صورت کا ایک نشان اوسکے
دل پر چہا جاے اور اس وجہ سے بحث ومناظرہ مین بہی کبہی بے مغز بات کہنے لگے اور توحید کا کوئی اثر اوسمین نہو اور
توحید علمی اگرچہ توحید حالی سے بدرجہا کمتر ہے مگر کچہہ حصہ اوسکا اسمین ملگیا ہے اسی لئے اس قسم کی توحید والون کو
سرور وذوق خوب رہتا ہے اسی لئے کہ توحید حالی کے حصہ کی برکت سے اسکے دل سے رسوم وقیود کی بعضی
ظلمتین دفع ہوجاتی ہین چنانچہ کبہی کبہی اپنے علم کے موافق عمل کرنے لگتا ہے اور اسباب سے جو افعال الہی کا آئین
قطع نظر کر سکتا ہے مگر جو کہ ابہی تک ظلمت بہت سی باقی ہوتی ہے اپنے علم کے موافق پورا پورا عمل نہین کر سکتا اور علم کے
نتائج اور مقتضیات سے بے خبر رہتا ہے اور اس توحید کا فائدہ یہ ہے کہ بندہ اسکی وجہ سے بعض شرک خفی سے بچ جاتا ہے
توحید حالی اوسے کہتے ہین کہ موحد کا حال موحد کی ذات کا وصف لازم ہوجاے کسی طرح اوسکی ذات سے
جدا نہو سکے اور توحید اوسپر اتنا غلبہ کرے کہ بہت سے ظلمات رسوم وجود مضمحل اور بیکار ہوجائین غایت ہی کم
باقی رہجائین اور نور علم توحید اور نور حالی توحید دونون اس طرح ملجائین جیسے کواکب کی روشنی آفتاب کی روشنی مین
ڈوب جاتی ہے اور موحد مقام وجود مین جمال وجود واحد کے مشاہدہ مین ایسا مستغرق ہوجاے کہ سوا ذات و
صفات واحد کے اوسکو اور کچہہ نہ نظر آئے یہان تک کہ وہ اس توحید کو یہ جانے کہ واحد کی صفت ہے نہ میری
اور یہ دیکہنا بہی اوسیکی صفت ہے اور اس طرح قطرے کی مانند تلاطم امواج بحر توحید کے تصرف مین پڑجانے
کہ اوسمین بالکل ڈوب جاے یہ توحید نور مشاہدہ سے حاصل ہوتی ہے اور توحید علمی نور مراقبہ سے پیدا ہوتی ہے
اس توحید کی وجہ سے بہت سی بشریت کی رسوم اور عادتین مٹ جاتی ہین جسطرح سورج کی روشنی کے سامنے بہت سی
تاریکیان زمین سے دور ہوجاتی ہین اور توحید علمی کی وجہ سے کچہہ تہوڑی سی رسوم مٹتی ہین اسکی مثال یہ ہے کہ چاند
جب طلوع کرتا ہے تو اوسکے نور سے تاریکی کے بعضے اجزا تو مٹ جاتے ہین اور بہت سے بدستور باقی رہتے ہین
اور توحید حالی مین بعضے رسوم کے باقی رہجانے کی وجہ یہ ہے کہ موحد سے ترتیب افعال اور تہذیب اقوال کا صدور
ممکن ہو اور اسوجہ سے حالت حیات مین پورا پورا توحید کا حق ادا نہو سکے اس توحید کی وجہ سے بہت سا حصہ
شرک خفی کا زائل ہوجاتا ہے اور خواص موحدون کو اپنی زندگی کی حالت مین کبہی کبہی ایسا واقعہ بہی پیش آجاتا ہے

Marfat.com

کہ حقیقت توحید خالص کی چمک اونکو اسطرح نظر آجاتی ہے کہ جیسے بجلی کوند گئی اور ایسے ہی ہوتے ہوتے تمام شرک خفی جاتا رہتا ہے اس سے بڑھکر اور مرتبہ آدمی کے لئے توحید کا نہین **توحید الٰہی** یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ازل سے بذات خود وصف وحدانیت کے ساتھ موصوف ہے کسیکی توحید کی وجہ سے اوسکو وحدانیت حاصل نہین توحید حقیقی یہی ہے اسمین کسیطرحکا نقصان نہین ملائکہ اور آدمیون کی توحید اسوجہ سے ناقص ہے کہ اون کے وجود مین نقصان پڑا ہوا ہے -

اسما و صفات الٰہی

صوفیون کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماے حسنیٰ اور صفات علیا بے تعداد ہین ہر ایک نام ایک صفت کی دلیل ہے اور ہر ایک صفت سے ایک معرفت دریافت ہوتی ہے اور ہر ایک معرفت سے ربوبیت اوسکی ظاہر ہے اور اوسکی ربوبیت عبودیت کو چاہتی ہے اونمین سے ننانوین نام تو کتب حدیث مین مذکور ہین جنہین اسماے حسنیٰ کہتے ہین چنانچہ ابو ہریرہؓ سے ترمذی نے اور بیہقی نے دعوات کبیر مین روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان للہ تسعۃ وتسعین اسما من احصیہا دخل الجنۃ یعنی اللہ تعالیٰ کے ننانوین نام ہین جو کوئی اونکو یاد کرے داخل ہوگا بہشت مین اور صوفیہ صافی نے ایکہزار ایک نام معلوم کئے ہین موافق استعداد فہم اور طاقت بشری کے جناب باری نے ظاہر کر دیئے ہین اور جمال صفات کو اون مظاہر مین مشتاقون کی نظرون مین جلوہ گر کر دیا ہے کہ ان کو ہر وقت ان تجلیات سے تسلی حاصل ہوتی رہے اور ہر وقت ایک اسم کے پردے مین سے ایک صفت کا جمال انپر ظاہر ہوتا رہے جس سے ان کے ذوق و شوق کو ترقی حاصل ہوتی رہے اس لئے کہ جب کوئی صفت ان پر روشن ہوتی ہے تو ایک نیا ذوق ان کے دل مین پیدا ہوتا ہے اور پھر دل یہ چاہتا ہے کہ جمال ذات کا دیدار کرین جس کا حصول یوم قیامت تک ممکن نہین اللہ تعالیٰ کے اسما انہین نامون مین منحصر نہین اوسکے بہت سے نام ہین جنکو کسی کو اطلاع نہین اور اوسکے صفات بھی شمار سے باہر ہین صفات حقیقی اشاعرہ کے نزدیک سات ہین حیات علم قدرت ارادہ سمع بصر کلام اور ماتریدیہ نے ان سات پر ایک اور صفت اضافہ کی ہے اوسکا نام تکوین رکھا ہے ان کے نزدیک صفات حقیقی آٹھ ہین مگر فلسفی کے نزدیک نہ ان کی نہایت ہے اور نہ صفات اضافی وغیرہ کی نہایت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ یعنی جتنے درخت ہین قلم بن جائین اور دریا سیاہی ہو جائے اور سات سمندرون سے اوسکا سلسلہ ملا دیا جائے تو اللہ کی باتین اون سے لکھی جائین تب بھی وہ تمام نہین یعنی وہ کی باتین صفات کمال پر دلالت کرتے ہین تمام نہون

ع در بند آن مباش کہ مضمون نماندہ است ٭ صد سال مے توان سخن از زلف یار گفت ٭ اور جسقدر اللہ

کے اسما و صفات بندون تک پہونچے ہین اور شرع نے حکم دیا ہے کہ اون کے موافق اپنے مین عادات پیدا کرنا چاہیے
تو یہان یہ تصور نہ کرنا چاہیے کہ جو کچھ معنی اون کے متبادر ہین اور جو مراتب ان اسما کے متعارف ہین وہی ہین کیونکہ یہ
انسان کے مراتب اور اوصاف کی انتہا ہے اللہ تعالیٰ کے اسما و صفات کے مراتب و درجات بے انتہا ہین جس طرح
اسما کی انتہا نہین ہے اسی طرح ہر اسم کے معنی اور بطون کی بھی انتہا نہین ہے جس قدر مین جتنا ادراک ہوتا ہے اوسقدر
اون کے معنی اوسکو حاصل ہوتے ہین اور جسقدر جس طالب مین حظ ہوتا ہے اوسی قدر بطن کے ساتھ خصوصیت
حاصل کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا اتصاف صفات کے ساتھ اوسطرح نہین جسطرح مخلوق اپنی صفات
کے ساتھ متصف ہوتی ہے کیونکہ جس طرح ذات الٰہی کسی ذات کی مثل نہین اسی طرح اوسکی صفات بھی کسی کے
مشابہ نہین اللہ تعالیٰ نے جو یہ اسما اور صفات ظاہر کئے ہین تو اس سے اوسکی دو مرادین ہین (۱) اللہ
تعالیٰ نے بنی آدم کی استعداد مین ان صفات کی قبولیت کا حصہ رکھا ہے اس لئے اسما کے لباس مین صفات
کی تجلی مقرر کی ہے تاکہ ہر ایک آدمی اپنی استعداد کے موافق جو کچھ اوسکا حصہ ہو اون صفات سے حاصل کرلے۔
(۲) تادیب و تعلیم بندے کی مقصود ہے کہ بندہ اپنی طبیعت سے اللہ کے لئے نام و صفت نہ اختراع کرے بلکہ
نام اور صفت اپنے لئے خود خدا نے مقرر کی ہے اونہین کے ساتھ اوسے یاد کیا کرے اور تمام صوفیون کا اس
بات پر اتفاق ہے کہ اللہ کی ہر ایک صفت اس حیثیت سے کہ اللہ کی صفت ہے حقیقت ثابت اور معنی متحقق
متمیز ہے یعنی کریم کے معنی علیحدہ ہین اور غفور کے معنی علیحدہ وغیرہ وغیرہ اور یہ ہر ایک صفت متحقق ہے مگر ذات
الٰہی کے اعتبار سے یہ تمام صفات ایک شے ہین باہم متمایز نہین یعنی وہی ایک ذات رحیم بھی ہے کریم بھی ہے
غفور بھی ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ صفات پروردگار کی عین ہین سب صوفیہ وجودیہ کا اس پر اتفاق ہے یعنی واجب کا اثر
محض ذات پر مترتب ہوتا ہے اور ممکن کا اثر ذات مع صفت پر مترتب ہوتا ہے اور صوفیہ شہودیہ اسما و صفات مین
اہل سنت کے ساتھ اتفاق رکھتے ہین چنانچہ مجدد الف ثانی نے اس بحث کو بڑی تفصیل کے ساتھ معارف لدنیہ
وغیرہ مین بیان کیا ہے اور صفات الٰہی کا ذات الٰہی پر زائد ہونا ثابت کیا ہے اور مذہب صوفیہ وجودیہ کی توضیح یہ ہے
کہ تمہاری ذات اشیا کے جاننے کے لئے کافی نہین ہے جب تک وہ صفت بھی تم مین قائم نہ ہو جائے جو اشیا کے
جاننے کا مبدا واقع ہو بخلاف خدا کے کہ وہ اشیا کے جاننے مین کسی صفت کا محتاج نہین ہے جو اوسکی ذات کے
ساتھ قائم ہو بلکہ خاص اوسکی ذات مبدا ہر چیز کے انکشاف کا ہے اور اس اعتبار سے ذات عین علم ہے غرضکہ ذات
و صفات حقیقت مین ایک ہین مفہوم اور مرجع مین متغایر ہین اسی بات سے نفی صفات کی پیدا ہوتی ہے باوجودیکہ انکے
نتائج اور ثمرات تمام ذات سے حاصل ہین اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو حضرت علی نے کہا ہے کمال التوحید
نفی الصفات عنہ اور کہا ہے کمال الاخلاص نفی الصفات عنہ یہ خیال کرنا چاہیے

Marfat.com

کہ اس تقدیر پر خدا کو عالم نہین کہہ سکتے اس لیے کہ عالم سے وہ ذات مراد ہوتی ہے جسپر اشیا منکشف ہون انکشاف کا مبدا
خواہ اوسکی ذات خاص ہو یا کوئی صفت ذات پر زائد ہو اور اس مسلک مین جیسا کہ کہہ سکتے ہین صفات خدا ذات خدا
کی عین ہین اسی طرح کہہ سکتے ہین کہ صفات الٰہی اپنے مفہوم کے اعتبار سے ذات الٰہی سے غیر ہین اور یہ بھی کہہ سکتے ہین
کہ صفات خدا نہ ذات الٰہی کے عین ہین اور نہ غیر ہین۔

علم الٰہی اور علم حضوری و حصولی

شیخ قیصری نے شرح فصوص مین کہا ہے کہ حق تعالیٰ کو اپنی ذات کا علم عین ذات ہے اور عالم کا علم جناب الٰہی کو یہ ہے
کہ اوس ذات مقدس مین اشیا کی صورتین حاصل ہین خواہ کلی ہون یا جزئی لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ فی الارض
ولا فی السماء غائب نہین رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ بھر زمین مین اور نہ آسمان مین۔ پس اللہ تعالیٰ اپنی ذات
مقدس کو خاص اپنی ذات کے ساتھ جانتا ہے یہی صورتین اللہ کا علم ہین جو کہ بسبب مشخصات کو درک کرتی ہین تو
جو کچھ باقی رہتا ہے صورت کلی ہے اگر ذات بہت سی چیزون کا کل ہو تو اسمین مضائقہ نہین اس لیے کہ اشیا
وجود و حقیقت کے اعتبار سے عین حق ہین اور تعین و تقید و تشخص کے اعتبار سے غیر ہین پس حقیقت مین عالم و معلوم
جدا جدا ہین بلکہ ایک ہی چیز نے صورت عالمی و صورت معلومی مین ظہور کیا ہے نفس الامر اسی علم محیط سے مراد ہے جس کی
تحقیق مین علما و حکما کو بڑی حیرت ہے اور جو خواجہ نصیر الدین طوسی نے کہا ہے کہ نفس الامر عقل فعال کی صور علمیہ کا
نام ہے یہ بھی درست ہے اس لیے کہ عقل فعال کی جو صور علمیہ ہین وہ حق تعالیٰ کی صور علمیہ ہین اور جتنی ماہیات
ہین وہ اشیا کی صور کلیہ ہین علم حق مین اور اگر کوئی کہے کہ ماہیات و حقایق اشیا کے عین ہین تو یہ بھی صحیح ہے
اور شیخ بوعلی کی رائے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم اشیا کا حصولی ہے جیسا کہ قیصری نے بیان کیا ہے کہ علم حق تعالیٰ کو
اشیا کا علم حصولی ہے اور اپنی ذات مقدس کا حضوری اور تفصیل اسکی اسطرح ہے کہ علم یعنی جاننا دو طرح کا ہوتا ہے
ایک یہ کہ اسمین جاننا اور جاننے والا اور جانا گیا تینون غیر ہون اسکا نام علم حصولی ہے **دوسرے** یہ کہ
اوسمین جاننا اور جاننے والا اور جانا گیا تینون ایک ہون اسکا نام علم حضوری ہے اس لیے کہ جب جاننا اور
جاننے والا اور جانا گیا تینون ایک ہوئے تب آپ کو آپ ہی جانے گا جس طرح سے کہ خدا اپنی ذات کا آپ جاننے
والا ہے اور اسکی ذات جانی گئی ہے اس صورت مین جاننے والا اور جانا گیا تینون ایک ہے تو خدا
آپ ہی جانیگا جس طرح سے کہ خدا اپنی ذات کا آپ جاننے والا [illegible] ذات جانی گئی [illegible]
جاننے والا اور جانا گیا دونون ایک ہوئے اسلئے کہ ذات [illegible] جاننے والا ہوا
اور ذات جانی گئی ٹھہری تو ثابت ہوا کہ دونون ایک ہین [illegible]
یہ ہے کہ جو کچھ جاننے والے اور جاننے کے لیے [illegible] جاننا [illegible]

Marfat.com

جہان یہ دونون ایکسے جاوینگے وہان وہی جانا گیا جاننا بہی ہے اس صورت مین کہ فلانے کو بڑا علم ہے اور فلانے
بڑی معلومات ہے دونون ایک معنی رکھتے ہین اور ایک مقام مین مستعمل ہوتے اس بیان سے یہ بات واضح
ہوئی کہ جب جاننا اور جاننے گئے مین کچھہ فرق نرہا اور جانا گیا اور جاننے والا دونون ایک ٹھہرے تب جاننا
اور جاننے والا بہی ایک ٹھہرا اور نتیجہ اوسکا یہ ہوا کہ جاننے والا اور جاننا اور جانا گیا تینون باہم ایک ہین۔
دلیل اسپر یہ ہے کہ جو دو چیزین آپس مین سب وجہ سے باہم برابر ہون گی تو ان دونون مین سے ایک کی
نظیر بہی دوسرے کی ہو بہو نظیر ہوگی جس طرح سے دو لکیرین ایسی کہینچے کہ آپس مین کم و زیادہ نہون اور یہ بات
کہے کہ ایک لکیر اور کہینچنا چاہیے کہ ان دونون لکیرون مین سے کسی کی برابر ہو ظاہر ہے کہ جب کوئی آدمی لکیر
کہینچے گا اور ان دونون مین سے ایک لکیر کی برابر ہوگی تو یقین ہے کہ جب ایک کی برابر ہونا ثابت ہوا تب
دوسری لکیر کی بہی برابر ہوگی کس لیئے کہ وہ دونون بہی باہم برابر ہین اور اس دلیل سے اور برہان قطعی سے
وہ بات بہی ثابت اور یقینی ہوگئی جو تحریر اقلیدس مین مذکور ہے کہ مساوی کا مساوی بہی مساوی ہوتا ہے
اب سنو آدمی کو جو اپنی ذات کا علم ہے وہ بہی حضوری ہے اور یہ علم کچھہ پڑہنے پڑہانے سے نہین آتا خود بخود اپنی
روح کا علم انسان کو ہوتا ہے جس وقت بدن کے ساتھہ علاقہ ہوا اوسی وقت یہ علم انسان کو حاصل ہوا مگر وہ علم
جو حق تعالی کو اپنی ذات کا ہے حضوری قدیم کہلاتا ہے اور وہ علم جو ہمین اپنی ذات کا ہے حضوری حادث
کہلاتا ہے اور بعض کی راے یہ ہے کہ اللہ تعالی کو اپنی ذات کے سوا اشیا سے موجودہ کا بہی علم حضوری ہے
اس لیئے کہ اہل تحقیق کے نزدیک سب چیزین اوسیکی مظاہر جملہ ہین اور سب اوسکی ذات کے ساتھہ متحد ہین
ذات الہی بمنزلہ شخص کے ہے اور اشیا آئینہ خانہ ہین اوس شخص کے بہت سی عکسون کی مثل ہین جو کہ عکس کا
وجود بعینہ شخص کا وجود ہے بلکہ سب ایک وجود اصلی کے ظل ہین اور ظلال کا وجود اصلی کے مقابلہ مین کوئی شمار
نہین اسی دلیل سے ثابت ہے کہ اشیا کا وجود جو صانع کے وجود کا عکس ہے بعینہ صانع کا وجود ہے اور وجود
صانع کے مقابلہ مین اشیا کوئی چیز نہین ہین اس صورت مین اللہ تعالی کو اشیا کا علم اپنی ذات کے علم کے
مشابہ ہے مگر بعض محققین صوفیہ و حکما و علما اس دلیل کو نہین مانتے باطل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالی
کو اشیا کا علم حصولی ہے اور وہ ایک نسبت ہے جاننے والے اور جانے گئے کی درمیان مین کہ ایک دوسرے سے
غیر ہوتا ہے جیسے جاننا حق تعالی کا ممکنات کو اور علم حصولی کی بہی دو قسمین ہین قدیم اور حادث قدیم جیسے
اللہ تعالی کو ممکنات کا علم حادث جیسے انسان کو اون چیزون کا علم جو اوسکی ذات کے سوا ہین

اسم کا اطلاق صفت پر

صوفیہ کہتے ہین کہ اطلاق اسم کا صفت پر بہی شائع ہے اور اسکی تین قسمین ہین اس لیئے کہ یا تو ذات الہی پر اوسکی

کسی امر عدمی کی وجہ سے اطلاق کرتے ہین اور اسے **اسم ذات** کہتے ہین جیسے قدوس یا کسی ایسے
امر وجودی کے اعتبار سے اوسکو اطلاق کرتے ہین کہ اوسکا سمجھنا غیر کے سمجھنے پر موقوف نہین ہوتا ہے اسے
اسم صفت کہتے ہین جیسے حی یا کسی ایسے امر وجودی کے اعتبار سے اطلاق کرتے ہین کہ اوسکا سمجھنا
غیر کے سمجھنے کا محتاج ہوتا ہے اسے **اسم فعل** کہتے ہین جیسے خالق اور اسم جامع اللہ اور رحمن
ہے اور سب اسماے الٰہی کی جڑ اور اصل یہ ہین اول آخر ظاہر باطن **اسم اعظم** نہایت مخفی ہے
اور اطلاع اوسپر کشف وصفائی پر موقوف ہے قاضی حمید الدین ناگوریؒ کے نزدیک اسم اعظم **ھو** ہے اس لیے کہ
وہ ایک حرف ہے واؤ حرف ہا کے ضمہ کے ظاہر کرنے اور کھینچنے کے لئے آخر مین پیدا ہوگئی ہے اور وہ اسم
مطلق ہے نہ معدول ہے نہ مشتق ہے کیونکہ مشتق اشتراک سے خالی نہین ہوتا اسلئے وحدت کی بنا اوسپر بھی
نہین اور ہو اصل تمام اسما کی ہے جیسے سورۂ فاتحہ اصل سارے قرآن کی ہے **ف** اسم اعظم جامع اسما بود و صفات
او معنی اشیا بود و اسم دریا و عین موج او و این کسی داند کہ او از ما بود و کسی نے ابو یزید بسطامی سے پوچھا کہ اسم
اعظم کونسا ہے فرمایا تو مجھکو اسم اصغر دکھلا دے تو مین تجھے اسم اعظم بتا دون گا وہ حیران ہوکر رہگیا پھر فرمایا کہ سارے
اسماے الٰہی عظیم ہین غرض شیخ کی اس قول سے اسم اعظم سے انکار نہین ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ خدا نے اس اسم کو
مخلوق سے پوشیدہ رکھا ہے اسم اعظم کے بیان مین اور بہت سے قول وارد ہوئے ہین بعضون نے کہا ہے کہ بسم اللہ
الرحمن الرحیم اسم اعظم ہے اور بعضون نے حی القیوم کو بتایا ہے جیسا کہ شیخ محی الدین نے باب فتوحات مین امام
محمد بن علی ترمذیؒ کے جواب مین اسکو بیان کیا ہے الاسم الاعظم الذی لا مدلول لہ سوی عین الجمع وفیہ
الحی القیوم فلا بد فان قلت فھو اللہ قلت لا ادری فانہ یفعل بالخاصیۃ وھذہ اللفظ انما یفعل
بالصدق اذا کان صفۃ للمتلفظ بھا بخلاف ذلک الاسم ولکن الظاھر من مذھب الترمذی ان
راس الاسماء الذی استوجب جمیع الاسماء انما ھو الانسان الکبیر وھو الکامل اسم اعظم وہ ہے کہ جسکی
کوئی معنی سوا اسکے نہین کہ وہ سب کا عین ہے یعنی ایک ذات مشخصہ یا شخص ہے جو سب مین دائر سائر ہے اور اس
مرتبہ مین حی القیوم ہے پس اگر تو کہے کہ اسم اعظم لفظ اللہ ہے تو مین جواب دونگا کہ مین اسے نہین سمجھتا ہون اس لئے کہ اسم اعظم
کہ اپنی خاصیت سے اثر کرتا ہے اور لفظ اللہ مین کوئی ایسی خاصیت نہین بلکہ وہ اوسوقت اثر کرتا ہے کہ جب اوس کے
بولنے والے کی وہ صفت بن جاے یعنی بولنے والا اوسمین فنا ہوجاے برخلاف اوس اسم کے لیکن مذہب ترمذی سے
یہ ظاہر ہے کہ تمام اسما کا مدار کہ جو مبدا ہے سارے اسماے الٰہی کا انسان کبیر ہے اور وہی کامل ہے اور شیخ
موصوف نے فتوحات کے باب ۳۱۱ مین فرمایا ہے معلوم عند الخاص والعام ان ثم اسما عاما یسمی الاسم
الاعظم وھو فی آیۃ الکرسی واول سورۃ آل عمران یعنی یہ بات خاص و عام کو معلوم ہے کہ وہان ایک اسم عام

Marfat.com

جسے اسم اعظم کہتے ہین اور وہ آیۃ الکرسی مین اور شروع مین سورۂ آل عمران کے موجود ہے اور وہ لفظ حی القیوم ہے کہ آیت کرسی مین بھی آیا ہے اور سورۂ آل عمران کے اول مین بھی آیا ہے اور بعضون نے مالک الملک کو اسم اعظم جانا ہے اور بعضون نے کلمۂ توحید کو اور بعضون نے اللہ الذی لا الٰہ الا ھو رب العرش العظیم کو اور حضرت امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ اونھون نے رب العزت سے سوال کیا کہ مجھکو اسم اعظم بتلا دے اونکو خواب مین کہا یا کہ اسم اعظم لا الٰہ الا اللہ ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ مخفی ہے اسماے حسنیٰ مین اور بعضون نے کہا الٓمٓ ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اسماے الٰہی مین سے جس اسم کے ساتھ اللہ کو بندہ خضوع و استغراق کے طور پر یاد کرے اسطرح کہ اوسکے باطن مین اوس حالت مین سوا اوسکے کچھ نہووے وہ اسم اعظم ہے اور دعا اوسکے ساتھ قبول ہوتی ہے یہ قول حضرت امام جعفر صادقؑ کا ہے اور ابو سلیمان دارانیؒ نے کہا کہ مینے بعضے مشایخ سے اسم اعظم کو پوچھا جواب دیا کہ تم اپنے دل کو پہچانتے ہو مینے کہا ہان فرمایا کہ جسوقت تم اپنے دل کو دیکھو کہ خدا کی طرف متوجہ ہے اور نرم ہے تو اپنی حاجت مانگو کہ یہی اسم اعظم ہے اور ابو الربیع سے کسی نے کہا کہ مجھے اسم اعظم سکھا دیجئے کہا کہ اطع اللہ یطعک یعنی اللہ کی فرمانبرداری کر کہ وہ تیری عرض قبول کریگا حاصل یہ ہے کہ اطاعت کرو اسم اعظم ہے کہ اس سے اللہ مہربان ہوتا ہے اور دعا قبول کرتا ہے۔

ائمہ سبعہ و امام الائمہ

جس طرح ذات الٰہی کی کنہ نہین معلوم ہو سکتی اسی طرح صفات الٰہی کی کنہ بھی نہین معلوم ہو سکتی ہے لیکن جو کہ صفات الٰہی کے پرتو سے انسان کی ماہیت پر پڑے ہین اس لئے اونکو معتد بہ وجہ کے ساتھ ادراک کر سکتا ہے اور چونکہ انسان واجب الوجود نہین ہے اس لئے اونکی کنہ کے سمجھنے مین قاصر ہے اور سب صفات کی اصل چھ صفات ہین حیات علم ارادہ قدرت سمع بصر کلام انکو ائمہ سبعہ کہتے ہین اور بعضون نے بجاے سمع و بصر کے جود و بسط کو ذکر کیا ہے اور امام الائمہ سب کے نزدیک صفات مین لفظ حی ہے اور مولانا عبد الرزاق کاشیؒ کے نزدیک لفظ علم ہے جس نے کہ لفظ حی کو امام الائمہ قرار دیا ہے اوس نے اس بات پر لحاظ کیا کہ حیات علم کے لئے شرط ہے پس علم سے اشرف ہے اور جسنے علم کو امام الائمہ مانا اوسنے اس امر پر خیال کیا کہ علم حیات سے اشرف ہے۔

اسم الٰہی کی سلطنت و ظہور اور اعیان ثابتہ اور ممتنعات اور مفاتیح الغیب

صوفیہ کہتے ہین کہ ہر زمانہ مین ایک اسم الٰہی کو سلطنت اور ظہور حاصل رہتا ہے جب ایک اسم کی سلطنت و ظہور کا دورہ ختم ہو چکتا ہے تو ایک دوسرے اسم مین جسکی سلطنت و ظہور کا دورہ ہوتا ہے یہ اسم مستور ہو جاتا ہے سبعہ سیارات کا دورہ بھی انھین سے متعلق ہین قرآن مین جو آیا ہے کل یوم ھو فی شان یعنی ہر دن وہ اک نئی شان مین ہے اسمین شان سے مراد ایک اسم کے ظہور کی نوبت ہے اور کل یوم سے مراد سبعہ سیارہ کے

دورے ہین جسکی مقدار ہزار سال ہے اور اشیاء کی صُوَرِ متمیزہ جو علم حق مین ہین اور عبارت ہے علم حق سے اون سے
مبادی یعنی اسباب اسماے الٰہی ہین اور اون صور متمیزہ کو اعیان ثابتہ کہتے ہین خواہ کلی ہون یا جزئی
اور یہ صور علمی ازل مین ذات حق سے فیض اقدس کی عنایت سے موجود ہوتی ہین اور اعیان ثابتہ کو ایک نسبت اسماے
الٰہی سے ہے اور ایک نسبت اعیان خارجی سے ہے۔ اسماے الٰہی کے ساتھ یہ اعیان ثابتہ بدن کی نسبت
رکھتے ہین یعنی یہ گویا اون کے بدن ہین اور وہ ان کے ارواح ہین اور یہ اعیان ثابتہ اعیان خارجیہ کے حق مین
ارواح کا حکم رکھتی ہین اور اعیان خارجیہ کو ان کے ذریعہ سے فیض پہونچتا ہے مگر فیض سی انہین پر منحصر نہین بلکہ
فیض بے واسطہ بھی موجودات خارجی کو ایک خاص وجہ سے جو انہین حق تعالیٰ کے ساتھ حاصل ہے پہونچتا ہے
اور سارے حقایق ممکنۃ الوجود خارج مین موجود ہین اور افراد کا تحقق اوقات معینہ پر موقوف ہے کہ ہر ایک اپنے
اوس خاص وقت مین موجود ہوتا ہے جو اوس کے متحقق ہونے کے لیے مقرر ہے اور ممتنعات کی نسبت بعض کی
راے یہ ہے کہ اونکی صورتین حق تعالیٰ کے علم مین متحقق ہین اور یہ کئی ایسے ناموں کا مظہر ہین جو کبھی ظہور خارج
با نہین آتے اور یہ جو حدیث صحیح مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ بِکُلِّ اسْمٍ
ھُوَ لَکَ سَمَّیْتَ بِہٖ نَفْسَکَ اَوْ اَنْزَلْتَہٗ فِیْ کِتَابِکَ اَوْ عَلَّمْتَ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ فِیْ مَکْنُوْنِ الْغَیْبِ
عِنْدَکَ رواہ در مین عن ابن مسعود ای اللہ مین سوال کرتا ہون تجھسے بواسطہ ہر اسم کے جو تیرے لیے ہے جس سے
کہ تونے اپنی ذات کو موسوم کیا اور نازل کیا تونے اوسکو اپنی کتاب مین یا سکھایا تونے کسی کو اپنی مخلوق مین سے
یا اختیار کیا تونے پردہ غیب مین اپنے نزدیک انہین اسما کی طرف اشارہ ہے اور انکو مفاتیح الغیب کہتے ہین
یہ اون اسما کے اسباب ہین جو اعیان ثابتہ کے اسباب ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اونکی صورتین علم حق مین نہین
جیسے شریک باری اور اجتماع نقیضین اور علم حق انکو اسطرح احاطہ کیے ہوئے ہے جیسے کہ وہم و عقل علم الٰہی کا
احاطہ کر لیتے ہین کیونکہ ہر ایک غیر موجود کو فرض کر سکتے ہین۔

وہ اسما جن سے اللہ تعالیٰ کی جسمیت پیدا ہوتی ہے

اس قسم کی باتین جو آیات و احادیث سے معلوم ہوتی ہین کہ اللہ عرش پر ہے اور اوس کے لیے ہاتھ اور منھ ہے اور
اوسکی سمائی مومن کے دل مین ہے یا آخر شب مین آسمان اول پر نازل ہوتا ہے ان سب باتون پر ایمان لانا چاہیے
اور یہ جان لینا چاہیے کہ یہ سب سچ ہے مگر ہمکو حقیقت اور کیفیت اوسکی معلوم نہین ول سے ان سب
باتون کو سچ جانے اور درپے انکشاف نہو اور ظاہری معنی جو الفاظ کے ہین اون معنی پر حمل کرنا درست نہین کیونکہ
حقیقت اوسکی بندے کے فہم و ادراک سے باہر ہے وہ ذات پاک ان سب باتون سے بری ہے اور تاویلات بھی
یقینی نہین ہین جیسا کہ علما نے کہا ہے اَلْاِسْتِوَاءُ عَلَی الْعَرْشِ مین استوی سے مراد تصرف ہے اور یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

Marfat.com

مین ید سے مراد دست قدرت ہے کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ مین وجہ سے مراد اوسکی ذات ہے ان مرادی
معنون پر بھی جزم ویقین نہ چاہیے ایمان ان باتون پر اسی قدر کافی ہے کہ یہ سب چیزین اوسکی وحدانیت کی دلیل
ہین ذات وصفات الہی مین سوای حیرت کے کچھ ہاتھ نہین آتا انسان کیا ملائکہ بھی حیران ہین بندے کے لیے
یہی بہتر ہے کہ اللہ کی صفات مین وہ بات کہے جس سے تشبیہ وتعطیل لازم نہ آئے تعطیل اوسے کہتے ہین کہ اوس
ذات مقدس کے لیے صفات کمال ثابت نہ کرے اور تشبیہ یہ ہے کہ اوسکے لیے صفات کمال اس طور پر ثابت
کرے کہ مخلوق کے ساتھ مشابہت پیدا ہو جائے بندے کو تو یہ حکم ہے کہ اس بات پر ایمان لائے کہ یہ صفات
اللہ کے لیے ثابت ہین اور موجود ہین اس بات کا حکم نہین ہے کہ ان صفات کی کیفیت کو بھی جانے۔

جبر وقدر

صوفیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالی بندون کے تمام افعال واعمال کا خالق ہے اور کسیکو مخلوق مین سے اس بات
کی قدرت نہین کہ کوئی فعل ایجاد کر سکے مگر ہان جسکو اللہ تعالی نے جسقدر قدرت عطا کرے وہ اوسقدر کر سکتا ہے
فاعل کا وجود کہ اصل ہے اپنے اختیار سے نہوگا تو فعل جو وجود کی فرع ہے یہ بھی بطریق اولی اوس کے اختیار کا
نہوگا پس یہ چیز ہے کہ خیر وشر کفر وایمان اطاعت وعصیان سب کو قضا وقدر الہی ایجاد کرتے ہین اور اسمین کسی کا
حصہ اور اختیار نفس اوسپر دار نہین ہو سکتا بلکہ سب پر اوسکی حجت بالغہ ثابت ہے اب یہان ایک شبہ ہوتا ہے
کہ جب نیکی اور بدی دونون اللہ کی مخلوق ہین اور حدوث اور ظہور اوسکا اللہ کی مشیت اور ارادہ سے ہوتا ہے تو پھر
گناہ اور برے کام پر بندے کو تعزیر اور سزا کی کیا وجہ ہے جو کام بندہ کرتا ہے وہ تو مشیت الہی سے وقوع مین
آتا ہے بندہ کا قصور کیا ہے اور باوجود اسکے سزا دینا انصاف کیونکر ہوا حالانکہ اللہ جل شانہ عادل ہے ظالم نہین
ہے یہ تو ایسی بات ہے جیسے کوئی اپنے نوکر سے کہے کہ جا فلان شخص سے مال چھین لا اور جب وہ حکم بجا لائے تو
سزا دیوے جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ بیشک خداوند تعالی کے کام کو بندے کے کام پر قیاس کرنے سے پیدا ہوا ہے
کہ کوئی کہے کہ ایسا کام جو کرتا ہے وہ ظالم اور جابر کہلاتا ہے تو یہ بات خداوند عالم کے کام پر روا نہ رکھنا چاہیے کیونکہ
بندہ کا وجود اللہ تعالی کی ملک ہے ظاہر ہے کہ مالک کو اختیار ہوتا ہے کہ جو تصرف چاہے اپنے ملک مین کرے
اللہ تعالی جس طرح لطیف صاحب فضل ہے اسی طرح قہار اور عادل بھی ہے اوسکی ذات کے نزدیک لطف وقہر دونون
برابر ہین جسطرح لطف چاہتا ہے کہ ظہور مین آوے قہر بھی اپنا ظہور چاہتا ہے اس صورت مین ہر ایک کے لیے جدا جدا
مظہر کی ضرورت ہے تو دونون کا مظہر مومن وکافر اور جنت ودوزخ کا وجود ہے پس اللہ تعالی کی حکمت نے ہر صفت
کے ظہور کو اپنی مشیت کے موافق پیدا کیا جسکو لطف کا مظہر کیا اوسکے ساتھ صفت فضل سے ابتدا کی جسکو صفت قہر
مظہر بنایا اوسکے ساتھ عدل جاری کیا اوس کے فضل وعدل کے لیے کسی سبب اور علت کی ضرورت نہین

Marfat.com

یہان سے معلوم ہوا کہ بندون کے افعال کی وجہ سے سعادت وشقاوت پیدا نہین ہوتین ثواب اوسکا فضل ہے
اور عذاب اوسکا عدل ہے اللہ کی رضامندی اور غضب یہ دو صفت قدیم ہین بندون کے افعال متغیر ہونے سے
ان مین تغیر نہین آتا پس جبر اللہ کی رضامندی ہوتی ہے اوس سے اہل بہشت کے کام کرتا ہے اور جبر اوس کا
غضب ٹوٹتا ہے اوسے دوزخیون کے کام پر مائل کرتا ہے پھر جو کچھ بیان کیا گیا اس سے مراد یہ نہین ہے کہ
آدمی بالکل مجبور ہے کسی طرح کا اختیار نہین رکھتا ہے بلکہ بہت سے کام بندے کے اوسکے اختیار کے تابع ہین
مگر اوسکو اپنے اختیار پر اختیار حاصل نہین مطلب اس بات کا یہ ہے کہ فاعل مختار وہ ہوتا ہے جسکے افعال اوس کے
علم وقدرت اور ارادہ کے تابع ہون جو کچھ اوس نے جانا اور پھر اوسکا ارادہ کیا اور قدرت اس ارادہ اور جاننے
کے ساتھ جمع ہوگئی تو بالضرور موجود ہوگیا انسان ایسے اختیار مین محدود ہے کہ یہ فعل بندہ کا نہین ہے کہ علم و
قدرت وارادہ اوسمین موجود ہون اور ایک ہی وقت مین یہ جمع ہوجائین یہ باتین بندے کے اختیار سے باہر ہین
اس لئے بندہ کو مختار بھی جانتے ہین اور مجبور بھی امام حسن رضی اللہ عنہ نے کیا خوب کہا ہے ان اللہ لا یطاع
بالاکراہ ولا یعصے بغلبۃ ولا یھمل العباد من المملکۃ یعنی اللہ تعالی بندون کو اپنی اطاعت پر مجبور نہین کرتا
اور کوئی اللہ کی نافرمانی اوسپر غالب ہوکر نہین کرتا اور نہ اللہ اپنی حکومت سے بندون کو بیکار اور مطلق العنان چھوڑ
دیتا ہے امام جعفر صادق سے کسی نے پوچھا کہ اے ابن رسول اللہ کیا حق تعالی نے افعال کے پیدا کرنے کا کام بندون
کے سپرد کردیا ہے آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالی اس بات سے پاک ہے کہ الوہیت بندون کے سپرد کرے
سائل نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالی بندون کو افعال کے پیدا کرنے پر مجبور کرتا ہے فرمایا کہ وہ عادل ہے کسی پر جبر نہین
کرتا تو سائل نے کہا حقیقت حال کیونکر ہے فرمایا لا جبر ولا تفویض ولکن امر بین امرین نہ مجبوری ہے نہ سپردگی
بلکہ حقیقت امر متوسط ہے درمیان جبر و قدر کے جبر مذہب جبریون کا ہے اور قدر مذہب قدریون کا جبریہ قائل
ہین کہ آدمی کو بالکل اختیار نہین اوسکی حرکت مثل حرکت جمادات کے ہے اور قدری کہتے ہین کہ آدمی مختار کل ہے
اپنے کاروبار مین مستقل ہے اور اپنے افعال کا آپ خالق ہے پس فرمایا کہ یہ دونون مذہب باطل ہین اور بھی
افراط وتفریط ہے مذہب حق توسط ہے درمیان دونون کے لیکن عقل اس امر متوسط کے ادراک مین حیران ہے
حقیقت مین حیرانی اونکو ہے جو معتقدات مین بحث وجدال کرتے ہین اور اونکو دلائل عقلی سے ثابت کرتے ہین
جب تک کوئی امر عقلاً راست نہو اور معقول نہ ٹھہرے تصدیق نہین کرتے اور اوسپر ایمان نہین لاتے [illegible]
بحث ومناظرہ اور تحریر وتقریر سے ظاہر نہین ہوسکتا اسکے دریافت کرنے کے لئے آئینہ دل کی صفائی زنگ
طبیعت وہوا سے اور اعراض ماسوی اللہ سے اور خدا کی طرف بالکل رجوع کرنا درکار ہے چونکہ یہ مسئلہ مشکل ہے
اس لئے عوام کو اسمین دخل نہ چاہیے علمائے راسخ کو بطور مکاشفہ کے اوسکی صورت بخوبی معلوم ہوگئی ہے۔

بخاری و مسلم مین جریر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے انکم سترون ربکم یوم القیامۃ کما ترون ھذا القمر لیلۃ البدر یعنی تم قریب ہے کہ دیکھوگے اپنے رب کو قیامت کے دن جیسا کہ دیکھتے ہو اس چاند کو چودھوین شب مین اس تشبیہ سے مقصود یہ ہے کہ جسطرح دنیا مین اشیاء کو علانیہ دیکھتے ہین اسی طرح آخرت مین حق تعالیٰ پر علانیہ نظر کیجائے گی اور یہ مراد نہین ہے کہ حق تعالیٰ چاند کی طرح ہے کیونکہ وہ کسی کے مشابہ نہین ہے اور شیعہ کے تمام فرقے سوائے مجسمہ کے انکار دیدار الٰہی کا کرتے ہین اور معتزلہ بھی منکر ہین اور کہتے ہین کہ رویت الٰہی کے لئے شرائط درکار ہین سلامتی حاسہ کی اور مرئی کا جسم دار و کثیف و رنگین ہونا اور نظر کے سامنے آجانے سے اوسکی رویت کا ممکن ہونا اور ثابت ہونا مسافت متوسطہ کا درمیان رائی و مرئی کے اس طرح کہ نہ نہایت دور ہو نہ نزدیک اور ثابت ہونا مقابلہ کا اور نہونا حجاب کا اور کہتے ہین کہ رویت بدون مکان اور بدون جہت کے یعنی بغیر شرائط مذکورۂ بالا کے محال ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار بغیر ان شرائط کے ہوگا یہ شرائط عادی ہین اس لئے انکا ہر جگہ ہونا ضرور نہین درحقیقت بجز وجود رائی و مرئی کے کوئی اور شرط نہین ہے رویت اخروی کو رویت دنیوی سے کونسی نسبت ہے اور باقی کو فانی کے ساتھ کیا نسبت ہے ان لوگون نے دنیا کی چیزون کو دیکھا ہے اس لئے عقبیٰ کے معاملات کو بھی دنیا پر قیاس کرتے ہین اور یہ بڑی غلطی ہے کہ ایک ایسے مرتبے کو جو اوسکے مقام اور حال سے بڑھکر ہو اپنے حال اور مقام پر قیاس کرے امور اخروی کو دنیا مین وہی شخص جان سکتا ہے جو بالکل دنیا اور اوسکی لذات سے قطع تعلق کردے اور دل اپنا آخرت کیجانب متوجہ کردے دل عقبیٰ مین رہتا ہو اور بدن دنیا مین اور دوسری دلیل منکرین کی یہ آیت ہے لا تدرکہ الابصار اوسکو نہین پاسکتین آنکھین اور جواب اسکا یہ ہے کہ ادراک رویت سے خاص ہے پس ادراک کی نفی سے رویت کی نفی لازم نہین آتی ادراک کہتے ہین حقیقت کے جان لینے کو پس یہ ہوسکتا ہے کہ کسی شئی کی رویت حاصل ہو اور اوسکی حقیقت پر اطلاع نہو سکے جیسا کہ چاند کو دیکھتے ہین اور اوسکی حقیقت اور کنہ کا ادراک نہین کرتے اور بعض نے لکھا ہے کہ ادراک احاطہ کو کہتے ہین اور عدم احاطہ سے عدم رویت لازم نہین آتی جیسا کہ عدم احاطہ علم سے عدم علم لازم نہین آتا۔

انسانون اور فرشتون کے باہم فاضل و مفضول ہونیکی تحقیق

تمام مومنون کا اللہ کے فرشتون اور رسولون اور اوسکی کتابون پر بھی ایمان ہے اور ملائکہ کا درجہ باہم متفاوت ہے بعضے بعض سے افضل ہین اور ہر ایک کو اونمین سے خدا کی درگاہ مین ایک جگہ معین ہے اور جناب قرب و معرفت مین ایک مقام معلوم اور مرتبہ خاص ہے کہ اوس سے تجاوز نہین کرتے اور علماے محقق کا اس بات پر اجماع ہے کہ انبیا ملائکہ سفلی سے افضل ہین اور اسمین خلاف ہے کہ ملائکہ علوی سے افضل ہین پس اکثر

Marfat.com

اہل سنت اور شیعہ کا یہ قول ہے کہ انبیا ملائکہ علوی سے افضل ہیں شیخ ابو الحسن خرقانی کہتے ہیں [illegible]
علی العرش کا طوف بہ فطفت علیہ الفطوفہ ورایت حوالیہ قوما ساکنین مطمئنین فتعجبوا من سرعۃ
طوافی وما اعجبنی طوافہم فقلت من انتم وما ھذہ البرودۃ فی الطواف فقالوا نحن ملائکۃ وتحن
انوار وھذا طبعنا لا نقدر ان نتجاوزہ فقالوا ومن انت وما ھذہ السرعۃ فی الطواف فقلت بل انا
ادمی دق نور وھذا السرعۃ من نتائج نار العشق ونور الشوق فانی [illegible] عرش پر پڑا تاکہ اوسکا
طواف کروں چنانچہ ہزار مرتبہ طواف کیا اور عرش کے آس پاس ایک قوم کو میں نے دیکھا جو نہایت اطمینان کے ساتھ وہاں
موجود تھی اونکو میرے اتنی جلدی طواف کرنے سے تعجب ہوا اور میں اون کے طواف سے متعجب ہوا میں نے اون سے
دریافت کیا کہ تم کون ہو اور سردی طواف میں کیسی ہے بولے کہ ہم ملائکہ ہیں اور ہم اجسام نورانی ہیں اور یہ سردی
ہماری سرشت ہے جسکو ہم نہیں چھوڑ سکتے پھر اونہوں نے مجھسے پوچھا کہ تو کون ہے اور طواف میں یہ سرعت تیری
کیسی ہے خرقانی کہتے ہیں میں نے جواب دیا کہ میں انسان ہوں اور مجھمیں نور اور آتش جمع ہیں یہ سرعت اور آتش
عشق اور نور شوق کی وجہ سے ہے۔

اور معتزلہ اور فلاسفہ اور قاضی ابوبکر کی رائے یہ ہے کہ ملائکہ علوی انبیا سے افضل ہیں اور یہی رائے شیخ
محی الدین کی ہے چنانچہ وہ فتوحات میں لکھتے ہیں کہ [illegible] باتیں
دریافت کیا تھا آپ نے ارشاد کیا کہ ملائکہ افضل ہیں [illegible] کہ اگر کوئی مجھسے اس بات پر دلیل طلب کرے
تو کیا کہوں تو میری طرف یہ اشارہ کیا ان علمہم الی افضل الناس [illegible] وثبت عندنا کمد [illegible]
قلت من اللہ تعالیٰ انہ قال من ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی [illegible]
فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منہم وکم ذاکر اللہ تعالیٰ ذکرہ فی ملاء وانا فیہم قل ذکر اللہ تعالیٰ [illegible] الملاء الا
انا فیہم فما سرت بشیء سروری بھذہ المسئلۃ یعنی یہ بات جانتے ہو کہ میں [illegible] آدمیوں سے افضل ہوں
اور تم لوگوں کے نزدیک ثابت اور صحیح ہے اور یہ عقیدہ تمہارا واقع میں بھی صحیح ہے اللہ کی طرف سے تم
کہا ہے کہ اوس نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مجھکو خفیہ یاد کرے تو میں بھی اوسکو اسی طرح یاد کرتا ہوں اور جو کوئی
مجھکو لوگوں کے سامنے یاد کرے تو میں اوسکو اسیطرح یاد کرتا ہوں جو اون لوگوں سے بہتر ہیں
سامنے مجھکو اوس نے یاد کیا تھا اور اللہ کے یاد کرنے والوں نے بارہا اوس [illegible]
ہے جسمیں میں بھی شریک تھا تو خدا نے اوس یاد کرنے کی عوض میں اون آدمیوں [illegible] یاد کیا تھا
کے اشخاص بہتر تھے اوس جماعت کے لوگوں سے جسمیں [illegible] شریک تھا [illegible] کہ میں کسی
سے ایسا خوش نہیں ہوا جیسا اس مسئلہ سے خوش ہوا [illegible] حدیث قدسی جو شیخ نے اپنے کلام میں ذکر کی ہے

Marfat.com

بخاری و مسلم مین ابوہریرہؓ سے باین الفاظ مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی و انا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرتہ فی ملاء خیر منھم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مین اپنے بندے کے اوسکی توقع اور گمان کے موافق معاملہ کرتا ہون اگر بندہ عفو کی امید رکھتا ہے تو عفو کرتا ہون اور اگر عذاب کا گمان رکھتا ہے تو عذاب کرتا ہون اور مین اوس کے ساتھ ہون جب مجھکو یاد کرتا ہے پس اگر مجھکو خفیہ یاد کرے الخ اور مولانا عبدالرزاق کاشیؒ نے اصطلاحات مین کہا ہے کہ عقل اول اور ملائکہ مقربین انسان کامل سے اسوجہ سے اشرف ہین کہ اون کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مین اعلیٰ درجہ کے وسائط واقع ہین یا وسائط کم ہین اور انسان کامل جمعیت کی وجہ سے اون سے اکمل ہے اور شیخ علاؤ الدولہ عروہ مین کہتے ہین کہ حق تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو خاص ایک کام کے واسطے بنایا ہے پس وہ چیز اوس کار خاص مین افضل ہے لوہا خاص وجہ سے چاندی سے افضل ہے اور چاندی ایک خاص سبب سے لوہے سے بہتر ہے۔

عصمت انبیا

سب انبیا عمداً جھوٹ بولنے سے معصوم ہین اور سہو و نسیان کے طور پر جھوٹ بولنے مین خلاف ہے اوستاد ابو اسحاق اور اکثر ائمہ کے نزدیک یہ بھی جایز نہین کہ وہ بھولکر بھی جھوٹ بولین اور قاضی ابوبکر باقلانی کے نزدیک یہ جایز ہے کہ انبیا کے منھ سے جھوٹی بات نکل جاے اور سب انبیا کفر و شرک سے معصوم ہین نہ نبوت کے قبل اونہون نے کفر و شرک کیا اور نہ نبوت کے بعد اوسمین مبتلا ہوئے اور نبوت کے بعد عمداً گناہان کبیرہ کے صدور سے بھی معصوم تھے اور ابو علی جبائی کہتا ہے کہ عمداً صغائر سے بھی بعد از نبوت معصوم تھے۔

اور فقیر کے نزدیک ایک سرّ غامض اور اس مقام پر قابل اظہار ہے وہ یہ کہ عصمت انبیا علیہم السلام کی اگرچہ بنص صریح کتاب و سنت ثابت نہین بلکہ بادی النظر مین عصمت کے خلاف ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عصیٰ آدم ربہ یعنی گمراہ کیا آدم نے اپنے رب کا اور دوسری جگہ ہے واستغفر لذنبک معانی چاہ واسطے گناہ کے ایضاً لیستغفر اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر یعنی معاف کرے تجھکو اللہ تیرے اگلے اور پچھلے گناہ اور حدیث صحیح مین حضرت ابراہیم کی نسبت وارد ہے انہ لم یکذب الا ثلث کذبات یعنی حضرت ابراہیم صرف تین بار جھوٹ بولے تھے ان آیات و احادیث سے بالبداہت یہی مستفاد ہوتا ہے کہ انبیا معصوم نہین مگر امر تحقیق یہ ہے کہ وہ معاصی جنس عام مکلفین مواخذہ طلب ہین زنہار حضرات انبیا علیہم السلام سے صادر نہین ہوتے اور نہ وہ معاصی ممکن الصدور ہین اس لئے کہ اصل فطرت انبیا علیہم السلام کی ایسی مادہ فاضلہ اور جوہر علیہ سے واقع ہوئی ہے کہ صدور ایسے معاصی کا جنس عام مکلفین کی نسبت وعید وارد ہین ناممکن ہے

Marfat.com

اور ایسے مادہ فاضلہ اور جوہر علیہ کا عطا ہونا اصل فطرت مین امر وہبی ہے نہ کسبی ورنہ کوئی تو نوع بشر سے بحالت اکتساب
ترقی کرتے ہوے مدارج کمال مین اون کے رتبہ کو پہونچتا اور جن معاصی کی نسبت انبیاے کرام علیہم السلام کی طرف آیات
قرآنیہ مین ہے مراد اون سے وہ زلات ہین جو عامۂ مکلفین کے لیے معاصی نہین بلکہ اگر وہ افعال غیر انبیا سے صادر ہون
تو مستوجب ثواب ہون نہ مستلزم عذاب اور یہی مطلب ہے اس قول کا حسنات الابرار سیات المقربین اور ملائکہ کی
حق مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون یعنی اللہ فرشتون سے جو بات فرماتا ہے
اوسکی نافرمانی نہین کرتے اور وہی کرتے ہین جو اللہ حکم دیتا ہے - اس سے عصمت ملائکہ کی ثابت ہوتی ہے اور انبیا
ملائکہ سے افضل ہین تو البتہ معصوم ہین اور ظاہر ہے کیونکہ ارسال رسل اس لیے ہے کہ پیام خدا کا بندون کو پہونچاوین
اور بندے اون کی تقلید اور اتباع کرین چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ
فانتھوا یعنی رسول جو کچھ تمکو دے لیلو اور جس سے منع کرے چھوڑ دو پس اگر انبیا سے ظہور معصیت جایز ٹھہری تو اس
صورت مین وہ قابل اتباع کیونکر ہو سکتے ہین اور اخبار اون کے لائق وثوق کسطرح ہو سکتے ہین اور اخبار آحاد مفید علم
ویقین نہین کیونکہ احتمال کذب وخطا کا فہم وضبط مین باقی رہتا ہے پھر اگر انبیا مین عصمت نہو اونکی خبر بھی مثل اور خبر آحاد
کے مفید علم ویقین نہو عصمت ہی سے احتمال کذب وغلطی کا اخبار انبیا سے دور ہوتا ہے اور اخبار انبیا موجب علم ویقین ہوتے
ہین اگر عصمت انبیا مین نہو تو اخبار اون کے موجب علم ویقین نہون اور حجت خدا کی خلق پر قایم نہو اور فرقہ شیعہ
جو ایسی باتین بیان کرتے ہین کہ جن سے انبیا کا گناہگار ہونا ثابت ہوتا ہے وہ سراسر موضوع ہین اور شیعہ کہتے ہین
کہ کذب انبیا پر تقیہ کی وجہ سے جایز ہے بلکہ واجب ہے اور کہتے ہین کہ یہ قول ابراہیم علیہ السلام کا انی سقیم
یعنی مین بیمار ہون دروغ بطور تقیہ کے تھا یہ درست نہین اور یہ جو حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے انہ لم یکذب
الا ثلث کذبات یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فہم سامعین کے لحاظ سے ہے درحقیقت وہ کذب نہ تھا بلکہ
تعریضات کی قسم سے تھا تقیہ اور غیر تقیہ اخبار سے وثوق دور ہونے کے لیے دونون برابر ہین پس کذب مخبر کا اور گناہون
کی بہ نسبت زیادہ برا ہے کیونکہ اعتماد اوٹھ جاتا ہے انبیا اصل فطرت مین اخلاق رذیلہ سے بھی منزہ ہین جیسے محبت دنیا
اور حقد اور حسد وغیرہ سے اون کی فطرت پاک ہے کیونکہ رذیل اخلاق معاصی قلب ہین جو معاصی اعضا سے [illegible]
اور جو کچھ تبلیغ رسالت سے متعلق ہے اوس مین بھی انبیا سے سہو وغلطی واقع نہین ہو سکتی وہ اس [illegible]
مگر جسکا حق تعالیٰ نسخ چاہتا ہے اوسکو فراموش کرا دیتا ہے قال اللہ تعالیٰ ما ننسخ من آیۃ او ننسھا
نات بخیر منھا او مثلھا یعنی ہم جو کوئی آیت موقوف کرتے ہین یا بھلا دیتے ہین تو اوس سے بہتر یا اوسکی برابر ہوتی
ہین وقال اللہ تعالیٰ سنقرئک فلا تنسیٰ الا ما شاء اللہ یعنی ما شاء اللہ نسخہ یعنی ہم تجھکو پڑھاوینگے
پھر تو نہ بھولیگا ہان وہ جسکا اللہ نسخ چاہے تو اوسے بھولیگا - وقال اللہ تعالیٰ ثم ان علینا بیانہ پھر مقرر ہمارے ذمہ

اوسکو کہو لکر بتا دینا اس لیئے کہ اگر احتمال فراموشی یا غلطی کا امور تبلیغی مین ہو تو بے شک و شبہ اون کے اخبار سے اوٹھ جاے اور انبیا دنیاوی معاملات مین اور نفس کے احوال مین اور اذکار قلوب مین تمام آدمیون کی طرح ہین یہی مذہب عامہ متکلمین کا ہے اور حضرات صوفیہ علیہ کا تو قول ہے کہ انبیا علیہم السلام نسیان ذکر الہی سے بھی معصوم ہین۔

انبیا آپس مین فاضل و مفضول ہین

محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیا آپس مین فاضل و مفضول ہین یعنی بعضون کا مرتبہ بعضون سے زیادہ ہے جیسا کہ قرآن شریف مین آیا ہے فضلنا بعضہم علی بعض لیکن اہل ایمان کو اس تحقیق کے درپے ہونا چاہیے کہ کون پیغمبرون مین بڑے رتبے والا ہے اور کون مرتبے مین کم ہے کیونکہ حدیث مین اوسکی ممانعت آئی ہے البتہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بموجب تصریح قرآنی کے سب انبیا علیہم السلام سے افضل و اکمل ہین سب سے پہلے آدم صفی اللہ نبی برحق ہین اور سب سے آخر جناب رسالتمآب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خلعت نبوت کا پہنکر تشریف لاے آپ کی ذات مبارک ختم المرسلین ہے آپ پر سلسلہ نبوت کا ختم ہوا جو کچھ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا سب سچ اور خدا کے حکم کے موافق ہے آپکے ارشادات عین اللہ کے احکام ہین اور سب پیغمبرون سے معجزے سچے صادر ہوئے ہین اور وہ معجزے دلیل ہین اون کی نبوت کے حق ہونے پر جیسے ہمارے رسول مقبول سے شق القمر کا معجزہ واقع ہوا یعنی آپ کی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے یا پتھر کا باتین کرنا یا درخت کا چلا آنا یا پانی کا چشمہ انگلیون سے جاری ہونا علی ہذا القیاس اور بہت سے معجزے آپ سے ظاہر ہوئے مین ایک قرآن شریف کتنا بڑا معجزہ آپکا ہے جس سے سارے مذہب منسوخ ہو گئے آپ کی شریعت کا آفتاب ایسا چمکا کہ سارا عالم روشن ہو گیا کوئی شخص فصحاے عرب سے ایک آیت قرآن شریف کی مثل نہ بنا سکا پہلے قصے سیکڑون ہزارون برس کے واقعات آئینہ کیطرح کھل گئے جب آپ کی نبوت ثابت ہو گئی تو سب پیغمبرون کی نبوت بھی متحقق ہو گئی اور جب نبوت مین شک نہ رہا تو جتنی باتین انبیا علیہم السلام کی زبان سے نکلین سب سچی ٹھہر گئین ہرگز اونمین شک اور شبہ کی گنجایش نہین۔

فائدہ قاضی عضد نے شرح مختصر ابن حاجب مین کہا ہے کہ اس امر مین اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے قبل کسی شرع کی بموجب عبادت کرتے تھے یا نہین مختار یہی قول ہے کہ وہ ضرور عبادت کرتے تھے اب اس مین اختلاف ہے کہ وہ کونسے نبی کی شریعت کے موافق عبادت کرتے تھے بعض کی راے یہ ہے کہ وہ شرع نوح علیہ السلام کے موافق عبادت کرتے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ شرع حضرت ابراہیم علیہ السلام کے موافق عبادت کرتے تھے اور بعضون نے کہا ہے کہ شرع حضرت موسی علیہ السلام کے بموجب اور بعضے کہتے ہین کہ شریعت حضرت عیسے کے مطابق اور بعضون کے راے یہ ہے کہ صرف اسی قدر ثابت ہے کہ وہ کسی ایک شریعت کے موافق عبادت کرتے تھے تفصیل ثابت نہین اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ کسی رسول کی شرع کے موافق عبادت نہین کرتے

Marfat.com

تھے بلکہ بطور خود عبادت کرتے تھے اور امام غزالیؒ نے اس باب مین توقف کیا ہے کوئی قطعی اور صاف بات نہین کہی

اہل بیت اور صحابہ کی محبت

ہر ایک محبوب کی محبت اس بات کو چاہتی ہے کہ اون لوگون سے بھی محبت رکھی جاوے جو اوس سے دوستی یا قرابت کی نسبت رکھتے ہین نبی علیہ السلام کی اہل بیت اور صحابہ مین سے بعضون کو آپ کے ساتھ نسبت صوری تھی اور بعضون کو نسبت معنوی اور بعضون کو دونون نسبتین حاصل تھین پس یہ نسبت ہمارے لئے موجب ایمان ہے جو اون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت اور شرف محبت سے حاصل ہوئی تھی اور نسبت معنوی نسبت صوری سے بدرجہا کامل اور بہتر ہے اسی لئے انبیا میراث سوائے علم کے اور کوئی چیز نہین چھوڑتے تھے پس آنحضرت کے علم کے اول وارث اصحاب اور اہل بیت ہین پھر اون سے دوسرون کو یہ میراث پہونچی ہے اس لئے ان کے ساتھ محبت رکھنا لازم ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس مین حضرت کی محبت ہو اور اوسمین اونکے اہل بیت کی محبت نہو کیونکہ اگر انکو صرف نسبت صوری یعنی قرابت ہی حاصل ہوتی تب بھی انکی محبت واجب تھی حالانکہ انکو نسبت معنوی یعنی علم رسول بھی حاصل ہے پاجس دل مین اہل بیت رسول کی محبت ہو اوسمین اصحاب رسول کی محبت نہو شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے اعلام الہدی مین کہا ہے اعلم ان میراث النبوۃ العلم وقد توارث اصحابہ واھل بیتہ وقد وجب علینا محبۃ الجمیع فلا یمکن مائلا الی احدی الجہتین دون الاخری فان ذلک ھوی یعنی نبوت کی میراث علم ہے اور اس میراث کے وارث اصحاب اور اہل بیت رسول علیہ السلام ہوئے تو ان دونون کے ساتھ محبت رکھنا واجب ہوئی نہ چاہیے کہ ایک کے ساتھ محبت کرین اور دوسرے کے ساتھ نہ کرین کیونکہ ایسی بات نفسانیت ہے صحابہ وہ لوگ ہین جنھون نے ابتدا سے دعوت مین اسلام قبول کیا اور حضرت پہلے پیغمبر خدا کو سچا مانا اور اون ہی نے اول آپ کی نبوت کی تصدیق کی اور بہتر صلاح و مشورہ اپنے عزیزون اور کنبہ والون کے چھوڑ کر قدیمی دین کو چھوڑ دیا اور اپنے دوست اور بھائی بندون سے مخالفت کر کے [illegible] دوش پر رکھا اور اپنی جانون اور مالون کو تلف کر دیا اور [illegible] مین نہ کچھ دنیا کی طمع تھی نہ دولت و مال کی حرص تھی انمین جس شخص کو [illegible] بغض کو ڈھونڈھے تو صرف یہ نکلیگا کہ انمین جو شہرت کی وجہ سے باہم کبھی کبھی [illegible] ہوا اور نزاع و جنگ و جدل واقع ہوا [illegible] اور اونھون نے بار بار سنکر اپنی جانون پر قیاس کر کے یہ خیال کیا کہ اون بزرگون مین یہ حالت ہمیشہ رہی ہوگی اور انکی اصلی عادت یہی ہوگی اور ارباب ظواہر کے دلون مین یہ مفہوم راسخ ہو گئے ہین

وراثت کے طور پر سلف سے خلف کو یہ خیالات پہونچے اور جسکو جسکے ساتھ دوستی ہوئی اوسنے اوسکے مخالف پر تبرا کرنا شروع کیا اور لعن وطعن کرنے لگا اور یہ نہین خیال کیا کہ ایسے معاملات جو اون بزرگوارون مین واقع ہوئے تھے وہ کبھی کبھی بوجہ غلبات بشری کے صفائی قلبی پر بطور امتحان وابتلا کے ظہور مین آگئے تھے مگر بعد جلا دل اون کے ان مکروہات سے صاف ہوگئے اور ہر ایک نے اپنے اپنے کئے سے توبہ کی انصاف کی طرف رجوع کیا اللہ نے اونکو اور زیادہ مرتبہ دیا یہ ناممکن ہے کہ جب تک بشریت کا علاقہ باقی ہو ظہور نفوس سے بکلی رہائی حاصل ہوجاے اگرچہ صحابہ کو بوجہ صحبت خیر البشر کے صفائی قلوب اور طہارت نفوس بخوبی حاصل تھی اور دنیا کی لذات سے اونکو اعراض تھا آخرت کی طرف متوجہ تھی پھر بھی بشر تھے کبھی کبھی بشریت کا ظہور ہوجاتا تھا یہ چاہیے کہ اون کی صفائی قلوب پر لحاظ رکھین جس حالت پر وہ ہمیشہ رہا کرتی تھی اور صفات بشری ونفسانی سے قطع نظر کرنا چاہیے جسکا ظہور کبھی کبھی ہوا ہے وہ آپس مین ہمیشہ حسن سلوک سے پیش آتے رہتے تھے اللہ تعالی نے اونکو باہم ملا دیا تھا اور محبت کا اثر سب مین سب کی طرف سے ڈالدیا تھا رحماء بینہم یعنی مہربان ہین درمیان اپنے اسی کی طرف اشارہ ہے اس لئے انپر طعن ولعن کرنے والے کو چاہیے کہ ان کی خصومت کے باب مین اللہ تعالے کے فیصلہ پر تامل کرے اور جو کوئی انکی برائی اوس تک پہونچے اوس برائی کا دشمن ہوجاے نہ برائی کرنے والے کا محبوب کے ساتھ محبت کی یہی علامت ہے کہ اوس کے دوستون سے بھی محبت رکھے ورنہ دعوی محبت دروغ ہوجاے گا پس عقیدہ صحیح وسلیم یہی ہے کہ سب سے محبت رکھے کسیکی محبت کو کسی پر ترجیح دینے سے تامل کرے اور اسکی باطن مین اگر کسیکی محبت راجح ہو تو اوسے پوشیدہ رکھے کیونکہ اسپر اظہار واجب نہین ہے امام احمدؒ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا یهلك فيّ رجلان محب مفرط يفرطني بما ليس فيّ ومبغض يحمله شنآني على ان يبهتني میرے حق مین دو شخص گمراہ ہونگے ایک تو محبت رکھنے والا حد سے زیادہ تعریف کریگا اور وہ باتین میرے حق مین بیان کریگا جو مجھ مین موجود نہین ہین اور دوسرا دشمن جسکو میرے ساتھ عداوت اس بات پر آمادہ کرے گی کہ وہ مجھپر بہتان کریگا اور یہ قول جناب امیر کا نہج البلاغہ مین ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے هلك فيّ رجلان محبٌ غالٍ ومبغض قالٍ۔

حشر ونشر جنت ودوزخ عذاب قبر منکر ونکیر پل صراط وغیرہ

جتنی باتین قرآن وحدیث سے ثابت ہین اون سب کو صوفیہ سچ جانتے ہین جیسے حشر ونشر اور بہشت ودوزخ اور قبر کا عذاب اور منکر ونکیر کے سوال وجواب اعمال تولنے کی ترازو کا کھڑا ہونا صور کا پھونکا جانا۔ اعمال دہنے یا بائین ہاتھ مین ہر شخص کو ملنا اور ہر شخص کو پڑھایا جانا اور پل صراط سے گذرنا یہ سب حق ہین۔ لوح وقلم بھی حق ہین۔ حوض وکوثر بھی حق ہے اور شفاعت بھی حق ہے اور جو جو نشانیان قیامت کی قرآن شریف اور حدیث مین آئی

Marfat.com

ہین سب سچ ہین کوئی شک اون مین نہ رکھے اور نہ شبہ کرے کہ فلان بات کیونکر ہوسکتی ہے عقل اوسے نہین مانتی - خدا کی قدرتون مین عقل کو دخل نہین ممکن ہے کہ اگر ایسی باتین زندیقون تک پہونچین تو وہ ان باتون کے قائل کی عقل پر قہقہے لگائین - بیچارون کو یہ خبر نہین کہ اہل مکاشفات اون کی سخافت عقل اور رکاکت فہم پر ہنستے ہین اور قابل رحم جانتے ہین -

مسائل شرعیہ مین خلاف پیدا ہونا مذاہب مقرر ہونا

مسائل شرعیہ مین بعد رحلت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اختلاف پیدا ہوا ہے - تاج الدین اسماعیل قونوی نے شرح حاوی مین لکھا ہے کہ اول جماعت صحابہ کا اختلاف ایک میراث کے مسئلہ مین ہوا جسکا نام مسئلہ خرقہ مقرر ہوا ہے اس لئے کہ اوسمین بہت سی مختلف رائین پیدا ہوئی تہین اور جس جس صحابی نے اپنی مختلف رائے اس مسئلہ مین ظاہر کی تہی سب کو قونوی نے ذکر کیا ہے پہر روز بروز خلاف کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اور بہت سے مجتہد پیدا ہوگئے مگر چوتہی صدی سے پہلے کسی مذہب معین کی قید نہ تہی ابو طالب مکی نے کتاب قوۃ القلوب مین کہا ہے ان الکتب المجموعات محدثۃ والقول بمقالات الناس والفتیا بمذہب الواحد من الناس واتخاذ فوائد والحکایۃ لفی کل شئ والتفقہ علی مذہب لم یکن الناس قدیما علی ذلک انتہی یعنی کتابین علم مین اور مجموعے فتاوون کے نئے بنے ہین اور لوگون کے مقالات کو سند مین بیان کرنا اور کسی ایک آدمی کے مذہب کے موافق فتوی دینا اور اوسکے قول کو اختیار کرنا اور ہر معاملہ مین اوس کے بیان کی پابندی ہونا اور مسائل فقہ اوس کے مذہب پر قرار پانا یہ باتین لوگون مین قدیم سے جاری نہین بلکہ اوس زمانہ مین علی العموم مسلمان وضو اور غسل اور نماز اور زکوۃ اور روزہ اور حج اور نکاح اور بیع وغیرہ کی صفات اپنے بزرگون اور شہرون کے معلمون سے حاصل کرلیا کرتے تہے اور جب کوئی بڑا معرکہ پیش آتا تو مفتیون کی طرف رجوع کرتے اور کسی خاص ایک مقام کے مفتی کے فتوے کے مقید نہوتے خواہ اہل مدینہ مین سے ہوتا یا اہل کوفہ مین سے ہر ایک سے اپنا مطلب حل کرتے اور کسی مسئلہ مین سوا صاحب شریعت کے کسی اور کی تقلید نہین کرتے ہان جب کوئی مطلب احادیث و آثار سے واضح نہوسکتا تو علما کے اقوال اور رایون کے اتباع کرتے اور جو لوگ صاحب تخریج ہوتے تو وہ نصوص فقہی کی موجب تخریج کرتے اور جس مین نص نہ ملتی اوس مین بطور خود قواعد مقرر کرتے یہان تک کہ بغداد کو لشکر چنگیز خانی نے پامال کردیا اور سلطنت اعلی اسلام کی برباد ہوگئی تو لوگون کی راے مذاہب اربعہ پر قرار پائی اس لئے کہ یہ مذاہب اور مذاہب کی نسبت کسی قدر مدون ہوچکی تہی مگر ابہی تک کوئی تقلید کو واجب نہین جانتا تہا بلکہ عوام کے لئے تقلید مستحسن خیال کرتے تہے علما کے حق مین تقلید مکروہ جانتے تہے اور خاصکر بعض اہل کشف اپنے وفور علم و تحقیق کی وجہ سے کسی خاص مذہب کے مقید نہ بنتے شیخ ابن عربی نے فتوحات مکیہ مین اس مطلب کو یون

بیان کیا ہے ان العبد اذا سلك مقامات القوم متقیدا بمذهب واحد لا یری غیره فلا بد ینتهی به ذلك المذهب الی العین التی اخذ امامه منها اقوال وهناك یری ان جمیع اقوال الامة تغترف من بحر واحد فینفك عنه التقید بمذهبه ضرورة ویحكم بتساوی المذاهب كلها خلاف ما كان یعتقد قبل ذلك یعنی بندہ جسوقت صوفیہ کے مقامات مین چلتا ہے کسی ایک مذہب کو اختیار کرے تو اوسکو کوئی اور مذہب حق نہین معلوم ہوتا پھر برکت سلوک کی وجہ سے اوسکو یہ مذہب بالضرور اوس چشمہ پر پہونچا دیتا ہے جہان سے اوس کے مجتہد نے اپنے اقوال کو لیا ہے اور بندہ اب یہ سمجھتا ہے کہ تمام مجتہدان امت کے اقوال ایک ہی دریا مین سے چلو بھر پانی لیتے ہین پھر بندہ سے لامحالہ مذہب معین کی تقلید چھوٹ جاتی ہے اور سبکو ایکسا جانتا ہے اور اوسکا وہ پہلا عقیدہ بدل جاتا ہے اس لئے اہل کشف ایک مذہب کو دوسرے پر ترجیح دینے سے ساکت تھے اور اختلاف عزیمت و رخصت پر حمل کیا کرتے تھے جسکو قوت حاصل ہوتی وہ عزیمت کو اختیار کرتا اور جسکی قوت جسمانی و روحانی کمزور ہوتی وہ رخصت کو اختیار کرتا شعرانی نے میزان مین اس بات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور شعرانی سے پیشتر شیخ محی الدین عربی اس قاعدہ کو بتا چکے ہین بعد اسکے علم کی کمی ہوتے ہوتے اور جہل پھیلتے پھیلتے تقلید کی ضرورت نے ترقی کی اور علماے مذاہب اربعہ تمام عالم مین پھیل گئے اور ان مذاہب کی تقلید مقرر ہو گئی ؎

ای از تو کمال عقل و دانش ظاہر ٭ وز بہر تو گشتہ چرخ دوران دائر ٭ گر مشرب تحقیق نہ شد روزی تو ٭ زنہار بہ تقلید نگردی کافر ٭ اور بعض اہل تحقیق جو تقلید کی طرف محتاج نہ تھے وہ خاص اس ضرورت سے تقلید مین پڑ گئے کہ عامہ خلق اون سے منحرف نہو جاے اور برا نہ جاننے لگے اور پھر بھی بعضے ایک مذہب پر چلنا نہ اپنے لئے پسند کرتے تھے اور نہ اور لوگون کو اپنے فتوون پر پابند ہونے کی خواہش رکھتے تھے ابو محمد جوینی نے کتاب غیاث تصنیف کی اور اوسمین ایک مذہب پر چلنے کا التزام نہ کیا اور جلال الدین سیوطی اور عبد الوہاب شعرانی نے ایسے بہت سے علما بیان کئے ہین اور بعض اہل اللہ کو ہر ایک فقیہ کے مذہب کی صحت مکشوف ہو گئی اور اون کے اقوال کا شریعت محمدیہ کے ساتھ ارتباط اچھی طرح کھل گیا اس لئے اونہون نے سبکو مسلم سمجھا اور کہا کہ یہ سب شرع کے دائرہ مین داخل ہے اور جو شخص جس طریق پر عبادت کرتا ہے وہ خداے تعالی کے لئے متدین اور اللہ کے نزدیک معذور ہے شیخ احمد ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ مین یہی روش اختیار کی ہے اور جو اس دین مین کہا گیا ہے اوسکو اصل شریعت کے ساتھ مرتبط بالواسطہ یا بے واسطہ پایا ہے اور کہا ہے کشف لی عن ذلك بترتیبه الواقع فی نفس الامر کانی اراه ببصیرتی۔ لفظ اہل سنت عموماً ان مذاہب اربعہ اور دوسرے اصحاب مذہب متبوعہ جیسے سفیان ثوری و داؤد ظاہری کو بھی شامل اہل سنت کا انحصار انہین چار گروہ مین نہین ہے اور یہ باعتبار فروع کے ہے اور باعتبار اصول کے یہ لفظ تین گروہ کو شامل ہے

Marfat.com

اشعریہ ماتریدیہ حنابلہ اور شک نہین کہ حق بات کا دوران ہی اصول وفروع مین ہے مسائل اختلافیہ مین اکثر اور شافعی
لوگ امام ابوالحسن اشعری کے تابع ہین اسوجہ سے انکو اشعریہ کہتے ہین اور حنفی لوگ امام ابومنصور ماتریدی کے قول کے تابع
ہین اس سبب سے انکو ماتریدیہ کہتے ہین اور امام احمد بن حنبل کے مقلد حنابلہ کہلاتے ہین اسی طرح صوفیہ صافیہ جو حنفی المذہب ہے
وہ ماتریدی ہین اور جو مقلد شافعی و مالک تھے وہ اشعری ہین۔ اور یہہ جو مشہور ہے الصوفی لا مذہب لہ اسکے یہ معنی
نہین کہ صوفی کا دین مین کوئی مذہب نہین ہوتا اور کسیکا ائمہ مذہب مین سے تابع نہین رہتا اور جو کچھ اوس کے دل مین آتا ہے
اور اوسی اچھا معلوم ہوتا ہے اوسپر عمل کرتا ہے بلکہ توجیہ اس قول کی یہ ہے کہ صوفی کو بعض مواضع مین جو بات جس مذہب
کی ورع واحتیاط کے مطابق معلوم ہوتی ہے اوسے اختیار کرلیتا ہے خاص ایک مذہب حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی کا تمام
باتون مین متبع نہین رہتا یا صوفی ایسا کرتا ہے کہ اہل حدیث کا مذہب اختیار کرلیتا ہے اور حدیث صحیح مین جو کچھ پاتا ہے اوسکی
اقتدا کرتا ہے مگر یہہ توجیہ بہتر نہین تحقیق بات یہہ ہے کہ صوفی ایک ہی مذہب کا پابند رہتا ہے مگر اوس مذہب مین حق
وہ روایات اختیار کرلیتا ہے کہ جن مین نہایت احتیاط ہوتی ہے اور ظاہر حدیث صحیح کے مطابق ہوتی ہین اگرچہ مشہور
روایات اوس مذہب کی اوسطرح سے ہون مگر وہ احتیاط کا زیادہ لحاظ رکھتا ہے مشہور اور قول مفتی بہ کا پابند نہین اگر صوفی
ایک مذہب کا پابند نہو تو اوس کے اعمال مین تفرقہ پیدا ہوجاے اور اس سے حالت باطنی مین ضبط باقی نہ رہے

الہام و وحی

جیسے انبیا علیہم السلام وحی کے ساتھ مخصوص ہین ایسے ہی اولیا الہام ربانی کے ساتھ موصوف ہونے مین امتیاز رکھتے ہین
اور الہام و وحی قریب المعنی یعنی دل مین القا کرنا ہین اگرچہ بعض مواقع استعمال مین کسی قدر فرق ہوتا ہے وحی کا اطلاق کلام
اور اشارت اور رسالت اور کلام مخفی پر بھی ہوتا ہے اور عرف شرع مین وحی کے ساتھ انبیا مختص ہین اور الہام مین
شریک ہین پس وحی خاص ہے اور الہام عام ہے شرعی لحاظ سے غیر انبیا کو صاحب وحی نہین کہتے ہین
اعتبار سے غیر انبیا پر بھی اسکا اطلاق ہوتا ہے تحقیق صرف لفظی ہے اب اسکی حقیقت اور معنی سمجھنے کی بابت
الہام خدا تعالی اور اوسکی مخلوق کے درمیان ایک پیغام ہے کہ جسکے ذریعہ سے اپنے خالق سے ہمارا اور تمام
مخلوق کو خالق اکبر سے کچھ بھی مماثلت اور مشاکلت نہین ہے مگر تاہم ایک ایسا رابطہ ہے کہ گویا وہ اوس سے
ہر نوع کی طرف اوسکی ایک وحی ہوتی ہے اس لئے ہر نوع کی ایک شریعت جدا ہے کہ اوسپر اوسکی
معدنیات کی طرف یہ الہام ہو رہا ہے کہ اپنی سختی اور نرمی اور گرمی اور سردی کو محفوظ رکھے
مین دست بستہ کھڑی رہتی ہے آگ سے حرارت دور ہونے نہانی پانی سے سردی اور رطوبت
یہی پیغام پہونچتا ہے کہ پانی کو خاک کے ذریعہ سے جو سبزیان اور پھول اپنے نکالے اور جسطرح جو چیزین اوس مین
رکھی گئی ہین اوسی طرح رہین جہان رکھی ہین وہان رکھی رہین جو بنکھڑی جس شکل کی ہے ویسی ہی

صورت نوعیہ اپنے فرض کو ادا کرتی چلی جاتی ہے حیوانات پر بھی الہام ہوتا ہے کہ زوما دہ باہم میل جول کرین گرمی مین اپنا گھونسلہ اونچے درختون کی شاخون مین بنائین اسی طرح گاے بھینس پر گوشت کہانا اور شیر پر گھانس کہانا حرام کردیا ہے یعنی انپر گھانس اور اوسپر گوشت کہانا فرض کردیا ہے ذرا اس حکم کو عدول کرین تو وہین نقصان اوٹھائین بلکہ جینا محال ہوجاے الغرض اس الہام مین ہر نوع شریک ہے اور ہر ایک کی شریعت جداگانہ ہے چنانچہ اس آیت مین اسی طرف اشارہ ہے وللہ یسجد من فی السموٰت والارض الله ہی کو سجدہ کرتے ہین (یعنی فرمانبرداری) آسمان والے اور زمین والے لیکن اس الہام و وحی کی جداگانہ زبان ہے اور جس زبان سے ہر چیز اپنے درد دل کو ظاہر کرتی ہے وہ اور زبان ہے دریا پہاڑ اور جنگل اور آبادی جس زبان سے کلام کرتے ہین وہ اور زبان ہے اور جس مین ہم بولتی چالتی ہین یہ اور زبان ہے اس زبان مین بغیر آواز اور حروف وحی آتی ہے جیسا کہ اس آیت سے پایا جاتا ہے واوحیٰ ربك الی النحل یعنی وحی کی تیرے رب نے طرف مہال کے دوسری قسم وحی اور الہام کی اور بھی ہے جو نوع انسان اور ذی عقل کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ انسان نسبت جمادات و نباتات و حیوانات کے اعلیٰ و مخصوص ہے آسمانی وحی بھی اسکے ساتھ مخصوص ہے الغرض الہام و وحی سے ہر فرد بشر فیضیاب ہے لیکن باعتبار قوت ملکیہ و بہیمیہ کے شدت و ضعف کے علی حسب مراتب حصہ ملتا ہے پس جب کسی قدر قوت ملکیہ اوس طرف متوجہ ہوتی ہے اور بہیمیہ کے پنجے سے نجات پاتی ہے تو اوسپر عالم بالا کی باتین القا ہوتی ہین اور اچھے خیالات پیدا ہوتے ہین اور جب قوت بہیمیہ کی ہوا چلتی ہے تو اوس کے مقتضی کے موافق شہوانی باتین سوجھتی ہین چنانچہ حدیث کے اس مضمون سے کہ ہر بشر کے دل پر ایک نیکی کا فرشتہ الہام کرتا ہے اور بدی کی طرف شیطان بلاتا ہے اسی طرف اشارہ ہے پس انسان کی سعادت اور شقاوت کی باتین کہ جنکا الہام ہونا رحمت الٰہی کے نزدیک نہایت ضرور تھا اس قابل تھین کہ ہر کس و ناکس کے الہام و وحی پر چھوڑ دیجاتین بلکہ ان کے لئے ایسے شخصون کا الہام ضرور ہے کہ جو قوت بہیمیہ کی تشویشات اور شوائب بشریہ سے معصوم ہون اور اون کا الہام بھی نہایت اعلیٰ طور پر ہو کہ جسکو وحی بواسطہ جبرئیل کہتے ہین پس یہ لوگ انبیا ہین کہ اون کو باعتبار اختلاف حالات کے مختلف طور پر الہام ہوتا ہے کبھی تو خواب مین کہ جسکے تین طور ہین **طور اول** ملائکہ کے ذریعہ سے جبکہ اس جسم سے توجہ کم ہوجاتی ہے اور اوس عالم کا ان سے پردہ اوٹھ جاتا ہے **طور دوم** کبھی دو بدو خداے پاک سے ہمکلام ہوکر مستفید ہوتے ہین **طور سوم** کبھی مغیبات عالم مثال مین متشکل ہوکر دکھائی دیجاتی ہین اور حالت بیداری مین کہ جب ملکیہ کا غلبہ ہوتا ہے تب بھی تین صورتین پیش آتی ہین (۱) فرشتہ جسکو ناموس اکبر یا جبرئیل کہتے ہین پیغام پہونچاتا ہے (۲) تجلی ذاتی ہوکر خود بخود خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہوجاوین جیسا کہ کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کو یہ معاملہ پیش آیا اور شب معراج مین یہ بات حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیش آئی (۳) عالم ملکوت کا مشاہدہ اور تجلی ہوکر اسرار غیب پر مطلع ہوجاوین چنانچہ نماز کسوف مین یہ بات حضرت کو پیش آئی اور یون بھی ہوسکتا ہے کہ فرشتہ

Marfat.com

غائبانہ آواز سنا کر بتاوے کہ جسکو ہاتف غیب کہتے ہین - انبیا تمام بنی نوع انسان مین ہدایت نمائی و ارین کے لیے مخصوص
اور اعلیٰ ہین پس ان کے لیئے الہام اور وحی بھی ایسے اعلیٰ درجہ کی ہونی چاہیئے جو بعید عن الخطا ہو لیکن الہام کی ان چھ صورتون
مین سے خواب کی تین صورتین اس قابل نہین ہین کیونکہ اکثر خواب مین قوت تصمیمیہ ادراکات عقل صرف کو معارض ہو کر خلط
ملط کر دیتی ہے اس لیئے اپنے مناسب صورتون مین دکھلا دیتے ہین لہذا تعبیر کی ضرورت پڑتی ہے باقی رہین بیداری کی تین
صورتین صورت اول یعنی جس مین عالم ملکوت منکشف ہو جاوے اسکا آل ناراسی بات پر آرہتا ہے کہ وہ خطا سے محفوظ
ہو جاوے پس ایک اور دوسری صورت کہ فرشتہ پیغام لاوے قابل اطمینان ہین مگر حالت ہمکلامی کی
پس زیادہ کار برآری کی یہی صورت ہے کہ ناموس اکبر یعنی جبریل کلام پہونچا دیتے کہ جسکو وحی متلو کہتے ہین
اور جسقدر صورتین ہین سبکو وحی غیر متلو اور سنت اور کبھی حدیث قدسی کہتے ہین انبیا سے کمتر درجہ کے لوگون کا الہام خواب
پہلی خواب کی تین صورتون پر مبنی ہوتا ہے اور حالت بیداری مین خدا سے کلام کرنا اور بواسطہ ناموس اکبر الہام ہونا خاص
انبیا علیہم السلام کا ہے اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ غیر انبیا کا الہام ظنی ہے گو اونکو اوسپر پورا اعتماد ہو جاوے مگر بغیر
قرائن خارجیہ کے وہ نفس الہام ظنیت کے درجہ سے نہین نکلتا اسی لیئے اسکا نام الہام اور اوسکا نام وحی رکھا ہے
اور یہی اصطلاح اس فرق کے لیئے مقرر کی ہے راے علماے متکلمین کی ہے اور علماے متکلمین نے جو الہام سے منکر کیا
اونکو غالباً یہ گمان ہے کہ الہام خطرات قلبی کے قبیل سے ہے حالانکہ ایسا نہین بلکہ الہام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا
ہے یا روح محمدی کی جانب سے حاصل ہوتا ہے اس لیئے الہام اولیا کا قابل تسلیم ہے مولوی عبد العلی بحر العلوم نے شرح مسلم میں لکھا ہے
کہ بایزید بسطامی نے ایک محدث کو لکھا تھا کہ تم لوگ میت سے لیتے ہو اور اوسے حضور سرور کائنات کی طرف منسوب کرتے
ہو اور ہم حی لایموت سے لیتے ہین اگر اولیاء اللہ کے مقامون اور ذوقون کو غور کیا جاوے جیسے حضرت محی الدین عبد القادر
جیلانی اور سہیل ابن عبد اللہ تستری اور شیخ ابو مدین مغربی اور شیخ ابو یزید بسطامی اور سید الطائفہ جنید بغدادی
اور شیخ ابو بکر شبلی اور شیخ عبد اللہ انصاری اور شیخ احمد نامقی الجامی وغیرہ کے مقامات پر غور کیا جاوے تو اس بات سے
علم یقینی حاصل ہو جاوے کہ جو کچھ اون لوگون کو الہام ہوتا اوسمین کسی طرح کے شبہ اور احتمال کو گنجایش نہوتی تھی بلکہ
وہ حق اور نفس الامر کے مطابق ہوتا تھا اور اوس کے ساتھ اس بات کا علم ضروری قدرتی طور پر ہوجاتا تھا کہ یہ الہام
جناب باری کی طرف سے ہے مگر ایسا علم بغیر مدد روح محمدی کے نہین مل سکتا اور اگر شیخ اکبر کے کلام میں غور کیا جاوے
تو کوئی شبہ اور وہم اسمین باقی نرہے کہ جو کچھ اولیا کو الہام ہوتا ہے وہ منجانب اللہ ہے اور الہام اولیا کے صحیح اور درست
ہونے پر بڑی دلیل یہ ہے کہ اس بات کا جاننا ضروریات دین مین سے ہے کہ اولیاے امت محمدی تمام امتون کے اولیا سے
افضل ہین جیسے کہ اس امت کا نبی سب انبیا سے افضل ہے اور اسمین شک نہین کہ اولیاے بنی اسرائیل جیسے بی بی مریم
اور حضرت موسیٰ کی ماں اور زوجہ فرعون کو وحی یعنی الہام ہوا ہے اور اوس کے ساتھ اس بات کا علم ضروری بھی پیدا

ہو جاتا تھا کہ یہ الہام اللہ کی جانب سے ہے پس وہ الہام حجت قاطع ہوتا تھا پھر اگر اولیاے امت محمدی کے الہام کی نسبت
یہ علم قطعی حاصل نہوگا تو ان کی افضلیت کی مفضولیت اون سے لازم آئے گی اس لیے کہ فضیلت انکو علم مین حاصل ہے
سوا علم کے اور باتون مین تفضیل معتد بہ نہین اور یہ درست نہین کہ امت محمدی مفضول ہو اور انبیا کی امتون سے تو ثابت
ہوا کہ اولیاے محمدی کے الہام قابل حجت اور موجب یقین علم الیقینی کے - اسجگہ اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ تم نے اول مین صدا
ہمکلام ہونا ہر چیز کا ثابت کر دیا ہے اور یہان خاص حصہ انبیا کا ٹھہرایا تو جواب اسکا یہ ہے کہ وہان کلام سے مراد
ہماری ارتباط خاص ہے اور یہان ایک مواجہ اور کیفیت مخصوص ہے اور فرق الہام اور وسوسہ مین یہ ہے کہ الہام
سے صوفی کے دل کو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے اور اوسپر یقین آجاتا ہے اور وسوسہ قلب سلیم قبول نہین کرتا -

کشف کی تفصیل

کشف عالم غیب پر اطلاع کو کہتے ہین اسکی دو قسمین (۱) صوری یہ صورت سے متعلق ہوتا ہے (۲) معنوی یہ
معانی سے تعلق رکھتا ہے اور صوری کئی طرح پر واقع ہوتا ہے یا مشاہدہ سے یا سننے سے یا چھونے سے مشاہدہ
سے مراد یہ ہے کہ کلام غیب کو سنلے جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو سنا اور لمس سے مراد یہ ہے کہ دونو یا
دو سے کامل لجائین ترمذی نے عبد الرحمن بن عائش اور ابن عباس اور معاذ بن جبل سے روایت کی ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رایت ربی عز وجل فی احسن صورۃ فقال فیم یختصم الملاء الاعلی قلت
انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدی فعلمت ما فی السموات والارض
وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین یعنی مین نے خواب
مین پروردگار کو نہایت اچھی صورت مین دیکھا اللہ تعالی نے مجھسے فرمایا کہ ملائکہ کس چیز مین گفتگو کرتے ہین مین نے
عرض کی تو ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کونسے عمل ہین پیغمبر خدا نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اپنا ہاتھ میرے دونون مونڈھون کے
درمیان مین رکھا میرے سینے مین سردی پیدا ہو گئی اور جو کچھ زمین و آسمان مین ہے سب کا حال معلوم ہو گیا حضرت نے
یہ آیت پڑھی اسی طرح ہمنے ابراہیم کو تصرف آسمانون کا اور زمین کا تا کہ وہ یقین کرنے والون مین سے ہو جاے اور کبھی
کشف صوری قوت شامہ یعنی سونگھنے کی قوت کے ساتھ حاصل ہوتا ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ان للہ فی ایام دھرکم نفحات الا فتعرضوا لھا یعنی اللہ کے لئے تمہارے زمانہ کے دنون مین
ہوائین ہین تم اونکو دریافت کرو اور یہ بھی فرمایا ہے انی لاجد نفس الرحمن من قبل الیمن رحمان کی سانس کو مین
یمن کی طرف سے پاتا ہون - برادران حضرت یوسف جب اون سے پیراہن لیکر عمارت مصر سے جدا ہو کر جنگل مین پہونچے تو
اوسی جگہ مین یوسف کے پیراہن حضرت یوسف مشام حضرت یعقوب مین کہ کنعان مین تھے پہونچگئے قرآن مین اللہ تعالی نے
حضرت یعقوب کی زبانی فرمایا ہے قال ابوھم انی لاجد ریح یوسف کہا اون کے باپ نے مین یوسف کی پاتا ہون

Marfat.com

اور کبھی کشف قوت ذائقہ سے حاصل ہوتا ہے بخاری مسلم نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا انا نائم اتیت بقدح لبن فشربت حتی انی لاری الری یخرج فی اظفاری ثم اعطیت
فضلی عمر بن الخطاب قالوا فما اولتہ یا رسول اللہ قال العلم یعنی خواب میں مجھکو ایک پیالہ دودھ سے بھرا ہوا دیا گیا پھر
اوسمین سے دودھ پیا اوس دودھ کی سیرابی میرے ناخنوں میں سے نکلتی ہوئی معلوم ہونے لگی پھر بچا ہوا دودھ میں نے
حضرت عمر کو دیدیا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس خواب کی کیا تعبیر ہے فرمایا کہ حضرت عمر کو علم حاصل ہوگا
اور یاد رکھو کہ کشف صوری ما تعلق اگر معاملات دنیاوی سے ہے تو اوسے رہبانیت کیا کرتے ہیں اس لئے کہ راہب
کو بعد مجاہدہ کے یہ کشف حاصل ہوجاتا ہے مسلم اور ترمذی نے ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ ابن
صیاد سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کی راہ میں ملاقات ہوئی تو آپ نے اوس سے کہا کہ ماذا تری
قال اری عرشا علی الماء فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تری عرش ابلیس علی البحر یعنی تو
کیا دیکھتا ہے اوسنے کہا کہ ایک تخت پانی پر دیکھتا ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو ابلیس کا تخت
دریا پر دیکھتا ہے۔ بخاری اور مسلم نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے
ملے تو بر سبیل امتحان کے اوس سے کہا انی خبأت لک خبیئا وخباء لہ یوم تاتی السماء بدخان مبین
فقال ھو الدخ یعنی میں نے اپنے دل میں تیرے امتحان کے لئے ایک چیز مخفی رکھی ہے تو اوسکو بتا وہ کیا ہے
اور حضرت نے اوس کے لئے یہ آیت چھپائی تھی یوم تاتی السماء بدخان مبین اوس نے جواب دیا کہ وہ پوشیدہ
چیز دخ یعنی دھوان ہے۔ ابن صیاد یہودی تھا اور جب حضرت اوس سے ملے تو وہ بلوغ کو پہنچ چکا تھا
بعضے کہتے ہیں کہ ایسا کشف استدراج اور گمراہی کے قبیل سے ہے بلکہ صوفیہ کاملین تو امور اخروی کے کشف کو
بھی ناپسند کرتے ہیں اور اپنے مقصود کو فنا و بقا میں منحصر رکھتے ہیں اور عارف محقق کہ تمام مظاہر دنیوی اخروی
میں نور حق کا مشاہدہ کرتا ہے اوس سے کوئی ذرہ سرتابی اور اعراض نہیں کرسکتا اوسکی شان میں استدراج
کیسے جایز ہوسکتا ہے ؎ در ہر چہ نظر کنم تو معبود منی ؛ ہر جا کہ کنم سجدہ تو مسجود منی ؛ گویم بزبان حدیث
خوبان ہر دم ؛ اما بدرون دل تو مقصود منی ؛ اور تمام مکاشفات کا منبع دل ہے اور اوس کے لئے حواس ظاہری
ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ خواب میں دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں سورۂ حج میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فانہا لا تعمی
الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں اندھے
ہوتے ہیں اور سورہ بقرہ میں کہا ہے ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارھم غشاوۃ اللہ
نے اون کے دل میں مہر کردی اور اون کے کان پر اور اون کی آنکھوں پر پردہ ہے اللہ تعالیٰ نے کفار کے دلوں کا
اندھا ہونا بیان کیا ہے اور جبکہ بینائی اور نابینائی میں عدم و ملکہ کا مقابلہ ہے تو ضرور ہے کہ دلوں کے بینائی

Marfat.com

بھی ہو اور حواس روحانی حواس جسمانی کے اصل ہین جب حجاب اوٹھ جاتے ہین تو اصل و فرع دونون ایک ہو جاتے
ہین اور اس وقت مین حواس روحانی سے جو کچھ ادراک ہوتا ہے وہ حواس جسمانی سے بھی مدرک ہوتا ہے ایک حدیث
خسوف الشمس مین ہے کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ مین دوزخ کی لپٹ سے نماز مین پیچھے ہٹا تھا اور خوشۂ جنت کے لینے کے
قصد سے آگے بڑھا تھا اگر وہان کا ایک خوشہ انگور کا لے لیتا تو تم اوسکو ابد الآباد تک کھاتے پھر بھی وہ کم نہوتا چنانچہ
صحاح مین یہ حدیث موجود ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حارث سے کہا کہ تمنے کیونکر صبح کی
اونھون نے جواب دیا کہ مین سچ کو پکا مومن اوٹھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ہر حق کے لئے حقیقت ہے پس
تمہارے ایمان کی کیا حقیقت ہے حارث نے جواب دیا اعزضت نفسی عن الدنیا واسھرت لیلی واظمأت نھاری
وکانی انظر الی عرش ربی بارزاً وکانی انظر الی اھل الجنۃ فی الجنۃ یتزاورون واھل النار فی النار
یتعاوون مینے اپنے نفس کو دنیا سے پھیر دیا ہے اور شب کو جاگتا ہون اور دن کو پیاسا رہتا ہون اور گویا مین اللہ
کے عرش کو ظاہر دیکھتا ہون اور اہل جنت کو جنت مین ایک دوسرے سے ملتے ہوئے اور دوزخیون کو دوزخ مین ایک
دوسرے سے جدا ہوتے ہوئے دیکھتا ہون حضرت نے فرمایا فالزم یعنی تو نے جان لیا پس اسی پر قائم رہ۔ یہ یاد
رکھو کہ عالم مثال مین عرش و کرسی اور آسمان موجود ہین پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عروج روحانی انہین معارج پر ہوا
تھا اور وہ معراج آپکا اوس بدن مثالی کے ساتھ تھا جو عالم مثال مین شخص کے لئے ہے اور اوسوقت آپ غیب کی
حالت مین تھے جو برزخ ہے نوم اور صحو کے درمیان ایک حدیث معراج مین جو واقع ہے کنت بین النائم والیقظان
یعنی مین سونے والے اور جاگنے والے کے درمیان مین تھا وہ اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ
نوم یعنی نیند اسے کہتے ہین کہ جب معدہ سے بخارات دماغ پر چڑھین تو حواس مین کسل پیدا ہو کر اپنے کامون سے بیکار
ہو جائین پس اسوقت جو حواس دیکھتے ہین اسے رویا اور خواب کہتے ہین اور غیبت اسے کہتے ہین کہ علوی عالمون سے
حواس پر فیض جاری ہو اور صاحب حال کو عالم دنیا سے عالم غیب کی طرف کھینچے اور حواس کو اس سے لذت حاصل ہو
اور اس لذت کی وجہ سے وہ اپنے کامون سے بیکار ہو جائین اسوقت مین جو کچھ معلوم ہوتا ہے اسے مکاشفہ اور مشاہدہ
کہتے ہین اور صحو اسے کہتے ہین کہ علوی عالمون سے فیض پہونچے مگر حواس ظاہری اپنے کامون سے بیکار نہون اور اس
حالت مین صاحب حال عالم معنی پر پہونچ جائے اسوقت مین جو کچھ دیکھتا ہے اسے معائنہ کہتے ہین مگر صحو انبیا اور اعلیٰ
درجہ کے اولیا کا خاصہ ہے۔ اوس عروج مین کہ سالک متوسط کو خواب و خیال مین حاصل ہو اور اوس عروج مین جو عالم مثال
مین غلبہ مشاہدہ کے وقت حاصل ہو بڑا فرق ہے اور اولیا اللہ کے کشف و الہام سے ظن حاصل ہوتا ہے اگر دو ایسے
شخصون کا کشف باہم موافق ہو جائے تو ظن غالب کا فائدہ دیتا ہے ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی
نے عبد اللہ بن زید سے روایت کی ہے کہ اونھون نے کہا لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالناقوس یعمل

Marfat.com

ليضرب للناس لجمع الصلوٰة طاف بي وانا نائم رجل يحمل ناقوسا في يده فقلت يا عبد الله اتبيع الناقوس
قال وما تصنع به قلت ندعوا به الى الصلوٰة قال افلا ادلك على ما هو خير من ذلك فقلت له بلى قال
فقال تقول الله اكبر الى اخره وكذا الاقامة فلما اصبحت اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبرته
بما رأيت فقال انها لرؤيا حق ان شاء الله فقم مع بلال فالق عليه ما رايت فليؤذن به فانه اندى
صوتا منك فقمت مع بلال فجعلت القيه عليه ويؤذن به قال فسمع بذلك عمر بن الخطاب وهو في
بيته فخرج يجر رداءه يقول يا رسول الله والذي بعثك بالحق لقد رائيت مثل ما ارى فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم فلله الحمد - جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقوس کے تیار کرنے کا حکم دیا تاکہ جب
نماز جماعت کے لئے لوگون کو جمع کرنے کی ضرورت ہو تو اوسکو بجایا جائے مجھکو خواب مین ایک شخص دکھائی دیا جس کے
ہاتھ مین ناقوس تھا مینے اوس سے کہا کہ کیا اسکو بیچتے ہو اوس نے جواب دیا تم اسکو کیا کروگے مینے کہا کہ ہم اس کے
ذریعہ سے نمازیون کو بلایا کرین گے اوسنے کہا کہ مین تمکو اس کام کے لئے ایک ایسی چیز بتائے دیتا ہون جو اس سے
بہتر ہے عبداللہ نے کہا بتلائے اوس نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہکر تمام اذان بتادی اسی طرح اقامت سکھائی صبح کو عبداللہ
نے آنحضرت کے سامنے اپنی اس خواب کا حال بیان کیا حضرت نے ارشاد کیا کہ اگر اللہ چاہے تو خواب حق ہے پھر
عبداللہ سے فرمایا کہ تم بلالؓ کے ساتھ کھڑے ہوکر جو تمام الفاظ انہین بتادو اور اون کے ساتھ آواز دو اون کی
آواز تمہاری آواز سے اونچی ہے عبداللہ نے بلال کو اذان بتادی حضرت عمر اسوقت اپنے مکان مین موجود تھے
وہ اذان سنکر نکلے اور جلدی کی وجہ سے اپنی چادر کھینچتے جاتے تھے حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس پہونچکر اون سے عرض کی کہ اوس ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے مین نے بھی اسی طرح
خواب مین دیکھا ہے جیسا کہ عبداللہ نے دیکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب تعریف اللہ کے لئے
ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عمل کرنا موافق کشف والہام کے جایز ہے اگر قرآن و حدیث اور اجماع اور قیاس
جلی کے مخالف نہو بیہقی نے بی بی عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جب صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے بعد
غسل دینے کے لئے تیار ہوئے تو باہم اس بات کا اختلاف اون مین پڑا کہ آپ کو برہنہ کرنا چاہیے یا کپڑے مین غسل
دینا چاہیے اوسوقت سب پر اونگھ کا غلبہ ہوگیا اور خواب مین اون کو آواز سنائی گئی کہ پیغمبر کو [illegible]
چاہیے سب اوٹھے اور کپڑے مین غسل دیا اور برہنہ نکیا اور یہ بھی یاد رکھو کہ اگر کشف والہام [illegible]
جلی کے مخالف ہو تو اوسکو قیاس کو ترجیح دینا چاہیے اس مسئلہ پر سب کا اتفاق ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا قول حجت قطعی ہے اور احتمال کذب و نسیان کا ثقات کی روایات مین ضعیف ہے اور اور [illegible]
مین خطا زیادہ واقع ہوتی ہے اور جبکہ دو کشفون مین اختلاف ہو تو جسکی موافقت احکام شرعی کے ساتھ [illegible]

Marfat.com

جاسے اوسکو قبول کرنا چاہیئے کیونکہ صوفی کا مرتبہ ہمیشہ ترقی پذیر رہتا ہے تو پچھلا کشف خدا سے زیادہ قریب اور
انبیا سے زیادہ مماثل ہوگا اور اگر یہہ دونون کشف دو آدمیون کے ہین تو اون مین سے صاحب صحو کا کشف سکر سے اولی
ہے اس لیے کہ اہل سکر کا کلام زیادہ غلطی کا احتمال رکھتا ہے اور اگر دونون کشف والے صحو و سکر مین یکسان ہین تو اوسکا
کبھی شرع کے مخالف نہوا ہو اوس شخص کے کشف سے اولی ہے جسکا کشف کبھی شرع سے مخالف بھی واقع ہوگیا ہو
اسی طرح اوس آدمی کا کشف بہتر ہے جسکا کشف کبھی شرع سے مخالف ہوا ہو اوس کے کشف سے جسکا زیادہ شرع سے
مخالف ہوا ہو اور اگر ان باتون مین بھی دونون اہل کشف برابر ہون تو اوس کے کشف کو ترجیح ہے جسکی منزلت اللہ
کے حضور مین زیادہ ہے یہہ ساری وجوہ اوسوقت ہین جبکہ دونون کشف قوت مین برابر ہون اور اب یہہ بھی خیال کرو
کہ اگر دو کشف قوت مین برابر ہون اور کئی ولیون سے ظہور مین آئین تو جس کشف کی جانب کثرت ارباب کشف کی
ہوگی اوسی کو ترجیح دیجاے گی مثلاً ایک کشف تو دو آدمیون پر منکشف ہوا اور دوسرا ایک آدمی پر تو اوس کشف کو
قبول کیا جاے گا جو دو کا ہے اور اگر ایک کشف کسی صاحب قوت پر منکشف ہوا اور دوسرا کئی ایسے آدمیون پر جو
اوس سے کم مرتبہ ہون تو ماننے کے قابل پہلا کشف ہے اور یہی حال الہام کا ہے۔

ولی نبی کے مرتبے کو نہین پہونچ سکتا اور نبوت و ولایت کی باہمی تفضیل

کوئی ولی کسی نبی کے مقابل نہین یعنی انبیا کے مرتبہ کو نہین پہونچ سکتا اللہ سے قرب اور اوسکے نزدیک فضل کرنے
مین کیونکہ بڑی دلیل اسکی یہہ ہے کہ ولی کیسا ہی بڑا ہو اوسکو ہر پیغمبر پر ایمان لانا فرض ہے اور ظاہر ہے کہ جسپر ایمان
لایا جاوے وہ ایمان لانے والے کی نسبت ضرور افضل ہوگا دوسرے ولی خوف خاتمہ سے بری نہین اور پیغمبر امن
العاقبۃ ہین اون کے جنتی ہونے مین کلام نہین تیسرے پیغمبر سب معصوم ہین گناہ اور خطا سے کیونکہ اون کے نفس ایسے
مقدس ہین کہ نافرمانی نہین کرتے اور ولی کے نفس کی اگر محافظت ہوگی تو برے کامون سے بچتا رہے گا اور بالذات
پاک نہین ہے چوتھے اللہ تعالی نے پیغمبرون کی وحی بھیجکر مرتبہ اعلی مرحمت کیا ہے اور اونہون نے فرشتون کا مشاہدہ
کیا ہے اور خدا کے پیغام لوگون کو پہونچانے اور پند و نصیحت کرنے پر مامور ہین بخلاف ولی کے اب جو کوئی کہے کہ کسی
صحابی کا درجہ مثلاً ابوبکر صدیق یا حضرت عمر یا حضرت عثمان یا حضرت علی یا حسنین کا درجہ کسی پیغمبر کی برابر یا اوس سے
افضل ہے کافر ہوجاے اور جو کوئی کہے میرے مرشد کا درجہ نبی کا سا ہے کافر ہووے اس لیے کہ فقہا کا اسمین
اتفاق ہے کہ جو یہہ کہے کہ ولی افضل ہے نبی سے وہ قطعاً کافر ہے یاد رکھو کہ عقل کی انتہا ولایت کی ابتدا ہے جسطرح
عقل کے لیے بدیہی اور نظری ہے ولایت مین بھی ایسا طور موجود ہے اور ولایت کی انتہا نبوت کی ابتدا ہے عقلا اور
بچہ کی طرح ہوتے ہین جو ابھی شکم مادر سے پیدا نہوا ہو اور ولی طفل کی مثل ہے اور نبی بالغ کی طرح جب تک عقلا شیمہ
طبیعت سے نہین نکلتے فضاے عالم ملکوت کی سیر اونکو میسر نہین ہوتی ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے آخر

Marfat.com

نہایات الصدقین اول احوال الانبیاء اور ابن عطا نے کہا ہے ادنیٰ منازل المرسلین اعلیٰ مراتب الانبیاء و
ادنی منازل الانبیاء اعلیٰ مراتب الصدقین و ادنیٰ مراتب الصدقین اعلیٰ مراتب الشہداء و ادنی
مراتب الشہداء اعلیٰ مراتب الصلحین و ادنیٰ مراتب الصلحین اعلیٰ مراتب المومنین **سوال**
ابن مطہر حلی جو مشاہیر علماے شیعہ مین سے ہین کبھی بیہقی سے اور کبھی بغوی سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ و الی نوح فی تقوٰہ والی ابراھیم فی حلمہ والی موسیٰ فی
ھیبتہ والی عیسےٰ فی عبادتہ فلینظر الی ابن ابی طالب یعنی جو شخص اس بات کا ارادہ رکھتا ہے کہ حضرت
آدم کو اپنے علم مین اور حضرت نوح کو اپنے تقویٰ کے ساتھ اور حضرت ابراہیم کو اون کے حلم کے ساتھ اور حضرت موسیٰ کو
اون کی ہیبت کے ساتھ اور حضرت عیسیٰ کو اپنی عبادت مین دیکھے اوسے چاہیے کہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو دیکھ لے
اور اس سے ظاہر ہے کہ رسول علیہ السلام نے حضرت علیؓ کو ان انبیا کے ساتھ برابر کیا ہے پس معلوم ہوا کہ اولیا بھی انبیا
کے درجہ کو پہونچ جاتے ہین **جواب** اسکا یہ ہے کہ آنحضرت نے جناب امیرؑ کو ان اوصاف مین انبیا علیہم السلام
کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور علم بیان کی اصطلاح مین تشبیہ اسے کہتے ہین کہ کسی چیز کو ایک ایسے معنی مین دوسری چیز
کے ساتھ شریک کرنا کہ یہ معنی اوس دوسری چیز کے ساتھ مخصوص اور اوس مین زیادہ ہون اور پھر یہ بھی ضرور نہین
کہ یہ معنی جو مشبہ بہ مین یعنی دوسری چیز مین پاے جاتے ہین مشبہ یعنی پہلی چیز مین بھی نفس الامر مین موجود ہون کیونکہ
کبھی ادعا اور مبالغہ کے طور پر بھی ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ایک معنی مین شریک کر دیتے ہین دوسرا جواب یہ
ہے کہ اصول عقائد اسلام مین اختلاف پیدا ہونے سے قبل ہی اسپر اجماع ہو چکا ہے کہ انبیا اولیا سے افضل ہین
اور یہ بھی واضح رہے کہ ہر ایک نبی کے ساتھ صرف ایک ہی فضیلت مین جناب امیرؑ کی مشابہت تسلیم کیجا سکتی ہے
کیونکہ اگر تمام صفات کے مجموعہ کے ساتھ حضرت علی کو تشبیہ دی جائیگی تو حضرت علیؓ کل انبیا سے بھی بڑھ جائین گے
اس لئے کہ وہ تو صرف ایک ہی فضیلت کے ساتھ مختص تھے اور حضرت علی اون کی تمام فضیلتون مین شریک ہون گے اور
جو ایک نبی مین فضیلت ہے وہ بھی حضرت علی مین ہو گی اور دوسرے نبی کی فضیلت کو بھی اون سے تخصیص ہو جاے گی اور علاوہ
جناب امیر کے آنحضرت نے اور صحابہ کو بھی انبیا سے تشبیہ دی ہے چنانچہ ابوذر کو حضرت عیسیٰ کی زہد مین تشبیہ دی ہے
جیسا کہ ترمذی نے ابوذرؓ سے روایت کی ہے اور استیعاب مین بھی مروی ہے اور ابو عمرؓ نے روایت کی ہے کہ حضرت
نے ابوذر کو حضرت عیسیٰ کے ساتھ تواضع مین تشبیہ دی ہے اور حضرت صدیقؓ کو حضرت عیسےٰ سے اپنی امت کے
ساتھ نرمی کا برتاو کرنے مین اور حضرت عمرؓ فاروق کو حضرت نوحؑ کے ساتھ اپنی امت پر سختی مین تشبیہ دی ہے چنانچہ حاکم
نے قصہ قیدیان بدر مین یہ حدیث بیان کی ہے اور ابو موسیٰ کو حضرت داود کے ساتھ عمدہ لہجہ مین تشبیہ دی ہے چنانچہ یہ حدیث
صحیح بخاری و مسلم مین موجود ہے اور مراد تشبیہ سے یہ ہے کہ ان انبیا کے اوصاف مین سے ایک خاص وصف اوس

Marfat.com

صحابی مین بہی موجود ہی اور یہہ سمجہنا کہ صحابی نبی کے مساوی ہے سراسر جہل و نادانی ہے ہمارے نبی علیہ السلام کی تشبیہ سے بالکل یہہ مراد نہ تہی - یہان ایک شبہ وارد ہوتا ہے وہ یہہ ہے کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین وارد ہی علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے عالم انبیاے بنی اسرائیل کی مانند ہین - پس اولیای اللہ مدارج کمال مین چڑہتے ہوے رتبہ انبیاے بنی اسرائیل کو نہین پہونچے تو مصداق اس حدیث کے کیونکر ہوئے جواب یہہ ہے کہ یہان کاف بمعنی مثل نہین ہے بلکہ بمعنی مثال ہے اور مثل اور مثال کا فرق فقیر اوپر بیان کر چکا ہے دوسرا جواب یہہ ہے کہ یہہ حدیث حفاظ حدیث کے نزدیک صحیح نہین ہے چنانچہ زرکشیؒ اور عسقلانیؒ اور دمیریؒ وغیرہ کے نزدیک بے اصل محض ہے اور سیوطیؒ اسکے راویون کے حق مین قدح کرنے سے ساکت ہین اور شیخ اکبرؒ نے لکہا ہی کہ جسطرح بعض انبیاے بنی اسرائیل کو جدید شرع قایم کرنیکے لئے حکم نہ تہا اور الہامون کے ذریعہ سے عبادت کرتے رہتے تہے اسی طرح اکثر اولیاے امت محمدیؐ بہی بدون اسکے کہ کسب و تعلیم کیطرف مشغول ہون امور ضروریہ فرایض و واجبات جناب الہی سے بذریعہ الہام کے حاصل کرے اون کے مطابق عبادت کرتے ہین مگر اطاعت آنحضرت کی بھی ملحوظ رکہتے ہین اور اون کی شرع مین کسی طرح کی کمی بیشی نہین کرنے پاتے - اور ہر ایک نبی دو مونہہ رکہتا ہے ایک خلق کی طرف ہوتا ہے دوسرا خالق کی طرف یعنی اوسکو دو توجہ حاصل ہوتی ہین ایک خدا کی طرف جس سے استفاضہ کرتا ہے جناب باری سے - اور دوسری توجہ بندون کی طرف کہ اوس کے سبب سے بندون کو فیض پہونچاتا ہے اور اوسکا پہلا کمال ولایت ہے اور دوسرا کمال نبوت کمال نبوت کے حصول سے پیشتر ہی کمالات ولایت کو طے کر لیتا ہے پس کوئی نبی مرتبہ ولایت سے خالی نہین ہوتا اور ولی کا انتہا مرتبہ یہہ ہے کہ نبی پر اوسکا ایمان بہ نسبت غیر ولی کے قوی ہوتا ہے اور اس وصف کے ساتہہ کچہہ اور باتین بہی اوس مین جمع ہو جاتی ہین پس وہ کس طرح نبی کے درجہ کو پہونچ سکتا ہے اور بعضے کہ جو کہتے ہین کہ جایز ہے ولی کا نبی سے افضل ہوتا یہ بالکل گمراہی اور کفر ہے اور یہہ جو کلام الہی مین آیا ہے کہ ایک روز حضرت موسیٰ نے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ الہی تیرے بندون مین کوئی مجہسے زیادہ عالم ہووے تو بتا حق تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ میرا ایک بندہ ہے خضر نام تجہسے زیادہ تر عالم ہے کہ مینے اپنے علم کے اسرار اوس کے سینہ مین رکہے ہین اور حضرت موسیٰ مشتاق ہو کر مجمع البحرین مین حضرت خضر کے پاس پہونچے آگے اللہ تعالیٰ یون فرماتا ہے فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (موسیٰ علیہ السلام نے ہمارے بندون مین سے ایک بندے کو پایا کہ اوسکو ہمنے اپنے پاس سے رحمت دی تہی اور علم سکہایا تہا اوسوقت خضر نے پوچہا تم کون ہو موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا مین موسیٰ بنی اسرائیل کا نبی ہون حق تعالیٰ نے مجہکو فرمایا ہے کہ تمہارے مصاحب کرون اور تم سے کچہہ سیکہون هَلْ اَتَّبِعُكَ اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا حضرت موسیٰ نے خضر سے کہا کیا مین تمہاری پیروی کرون تاکہ تم مجہے وہ چیزین سکہاؤ جو حق تعالیٰ نے تمکو سکہائی ہین اس بات سے ہمارے مطلب مین نقصان

نہین آتا اس لئے کہ زیادتی علم مین ہمیشہ مطلوب ہوتی ہے جیساکہ قرآن مین وارد ہے قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا اے رب زیادہ کر میرا علم۔ ہان بعضے صوفیہ نے نبوت اور ولایت کی باہمی تفضیل مین گفتگو کی ہے اور اس فرقہ کی دو رائین ہوگئی ہین بعضے کہتے ہین کہ مرتبۂ نبوت افضل ہے اور بعضے مرتبۂ ولایت کو افضل بتاتے ہین جو بعضے کہتے ہین کہ مرتبۂ نبوت افضل ہے اونکی دلیل یہ ہے کہ نبوت کی غایت یہ ہے کہ دوسرون کی تکمیل کی جاے اور ولایت کا مقصد یہ ہے کہ اپنے نفس کی تکمیل ہو وہ متعدی ہے یہ لازم اور تکمیل غیر اپنے نفس کی تکمیل سے بدرجہا افضل و اعلیٰ ہے چنانچہ احمدؒ اور ترمذیؒ اور ابو داؤدؒ اور ابن ماجہؒ اور دارمیؒ نے کثیر ابن قیسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب عالم کی فضیلت عابد پر اسطرح ثابت ہے جیسے چودھوین رات کے چاند کو تارون پر ثابت ہے اس لئے کہ عابد عبادت مین مشغول رہتا ہے اور چونکہ فائدہ علم کے رواج بہت سے اس کی فضیلت اسکی عبادت پر بہت ہوئی اور ابو امامہ باہلیؓ سے ترمذیؒ نے اور مکحول سے دارمیؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم عالم کی بزرگی عابد پر ایسی ہے جیسے میری بزرگی تم مین سے ایک ادنی آدمی پر خیال کرو کہ حضرت کی فضیلت ادنی شخص پر کسقدر ہے اور ترمذی و ابن ماجہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدون سے سخت ہے کیونکہ جب شیطان لوگون پر دراز کے خواہش نفسانی کے کھولتا ہے تو عالم پہچان لیتا ہے اور اونکو تدبیر اوسکی دفع کی بتا دیتا ہے بخلاف محض عابد کے کہ وہ اکثر مشغول عبادت مین رہتا ہے اور شیطان کے جال مین پھنسا ہوتا ہے لیکن جانتا نہین اور جنھون نے ولایت کو نبوت سے بہتر اور عمدہ جانا ہے وہ خیال کرتے ہین کہ نبوت کا منصب خدا اور اوسکے بندون مین سفارت اور پیغام رسانی ہے اور نبی کا صرف یہی کام ہے کہ وہ عالم انسانی کی مصلحتون کی درستی اور اون کی خدمت گذاری کے سرانجام مین مستعد اور سرگرم رہے اور ولی عالم توحید کی سیر کرتا ہے اور اس دلیل کا جواب یہ ہے کہ نبوت کے معنی سفارت اور پیغام رسانی کے سمجھنا حالات ملوک پر قیاس کرنا ہے پیغمبری ایسی نہین ہے جیسے سلاطین کے یہان سفارت کے عہدے ہوتے ہین کیونکہ نبوت کا وہ مرتبہ ہے جسکو نہ کثرت حاجب ہو سکتی ہے وحدت سے اور نہ وحدت روکتی ہے کثرت سے اور یہ مرتبہ توحید صرف سے جو علی العموم اولیا کا مقام ہے بہت بڑا ہوا ہے پس پھر جو بعضے صوفیہ نے کہا ہے الولایۃ افضل من النبوۃ یعنی ولایت افضل ہے نبوت سے۔ اسکے یہ معنی ہین کہ نبی کی جو ولایت ہے وہ افضل ہے اوسکی نبوت سے چنانچہ مجدد الف ثانی کہتے ہین ان بدایۃ النبوۃ تنتہی الی نہایۃ الولایۃ نہایتہا یعنی ولایت کی انتہا نبوت کی ابتدا کے اس طرف منتہی ہوتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اس قول سے مراد یہ ہے کہ مطلق ولایت یعنی جو کسیکی ذات کے ساتھ مخصوص و منسوب نہین ہے افضل ہے مطلق نبوت

Marfat.com

سے اس لئے کہ ولایت قرب بحق ہے اور نبوت قرب بخلق اور جب ان دونون کو کسی نبی کی طرف نسبت کرکے مقید کردین تو نبوت اولیٰ ہوگی ولایت سے اسلئے کہ نبی کے کمالات کی انتہا اور ترقی نبوت مین ہے نہ تنہا ولایت کے ساتھ کیونکہ کمال انسان کا بلوغ مین ہے اگرچہ طفولیت کی انتہا بلوغت کی ابتدا ہے اور خواجہ محمد بن علی حکیم ترمذی اور شیخ سعد الدین حموی نے جو کہا ہے نہایۃ الانبیاء بدایۃ الاولیاء اسکا مطلب یہ ہے کہ ولی کی ابتدا یہ ہے کہ احکام شرع کی پیروی اور متابعت کرے اور شرائع جو ہین وہ انتہای کار نبی ہوتے ہین بہرصورت ولایت مقید کو نبوت مقید سے افضل کہین یا ولایت مطلق کو نبوت مطلق سے دونون قولون سے ولی کا نبی سے افضل ہونا لازم نہین آتا اس لئے کہ ولی کو نبی سے افضل نہین کہا ہے اگر کہا ہے تو ولایت کو نبوت سے افضل کہا ہے اور ولایت نبی کو بھی حاصل ہوتی ہے کچھ نبوت موجب زوال ولایت نہین ہے پس جب ولایت کو ولی سے منسوب کرین تو ولایت نبوت سے افضل نہین ولایت کہتے ہین اوس قرب کو جو بندہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہووے کہ اوسکی برکت سے اوس جناب پاک سے فیض حاصل کرے اور نبوت کہتے ہین اوس درجہ کو کہ خلق کو اوس فیض سے خبر دے تو اس سے یہی معلوم ہوا کہ نبی دونون درجون کا مالک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے جو اوسے قرب ہے وہ غیر کو نہین اور خلق کو بھی اوس فیض سے بہرہ ور کرتا ہے اور ولی کو پیغمبر کے توسط سے فیض ملتا ہے اور وہ اور کو پہونچانے کا محکوم نہین اور تسلی باطن کی جیسی خبر پیغمبر کو ہے کہ اوسکا خلاف ہوئی نہین سکتا غیر پیغمبر کو ویسی خبر نہین اور تابعدار سے وہ شخص افضل ہوتا ہے جسکی تابعداری کی جاتی ہے اور یہ جو کہا ہے کہ پیدایش انسان مین نور و ظلمت دونون چیزین موجود ہین اور ظلمت نور پر غالب ہے اسلئے ہر زمانہ مین ایک ایسا انسان پیدا ہوتا ہے جسکی خلقت مین ظلمت پر نور کو غلبہ ہوتا ہے وہ اپنے نور سے قوم ظلمانی کو منور کرتا ہے پس اگر وہ انسان خود رو ہے نبی ہے اور اگر پس رو ہے ولی ہے مراد اس خود روی اور پس روی سے تحصیل کمال مین ہے نہ انسانون کی تکمیل مین خلاصہ کلام یہ ہے کہ سب کو اتفاق ہے اسمین کہ نبی کی ولایت اور نبوت دونون ولی کی ولایت سے اعلیٰ اور افضل ہین اگر اختلاف ہے تو نبی کی نبوت اور ولایت مین ہے نہ ولایت ولی اور نبوت نبی اور ولایت نبی اور ولی مین پس ہر ایک نبی افضل ہے اعلیٰ درجہ کے ولی سے اور کوئی ولی خواہ قطب ہو یا صدیق نبی کے مرتبہ کو نہین پہونچ سکتا۔

فائدہ جلیلہ۔ حضرت عمرؓ سے ابوداؤدؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان من عباد اللہ لاناسًا ما ھم بانبیاء ولا شھداء یغبطھم الانبیاء والشھداء یوم القیامۃ بمکانھم من اللہ یعنی بندگان خدا مین سے ایسے آدمی ہین اور وہ جماعت اولیا کی ہے کہ نہ وہ نبی ہین نہ شہید قیامت کے دن خدا تعالیٰ اونکو اپنے نزدیک وہ مرتبہ عطا کرے گا کہ انبیا اور شہدا اون سے رشک کرین گے اور یہ مرتبہ اون کو اسلئے عطا ہوگا کہ وہ للہ فی اللہ محبت رکھتے ہین کسی ناتے رشتے اور مال کی داد و ستد کی غرض کو اون کی محبت مین دخل

Marfat.com

نہین ہوتا اور حضرت نے ولایت خدا کی اون کے لئے ثابت کرنے کو یہ آیت پڑہی اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ خبردار ہو تحقیق دوستان خدا کو نہ ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہون گے اور ترمذی کی حدیث قدسی کے الفاظ یہ ہین یقول اللہ تعالیٰ اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِیْ جَلَالِیْ لَھُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ یَغْبِطُھُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّھَدَآءُ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ آپس مین میرے عظمت و جلال کی وجہ سے محبت کرتے ہین اون کے لئے نور کے منبر ہونگے جنپر نبی اور شہید رشک کرینگے اور شرح السنہ اور شعب الایمان مین بھی یہی مضمون کمی بیشی کے ساتھ آیا ہے یہان یہ اشکال لازم آتا ہے کہ انبیا کہ سب لوگون سے افضل ہین اور شہید کہ جان و مال اپنا راہ خدا مین صرف کرتے ہین باوجود اس فضل عظیم کے اونکو ان انبیا پر رشک کرنا کیونکر روا ہے اور رشک مفضول پر نہین کیا جاتا بلکہ ہمیشہ افضل پر کیا جاتا ہے۔ علما نے اسکے کئی جواب دئے ہین (۱) رشک سے مراد یہ ہے کہ انبیا و شہدا اون کے مقام کی تعریف کرتے ہین اوسے اچھا جانتے ہین اور حقیقی معنی مراد نہین (۲) یہ کلام فرض اور تقدیر پر مبنی ہے یعنی اگر انبیا و شہدا کو کسی پر غبطہ یعنی رشک ہوتا تو انپر ہوتا اور مشہور جواب یہ ہے ممکن ہے کہ مفضول مین ایک ایسی صفت ہو کہ وہ فاضل مین نہو حالانکہ اوسمین اور اتنے فضائل و کمالات موجود ہون کہ اون کے مقابلہ مین وہ ایک صفت مفضول کی ہیچ ہے جیسے کہ ایک آدمی کے پاس ہزار گھوڑے نہایت عمدہ ہون اور دوسرے کے پاس صرف ایک بچھیرا ہو کہ وہ بھی پاکیزہ ہو وہ ہزار گھوڑون والا چاہے کہ یہ بچھیرا بھی میرے ہاتھ لگ جاے۔

وحدت الوجود اور وحدت الشہود

حق تعالیٰ واحد حقیقی ہے نہ واحد عددی اس لئے کہ واحد عددی اجزا اور ابعاض کے قابل ہے برخلاف واحد حقیقی کے کہ وہ ان سے منزہ ہے واحد عددی کو جملہ اعداد سے نسبت ہے چنانچہ دو کا آدھا اور تین کا تہائی اور چار کا چوتھائی وغیرہ وغیرہ جو عدد فرض کیا جاے واحد عددی اوسکی فرد ہوگا پس اوسکو جملہ اعداد کے ساتھ نسبت ہے اور واحد حقیقی کو اعداد سے کچھ نسبت نہین اور واحد عددی اعداد مین ساری ہے مثل ایک عدد کو دوسری بار یا تیسری بار یا چوتھی بار تکرار کرنے سے دو تین چار ہوتے ہین اسی طرح جتنی بار مکرر کرکے اعتبار کریگا تو عدد تازہ حاصل ہو جائیگا اور یہ سریان واحد عددی مین ہے اور واحد حقیقی ان نسبتون سے بری ہے۔ اور مذہب صوفیہ کا توحید مین دو طرح پر ہے ایک **توحید وجودی** اسکا قصہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور اون کے تابعین کی زبان سے پھیلا ہے اور بہت سی کتابین اور رسالے اس کے بیان مین جمع ہو گئے ہین ایک جماعت متاخرین مشایخ کی اسکی قائل ہو گئی ہے مدارک شرع سے بہت دور جا پڑی ہے ایسے الفاظ و عبارات تراشے ہین جو کان سے نہین سنی جاتے اس عقیدے سے سارا کارخانۂ شریعت و ناموس حق تباہ اور برباد ہوتا ہے ان لوگون نے اپنی توحید کا نام **توحید خاصہ** اور توحید اسلامی کا نام **توحید عامہ** رکھا ہے حالانکہ جسکو یہ توحید عامہ

Marfat.com

کہتے ہین یہ وہی توحید ہے جسکے لئے رسول آئے کتابین اُترین اوس کے انکار پر عذاب دنیا نازل ہوا عقاب آخرت مترتب ہوا۔ بعضے علما نے اپنے رسائل مین مسئلہ وحدت وجود پر دلائل عقلی لکھے ہین اور اوسکا نام برہان قطعی رکھا ہی حالانکہ وہ دلائل بالکل خام ہین ایسے مسائل مین جنسے ظاہر شرع کو نقصان پہونچتا ہو غور و فکر کرنا اور فلاسفہ کے دلائل کے ساتھ استدلال کرنا بالکل بے سود ہے یہ خلاصہ ہے نواب صدیق حسن خان کی تحریر کا جو دعایۃ الایمان وغیرہ مین مذکور ہے اور یہ قول تشدد و تعصب سے خالی نہین مگر آخر کار نواب صاحب مذکور نے بھی مسلک وحدت الوجود کے سامنے سر جھکا دیا تھا جو اون کے بیان مندرجہ تقصار سے ظاہر ہے۔ مولوی جامیؒ نے نقد النصوص فی شرح نقش الفصوص کے حاشیہ منہیہ مین بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے حکایت کی کہ وحدت وجود کے مسئلہ مین ایکبار مجھکو نہایت تفکر تھا کہ اسی خیال مین میری آنکھ لگ گئی خواب مین ایک کتاب مجھکو دکھائی جسکے حاشیہ پر یہ چند سطرین لکھی ہوئی تھین کہ توحید کا یہ معلوم کرنا بغیر زوال تشخصات اور فنائے رسوم و عادات کے میسر نہین آسکتا اور اس مین عقل کے گھوڑے دوڑانے سے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہی بیشتر حکمائے ایشیا وحدت وجود کے قائل تھے اہل یورپ مین کم حکما ہین جو اس مذہب کے ہین البتہ ڈی کارٹس کا شاگرد اسپنوزا مذہب وحدت وجود کا قائل ہے سوا اس حکیم کے اور کوئی شخص حکمائے یورپ مین سے پابند وحدت وجود کا نہین معلوم ہوتا ہے اہل علم نے لکھا ہے کہ وحدت الوجود کے معنی یہ ہین کہ وجود یعنی جسکے ساتھ موجودیت یعنی ہستی ہی ایک ہی چیز ہے کہ واجب مین واجب اور ممکن مین ممکن اور جوہر مین جوہر اور عرض مین عرض ہے اور ان اختلافات سے ذات وجود مین اختلاف نہین آسکتا دیکھو شعاع آفتاب کو کہ پاک و ناپاک دونون پر پڑتی ہے مگر فی ذاتہ پاک ہے ناپاک نہین ہوسکتی اور یہ مسئلہ فی نفسہ حق ہی کسی طرح مخالف شرع نہین اس لئے کہ وجود کے ہر مرتبہ کے لئے ان مراتب مین سے ایک علیحدہ حقیقت اور حکم ہی شرع شریف نے ہر ایک مرتبہ کا حکم بیان کر دیا ہے بعضے کو ہدایت کرنے والا بعضے کو گمراہ کرنے والا بعضے کو واجب الاطاعت بعضے کو واجب العصیان بعضے کو حلال بعضے کو حرام بعضے کو پاک بعضے کو ناپاک قرار دیا ہے اور کوتہ بین یہ جانتے ہین کہ یہ سارے اختلافات ذات مین ہین اور یہ بالکل غلط ہے تمام اختلافات اعتبار مین ہین جیسے میدان جنگ مین سوائے جسم کے کچھ نہین ہے اگر قاتل ہے تو وہی جسم ہے اور اگر مقتول ہے تو وہی جسم ہے اسی طرح سوار بھی جسم ہے غالب بھی جسم ہے مغلوب بھی جسم ہے بعض کتب مین مسئلہ وحدت وجود کا مطلب اس تقریر مین لکھا ہے کہ تمام موجودات مین ایسی چیزین موجود ہین جنکی وجہ سے ہر ایک اپنی احکام و آثار مختص مین دوسری سے ممتاز ہے مثلاً آگ مین وہ چیز پائی جاتی ہے جسکی وجہ سے وہ پانی سے ممتاز ہے اور وہ جلانے اور سوزش پیدا کرنے کی صفات ہین اسی طرح پانی اپنی برودت اور تری اور سیال پن کی وجہ سے آگ و خاک سے متمیز ہے اور اس چیز کو جسکی وجہ سے ہر ایک موجود اپنی تحقق مین ممتاز ہے کبھی ماہیت اور کبھی تشخص اور کبھی وجود خاص کہتے ہین ہمکو اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ موجودات

Marfat.com

جس طرح اپنے خاص خاص وجودات مین باہم جدا جدا ہین اسی طرح ایک اور امر مین جسکی وجہ سے ان موجودات نے وجود پایا ہے اور اوسیکی وجہ سے ان موجودات کے تمام احکام و آثار ظہور مین آتے ہین مشترک ہین پس وہی امر واحد ان سارے تشخصات کے ساتھہ متشخص بنا ہے اور ان ظاہری قیدون کے ساتھہ جو موجودات عالم مین پاے جاتے ہین مقید ہوگیا ہے اور وہی ان تمام مظاہر مین ظہور پذیر ہوا ہے اور وہی ذات باری ہے اور اوسی ذات باری مین یہہ سارے تشخصات و تعینات لگ کر موجودات بنے ہین اور یہ تشخصات و تقیدات اوس کے صفات اور کمالات ذاتی اور احوال کا ظہور ہے اور موجودات عالم سے جتنے احکام و آثار ظہور مین آتے ہین یہ سب اونہین احوال و کمالات کا مقتضی ہے اور بعض صوفیون نے یون کہا ہے کہ وہی ذات مقدس مختلف صورتون مین ظہور کرتی ہے اور ہر صورت مین اپنے احوال اور صفات کو آشکارا فرماتی ہے اور بہیدا اس مسئلہ مین یہ ہے کہ وہ ذات مقدس یہ چاہتی ہے کہ میرے سوا کوئی اور چیز وجود اور توابع وجود کے ساتھہ متصف نہو اور اوسکی غیرت وحدت واحدیت یہ چاہتی ہے کہ تمام افعال و آثار میرے ہی طرف منسوب ہون اور میرے ہی سمجھے جائین تاکہ لوگ میرے غیر کو دوست نہ بنائین اور سوا میرے کسی اور کے محتاج نہون پس جسطرح اشیا مین بوجہ تشخصات اور تقیدات اور ترتب احکام و آثار مختصہ کے باہم مغائرت پائی جاتی ہے اسی طرح ان تعینات و تقیدات کی وجہ سے اشیا کو ذات الہی کے ساتھہ بھی غیریت نفس الامری ہے اور جب ان تعینات و تشخصات و تقیدات سے قطع نظر کرلین اور سب باتون سے مجرد کرکے اون کی طرف لحاظ کرین تو ذات باری کے ساتھہ سب کو عینیت اور اتحاد حاصل ہے اور اسی طرح باہم بھی سب متحد ہین آپس مین کوئی غیریت اور دوئی نہین جسطرح موج اور حباب اور گرداب اور قطرہ اور برف اور اولے کا حال ہے کہ ان مین دراصل مغائرت نہین تشخصات اور تقیدات کی وجہ سے غیریت اور دوئی واقع ہوگئی ہے اصل ان سب کی پانی ہے جب اوسمین ایک خاص تشخص لگ گیا تو پانی سے برف ہوگیا اور اوسی پانی مین اور تشخص و تقید آجانے سے حباب بن گیا علی ہذا القیاس ؎ وجود وحدت باری مین ان افراد کثرت کو + قیاس موج و گرداب و حباب و آب ہم کیجے ؛ اور ذات الہی کو جب اوس مرتبہ مین لحاظ کیجیے جو ظہور اور تشخصات کے حصول کا ہے تو اس صورت مین وہ تمام اشیا کی عین ہے اور جب ان تشخصات اور ظہور کے مرتبہ کو چھوڑ کر اطلاق اور بطون کے مرتبہ پر خیال کیجیے تو ذات باری ان تمام اشیا سے غیر ہے یہ ممکن ہین وہ واجب ہے یہ حادث ہین وہ قدیم ہے یہی معنی ہین ابن عربی کے اس قول کے جو فتوحات مین ہے الرب حق والعبد حق فیا ادری من المکلف یعنی جبکہ اللہ حق ہے اور ثابت اور بندہ بھی اللہ ہے تو پھر مین نہین جانتا کہ مکلف کون ہے ایضا الحق المنزہ ھو الحق المشبہ حق جسکی پاکی اور عدم مشابہت مخلوق کے ساتھہ بیان کی جاتی ہے وہ وہی حق ہے جو تشبیہ دیا جاتا ہے مخلوقات کے ساتھہ ایضا سبحان الذی خلق الاشیاء وھو عینہا بزرگ ہے شان اوس ذات پاک کی جس نے اشیا کو بنایا اور حالانکہ وہی خود اشیا ہے

Marfat.com

قاضی نور اللہ نے مجالس المومنین مین جہان شیخ اکبر کا ذکر کیا ہے وہان اس قول کو لکھکر کہا ہے کہ احتمال اس بات کا
ہے کہ عینہا کی جگہہ غیبہا ہو غین منقوطہ کے فتحہ اور یاے تحتانی کی تشدید اور اسکے بعد یاے موحدہ سے ماضی کے
صیغہ پر جسکے معنی اخفا ہا ہین یعنی اون اشیا کو چہپا دیا انتہی مگر یہہ تاویل قاضی صاحب کے اور کلام مین شیخ کے تصحیف
قرار دینا بیجا ہے اس لئے کہ جب شیخ کا مذہب وحدت الوجود کا مسلم ہے تو پہر ایک لفظ کی اپنی مرضی کے موافق بنا لینے
سے کیا کام چل سکتا ہے ایضاً فھو عین ما بطن وعین ما ظھر ما ثم سواہ غیرہ ما ثم من یبطن عنہ سواہ
وھو المسمی ابا سعید الخراز وغیر ذلک من اسماء المحدثات پس وہ عین ہے باطن کا اور عین ہے ظاہر کا نہین ہے
سوا اوس کے کوئی مگر وہی ہے نہین ہے کوئی جو پوشیدہ ہو جاے اوس سے سوا اوسکے اور وہی ابو سعید موچی
اور زید و عمرو بکر کے ساتھ نامزد ہے شیخ کے یہ اقوال بظاہر خلاف شرع معلوم ہوتے ہین مگر شیخ کی مراد وہی ہے
جو ہم اوپر ذکر کر چکے ہین چنانچہ اونکا قول ذیل فتوحات مین جو جامی نے شرح لمعات مین ذکر کیا ہے اس بات پر
صاف دلالت کرتا ہے قال فھو عین کل شئ فی الظھور ما ھو عین الاشیاء فی ذواتھا سبحانہ وتعالی بل
ھو ھو والاشیاء الاشیاء انتہی صرف ظہور مین اللہ تعالی عین ہر شے کا ہے اور ذاتی طور پر اشیا کا عین نہین ہے
اشیا مین اور اسمین فرق ہے اشیا ظلمانی ممکن اور مادی ہین اور وہ واجب ہے ظلمت مادہ سے بری ہے اور
ذات الہی کے ان موجودات مین ظاہر ہونے کے کئی طور ہین صوفیہ وجودیہ نے اپنے مکاشفات کے ذریعہ سے
جو کچھہ معلوم کیا ہے اوس کے مراتب مفصلاً بیان کئے ہین توحید وجودی کے باب مین علماے صوفیہ نے کتابین
اور رسالے لکھے ہین عمدہ اون مصنفین مین سے یہ لوگ ہین طریقہ قادریہ مین سے شیخ محی الدین ابن عربی و شیخ
صدر الدین قونوی اور شیخ عبد الکریم جیلی اور شیخ عبد الرزاق جہنجانوی اور شیخ امان اللہ پانی پتی اور کبرویہ مین سے
شیخ جلال الدین رومی و شیخ جلال الدین تبریزی اور سہروردیہ مین سے شیخ فرید الدین عطار اور چشتیہ مین سے
سید محمد گیسو دراز و سید جعفر مکی اور نقشبندیہ مین سے خواجہ عبید اللہ احرار و ملا نور الدین جامی و ملا عبد الغفور لاری
و حضرت خواجہ باقی باللہ کابلی و علی ہذا القیاس شیخ عبد الرزاق کاشی و شمس فخاری و قیصری و سعید الدین فرغانی
وغیرہ اور تصانیف ان بزرگوارون کی موجود و مشہور ہین دوسری توحید شہودی اسکی تدوین اولاً شیخ علاء الدولہ
سمنانی نے کی ثانیاً شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے اور علوم عجیب و غریب سکھاے اور اس طرح سنبھالا جیسے
گرم کی سرد سے اور سرد کی گرم سے اور تر کی خشک سے اور خشک کی تر سے تعدیل کیجاتی ہے یہان تک کہ اعتدال
کامل لوگون مین سما گیا اور باطل جو حق سے مل گیا تہا اٹھہ گیا یہی مصداق مجددیت کا ہے وحدت شہود کے معنی
بھی سننا چاہیے حقیقت اسکی یہ ہے کہ سالک پر وسط سلوک مین نور حق کا غلبہ ہوتا ہے اور اوسکی توجہ تمام سمتون سے
جدا ہو کر اوسی کی طرف منحصر ہو جاتی ہے تو اس حالت مین تمام موجودات اوسکی نظر سے غایب ہو جاتے ہین اور

کہتا ہے سبحانی ما اعظم شانی و انا الحق وغیرہ وغیرہ لیکن سالک جب درجہ انتہا کو پہونچ جاتا ہے تو پھر ہر چیز کو
اصلی حالت مین دیکھتا ہے اور کہتا ہے وما للتراب و رب الارباب یعنی خاک کو خدائے پاک سے کیا مناسبت
اور تمثیل پہلی حالت کی یہ ہے کہ دن مین بسبب غلبہ شعاع آفتاب کے کوئی تارہ نظر نہین آتا اور دیکھنے والا کہتا ہے کہ سوا
آفتاب کے کوئی تارہ موجود نہین اور حالت ابتدا رات کی طرح ہوتی ہے کہ رات مین صرف تارے نظر آتے ہین اور آفتاب
نظر نہین آتا لیکن دیکھنے والا یہ ضرور جانتا ہے کہ یہ جو نور تارون مین موجود ہے یہ آفتاب کا ہے اور انتہا مین دونون
چیزین نظر آتی ہین آفتاب بھی اور تارے بھی اور اسکا نمونہ موجود نہین جسکو تمثیل کے لیئے بیان کیا جاتا - اور خلاصہ
بیان توحید شہودی کا مطابق تحریر مجدد صاحب کے یہ ہے کہ ذات عالم مین دو چیزین پائی جاتی ہین ایک امر مشترک
دوسرا امر غیر مشترک لیکن نہ وہ امر مشترک ذات صرف ہے اور نہ غیر مشترک بلکہ تمام برائیون کا منبع ذات الہی ہے
اور تمام برائیون کا منشا خود ذوات کائنات واقع ہوئی ہین اور تفصیل اس بیان مجمل کی یہ ہے کہ جسطرح اللہ تعالی کی
صفات ثمانیہ یعنی حیات اور علم اور سمع اور بصر اور قدرت اور ارادہ اور کلام اور تکوین خارج حقیقی مین ذات الہی
کے رنگ مین موجود ہین اور یہ تمام صفات باہم بھی اور اوس ذات مقدس سے بھی ممتاز ہین اور اوس ذات مقدس
مین اوسی امتیاز کے ساتھ حاضر ہین اسی طرح ان کے اعدام متقابلہ بھی جیسے عدم العلم یعنی جہل اور عدم القدرۃ یعنی
عجز اور عدم علم مین متحقق ہین اور یہ تمام اضداد اون اسما و صفات متقابلہ کے انوار اور عکوس اور تجلیات کے ظہور کا
آئینہ ہین اور چونکہ یہ اعدام ذات قابل کے لیئے بمنزلے مواد ہین اور وہ عکوس اون مواد کے حق مین صور نوعیہ کا
حکم رکھتے ہین جو مادون مین حلول کیا کرتے ہین اس لیئے ان دونون مین ایسی ایک آمیزش واقع ہوئی ہے کہ علم الہی مین
بہت سے حقایق مخلوط پیدا ہو گئے ہین اور جب قادر مختار کو اس بات کی خواہش ہوئی کہ مخلوق کو موجود کرے تو اپنے
ظاہر وجود کا پرتو اون مخلوطون مین سے کسی مخلوط پر ڈالکر خارج مین اپنے بہت سے احوال کے ساتھ مقید کرکے
موجود خارجی بنا دیا اور یہ خارج جو اس مخلوط خارجی کا وطن بنا ہے اوس خارج حقیقی کا ظل و عکس ہے پس وحدت
کے نزدیک تمام کائنات مین امر مشترک اور تمام کائنات کے حقایق اصلی کی حقیقت وہی مخلوط ہے ثمانیہ ہین
عدم علم و عدم قدرت وغیرہ اور اون مین جو امور غیر مشترک ہین یعنی وہ چیزین جو ہر ایک کے ساتھ مختص ہو گئی ہین
جاتی ہین اس وجود کے خاص خاص پرتوے ہین جو احوال مختلف کے ساتھ مقید ہو گئے ہین اور اونہین کی وجہ سے
خاص خاص احکام و آثار موجودات مین پائی جاتی ہین اور جتنے نقصانات اور شرور ارتین کل اشیا مین موجود ہین
اعدام کے سبب سے پیدا ہوئی ہین جو حقایق مخلوط کے لیئے بمنزلے مواد کے ہین اور جتنی نیکیان اور کمالات
مین ہین وہ صفات ثمانیہ الہی اور وجود الہی کے عکوس کی وجہ سے پیدا ہوئی ہین خلاصہ یہ ہے کہ تمام کائنات
رجوع اوسی ذات مقدس کی جانب ہے اور وہی اللہ سب کا خالق ہے اور اس مدعا پر خود اوسکا یہ کلام شاہد ہے

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ جو تجھکو بھلائی پہونچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو تجھکو برائی پہونچے وہ تیری جان کی طرف سے ہے پس مجدد صاحب کے نزدیک موجود حقیقی وجود اصلی کے ساتھ خارج حقیقی مین ایک ہی ہے اور ہرگز کوئی اس وجود مین اوس یکتا کا شریک نہین اور کسیطرح واقع مین کوئی غیر اوسکا نہ عین ہے نہ اوس سے متحد ہے اور وجود کائنات خارج مین ہو یا علم مین ہر جگہ اور ہر صفت کے ساتھ اوسی کے وجود اور کمالات کا پرتو ہے مثلاً علم کائنات اوسی ذات باری کے علم کا پرتو ہے اور یہ وہ عکس ہے جو جہل مین کہ علم کی ضد ہے منعکس ہوا تھا اسی طرح قدرت کائنات اوسی ذات پاک کی قدرت کا عکس ہے جو عدم قدرت یعنی عجز مین منعکس ہوا تھا اسی طرح وجود کائنات عکس ہے اوسی ذات پاک کے وجود کا کہ آئینہ عدم مین کہ وجود کا مقابل ہے منعکس ہوا تھا فرق اسقدر ہے کہ جناب مجدد صاحب کے نزدیک شے کا عکس حقیقت مین اوس شے کا عین نہین ہوتا بلکہ صرف مثال ہے چنانچہ اونہون نے اپنے مکاتیب مین اس مضمون کی تصریح کردی ہے اور صوفیہ وجودیہ کے نزدیک گو وجود حقیقی ایک سے زیادہ نہین لیکن اوس ایک وجود حقیقی کو اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ مختص نہین سمجھتے بلکہ اوسی وجود کے ساتھ کائنات کے موجود ہونے کے بھی قائل ہین اور یہ لوگ بھی گو موجودات عالم کو ذات وصفات الٰہی کے عکوس جانتے ہین لیکن عکس اور ذی عکس کو متحد قرار دیتے ہین پس فرق دونون مذہبون مین عکس کو اصل پر حمل کرنے اور نہ کرنے مین ہے اور یہ نزاع حقیقی ہے نہ لفظی تطبیق ان مذاہب کی نہین ہوسکتی اگرچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے ان دونو مسئلون مین مطابقت کی ہے اور جب سید یحییٰ بہاری نے اس تطبیق پر انکار کیا اور ایک رسالہ مین اس بات کو لکھا تو شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی نے سید یحییٰ کے رد مین ایک بسیط کتاب تصنیف کی نام اوسکا دفع الباطل رکھا شاہ صاحب موصوف نے اس کتاب مین دونون مذہبون مین تطبیق دینے کی کوشش کی ہے گو اس تطبیق کی ضرورت نہین اس لئے کہ یہ دونون مسئلے کشف سے ظاہر ہوئے ہین یعنی ایسی چیزون مین موافقت ثابت کرنا تکلف سے خالی نہین مگر اس تطبیق مین ایک عمدہ مصلحت ہے وہ یہ کہ دو عظیم الشان جماعتون مین اس سے مصالحت پیدا ہوتی ہے مرزا مظہر صاحب نے رسالہ سید یحییٰ کی تقریظ مین ایسا ہی کہا اور بعض علما یہ کہتے ہین کہ اس تطبیق سے کوئی عمدہ نتیجہ نہین نکلتا ہے اس لئے کہ شرح ان دونون کے ذکر سے ساکت ہے پس مسکوت عنہ مین خوض وفکر کرنا بے سود ہے۔ غلام یحییٰ بہاری نے اپنے رسالہ مین کیا خوب کہا ہے کہ یہ مسئلہ عقائد دینیہ ضروریہ مین سے نہین ہے جسپر بناے اسلام و ایمان ہو اور نہ ایسے مسائل فروعات مین سے ہے جسپر عمل کی صحت اور بخشش کا دار و مدار موقوف ہو بلکہ اصل مین تعلق ان دونو مسئلون کا اوس کیفیت کے ساتھ ہے جو حادث کو قدیم کے ساتھ ہے ظاہر قرآن وسنت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام عالم حادث ہے اور اللہ تعالیٰ اوسکا صانع و قدیم ہے اور اس بات کی تصریح قرآن وحدیث مین نہین کہ ان دونون

صانع و مصنوع مین علاقہ عینیت و رابطہ اتحاد بھی متحقق ہے یا دونون مین بالکل غیریت اور مباینت کلی ہے اور اسی وجہ سے بزرگان سلف اور ائمہ امت نے بھی اس باب مین کوئی کلام نہین کیا اگرچہ یہ دونون مسئلے بطریق رموز و اشارات کے کلام شارع سے مستنبط ہو سکتے ہین چنانچہ حضرات صوفیہ وجودیہ نے اپنے کشف و شہود کی تائید پر مسئلہ وحدت وجود کا مدار ہے اسطرح کی ہے الا انہ بکل شیٔ محیط خبردار ہو وہ ہر چیز کو گھیر رہا ہے الیضا کل شیٔ ھالک الا وجھہ ہر چیز سوائے ذات باری کے فنا ہے لبید کا قول ہے ؎ الا کل شیٔ ما خلا اللہ باطل خبردار ہو جو کچھ اللہ کے سوا ہے وہ باطل ہے اور ابوہریرہ سے احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے والذی نفسی بیدہ لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لھبط علی اللہ قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جان محمد کی اوس کے ہاتھ مین ہے کہ اگر تم ایک رسی زمین کی طرف چھوڑو تو وہ رسی خدا پر جا پڑے دوسری حدیث مین ہے ان احدکم اذا قام فی الصلوۃ فانما یناجی ربہ وان ربہ بینہ وبین القبلۃ فلا یبزقن احدکم قبل قبلتہ رواہ البخاری عن انس یعنی جب وقت تم مین سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتا ہے اور تحقیق اوسکا پروردگار اوس کے اور قبلہ کے درمیان مین موجود ہوتا ہے اس لئے تم مین سے کسی شخص کو اپنے قبلہ کی طرف نہ تھوکنا چاہیئے بلکہ علمائے ظاہر نے انہین اشارات کو مقلوب کرکے صوفیہ کو الزام دیا ہے اور کہا ہے بکل شیٔ محیط دلیل ہے اس بات پر کہ اللہ تعالی اور مخلوق مین مغائرت ہے اس لئے کہ محیط اور محاط یعنی گھیرنے والی اور گھیری ہوئی چیز مین غیریت ہوتی ہے اور کل شیٔ ھالک سے مراد یہ ہے کہ ہر چیز زمانہ آیندہ مین فنا ہونیوالی ہے نہ یہ کہ فی الحال فنا ہے جیسا کہ اس آیت مین ہے کل نفس ذائقۃ الموت یعنی ہر جی موت کا مزہ زمانہ آیندہ مین چکھنے والا ہے اگر الفاظ کل شیٔ ھالک سے مراد یہ ہوتی ہے کہ ہر شے فی الحال فنا ہے تو یہان یون ارشاد الہی ہوتا ہے کہ ہر جی موت کا مزہ چکھ چکا ہے اس مطلب پر اور بھی بہت سی آیات دلیل ہین چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے وانجینا موسی ومن معہ اجمعین ہمنے موسی کو اور جو لوگ تھے اوس کے ساتھ سب کو بچا دیا اس سے ظاہر ہے کہ تمام چیزین فی الحال ہالک نہین ہین اگر فی الحال ہالک ہوتین تو موسی اور اون کے ساتھیون کو نجات دینے کے کیا معنی ہوتے اور دوسری جگہ اللہ تعالی فرماتا ہے ولقد اھلکنا القرون من قبلکم ہم ہلاک کر چکے ہین قرنون کو تمسے پہلے - اس سے معلوم ہوا کہ مخاطبین اور جو بالفعل موجود ہین وہ ہالک نہین ہین جو ان سے قبل تھے وہی ہلاک ہو گئے تھے پس ہر شے کا فی الحال ہالک ہونا ثابت نہین اور یہ استدلال باطل ہوا کہ ذات باری کے سوا ہر شے ہالک ہے اور لبید کے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ ہر اک عبادت جو سوا ذات باری تعالی کے ہے وہ عبث اور بیفائدہ ہے نہ یہ کہ ہر اک کی ذات ناچیز اور معدوم ہے اور دلیل اسپر بھی قول الہی ہے ربنا ما خلقت ھذا باطلا - اے رب ہمارے تو نے یہ باطل نہین بنایا - پس اگر ہر چیز باطل ہوتی تو یون نہین وارد ہوتا یہ کلام الہی

Marfat.com

بتاتا ہے کہ مخلوق مین سے کوئی چیز باطل نہین - اور حدیث مین جو ہے کہ رسی اللہ پر گرے اس سے بھی خوب سمجھا جاتا ہی
کہ گرنے والی چیز رسی ہے اور وہ اللہ کی ذات پاک سے مغائر ہے تو معلوم ہوا کہ اشیا ذات الہی کی عین نہین اور
یہ جو حدیث مین ہی کہ اللہ تعالی قبلہ کے اور نمازی کے درمیان مین ہے یعنی اوسکے منہ کے سامنے موجود ہے - اس سے
بھی توحید وجودی ثابت نہین ہوتی اس لئے کہ توحید وجودی تو اس بات کو چاہتی ہے کہ ہر جانب آگے ہی پیچھے بھی
اوپر بھی تلے بھی اللہ ہی اللہ ہی - منہ کے سامنے ہونے کی خصوصیت نہین - خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب کہ یہ اشارات
ان کے مدعا کو صراحۃً ثابت نہین کر سکتے تو اسی وجہ سے انکو عقائد دینی اور مسائل ضروری اصولی مین سے نہین شمار
کرتے تو اب یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ یہ مسئلہ اولیاء اللہ کے مکاشفات مین سے ہین کہ بعض اولیاء کو تو اثنای سیر و سلوک اور عرفان
مراتب ملک و ملکوت اور امتیاز مدارج لاہوت و ناسوت مین وحدت وجود مکشوف ہوئی اور بعض کو وحدت شہود مشہود ہوئی
اور اس کی صورت یہ ہے کہ ولی کو نور مشاہدہ سر سے پاؤن تک گھیرے اور اس طرح پورا استغراق پیدا ہو دے کہ سوا نور
حق کے اپنے آپ کو اور اپنے غیر کو کچھ نہ پائے وہی ایک نور حق پاوے اس نسبت مین اگر حق تعالی کے اطلاق اور تعین کے
شہود کے غلبہ کے سبب اشیاء کو عین حق پاے تو یہ توحید وجودی ہے اور جو اشیاء کو گم کر دیا اور ان کے سوا جمال
ذوالجلال کا مشاہدہ حاصل کیا اور اشیاء کو نظر سے گرا دیا تو توحید شہودی ہے - محققین علماے صوفیہ وجودیہ نے مسئلہ
وحدت وجود کو کچھ اس طرح سے بیان کیا ہے کہ کسی طرح شرع کی مخالفت نہین رہتی اس لئے کہ وجود مطلق کو جو عین ذات حق
قرار دیتے ہین اوس کے مراتب ثابت کرتے ہین کسی مرتبہ مین واجب ہے اور کسی مرتبہ مین ممکن اور حادث اور قدیم اور
مجرد اور مادی اور مومن اور کافر اور سگ اور خوک ہے اور اوس وجود کی ذات ان سب قیدون سے بری ہے کوئی
نقصان اوسمین نہین جیسے جسم کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک جوہر ہے جو طول - عرض - عمق تینون چیزین رکھتا ہے یہ
حقیقت سگ و خوک مین کسی طرح نجس نہین ہو سکتی اسی لئے کہا ہے ؎ ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد ۔ گر فرق مراتب
نکنی زندیقی ۔ مناسب یہ ہے کہ اگر مخاطب عامی آدمی ہو اور مراتب کا فرق کرنیکی قدرت نہ رکھتا ہو تو اوسکے سامنے
یہ مسئلہ بیان نہ کرے کہ الحاد و زندیقیت کا موجب ہے چنانچہ بخاری نے کتاب العلم کے باب الترخص بالعلم قوما دون
قوم مین انس رض سے روایت کی ہی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و معاذ ردیفہ علی الرحل قال یا معاذ قال
لبیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سعدیک قال یا معاذ قال لبیک رسول اللہ و سعدیک
قال یا معاذ قال لبیک و سعدیک ثلثا قال ما من احد یشہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ
صدقا من قلبہ حرمہ اللہ علی النار قال یا رسول اللہ افلا اخبر بہ الناس فیستبشروا قال اذا
یتکلوا - ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر معاذ بیٹھے ہوے تھے آپ نے فرمایا اے معاذ اونہون
نے جواب دیا یا رسول اللہ حاضر ہون اسی طرح تین بار سوال و جواب ہوے اسکے بعد آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے

اس بات کی گواہی دے کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوس کے رسول ہین اور یہ گواہی سچے دل سے دی ہی تو اللہ اوسکو آگ پر حرام کردیتا ہے۔ معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا مین اس بات کی لوگون کو خبر کردون تاکہ وہ خوش ہون آپ نے فرمایا ایسا نکرنا کیونکہ پھر وہ اسی قدر پر سنم ہو جائینگے۔ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور اولیاے سلف نے ان مسائل کا صراحۃً کہین ذکر نہین کیا ہے ہان اشارۃً وکنایۃً بعض کے کلام سے سمجھی جاتی ہین مگر سارے سلف اور ائمہ سلوک قول وحدت شہود پر گذرے ہین اور کتاب وسنت بھی اسی بات پر منطبق ہوتے ہین اگرچہ بطریق اشارۃ النص ہو جسنے اس مسئلہ مین خوض کیا ہے اور اقوال اہل باطن پر اطلاع پائی ہی وہ اسی طرف گیا ہے سید غلام علی آزاد بلگرامی نے مظہر البرکات مین دو تمثیلین ان دونون مذہب وحدت وجود وشہود کیواسطے ذکر کی ہین وہ یہ ہین ؎

قال اهل الشهود تمثيلا　　قال اهل القلوب تسهيلا

جو لوگ توحید شہودی کے قائل ہین اونہون نے بطور تمثیل کے کہا ہی اور اہل دل نے سہولت کی راہ سے کہا ہے۔

ان ذا الكبرياء والقدم　　ليس من جنس هذه النسم

تحقیق خدا ے تعالی جو صاحب بزرگی اور قدم کا ہی　　اس مخلوق کی جنس مین سے نہین ہے۔

سالك سائر الى الله　　صادح طائر الى الله

سالک چلنے والا ہے طرف اللہ کی　　بہت بولنے والا اللہ کی طرف اوڑنیوالا ہے

يتجلى فى جماله الاعلى　　يتجلى فى مثاله الاعلى

مٹ جاتا ہی اوس کے جمال مین کہ بہت بڑا ہی　　روشن ہوتا ہے اوسکی مثال مین کہ بہت بلند ہے

فيرى انه هو الله　　ويرى ليس ثم الا هو

پس وہ اپنے آپ کو یہ دیکھتا ہے کہ اللہ ہے　　اور دیکھتا ہے کہ نہین ہے وہان مگر وہی

الحديد الخضيب بالنار　　مقتن صبغة من السرى

ایسا لوہا کہ آگ سے رنگین ہے　　رات کے چلنے والے سے رنگ حاصل کرنیوالا ہے

ان يقل انى انا النار　　فهو فى الادعاء مختار

اگر یہ کہتا ہی کہ مین آگ ہون　　تو وہ اپنے اس دعوی مین مختار ہی

لكن النار غير ذى الخضب　　ما لرب السماء والترب

لیکن آگ اوس رنگین لوہے سے غیر ہے　　آگ اور خاک کے درمیان کوئی واسطہ نہین یعنی ان دونون مین کوئی مناسبت نہین۔

Marfat.com

قال اهل الوجود تدقیقا　　قال اهل الصفاء تحقیقا

اور جو صوفیہ توحید وجودی کے قائل ہین اونہون نے بطور تدقیق کے کہا ہے ؛ اور ان اہل صفا نے تحقیق کی رو سے کہا ہے

انما الله واحد قهار　　لیس فی الدار غیره دیار

اللہ یکتا اور قہار ہے　　اوسکے سوا مکان مین کوئی آباد کرنیوالا نہین۔

ماسوی الله عینه ابدا　　لا نری غیر ذاته احدا

جو کچھ اوسکے سوا ہے وہ سب ہمیشہ اوسکا عین ہے　　اوسکی ذات کے سوا ہم کسی کو نہین دیکھتے

انما الله خضر مواج　　والوری کلها هی الامواج

اللہ ایک موج مارنے والا دریا ہے　　اور مخلوقات جتنی ہین یہ سب اسی دریا کی موجین ہین۔

فالوری من شیون جلوته　　والبرایا شعاع جذوته

مخلوقات اوسکی تجلیات کے احوال ہین　　اور خلایق اوسکے انگارے کی شعاعین ہین۔

اسمعوا المذهبین من آزاد　　واحفظوا ما روی من الارشاد

آزاد سے توحید شہودی وجودی مذہب سن لو　　اور یاد رکھو جو کچھ راستی سے روایت کی ہے

پھر آزاد نے ایک تمثیل اپنی طبیعت سے نکالی ہے۔

قال صوفیة من الفقراء　　عمدة الصاعدین فی الخضراء

اہل تصوف نے فقرا مین سے کہا ہے　　جو آسمان مین عمدہ طور پر چڑھنے والے ہین

اما الخلق مظهر الباری　　هو فی کل جزئه ساری

مخلوق اللہ کا مظہر ہے یعنی اللہ نے مخلوقات مین ظہور کیا ہے ؛ اور اللہ مخلوق کے ہر جزو مین سرایت کر رہا ہے

انا القیت فیه تمثیلا　　للصراط الدقیق تسهیلا

مین نے اوسمین ایک تمثیل پائی ہے　　جو اوس باریک رستے کے لئے آسانی کرنے والی ہے۔

البصر واحدا من الاحاد　　انه خارج من الاعداد

اکائیون مین سے ایک اکائی کو دیکھو　　کہ تحقیق وہ اعداد مین سے خارج ہے۔

فائدہ

بعض محاسبین نے عدد کی تعریف مین لکھا ہے کہ وہ ایک کمیت ہے جو عدد واحد اور اوس چیز پر اطلاق کیا جاتا ہے جو اس عدد سے مرکب ہووے پس اس تعریف کے مطابق واحد بھی تعریف عدد مین داخل ہوا اور بعض محاسبین نے ذکر کیا ہے کہ عدد وہ ہے جو اپنی دونون طرف یعنی اپنے اوپر کے عدد اور اپنے نیچے کے عدد کے مجموعہ کا نصف ہو مثلاً خیال کرو کہ چار کے عدد کے اوپر پانچ کا عدد ہے اور اوسکے نیچے تین کا عدد ہے

Marfat.com

مجموعہ دونون طرف کا آٹھ ہے اور نصف اسکا چار پس اس تعریف کے مطابق وہ
تعریف عدد سے خارج ہے اس لئے کہ اوسکی طرف بالا مین دو کا عدد ہے اور اوسکی طرف زیرین مین کوئی نہین
کبھی اس دوسری تعریف مین تکلف کرتے ہین تاکہ واحد بھی عدد مین داخل رہے اور اوس تکلف کی صورت یہ ہے
کہ اطراف سے عام معنی مراد لیتے ہین تاکہ عدد صحیح اور کسر اور دونون کے مخلوط کو شامل ہو اس صورت مین واحد
عدد مین داخل رہتا ہے اس لئے کہ ایک کنارہ اوسکا نصف ہے اور دوسرا کنارہ واحد اور نصف ہے اور ان دونون
کنارون کا مجموعہ دو ہے اور دو کا آدھا ایک ہوتا ہے صاحب خلاصۃ الحساب کہتا ہے کہ حق یہ ہے کہ واحد عدد مین داخل
نہین گو اوس سے اعداد مرکب ہوتے ہین جیسا کہ جزو لایتجزیٰ بذاتہ جسم نہین ہے اجسام اوس سے مرکب ہوتے ہین مگر اونہون
نے شاید کوئی دلیل اپنے دعوے پر پائی ہو مگر علم حساب کے مسائل سپرد دلالت کرتے ہین کہ واحد عدد مین داخل ہے اسلئے کہ تمام
مسائل مین واحد دوسرے اعداد کا شریک ہے مگر بعض مین نہین مثلاً نسبت چہارگانہ اور ضرب۔

وھو فی کلھن موجود　　وھو فی کلھن مشھود

اور واحد اون تمام اعداد مین موجود ہے اس لئے کہ سب اوس سے بنتے ہین اور وہ اون تمام اعداد مین دکھتا ہے۔

فکذا اللہ خالق الاشیاء　　حاضر فی السماء والغبراء

یہی حال اللہ تعالیٰ کا ہے　　وہ موجود ہے آسمان اور زمین مین

وھو رب تعالیٰ عن الامکان　　لیس من جنس ھذہ الاکوان

اور وہ رب ہے کہ برتر ہے امکان سے　　اس مخلوق کی جنس مین سے نہین ہے۔

رب آزاد راکع سجاد　　رب فاجعلہ واحد الاحاد

اے اللہ آزاد رکوع اور سجدہ کرنیوالا ہے　　اے رب آزاد کو برگزیدہ کر دے

بالنبی الکریم من عدنان　　وباولادہ ذوی الاحسان

نبی کریم کے طفیل سے جو عدنان کی اولاد مین ہین　　اور اونکی اولاد کے طفیل سے جو صاحب احسان ہین

فائدہ عدنان حضرت اسمٰعیل کی اولاد مین سے ہین اور آنحضرت کا نسب عدنان تک بلا خلاف ثابت ہے اور عدنان
سے آگے حضرت آدم تک کتاب انساب ابن جوزی سے حاشیہ روضۃ احباب مین تیس شخصون تک ذکر کئے ہین
علما کے قول کے مخالف سے اعتماد کے قابل نہین اور عدنان سے حضرت اسمٰعیل تک چالیس آدمی کا واسطہ ہے اور بعض کے
نزدیک سات کا اور بعض کے نزدیک تیس کا اور پھر انمین بھی اشخاص مختلط ہین الفاظ متغیر ہین اب ہم ایک ملسبی تقریر
کرتے ہین جس سے اس مسئلہ کی حقیقت اور اس نزاع کی کیفیت بخوبی کھلجائیگی اور معلوم ہوجائیگا کہ جس نے جو مذہب
اختیار کیا ہے وہ قابل معذوری کے ہے جب عارف کی نظر مین اللہ تعالیٰ کی ہستی کے سوا کچھ نہ آئے تو یہ وحدت ہے

Marfat.com

اور اگر کبھی وجود اشیا بھی نمودار ہوتا ہے تو یہ ایسا ہے جیسے کوئی خواب مین کچھ دیکھتا ہے اور پھر جو بیدار ہوا
تو بیداری مین وجود اون صور منامیہ کو ملاحظہ کرتا ہے پس عین اس لحاظ مین یہ بات جان لیتا ہے کہ اوس چیز کو
تحقق خارجی حاصل نہین شہود کثرت وحدت کے اندر ایسے ہی ہوتا ہے صاحب لمعات نے کہا ہے الحقیقۃ کالکف
یعنی جہان انگلی رکھی وہین اوسکا بیچون بیچ ہے پس جسپر ایک صفت پورے طور پر منکشف ہوئی اوسکے ضمن مین
اوسکو عرفان ساری صفات کا حاصل ہوگیا۔ دوسری مثال یہ ہے کہ عالم کا وجود بمنزلے اعداد کے ہے
کہ محاسب ایک عدد کو دوسرے مین ضرب دیکر آحاد وعشرات ومآت والوف وغیرہ بناتا ہے اور احکام صادقہ
نفس الامر یہ ان مراتب مشار الیہا مین سے ہر مرتبہ اوس کے ذہن مین متحقق ہوتے ہین اور فرد متمیز عن الآخر
کے لیئے ایک خاص وجود وہان ثابت ہے حالانکہ ان تمام اعداد واحکام کے لیئے ذہن محاسب ہے خارج مین کوئی نام
ونشان نہین اسی طرح علم الہی نے اس عالم کی صورتون کو تکثیر وتوفیر عطا کی ہے اور ہر عالم کے ہر ہر فرد اپنے اپنے
احکام وخواص کے ساتھ اوسمین پاے جاتے ہین متمثل ہوئی ہے اور وجود خارجی انکو نہین ملا ہے اور باوجود اس کے
اون کے صدق احکام کو اون کے خارج مین نہ موجود ہونے کے ساتھ کوئی منافات نہین اور اس سے بھی صاف
طور پر یون سنو کہ ہم اپنے خیال مین ایک بڑے سے درخت کے تخم کی صورت باندھتے ہین اور جو کچھ اوس درخت مین
قابلیت شاخون اور پھولون اور پتون وپھلون کی ہے سب کو یکجائی طور پر اوسمین متصور کرین پھر اپنے خیال مین اون
شاخون وغیرہ کو آگے پیچھے بار بار ظہور بخشین یہان تک کہ پورا درخت مرتب ہوجاے پس دونون مرتبے اوس شجر کے
کہ ایک اوسکا اجمال ہے کہ اوس کے تخم ہونیکے مرتبہ مین تھا اور دوسری اسکی تفصیل کہ موافق اوس قابلیت کے
ظہور پکڑا سوا خیال کے دوسری جگہ نہین ہونگی اس بنا پر عرفاء عالم کو وجہ اول کے موجب صور معلومہ کہتے ہین
اور دوسری وجہ کی رعایت سے وجود خارجی اوسکا مقرر رکھتے ہین اور یہ دونون باتین علم مین ہین پس یہ جو کہا ہے
از عیان ماشمت رائحۃ الوجود نہایت صحیح ہے اور یہ جو کہتے ہین کہ عالم کا وجود خارجی یہی ہے یہ بھی درست ہے اسی جہت
سے جسکو معنی مذکور مشہود ہوے اوس نے اپنی ہستی کو محض مضمحل پایا چنانچہ ایک بزرگ کا قول ہے کہ چالیس برس سے
اپنے آپ کو ڈھونڈھتا ہون مگر نہین پاتا ہون اور جسکو یہ معنی مشاہدہ نہ ہوے وہ اپنی ہستی موہوم کی قید مین مبتلا
اور اپنی جان کو موجود سمجھا اور باوصف اسکے یہ بخوبی جانتا ہے کہ زمانہ آیندہ مین مجھے فنا ہونا ہے اور یہ خطا ہے کہ دلکو
پردہ پڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور جب غور سے دیکھا جاتا ہے تو مآل دونون کا ایک معلوم ہوتا ہے اور وحدت کی
حقیقت مین کوئی خلاف نہین اس لیئے کہ توحید وجودی کا حاصل یہ ہے کہ شہود مین بھی غیر نہ معلوم ہو اور یہ حالت
مشاہدہ کی دائمی ہوجاے اور توحید شہودی کا بھی یہی کمال ہے کہ وجود مین مشاہدہ کثرت اعتباریہ کا شہود مین خلل انداز
نہو جب تک یہ حالت پیدا نہو دونون توحید کا قائل حقیقت کو ان کی نہین پہونچا ہے۔ محققین کہتے ہین کہ وحدت

Marfat.com

وجود مین کونسا شک ہے اسلئے کہ وجود معنی واحد ہے اور اشتراک لفظ وجود مین معنوی ہے نہ لفظی اور حقائق اور وجود کی ماہیات
مین کیا شبہ ہے کہ ماہیت اور چیز ہے اور وجود دوسری چیز اگر وجود ماہیت ممکن کا عین ہو تو ممکن واجب ہو جائے اور
اگر ممکن حقیقت وجود کا عین ہو تو واجب ممکن ہو جائے اور حقائق ممکنہ صوفیہ صافیہ کے نزدیک معانی عدمی ہین اور
عدم وجود سے غیر ہے اور یہی حیثیت غیریت کی ممکنات کے ظہور اور امتیاز کا باعث ہوتی ہے جسطرح سے کہ عینیت اور
اتحاد کی وجہ سے موجودات موجود ہوے ہین پس اکابر صوفیہ جو ان دونون حیثیتون سے واقف ہین اونہون نے
اپنے اپنے وقت کے آدمیون کی استعداد کے موافق حقیقت کو بیان کیا ہے۔ شیخ اکبر نے جو دیکھا کہ ہمارے عہد کے لوگ
دوئی مین گرفتار ہین اور خالق و مخلوق مین نسبت عمارت اور معمار کی اور آبخورے و کمہار کی ثابت کرتے ہین اور ممکن کے
وجود کو مستقل اور جدا واجب کے وجود سے جانتے ہین اور اسوجہ سے اللہ تعالی کے ساتھ قرب و نسبت اور ولایت کا سلسلہ
بالکل مفقود ہو جاتا ہے اس لئے شیخ اکبر نے عینیت کے اسرار کو بیان کیا اور دوئی اور مغائرت کی بات کو نظرون سے
چھپا دیا تاکہ ظاہر بینون کو باطن کی طرف توجہ ہو اور حقیقت پر رجوع کرین اور حضرت علاؤ الدین سمنانی و شیخ احمد
سرہندی مجدد الف ثانی نے جو اپنے زمانہ مین یہ دیکھا کہ نسبت عینیہ انپر غالب ہے اور زیادہ جاہل لوگ حال کو
چھوڑ کر قال پر اکتفا کرتے ہین اور عبد و معبود اور حلال و حرام مین انکو فرق نہین رہا ہے اور اللہ تعالی کے وجود کو شئ وجود
کلی طبعی کے افراد مین موجود جانتے ہین اس لئے ان بزرگون نے اثنینیت اور دوئی کی نسبت کو بیان کیا تاکہ
یہ لوگ تشبیہ کو چھوڑ کر تنزیہ کی طرف مائل ہون اور پھر نسبت مجہول الکیفیت کو حاصل کرین جب خواجہ محمد ناصر دہلوی کا
عہد ہوا اور دونون نسبتون کی قوت کمال کو اسوقت تک پہونچ چکی تھی اور توحید وجودی و شہودی کی طرفداری مین
گروہ آدمیون کے موجود تھے اور ایک کا حال دوسرے کو معلوم نہ تھا اس لئے انہون نے لواے محمدی کو بلند کیا اور
توحید مطلق کو بیان کرنے لگے اور لفظ وجود و شہود کو جو صوفیون نے نکالے تھے بالکل دور کر دیا اور
بیان کیا کہ فاعل حقیقی جامع تمام صفات ذاتی و فعلی کا وہی ہے حیات و موت نفع و ضرر عزت و ذلت عطا و منع
قبض و بسط خلق و رزق وغیرہ کا مالک اوس کے سوا کوئی نہین تمام عالم کے اندر کوئی کچھ حول و قوت حاصل
لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور اپنے اور تمام جہان کے وجود کو اوس کے وجود باقی دوائم کے مقابلے مین محو اور فانی
جاننا چاہیئے اور سب سے قطع کر کے اوسی کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے توحید محمدی اور دعوت نبوی اسی کی طرف ہے
پس جن کے مزاجون پر خلقیت و امکانیت غالب ہے اونکا معالجہ سواے توحید وجودی اور فانی فی اللہ کرنے کے کچھ
نہین اور جن کے مزاج پر حقیقت و الوہیت نے غلبہ کیا ہے اور ادب کے دائرہ سے پاؤن انکا بڑھا دیا ہے انکا علاج
مراتب امتیاز کے اظہار کے سوا کہ یہی توحید شہودی کا مقصود ہے ممکن نہین انکو ہوش مین لاکر باقی باللہ کرنا چاہیے
جو لوگ ان دونون کوچون سے ناواقف ہین اونہون نے دونون گروہ کے حاصل کلام کو بغیر سمجھے افراط و تفریط

سے کام لیا اور آپس مین جھگڑے کرنے لگے دانشمند اور حقایق منزل کا عارف وہی ہے کہ ان جھگڑون کو چھوڑ کر عینیت اور اثنینیت کے امر اعتباری پر خیال نہ کرے اور ان غیبی باتون اور مخفی حقیقتون کو علم الہی کے سپرد کردے کہ یہی راہ راست ہے **فائدہ** توحید وجودی و توحید شہودی مین نسبت تضاد کی ہے۔ صوفیہ وجودی کہتے ہین کہ حق تعالیٰ اور عالم مین عینیت حقیقی اور غیریت مجازی ہے جیسے دریا اور حباب کا حال ہے کہ ظاہر مین دونون جدا جدا ہین اور حقیقت مین ایک ہین اور صوفیہ شہودیہ کہتے ہین کہ حق تعالیٰ اور عالم مین غیریت حقیقی ہے اور عینیت مجازی جیسے آگ اور لوہا کہ جب گرم ہوکر سرخ مثل آگ کے ہوجاتا ہے تو عین آتش معلوم ہوتا ہے حالانکہ دونون جدا جدا ہین اسیطرح جب بندہ تجلیات الہی مین مستغرق ہوجاتا ہے تو حباب اور دریا کا ساحل ہوجاتا ہے اور جب اوٹھ کر آتا ہے تو اپنی عبودیت کا اقرار کرتا ہے۔ اور مخدوم صاحب میلاپوری نے کہا ہے۔ جب ۱۱۶۶ھ مین انتقال کیا یہ رائے ظاہر کی ہے کہ حق تعالیٰ اور عالم مین باہم عینیت بھی حقیقی ہے اور غیریت بھی حقیقی ہے اور یہ تیسرا قول ہے کہ انہون نے پیدا کیا ہے۔

مسئلہ - خدا کا طالب وہ ہے کہ اگر اوسے یہ معلوم ہو کہ حق دوسری طرف ہے اور مین اب تک غلطی پر تھا تو اوسے فوراً قبول کرلے اور دوسرون کو بھی وہی بات بتائی جو اوسکو صحیح معلوم ہو اگر وہ قبول نہ کرے تو دو ایک بار یہ کہکر کہ مجھکو تو ایسا ہی تحقیق تھا خاموش ہو رہے اور نزاع نہ کرے اگر کوئی اپنے پیر کے ساتھ اعتقاد رکھتا ہے تو دوسرے کو اوس سے جھگڑا پیدا کرنا کب مناسب ہے یہ کام محبت کا ہے جسکو محبت نہین اوس سے کیا کام ہوسکتا ہے طالب صادق کو چاہیئے کہ جو کچھ مشایخ کرام سے سنے اوسے حسن عقیدت کے ساتھ مانے اور اپنی جان کو زور کے ساتھ دامن سے باندھ دے اور اون کے بعضے مسائل مین جو شک و شبہ کا خلجان پیدا ہوا اوسے دور کردے اور سلوک کے رستے مین بے دھڑک گھس جاے اگر ذرا بھی تردد کیا تو پھر تمام عمر خلجان مین پڑا رہے گا جب تقلید کے ذریعہ سے اعتقاد مین صحت پیدا ہوجاے گی پھر رفتہ رفتہ صحت ذوق اور سلامت فطرت اوسکو زینۂ تحقیق پر چڑھا دیگا اکثر لوگون کو دیکھا گیا ابتدا حال مین اونکو معنی توحید کی کیفیت اور اس عقیدہ کی صحت مین بڑا تردد اور خلجان رہا اور کسی طرح اونکو تحقیق کا رستہ نہین ملتا تھا اور خیال کرتے تھے کہ بہت سے اولیاء کرام اور اعلیٰ درجے کے مشایخ اس عقیدہ پر تھے کیا ان سب نے غلطی کی اور گمراہ رہے آخر کار ایسا ہوا کہ دونون توحید مین اول فرق معلوم ہوا پھر ظاہر ہوگیا کہ ان مین صرف نزاع لفظی ہے پھر ان مین جمع کا طریقہ کھل گیا پھر اچھی طرح روشن ہوگیا کہ مین کچھ نہین جو کچھ ہے خدا ہے اور مشایخ طریقت کے اقوال نے بڑی رہنمائی کی کہ ایسے سخت خلجان اور تردد کی دلدل سے نکالدیا اور ایسا پختہ کردیا کہ پھر کسی طرح شبہ کی گنجایش نہ رہی کیونکہ ان دونون مسلکون کی جانبداری مین صوفیہ کے بڑے بڑے گروہ ہین جن کے نقوش اور صلاحیت پر گویا سب کو اتفاق ہے اور

Marfat.com

ان دونون مشکل مسئلون کا جن کی بنیاد محض کشف پر ہے وہ رتبہ ہو گیا ہے کہ علماے ظاہر و ارباب باطن مین سے کوئی
ایسا نہو گا جسنے انکی طرف توجہ نکی ہو اور اس باب مین کچھہ اوس سے تحریراً یا تقریراً منقول نہو۔ بعض نے یہ راے دی ہے
کہ طالب کو چاہیے کہ کسی ایسے پیر کامل مکمل کی صحبت اختیار کرنے کی کوشش کرے جسکا ظاہر شرع کے موافق ہو اور
باطن مین اوس کے اثر ہو اوسکی خدمت مین رہکر پھر جو کچھہ تحقیق کو پہونچے اوسے اختیار کرلے اور اس سے قبل اولیاء اللہ
کے حق مین حسن ظن کا مقتضی ہے کہ حق کو دونون مسئلون مین دائر سمجھے اور اس مین کچھ مضائقہ نہین کہ اولیاء اللہ پر اعتقاد
رکھنے کی وجہ سے کسی ایک مسئلہ کو اپنا مختار بنالے مگر طعن و تشنیع دوسرے مسئلہ پر نہ کرنا چاہیے اور نہ اپنے مشائخ کی تقلید
اوس کی رد و قدح مین کرے کیونکہ اونہون نے جو اوسکا خلاف کیا ہے وہ اسوجہ سے کیا ہے کہ اونہون نے آنکھہ سے
جس طرح دیکھا ویسا ہی بیان کر دیا اونپر اوس کی حقیقت اوسی طرح منکشف ہوئی اس لئے وہ لوگ اپنے خلاف مین
معذور ہین مگر مقلد معذور نہین حفظ ناموس صوفیہ کے لئے یہی روش نہایت بہتر ہے اسی لئے شوکانی نے ابن عربی
اور اون کی طرح کے صوفیون کی تکفیر سے چالیس برس کے بعد رجوع کیا اور میرے نزدیک سب سے بہتر یہ ہے
کہ ان مسئلون مین مطلقاً غور و خوض بھی نکرے یہی شہود و تجرد و امثال وغیرہ مین رکھے کیونکہ شرع کی طرف سے اون
کے سمجھنے کے لئے ہم مکلف نہین نہ رسول علیہ السلام نے اونکی طرف ہمکو دعوت کی ہے اور ہر ایک محقق کو چاہیے کہ عوام
کے سامنے ایسی باتین نہ کرے بلکہ اس زمانہ مین خاص آدمیون سے بھی چھپاے اور کسیکی ارباب شہود و وجود مین سے
جانبداری نہ کرے کوئی قائل ہو یا منکر کسیکو گمراہ نہ جانے اور جو کچھہ متقدمین کھہ چکے ہین اون اقوال سے چشمپوشی
کرے۔ حق تعالیٰ کو مظاہر کونیہ مین ایسا دیکھے جس طرح صورت کو آئینہ مین دیکھتے ہین بشرطیکہ آئینہ درمیان سے
اوٹھہ جاے اور وہی صورت منظور رہے اور یہ معنی فقرا کو دنیا مین میسر ہے دیکھیے عاقبت مین کیا دکھاتے ہین۔
طریقت کے معاملے بہت ہین جو صوفیہ عالی ہمت اور مردان طریقت کو معلوم ہین اصل سب باتون کی یہ ہے کہ تمام
اشیا کے ساتھہ حق تعالیٰ کو دیکھے اور ایک لمحہ اس خیال کو دل سے جدا نہونے دے دست در کار و دل بیار کا یہی
مطلب ہے حق تعالیٰ کا ذکر کرنا اور اوسکو حاضر جاننا اور اوسکی طرف متوجہ رہنا ایسی چیزین ہین کہ غفلت کی جڑ کاٹ
دیتی ہین نسبت کے صحیح ہونے اور جم جانے کی یہ علامت ہے کہ اور حالون مین جیسے کھانا پینا غصہ اور جھگڑا کسی سے
ہمیشہ ہشیار رہے اور ذکر خدا اور توجہ حضور خدا سے ایسی چیزون کے اندر غافل نہ رہے مشائخ نے کہا ہے کہ عالم
[illegible] اور یہ دل کے سمجھنے کا کام ہے زبان سے
اوسکا بیان کرنا دشوار ہے اگر بیان کرین تو اوسی قدر بیان کرین جتنا شرع کے موافق ہو غور کرنے سے معلوم ہوسکتا
ہے کہ معنی وحدت کے وہی حقیقت ہے جو معنی ہمہ اوست کی ہے سوائے خدا کے کیا ہے کچھہ بھی نہین کان اللہ ولم یکن
[illegible] اور اوس کے ساتھہ کوئی چیز نہ تھی جو کچھہ ہوا اوسی سے ہوا وہی سب کا خالق ہے اور کوئی

Marfat.com

چیز اوس کے ساتھ نہین ؎ عقل در اثباتِ وحدت خیرہ میگردد چرا ؛ آنچہ جز ہستی ست ہیچ و آنچہ جز حق باطل ست ؛ غایت یہ ہے کہ اہل شریعت ماسوی اللہ کے نیستی کو زمانہ مستقبل کے حوالہ کرتے ہین اور جانتے ہین کہ تمام چیزین کبھی نہ کبھی فنا اور ہلاک ہونگی اور اہل طریقت اونکی نیستی کو اب چشم سے دیکھ رہے ہین اور اون کے نزدیک فی الحال سب فنا ہین اور حقیقت مین مآل دونون رایونکا ایک ہے اور ہر طرح توحید ثابت ہے ہمارے سامنے کسی عبارت مین بیان کرین ہم سب طرح توحید کے معنی سمجھ لینگے ہمارے نزدیک دونون کی تقریر سے توحید ثابت ہے اگر ایک یون کہے عالم اللہ کا مخلوق ہے اور دوسرا کہے عالم اللہ کا مظہر ہے تو ان دونون عبارتون کا ایک مطلب اور ایک مآل ہے لیکن اتنا ضرور ہے کہ جو فائدہ اور ذوق ایسے مسائل کے سکوت مین ہے وہ کہنے مین نہین جتنا چہپائین اوتنا ہی ذوق برکت زیادہ ہو اگر کسی کی زبان سے کبھی ایسی باتین سننے مین آتی ہین تو غیرت یہ چاہتی ہے کہ اسکے ہونٹھون کو سیدیا جاے کہ پہر کبھی ایسی باتین بے محابا نہ کرے اور واقعی بات بھی یہ ہے کہ اسکے بیان کرنے مین ہر ایک کے سامنے کیا فائدہ ہے بلکہ ہتک حرمت شرع کے سوا کوئی نتیجہ نہین نکلتا اور ہمنے جو کچھ یہان پر لکھا ہے یہ اوس مشرب عشق و محبت کا اثر ہے جو ہماری فطرت مین پڑا ہوا ہے ورنہ ایسے باریک اسرار علانیہ کہنے کے قابل نہین ۔

ہمہ اوست کی تحقیق

بعضے صوفیہ کی بڑی بھاری غلطی یہ ہے کہ کہتے ہین ہمہ اوست اور ہمہ از عبودیت اور ربوبیت کے لوازم مین بڑا فرق دیکھتے ہین اور حیرت کے دریا مین ڈوب جاتے ہین اور اس غلطی کا حل ان دو مقدمون کے سمجھ لینے پر موقوف ہے ایک تو اوس ہمہ کے بیان پر جو صوفیہ کو اوس نسبت کے سمجھنے مین پیدا ہوتا ہے جو نسبت ممکنات مین اور ممکنات کے مبدا یعنی نفس کلیہ مین واقع ہے دوسرے اوس ہمہ کے بیان پر موقوف ہے جو صوفیہ کو اوس نسبت کے سمجھنے مین پیدا ہوا ہے جو اس نفس کلیہ کے اور ذات صرف یعنی مبدا المبادی کے درمیان مین واقع ہے پہلے مقدمہ کی تحقیق یون ہے کہ نفس ناطقہ انسانی یا جو کوئی نفس ہو وہ اسی نفس کلیہ کے دریا کا ایک ایک حباب ہے اور اسی کی امواج مین کی ایک ایک موج ہے اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ اہل وجدان نے اس بات کو دریافت کر لیا ہے کہ عالم مین ایک نفس ہے تمام عالم کا وہی ایک مدبر ہے جو کچھ عرش سے فرش تک ہے اوسی کے مقتضا کے موافق ہے اسکا نام نفس کلیہ رکھا ہے اور چونکہ یہ نفس افعال خاصہ کا مبدا ہے اس لئے اسے طبیعت کلیہ بھی کہتے ہین اور جس انتظام کو یہ نفس چاہتا ہے اوسکو مصلحت کلیہ کہتے ہین افلاک کے نفوس جزئی اور عناصر کے طبائع اور نفوس جزئی و حیوانی یہ سب نفس کلیہ کے لئے منزلے اون مزاجون کے ہین جو اعضاے بدن اور ارواح کے لئے کہ قوی کو اوٹھائے ہوئے ہین ہوا کرتے ہین اور یہ سب کچھ ایک ہی نفس مین جمع ہین یہی سب کا مدبر ہے سب خلق کو یہی ظہور مین لاتا ہے جسوقت کہ پانی ہوا ہو جاتا ہے اور ہوا پانی بن جاتی ہے تو ان دونون صورتون مین نفس کلی بدستور باقی رہتا ہے پس نفس ناطقہ بھی نفس

Marfat.com

کلیہ ہی ہے فرق اسقدر ہے کہ نفس کلیہ نے ہیولیٰ کی استعداد کے موافق ایک خاص طرح پر ظہور کیا ہے اور اوسے نفس ناطقہ
کہنے لگے ہین بعد اس بیان کے خیال کرو کہ ظہور ایک نسبت کا نام ہے جو درمیان ظاہر کے اور مظہر کے پائی جاتی ہے اور اس
نسبت ظہوری مین اور اور قسم کی نسبتون کے احکام مین بڑا فرق ہے مظہر نفوس ناطقہ ہین اور ان مین ظاہر نفس کلیہ ہے اور
ان مین جو باہم نسبت ہے وہ ظہور ہے پس ظاہر تمام وجہون سے مظہر کا عین نہین ہے جیسے نوع انسانی سارے اعتبارات سے
اپنے افراد کی عین نہین ہے نوع انسانی ہر فرد پر محمول ہے مگر ہر فرد کا عین نہین دیکھو نوع ایک فرد پر محمول ہے پس اگر
سارے وجوہ کے ساتھ اوسکے عین ہو تو لازم آتا ہے کہ یہ فرد دوسرے فرد پر محمول ہو جیسا کہ نوع اوس دوسرے فرد پر
محمول ہوا کرتی ہے اور اگر سارے اعتبارات کے ساتھ نوع فرد کے غیر ہوتی تو فرد پر انسان محمول نہین ہو سکتا اور
یہ نہین کہہ سکتے کہ فرد انسان ہے جیسا کہ ایک فرد انسانی کو حجر نہین کہہ سکتے اسی طرح حیوان نوع انسان و فرس کا سارے
اعتبارات کے ساتھ نہ عین ہے اور نہ سارے وجوہ کے ساتھ غیر ہے اسی طرح نامی حیوان اور شجر کا نہ ہر طرح عین ہے
اور نہ غیر ہے اور اسی طرح جسم اور مجرد کے ساتھ جوہر سب طرح نہ عین ہے اور نہ غیر ہے اور اسی طرح نفس کلیہ جوہر اور
عرض کا نہ سب طرح عین ہے نہ غیر ہے ہم اس نسبت کی حقیقت کی تحقیق سے درگذر کرتے ہین تب بھی ظاہر ہے کہ
کہ کوئی بھی ان صورتون مین سے صورت لیلو تو ان مین مصداق اتحاد بھی ہے اور مصداق تغائر بھی ہے اور اس وجہ سے
دونون طرح کے احکام صادق ہوتے ہین یعنی احکام فرد و احکام نوع یا یون کہیے کہ احکام نفس ناطقہ و احکام نفس کلیہ
صادق ہوتے ہین پس عالم کی خصوصیات کو نفس کلیہ کے ساتھ جو نسبت ہے وہ بھی ظہور ہے کہ ان تمام خصوصیات مین
وہی نفس کلیہ ظہور پذیر ہے اور عقل جو یہ تردد کرتی ہے کہ خصوصیت نفس ناطقہ کے احکام نفس کلیہ سے غیر ہین اور یہ دوسری
دلیل اس بات کی ہے کہ دونون مین بڑا تغائر ہے سو یہ تردد عقل کو اپنے قصور کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے اگر یہ کہا جائے
کہ اگر سب کو ایک چیز مین تعین حاصل ہو تو پھر ان کے احکام باہم مختلف کیون ہین اور اگر سب علیحدہ علیحدہ اصل مستقل
ہین تو نفس کلی انکی اصل کیسے قرار پا سکتا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اس صورت مین مقدمہ بدیہی کا انکار لازم آتا ہے
اس لئے کہ افراد اور نوع مین اور انواع اور جسم مین بھی تو یہی نسبت تسلیم کی گئی ہے اور پھر اون مین غیریت بھی ہے
اور اتحاد بھی ہے اور احکام بھی علیحدہ علیحدہ ہین جو جواب یہان ہے وہی وہان ہے اور اگر کہین کہ کثرت کا مبدء در اصل
ایک چیز ہے یا نہین پہلی صورت مین تو وہ اصل واحد نہین رہے گی اور دوسری صورت مین ایسی جگہ فرض کیجیے کہ جس سے
یہ کثرت آئی کیونکہ جب اسکی اصل واحد نہین تو یہ کثرت کہان سے آئی تو جواب اس اعتراض کا بھی یہی ہے کہ یہ انکار مقدمہ
بدیہی کا ہے آخر یہ اصل واحد یعنی نفس کلی ایسا واحد نہین ہے جسکی وحدت حقیقی ہوتی ہے کہ جس مین کسی طرح کثرت کو گنجایش
نہین کیونکہ نفس کلی حضرت وحدت سے صادر ہوا ہے اور اوس جناب مقدس سے دوسرے مرتبہ مین ہے اس لئے نفس
کلی اتنی کثرت کا مبدء بننے کے لئے کفایت کرتا ہے اور جبکہ اسمین اعتبارات اور تعینات لاحق ہوتے گئے تو کثرت

Marfat.com

آتی گئی ہان باعتبار ذات کے واحد ہے پس وحدت اسکی حقیقی نہین جس مین کسی طرح کثرت کی گنجایش نہین ہوتی اور ناقص عقلین کبھی تو ان کثرات کو اوس نفس کلی کا عین قرار دیتی ہین اور جبکہ بعضے لوازم عینیت کے نہین پاتین تو اس عقیدہ کو چھوڑ دیتی ہین اور جب غیریت کے بعضے لوازم نہین ملتے تو حیرت مین پڑ جاتی ہین عین اور غیر قرار دینے کے معاملہ مین متحیر ہوتی ہین اور جو عقلین سلیم ہین اون کو روشن ہے کہ ان دونون مین ایسی نسبت ہے کہ اوسکو سب طرح نہ عینیت حاصل ہے نہ غیریت اور جو کچھ خصوصیات عالم کے لوازم و احوال ہین نفس کلی ان سے مبرا ہے دیکھو چھوٹا ہونا بڑا ہونا گونگا ہونا بہرا ہونا انسان کے افراد مین پایا جاتا ہے مگر نوع ان باتون سے ملوث نہین ہوسکتی حالانکہ باعتبار افراد کے کہتے ہین کہ یہ باتین انسان مین ہین اور جو چیز ایسی ہو کہ وہ اطلاق کا مرتبہ رکھتی ہو اوس کے ساتھ خصوصیات کیسے چپک سکتی ہین وہ تو مطلق ہے پس نفس کلیہ کہ اطلاق کے مرتبہ مین ہے وہ کسی خصوصیات کے ساتھ مقید نہین ہوسکتا جیسے کسی خاص فرد کی نسبت یہ نہین کہہ سکتے کہ یہ نوع ہے یا کلی ہے یا مطلق ہے باوجودیکہ مطلق مقید مین موجود ہے اور اگر نفس کلیہ کی حقیقت کو اطلاق کے مرتبہ سے بھی معرا کرکے غور کرین اس طور پر کہ سوا حقیقت نفس کلیہ کے کوئی اور اعتبار نفی یا اثبات کا اوسکے ساتھ ملحوظ نہو جو مرتبہ لابشرط شی کا ہے تو ایسی صورت مین نفس کلیہ مین اطلاق اور تقیید دونون کے احکام جاری ہوسکتے ہین بغیر اس کے کہ یہ دونون مرتبے اطلاق اور تقیید کے اوسکی ذات خاص مین کوئی اثر کرین یہان دھنکتے اور قابل جان لینے کے ہین **ایک** یہ کہ انسان کے سوا اور بھی بہت سی نوعین پائی جاتی ہین اور انسان کے خواص کے سوا اور بہت سے خواص پائے جاتے ہین اس لئے عقل کو معلوم ہوجاتا ہے کہ بہت سی نوعین موجود ہین اور اون خواص کی وجہ سے ہر ایک مین فرق معلوم کرلیتے ہین اور نفس کلیہ کے سوا کوئی اور ایسی چیز موجود نہین جسپر قیاس کرنے سے نفس کلیہ کے وجود کی صداقت ہوسکے اسلئے عقل کو کوئی موقع ایسا نہین مل سکتا کہ نفس کلیہ کی طرف خیال دوڑائے اور اوسکی تحقیقات کی طرف توجہ ہو اور پھر اسکے سوا نفس کلیہ نہایت لطیف و بسیط ہے کہ اوس کی انتہا تک عقل کا پہونچنا دشوار ہے لیکن صوفیہ اپنے ذوق خاص کے ساتھ اوسکو معلوم کرلیتے ہین کیونکہ ان بزرگون کو نفس کلیہ کے سمجھنے کے لئے کسی اور چیز کی ضرورت نہین بغیر کسی دوسری مدد کے خود اوسکو سمجھ لیتے ہین اور وہ اون کے سامنے حاضر ہوجاتا ہے اور ایک رنگ نفس کلیہ کا ان کی عقلون پر پڑتا ہے اور جس طرح بینا اپنے بینائی پن کو کسی وجہ سے جانتا ہے اسی طرح یہ بھی نفس کلیہ کو جان لیتے ہین دوسرا نکتہ یہ ہے کہ فلاسفہ نے جوہر و عرض کے درمیان مین کوئی مشترک حقیقت ثابت نہین کی ہے اور نفس کلیہ کو جنس اعلی نہین شمار کیا ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اون کی عقلون کو نفس کلیہ کا حال معلوم نہوا پس ایسے آدمیون کا قول اس معاملے مین معتبر نہین اور یہ نہین کہہ سکتے کہ جب فلاسفہ نے اس بارے مین کچھ تحقیق نہین کیا ہے تو بے اصل بات ہے اور ہمکو اچھی طرح معلوم ہے کہ ایک ہی حقیقت [illegible]

Marfat.com

کہ کبھی قیام بنفسہ کے لباس مین ظہور کرتی ہے اور جوہر کہلاتی ہے اور کبھی قیام بغیرہ کے لباس مین نکلتی ہے اور عرض کے ساتھ مسمّٰی ہوتی ہے ؎ گہے در کسوتِ لیلی فروشد ٭ گہے در صورتِ مجنون برآمد ٭ یہ اسی نفس کلیہ کی نیرنگی ہے کہ کہین جوہر بنکر ظاہر ہوا اور کہین عرض بنکر دکھلائی دیا اور اسی کی وجہ سے عالم مثال مین عوارض جواہر کی شان پکڑتے ہین اور قوت وہم مین جواہر اسی نفس کلیہ کی بدولت عرض ہو جاتے ہین اور یہ اسی نفس کلیہ کی نیرنگی ہے کہ صورت ذہنی موجود خارجی پر صادق آتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ جو نسبت خالق و مخلوق کے درمیان واقع ہے اوسکی نظیر عالم شہادت مین نہین ملتی نہ تو کوئی مادہ ہے کہ جس سے [illegible] کا تحقق پایا جائے اور اسوجہ سے یہ سمجھ لین کہ خالق کی یہ شان ہوتی ہے اور نہ کوئی ایسی مدت ہے کہ جس سے سابق [illegible] کوئی [illegible] ہو بجز اسکے کہ جو کچھ ہے اسی کی جانب سے ہے اور وہی کل کا مبدء ہے کوئی دوسری چیز موثر اوسکے موجود نہین ہر چیز کو مبدء اوسکا ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے جب عقل کو بات نکلی تو کچھ مفردات متباری کو صانع اور مصنوع سے موافق رسم عالم شہادت کے پیدا کر لیا اور چند اختراعی صورتین جنکے ساتھ عقل مانوس ہے اپنی نظر کے سامنے متمثل کر لین مگر جو میدان خالق و مخلوق کے درمیان ہے وہ عقل سے طے نہو سکا اور سمجھ مین نہ آیا کہ ان دونون مین کیا نسبت ہے اور عقل نے جسقدر القاب شاہد مین تاثیر و اصدار کے لئے مقرر کئے تھے سب خرچ کر ڈالے کبھی اوسے خالق و مجعول کہا اور کبھی صفت اسم کے ساتھ یاد کیا اور کبھی مظہر اور تنزل زبان پر لائی مگر عقل کو کسیکی تفصیل اور اصلی حالت تو معلوم نہوئی بلکہ ہر ایک کا دہان سے ایک نقلی ثبوت پایا اس لئے عقل اس میدان سے پریشان اور ناکام ہو کر لوٹ گئی اس ابداع یعنی ایجاد کے مسئلہ مین تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک نسبت ہے جسکے باب مین اس بات کا تو علم ہے کہ خالق و مخلوق مین واقع ہے مگر یہ معلوم نہین کہ وہ کیا چیز ہے نہ سارے وجود کے ساتھ ظاہر ہے اور نہ غیر ظاہر ہے پس اہل وجدان یعنی صوفیہ کی ایک قوم نے جو اپنی نظر کو دوڑایا تو اونھین نفس کلیہ نظر آیا اور اوسکا اونھون نے وجود نام رکھا مگر اونھون نے اوسکو ایسا بسیط و لطیف پایا کہ عقل مین اوسکی سمائی ممکن نتھی اس لئے اسی کو واجب الوجود خیال کرنے لگے اور جو کچھ بساطت و لطافت انکو پہونچی تھی اوس سب کو اس وجود کے لئے انھون نے ثابت کیا اور اس بات کے سمجھنے مین بہت پھنسے رہے اور منشاء اس غلطی کا یہ ہے کہ یہ لوگ نفس کلیہ ہی جا کر رک گئے اور اوسکو واجب الوجود سمجھ لیا اور انھون نے نفس کلیہ کی کسی وجہ پر اکتفا کر لی کنہ کو نہ پہونچے اگر کنہ کو نہ پہونچتے تو یہ غلطی نہ کرتے کہ اوسے مبدء المبادی اور واجب الوجود سمجھ لیتے اور دوسری جماعت صوفیہ کی جو تحقیق مین جماعت اول سے بڑی ہوئی تھی وہ نفس کلیہ سے بھی نکل گئی اور اونھون نے ذات صرف کو اول الاوائل جانا اور سمجھ لیا کہ نفس کلیہ اوس ذات صرف سے صادر ہوا ہے اور یہ صادر اول ہے اور تمام موجودات کی ہیکلون پر یہی وجود پھیلا ہوا ہے لیکن سب کو انھون نے باہم مخلوط کر دیا اور ایک نام کے ساتھ سب کو پکارنے لگے اور ایک

حساب مین سب کو گن لیا اور یہہ کوئی نئی بات نہین بلکہ صوفیہ کی قدیم سے رسم ہے کہ بعض حقایق کو بعض کے ساتھ مخلوط کر دیتے ہین اور جو سب سے زیادہ لطیف ہوتا ہے اوسے دوسرے مین داخل کر دیتے ہین پس ان صوفیہ نے بیانات مین نہایت بے پروائی کی اور بے تدقیق کے یہہ کہدیا کہ ایک ہی وجود ہے کہ اعتبارات کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہو گیا ہے واجب بھی یہی ہے اور ممکن بھی یہی ہے خالق بھی یہی ہے اور مخلوق بھی یہی ہے متفرق حقائق کے ساتھ متعلق ہونے کی وجہ سے وہی وجود سب اشیا مین پھیلا ہوا ہے اور اپنی صرافت کے لحاظ سے محض اک ذات ہے اور کچھ نہین اور یہہ غلطی اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ جو نسبت متفرق و مختلف حقیقتون اور نفس کلیہ کے درمیان مین واقع ہے اور جو نسبت اس نفس کلیہ کو واجب الوجود کے ساتھ ہے ان دونون مین تفرقہ نہین کیا ہے اور کچھ ایسے بھی محققین تھے جن کا وجدان تجلی اعظم سے مل گیا تھا یا دلائل سے یا شرائع کی تقلید سے واجب الوجود مین صفات ذوی التاثیر اون کے نزدیک ثابت ہو چکی اور نفس کلیہ مین یہہ خواص اونہون نے نہ پائے اور نہ کسی اور چیز مین ان کا مصداق پایا اس لئے اونہون نے دونون نسبتون کا انکار کر دیا۔

فائدہ یاد رکھو کہ معارف انجیلیہ نے جو اقانیم ثلثہ ثابت کئے ہین تو مراد باپ سے نقطہ ذات ہے اور بیٹے سے مراد نفس کلیہ اور روح القدس سے مقصود تجلی اعظم ہے جو خطیرۃ القدس کے دل مین قائم ہے یہان زیادہ باریکی کے سبب نصاریٰ کے ہاتھ بھید نہین آیا اور گمراہ ہو کر رہگئے قرآن نے اس گمراہی کا رد کیا اور حدیث کے معنی ثابت کر دیئے سبحان اللہ جو ان مردان معرفت زبان حق سے کیا کیا باریک نکتے سنتے ہین اور ہر ایک کو اپنے اپنے محل پر پہونچاتے ہین اور یہہ عجیب نادان قوم ہے کہ ایک ہی باریکی سے جو حضرت روح اللہ سے صادر ہوئی سرگردان ہو گئے اور ہاتھ پاؤن مارے مگر رستہ نپایا یہ بحث لمبی ہے ہمارے مقصود سے علیحدہ ہے اسلئے ترک کیا **تنبیہ** فتاوی عزیزی مین لکھا ہے کہ کلام ہمہ اوست کے معنی ظاہری خلاف شرع ہین اگر اوسکا قائل یہ اعتقاد کرے کہ اللہ تعالی اشیا مین حلول کئے ہوئے ہے یا اشیا کو اوس ذات مقدس کے ساتھ اتحاد ہے تو یہ کفر ہے اور اگر یہ کہے کہ میرا اعتقاد یہ ہے کہ ہر چیز مین خدا کی صفات کا ظہور ہے جیسے آئینہ دیکھنے والے کی صفات کا آئینہ مین ظہور ہوتا ہے تو یہ کفر نہین مگر ایسے کلام کو کہ خلاف شرع ہے مجلسون اور محفلون خاصکر مجمع عوام مین جو غور کی قابلیت نہین رکھتے کہنا بہت برا ہے۔

عالم صغیر اور عالم کبیر

صوفیہ کے نزدیک فلکیات اور عنصریات کا ایک بدن ہے کہ عقل اوسکی روح ہے اور نفس کلیہ اوسکا قلب ہے اور تمام افلاک اور تارون کے نفوس اوسکے قوی ہین شیخ اکبر موافق صوفیہ کے تمام عالم کو ایک بدن تو جانتے ہین مگر یہہ کہتے ہین کہ اوسکی روح عقل اول نہین بلکہ حق ہے جیسا کہ فص موسوی مین اسکی تصریح کی ہے نجم الدین کبریٰ کہتے ہین

کہ نفس اور شیطان اور فرشتہ کوئی چیز تجھسے خارج نہین ہے بلکہ تو اون کے ساتھ ہے اور اسی طرح آسمان وزمین اور عرش
وکرسی کا حال ہے کہ یہ بھی کوئی ایسی اشیا نہین جو تجھسے خارج ہون اور نہ جنت و دوزخ اس طرح کی ہین بلکہ یہ سب تجھمین
موجود ہین جب تو خالص اور صاف ہو جاے تو یہ ظاہر ہو جائین - اور شرح قصیدۃ النفس سولفہ مناوی مین مذکور ہے کہ
اللہ تعالی نے اس ہیکل انسانی کو بڑا شرف بخشا ہے اور عالم اکبر کی طرح مقرر کیا ہے جو چیزین اوسمین ہین وہی اسمین مقرر کی
ہین جو کچھہ عالم کبیر مین ملک وملکوت متفرق ہے وہ اس عالم صغیر مین سب ایک جگہہ جمع ہے پس جیسے عالم کبیر مین کھاری
پانی میٹھا پانی اور کڑوا پانی اور غلیظ وتلخ پانی جسے نہین پی سکتے جمع ہے ایسے ہی اس عالم صغیر مین بھی کھاری پانی
دونون آنکھون مین ہے اور میٹھا پانی منھہ مین موجود ہے اور کڑوا کانون مین اور غلیظ وتلخ پانی ناک مین اور جس طرح عالم کبیر
مین چاند سورج اور تارے روشنی کے لئے مقرر ہین اسی طرح روح بدن کو سورج کی طرح روشن رکھتی ہے اور جسطرح سورج کے
غروب ہونے کے بعد عالم مین اندھیرا چھا جاتا ہے اسی طرح روح کی مفارقت سے بدن مین اندھیرا ہو جاتا ہے اور عقل چاند
کی طرح ہے اور جسطرح چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے اور گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اسی طرح عقل بھی روح سے مدد حاصل
کرتی ہے کبھی بڑھتی ہے کبھی گھٹتی ہے اور جیسے عالم مین خمسہ متحیرہ ہین اوسکی مثل بدن مین حواس خمسہ ہین اور پہاڑون
کی نظیر ہڈیان ہین اور پاؤن کی نظیر رگین ہین اور جسطرح دریاؤن مین مچھلیان تڑپتی پھرتی ہین اسی طرح منھہ مین زبان
مضطرب ہے اور جیسے کہ عالم مین چار قسم کی ہوائین ہین باد مغرب اور باد مشرق جنھین پروائی اور پچھوا کہتے ہین اور
باد شمال اور باد جنوب انسان مین ایسے ہی چار قوی ہین جاذبہ ماسکہ ہاضمہ دافعہ اور جیسے عالم مین درندے وشیاطین
وبہائم ہین انسان مین اسی طرح طلب قہر غلبہ غضب حقد حسد نجور کھانا پینا نکاح ہے اور جسطرح عالم مین ملائکہ ہین انسان
مین طہارت عبادت استغفار ہے اور جسطرح عالم مین وہ وہ چیزین ہین کہ کچھہ آنکھون سے دکھلائی دیتی ہین اور کچھہ
نہین دکھلائی دیتین اسی طرح انسان مین ظاہر وباطن ہین انسان کا ظاہر ملک ہے اور باطن ملکوت ہے اور جسطرح
عالم مین آسمان وزمین ہے انسان مین بھی یون ہی علو وسفل ہے -

ذات واحد مین اعراض کے مجتمع ہونیکا نام عالم ہے اور تجدد امثال

فص شعیبی مین شیخ اکبر نے فرمایا ہے کہ ذات واحد مین جو وجود کی حقیقت ہے اعراض کے مجتمع ہونے کو عالم کہتے ہین
ہر ایک سانس اور ہر آن کے ساتھہ متبدل متغیر ہوتا ہے ہر دم ایک عالم معدوم ہوتا ہے اور اوسکی مثل دوسرا موجود
ہوتا ہے اور اکثر اہل علم اس بات سے بے خبر ہین چنانچہ خداے تعالی سورۂ ق مین فرماتا ہے بل ھم فی لبس من
خلق جدید یعنی اون کو شک ہے ایک نئی پیدائش مین - اور علما مین سے کوئی اس بات پر مطلع نہوا ہان اشاعرہ
پر بعض اجزاے عالم مین کہ وہ اعراض ہین یہ بھید کھل گیا اس لئے اونھون نے کہا ہے کہ اعراض دو زمانون تک باقی نہین
رہسکتے اور سوفسطائیہ کو تو عالم کے تمام اجزا مین کہ جواہر و اعراض ہین یہ مفہوم ثابت ہو گیا مگر ان دونون گروہ نے ایک

Marfat.com

ایک وجہ کے ساتھ خطا کی ہے۔ اشاعرہ کی خطا یہ ہے کہ اونہون نے حقیقت وجود کے علاوہ متعدد جواہر ثابت کئے ہین اور اعراض متبدلہ متجددہ کو اون جواہر کے ساتھ قائم کیا ہے اور اونہون نے یہ خیال نہین کیا کہ عالم کچھ بھی نہین صرف ذات واحد مین اعراض مجتمع ہوگئے ہین جو ہر آن اور ہر دم متغیر اور متبدل ہوتے رہتے ہین ہر آن اس ذات واحد سے یہ اعراض زائل ہوتے اور اون کی طرح دوسرے اوس سے ملتے رہتے ہین پس بوجہ اس کے کہ اعراض کے زائل ہونے کے بعد ویسے ہی دوسرے پے درپے آتے رہتے ہین اس لئے دیکھنے والے کو یہ دہوکا ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی چیز ہے کہ ہمیشہ رہتی ہے اور سوفسطائیہ کی خطا یہ ہے کہ وہ باوجود اس کہنے کے کہ تمام عالم مین تبدل ہے اس بات پر متنبہ نہوئے کہ ایک ہی حقیقت ہے کہ وہ عالم کے صور و اعراض کو حاصل کرلیتی ہے اور طرح طرح کے موجودات بنکر ظہور کرتی ہے پس اوس حقیقت کے ظہور سے یہی مطلب ہے کہ وہ عالم کے صور و اعراض مین جلوہ گر ہوتی ہے جس طرح اون صور و اعراض کے لئے خارج مین بدون اوس حقیقت کے ظہور نہین اور صوفیہ جنکو کشف و شہود حاصل ہے وہ کہتے ہین کہ حق تعالیٰ ہر دم ایک نئے طور پر ظہور کرتا ہی اوسکا ایک ظہور مکرر نہین ہوسکتا یعنی یہ ممکن نہین کہ دو آنون کے اندر ایک ہی تعین اور ایک ہی شان کے ساتھ جلوہ گر ہو بلکہ ہر دم ایک نئے تعین و تشخص کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے اور بہیدا اسکا یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسے نام ہین جو ایک دوسرے کی ضد ہی بعضے نام لطف کے ہین اور بعضے قہر کے اور یہ سب کام مین لگے ہوئے ہین معطل ان مین سے کوئی نہین پس جب ممکنات مین سے کسی چیز کے موجود ہونے کے شرائط حاصل ہون اور موانع اوٹھ جائین تو وہ موجود ہونے کے لئے مستعد ہوتی ہی اور رحمت الہی اوسکو وجود بخشتی ہی اور اوس حقیقت کے آثار و احکام حاصل ہوکر ظاہر وجود ایک خاص طور پر متعین ہوجاتا ہے اور موافق اوس تعین کے وہ وجود ظاہر ہوتا ہے پھر بسبب قہر الہی کے جو تعینات اور آثار کثرت صوری کا مضمحل کرنے والا ہے اوس حقیقت سے تعین دور ہوتا ہے اور اسی تعین دور ہونے کی حالت مین موافق خواہش رحمت الہی کے دوسرے تعین کے ساتھ جو پہلی کی طرح ہوتا ہے وہ حقیقت متعین ہوجاتی ہے اور پھر دوسری آن مین قہر احدیت سے مضمحل ہوجاتی ہے پھر اور تعین رحمت رحمانیت کی بدولت حاصل ہوتا ہے اسی طرح کارخانہ جاری رہتا ہے جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے پس کسی دو آن مین ایک تعین کے ساتھ ظہور نہین ہوتا ہر دم اور ہر آن مین عالم معدوم ہوتا ہے اور دوسرا اوسکی مثل موجود ہوتا ہے مگر جو اس رمز سے غافل ہین وہ عالم کو ایک حال پر جانتے ہین۔

شیخ ابو طالب مکیؒ نے قوت القلوب مین لکھا ہے لا یتجلی الحق فی صورۃ مرتین ولا فی صورۃ الاثنین یعنی حق تعالیٰ ایک صورت مین دو بار ظاہر نہین ہوتا اور نہ دو کی صورت مین ظہور کرتا ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسمائے جلالی ہر آن مین موجودات کے وجود کو دور کرتے ہین اور اسمائے جمالی اوسی آن مین پھر اونہین وجود دیتے ہین

[illegible]

وجود کی بحث

[illegible]

پوشیدگی تھی پس اسوجہ سے اسم اول اور آخر اور ظاہر و باطن مظہر ہوئے یہ حال پہلی تجلی کا ہے پھر دوسری تیسری
چوتھی تجلی مین جہانتک کہ باری تعالی نے چاہا ہے نسبتین اور اضافتین ترقی کرتی ہین کل یوم ھو فی شان
یعنی ہر آن وہ اک نئے حال مین ہے اور یہہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ جتنا نسبتون اور اسمائین ترقی ہے ظہور مین بھی اوسی قدر
ترقی ہوگی اس لیئے کہ اوس مین اب بھی ویسی ہی پوشیدگی باقی ہے اوسکی پوشیدگی اسوجہ سے ہے کہ اوسکی ذات
صرف اور مطلق ہے اور اوسمین جو ظہور کسیقدر ہے وہ تعینات اور اعتبارات اور صفات کی وجہ سے آیا ہے وحدت
صرف اور قابلیت محض ہونا اوسکا تعین اول ہے اور قابلیت محض سے یہ مطلب ہے کہ اوسمین سارے اعتبارات
وصفات سے مجرد ہونے کی بھی قابلیت ہے اور سب کے ساتھ متصف ہونے کی بھی قابلیت ہے اور تمام صفات
واعتبارات سے مجرد ہونیکی قابلیت کا نام مرتبۂ احدیت ہے قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن
لہ کفوا احد تو کہدو وہ اللہ ایک ہے اللہ بے احتیاج ہے نہ کسی کو اوسنے جنا نہ اوسکو کسی نے جنا اور اوسکے جوڑ کا کوئی
نہین ہے اور اوس ذات مقدس مین پوشیدگی اور اولیت اور ازلیت بھی ہے اور اوس ذات مقدس کو تمام اعتبارات و صفات
کے موصوف ہونیکو مرتبۂ واحدیت کہتے ہین الھکم الہ واحد یعنی تمہارا رب اکیلا ہے اور اوسکے لئے ظہور اور آخریت و ابدیت کی بھی صفات ہین
اور بعضے صفات مرتبۂ احدیت کے ایسے ہین کہ اونکے ساتھ اوس ذات مقدس کا موصوف ہونا مرتبہ جمع کے اعتبار سے ہوتا ہے اور انکی بھی تفسیر ہین
ایک وہ کہ اونکا موجود ہونا مشروط ہے ممکنات کے موجود ہونے پر جیسے صفت خالقیت اور رازقیت وغیرہ
کہ جب تک مخلوق و مرزوق نہون اوسوقت تک خالقیت و رازقیت ظہور مین نہین آسکتی **دوسری** وہ ہین کہ
جن کا وجود ممکنات کے وجود پر مشروط نہین جیسے حیات و علم و ارادہ وغیرہ اور بعضے صفات مرتبہ واحدیت کے
ایسے ہین کہ ذات اون کے ساتھ ممکنات کے مراتب کے اعتبار سے موصوف ہوئی ہے جیسے فصلین اور خاصے اور تعینات
انہین چیزون کی وجہ سے ممکنات باہم ممتاز ہوتے ہین بعضے حقایق ممکنہ ایسی بھی ہین ہین کہ جب اون مین وجود
مع مرتبہ احدیت ساری ہوتا ہے اور اوسکے سارے احوال و آثار و احکام کا ظہور اونمین ہوتا ہے تو اون مین تمام اسمائے
الہی کا مظہر بن جانے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے پس کسی مین ان اسما کا ظہور کم ہوتا ہے اور کسی مین زیادہ کسی مین
غالبیت کے ساتھ کسی مین مغلوبیت کے ساتھ ہوتی ہے اور ایسے لوگ انبیا و اولیا ہین مگر وجوب ذاتی کسی کو حاصل
نہین ہو سکتا یہ اوسی ذات خاص کے ساتھ مخصوص ہے اور بعضے آدمیون کو بعضے اسمائے الہی کے ظہور کی استعداد
ہوتی ہے اور بعضون کو بعضے اسما کے ظہور کی استعداد نہین ہوتی پھر اون مین بھی مراتب ظہور کی کمی بیشی ہوتی ہے اور
ذات مقدس مرتبہ احدیت کے ساتھ عالم ارواح و عالم مثال و عالم حس و عالم شہادت اور دنیا و آخرت مین تمام
ممکنات کے ساتھ ظہور کر رہی ہے اور یہ تمام ممکنات مرتبہ احدیت کی تفصیل ہین اور مقصود سب سے یہ ہے کہ اسمائے
الہی کا کمال ظاہر اور متحقق ہو جائے اور غنائے مطلق کمال ذاتی کے لئے لازم ہے اور معنی غنائے مطلق کے یہ ہین کہ

Marfat.com

احوال وصفات مع اپنے تمام احکام و لوازم کے کلی طور پر جملہ مراتب حقائق الہی و حقائق کونی مین جلوہ گر ہین وہ ذات الہی کی پوشیدگی کو اور اس بات کو کہ کل چیزین اوسکی وحدت مین داخل ہین بخوبی جتاتے اور ثابت کرتے رہتے ہین اور اسوجہ سے وہ ذات مقدس تمام موجودات سے مستغنی ہے ان اللہ لغنی عن العٰلمین اللہ پر وانہین کہتا جہان کے لوگون کی ۔ اور وجود اللہ تعالی کا مطلق ہے اور تمام اشیا کا مقید ہے اور ظاہر ہے کہ مطلق بے مقید کے اور مقید بے مطلق کے موجود نہین ہوسکتے لیکن فرق یہ ہے کہ مقید مطلق کی طرف محتاج ہے اور مطلق مقید سے مستغنی ہے پس استلزام تو دونون طرف سے ہے مگر احتیاج ایک کی طرف سے ہے جیسے ہاتھ کی حرکت مین اور کنجی کی حرکت مین جو ہاتھ مین ہے استلزام ہوتا ہے مگر کنجی کی حرکت ہاتھ کی محتاج ہے اور ہاتھ کی حرکت اوس سے مستغنی ہے واللہ الغنی وانتم الفقراء یعنی اللہ تعالی بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو۔ اور مطلق کا استلزام کسی خاص مقید کیلئے نہین بلکہ کوئی مقید ہو اور جو کہ مطلق ایک ہی ہے دوسرا نہین اس لئے سارے مقیدات کا قبلۂ احتیاج وہی ہے پس مطلق کی ذات مقید سے مستغنی ہے ورنہ ظہور اسماے الوہیت کا اور تحقق ربوبیت کی نسبتون کا بے مقید کے کب ہوسکتا ہے اور کائنات کا ظہور حق سبحانہ تعالی سے اس طرح ہے جیسے آئینہ مین اشیا کا ظہور آئینہ کی ذات ایک مقرری جسم ہے اور آئینہ کے لئے صفات خارجی بھی ہین جن مین بعضے اوسکی ذات کے لئے لازم ہین جیسے مقدار اور شکل اور رنگ اور شفافی اور سطح کی ہمواری و ناہمواری وغیرہ اور بعضی صفات خارجی ذات آئینہ کو عارض ہین جیسے اوسکو ہلایا جاے تو اوپر ہوجانا نیچے ہوجانا سیدھا ہوجانا اولٹا ہوجانا وغیرہ وغیرہ پس ان صفات کے تغیر سے آئینہ مین ضرور تغیر آجاتا ہے کیونکہ ذات آئینہ مین صفات حاصل ہین مگر صورت جو اوس مین دکھتی ہے وہ اوسکی ذات مین حاصل نہین اور نہ کسی آئینہ مین ظہور کرنے سے اوسکی ذات و صفات مین تغیر واقع ہوسکتا ہے اگرچہ ہزارون نیک و بد صورتین اور پاک و ناپاک شکلین اوسمین نمودار ہون یہی مراد ہے اس قول سے کہ حق تعالی کی ذات الآن کما کان ہے اور اکثر دعاؤن مین آیا ہے سبحان من لا یتغیر بذاتہ ولا بصفاتہ بحدوث الاکوان پاک ہے وہ ذات جسکی ذات و صفات مین تغیر و تبدل نہین پیدا ہوتا بسبب حادث ہونے موجودات کے اور ساری اشیا کی حقیقتین صفات الہی کی عکس ہین اور ان عکوس کے خارج مین ظاہر ہونے کے لئے چار علتون کے جمع ہونے کی ضرورت ہوتی ہے۔ علت فاعلی علت غائی علت مادی علت صوری۔ جو علت وجود معلول سے خارج ہو اور اوسمین مؤثر ہوا کرتی ہے اور باعث ایجاد معلول ہوتی ہے تو اوسے علت فاعلی کہتے ہین جیسے کمہار آبخورے کی علت فاعلی ہے اور جو علت وجود معلول سے خارج ہوتی ہے اور وجود معلول کے بعد حاصل ہوا کرتی ہے اور فعل فاعل کے اقدام کا باعث ہوتی ہے اوسے علت غائی کہتے ہین جیسے آبخوری کی ساخت سے غرض پانی وغیرہ کا پینا ہے اور جو علت وجود معلول مین داخل ہوا کرتی ہے اور اوس سے قوام بالفعل کو تعلق رہتا ہے اوسکو علت صوری کہتے ہین جیسے صورت آبخورے کے لئے اور جو علت معلول مین داخل

Marfat.com

ہوا کرتی ہے مگر اوس سے معلول کا قوام بالفعل متعلق نہین رہتا بلکہ قوام بالقوہ متعلق رہتا ہے اوسے علت مادی کہتے ہین جیسے مٹی آبخورے کے لیئے اور جب ان حقائق کے خاص آثار اور نتائج مترتب اور حاصل ہو جائین تو اوسوقت انکا ظہور کامل ہو جاتا ہے سالک کو ہر چیز کی کمال معرفت اجمالی طور پر اوس شے کے ضمن مین اوسوقت حاصل ہو جاتی ہے جبکہ وہ کثرت کو وحدت مین مشاہدہ کر لینے کے بعد اشیا کی سیر مین اللہ تعالیٰ کے ساتھ مصروف ہوتا ہے اور تفصیلی طور پر اوسوقت حاصل ہوتی ہے کہ تمام مبادی اور خواص اور مبدء یقین اور مراتب تنزل پر قوانین حکمیہ و کشفیہ کے ذریعہ سے محیط ہو جاے اور اگر محسوسات مین سے ہے تو حواس کے ذریعہ سے ادراک کر لینے کو بھی اس معرفت کی تکمیل مین دخل ہے وجود کی حقیقت کو تمام موجودات ذہنی و خارجی پر حمل کر سکتے ہین مگر اس کے مراتب متفاوت ہین کہ اون مین سے بعض فوق ہے بعض سے ہر مرتبہ مین اس وجود کو خاص خاص نام و صفات و اعتبارات حاصل ہین کہ ایک مرتبہ کا نام دوسرے مرتبہ پر اطلاق نہین کر سکتے اور وہ مراتب یہ ہین الوہیت ربوبیت عبودیت خالقیت مخلوقیت وغیرہ پس مراتب الوہیت کے جو نام ہین اللہ رحمٰن وغیرہ انکا اطلاق ممکنات کے مراتب پر کفر ہے ذات الٰہی کو حقیقۃ الحقائق اس لئے کہتے ہین کہ وہ تمام اشیا کی حقیقت ہے اور اوسکی ذات در اصل واحد ہے نہ اوسمین تعدد ہے نہ کثرت ہے مگر اوس کے ظہورات کثیر ہونے کی وجہ سے اوس مین کثرت آجاتی ہے کہ کسی مرتبہ مین حقائق جوہریہ کسی مرتبہ مین حقائق عرضیہ ہو کر ظہور کرتی ہے پس جواہر و اعراض مین کثرت کی وجہ سے اوسمین بھی کثرت معلوم ہوتی ہے ورنہ وہ حقیقت مین واحد ہے نہ اوس مین کثرت ہے نہ تعدد ہے اور جب کوئی چیز کسی چیز مین ظہور کرتی ہے تو وہ چیز دوسری چیز سے علحدہ ہوتی ہے ظاہر اور مظہر دونون ایک ذات نہین ہوتی اور جو کچھ مظہر مین نمودار ہوتا ہے وہ اوس ظاہر کی صورت اور شبیہ ہوا کرتی ہے وہ ظاہر کی ذات و حقیقت نہین ہوتی ہے اور مظہر سے جو کوئی کام یا قدرت صادر ہوتی ہے وہ فی الحقیقت ظاہر کی سمجھنا چاہیے نہ مظہر کی شیخ نے حکمت علیہ مین کہا ہے لا فعل للعین ای الموجود الخارجی بل الفعل لربہا فاطماً نت العین ان یضاف الیہا فعل یعنی موجود خارجی کے لئے کوئی فعل نہین بلکہ اوسمین ہر کام اللہ تعالیٰ کا ہے پس موجود خارجی کو اس بات سے اطمینان ہو گیا کہ کوئی کام اوس کیطرف منسوب کیا جاے اور کسی فعل اور قدرت کو جو بندہ کی طرف منسوب کر دیتے ہین اوس کی وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے بندہ کی صورت مین ظہور کیا ہے خود اوسکی ذات کی وجہ سے یہ بات نہین واللہ خلقکم وما تعملون اللہ نے بنایا تمکو اور جو کچھ تم کرتے ہو اور جبکہ یہ ٹھہرا کہ ہر چیز کی صفات و احوال و افعال اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہین اور اوسی کی طرف سے ہین تو اگر کسی شے مین کوئی شر و نقصان کا کام واقع ہو جاے تو وہ حق تعالیٰ کی وجہ سے نہین بلکہ اشیا مین جو عدمیت کا مادہ پڑا ہے یہ اوسکا سبب ہے اس لئے کہ وجود مطلق فی نفسہ سراپا خیر ہے اور اگر کسی

Marfat.com

وجودی چیز سے کوئی شر کا کام صادر ہوجاے وہی اشیا کے امکان اور عدمیت کا نتیجہ ہے حکما نے اس بات پر کہ وجود سراپا خیر ہے ضرورت کا دعوی کیا ہے اور توضیح کے لیے کئی مثالین بیان کی ہین دیکھو سردی پہلون کو خراب کرتی ہے اس لئے اون کے حق مین شر ہے مگر سردی کا شر ہونا نہ اسوجہ سے ہے کہ وہ ایک کیفیت ہے کیونکہ اسوجہ سے تو وہ ایک کمال ہے بلکہ شر وہ اسوجہ سے ہے کہ پہلون کے پختہ اور کامل نہونیکا سبب واقع ہوتی ہے اسی طرح قتل شر ہے مگر قتل کا شر ہونا اسوجہ سے نہین کہ قاتل کو قتل پر قدرت حاصل ہے یا آلہ قاطع ہے یا مقتول کا عضو کٹ جانے کی قابلیت رکھتا ہے بلکہ حیات کے زائل ہوجانے کی وجہ سے جو عدمی چیز ہے قتل شر ہے۔ شرح نجات مین امام رازی نے فرمایا ہے ان الممکن لذاته لیس خیرا محضا والواجب الوجود لذاته خیر محض ولقائل ان یقول انهم اتفقوا علی ان العقول الفلکیة خیرات محضة واتفقوا علی انها ممکنة الوجود لذواتها یعنی حکما کا یہ عقیدہ ہے کہ جسکا وجود بذات خود ممکن ہے وہ خیر محض نہین اور جسکا وجود بذات خود واجب ہے وہ خیر محض ہے تو اسپر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ حکما کے نزدیک افلاک کی عقلین خیر محض ہین باوجودیکہ ان کے نزدیک اون کے اون کی ذاتین ممکن الوجود ہین یاد رکھو کہ حق تعالی کی ہستی جو ہے وہ اوسکی حقیقت ہے اور احوال اور تعینین اور اعتبارات اوسکی صفات ہین اور ظاہر کرنا اوس جناب مقدس کا اپنی ذات کو ان تعینین اور اعتبارات کے لباس مین اوسکا فعل اور تاثیر ہے اور اس اظہار پر جو کچھ تعینات ظاہری مرتب ہوتے ہین یہ اوسکے آثار ہین۔

مبدء و معاد کے باب مین جو کچھ شارع نے فرمایا ہے وہ مجاز ہے یا حقیقت اور عالم برزخ اور عالم مثال

ابو علی اور اوسکے متبعون کی یہ راے ہے کہ جو کچھ جناب سرور انبیا نے مبدء و معاد کے باب مین بیان کیا ہے وہ سب مجاز ہے اور کنایہ ہے معانی سے عرب کے لوگ جن کی طرف خطاب ہے وہ جاہل اور نیم وحشی تھے اون معانی کو سمجھ نہ سکتے تھے اس لئے شارع نے اون کی سمجھ کے موافق بطور تمثیل کے بیان کیا مگر یہ خیال سراسر غلط ہے تحقیق یہ ہے کہ جسطرح معانی دقیق مثالی صورتون مین متمثل ہوتے ہین کلام مین شارع نے اونہین صورتون اور شکلون کے ساتھ بیان ہے مثلاً جن مواثیق کا بیان ہوا ہے حقیقت اسکی یہ ہے کہ خطیرہ قدس مین نوع انسانی نے اپنی تمام استعداد اور قوی اور احکام کے ساتھ متحقق ہوکر موافق اوس تحقق کے رب الارباب کے فیض کو قبول کیا ہے اور اپنے حال اور استعداد کی موافق اوسکی ربوبیت والوہیت کے حقوق کا اقرار کیا ہے اور یہ معنی عالم مثال مین اقرار کی صورت پر متمثل ہوگئے اور جسقدر کمالات نوع انسانی کے لئے موافق اپنی استعداد کے خطیرہ قدس مین مقرر ہوئے ہین اونکو شارع نے بیان کردیا ہے یہی حال معاد کی معاملات کا ہے مثلاً معاد مین جو

Marfat.com

حوض کوثر کا بیان ہوا ہے یہ حقیقت مین حضرت ربوبیت کی طرف سے ایک لطف و فیض ہے کہ حضرت رسالت پناہ کے مبعوث ہونے کے ضمن مین پیدا ہوا ہے اوسی فیض نے عالم مثال مین حوض کوثر کی صورت حاصل کرلی ہے پس اس صورت پکڑنے اور متمثل ہونے کے اعتبار سے کلام الہی اور احادیث مین بیان واقع ہوا ہے یہان شارع علیہ السلام نے کسی طرح کا تصرف کنایہ یا مجاز کا اپنی طرف سے نہین کیا ہے بلکہ یہ سب نفس الامری باتین ہین کہ خلق کو پہونچائی ہین اور جن لوگون کو قوت اشراق و انکشاف مبدء فیاض سے عطا ہوئی ہے وہ اس بات پر متفق ہین کہ اس عالم حس کے علاوہ کہ جس مین ہماری آنکھون سے ہمکو یہ چیزین دکھائی دیتی ہین ایک اور عالم ہے جسکو عالم ملکوت کہتے ہین اور کبھی اسکو عالم غیب کہتے ہین اور جب یہ لحاظ کیا جاتا ہے کہ عالم مجردات محض اور عالم حس کی وہ درمیانی حالت ہے تو اسکو عالم برزخ اور کبھی عالم مثال کہتے ہین اسی طرح ہر قوم کے نزدیک اوسکا ایک نام ہے اور اس عالم مین ہر ایک مجردات اور اجسام اور اعراض کی یہان تک کہ حرکات و سکنات اور اوضاع اور ہیات اور موزون اور ربوون کی مثالین بذات خود قائم ہین اور کسی سے متعلق نہین یعنی کسی مادہ محل مین کہ یہ چیزین نہین پائی جاتی ہین اور یہ مثال حس کو منظر کی مدد سے ظاہر ہوتی ہے جیسے آئینہ مین دیکھکر چیز دکھ جاتی ہے اور وہ کچھ اوس سے متعلق نہین ہوتی پس آئینہ اوسکا منظر ہوا اسی طرح خیال مین کسی چیز کے صورت بندہ جاتی ہے اسی طرح پانی اور ہوا مین صورتین نظر آتی ہین اور اون سے وہ متعلق نہین ہوتین اور کبھی ایک منظر سے دوسرے منظر مین منتقل ہوجاتی ہے اور کبھی جاتی رہتی ہے جیسے آئینہ بگڑ جاے یا خیال مین فرق آجاے اور مقابلہ نہ ہے تو کچھ معلوم نہین ہوسکتا غرضکہ یہ عالم بہت بڑا ہے انتہا اسکی نہین بالکل عالم حس کے مقابل ہے جیسے عالم حس مین افلاک حرکت کرتے ہین ایسے ہی عالم مثالیہ کے افلاک حرکت کرتے ہین اور جیسے عالم حسی اپنے عناصر و مرکبات کو قبول کرتا ہے اسی طرح عالم مثال مین عالم عقلی کے افلاک کی حرکات و اشراقات جاری ہین اور عالم مثال مین بھی بستیان اور آبادیان ہین چنانچہ ان مین سے دو شہرون کا نام جابلقا و جابرصا ہے یہ دونون شہر بڑے بڑے ہین اسی عالم مثال مین ملائکہ اور جن اور شیاطین اور غول بیابانی پیدا ہوتے ہین اس لئے کہ جسطرح عالم حس مین نفوس ناطقہ ہین اسی طرح اوس عالم مثال مین یہ چیزین ہین مگر فرق یہ ہے کہ یہان نفوس ناطقہ مادی ہین اور وہان مادے سے علحدہ ہین اور اسی عالم مثال کی وجہ سے ہے ظہور مجردات کا مختلف اچھی بری لطیف کثیف صورتون مین جیسی استعداد دیکھنے والے کی ہوتی ہے ویسی ہی صورتین نظر آتی ہین اور اسی مثال پر مبنی ہین تمام معاملات معاد جسمانی کے اس لئے کہ بدن مثال مین بھی نفس کا تصرف ویسے ہی ہوتا ہے جیسے بدن حسی مین تمام حواس ظاہرہ و باطنہ کی درستی کے ساتھ ہوتا ہے پس بدن مثالی عالم مثال مین لذت بھی پاتا ہے اور درد بھی اوٹھاتا ہے جیسے کہ دنیا مین اپنے جسم کے ساتھ پاتا ہے اور عالم مثال کی بعضی صورتین نورانی ہین

Marfat.com

کہ نیک لوگون کا آرام اسمین ہے اور بعضی ظلمانی ہین کہ اشقیا کا عذاب اوسمین ہے ایسے ہی حال خوابون اور بہت سے
ادراکات کا ہے مگر جو کچھ خواب مین دیکھتے ہین یا جاگتے مین متخیل ہوتا ہے بلکہ مرضون مین یا غلبۂ خوف کے وقت مشاہدہ
ہوتا ہے یہ سب صور مقداریہ کی قسم سے ہے اور وہ عالم مثال سے نہین بلکہ عالم حس سے ہے ایسے ہی بہت سے خوارق
عادات کہ اولیا سے منقول ہین وہ بھی اسی قسم سے ہین کہ عالم حس مین پائے گئے ہین مثالی اور خیالی نہین ہین جیسے کوئی ولی
اپنے شہر مین تھا اور اوسے لوگون نے حج مین دیکھا تو یہ خیالی بات نہ تھی بلکہ واقعی ہے یا کسی کو کہین بند کر دیا اور پھر وہ
[illegible] گیا یا بے وقت کہین سے میوہ موجود کر دیا یا تھوڑے سے عرصہ مین بڑی مسافت کو طے کر لیا یہ سب دعوے
باتین عالم مثال کی نہین اور جو کوئی اس عالم کا قائل ہے وہ اس کا ثبوت مکاشفہ اور صحیح تجربون سے دیتا ہے
اور [illegible] کی حجت یہ ہے کہ جو کچھ جزئی صورتین آئینون وغیرہ مین دکھتی ہین یہ بے اصل چیزین نہین ہین
واقعی چیزین ہین مگر مادی نہین ہین اور نہ عقلی ہین اس لیے کہ انکی مقدار موجود ہے اور یہ اجزاے دماغی مین مرتسم
ہین کیونکہ بڑی چیز چھوٹی مین مرتسم نہین ہو سکتی مثلاً ہاتھی انسان کے دماغ مین مرتسم نہین ہو سکتا مگر متکلمین
اور حکما اسکے قائل نہین اور کہتے ہین کہ پانی پر چلنا اور ہوا مین اوڑنا اور تھوڑے سے عرصہ مین بڑی مسافت
کو طے کرنا یہ سب آٹھوین اقلیم کے متعلق ہین اسی کو عالم مثال کہتے ہین اسلیے کہ عالم مقدار کی آٹھ قسمین ہین -
سات قسمین اوسکی یہ ہفت اقلیم ہین جن مین اجسام عنصری اور مقادیر حسی رہتی ہین اور آٹھوین اقلیم مین مقادیر
مثالی ہوتی ہین اور یہ عالم حسی صوفیہ کے نزدیک عالم خواب ہے چنانچہ تقریر ذیل سے دنیا خواب ست کا مضمون
عیان ہے ظاہر ہے کہ جب انسان عالم نوم مین ہوتا ہے تو جو کچھ خواب دیکھا کرتا ہے اوسے حالت خواب مین
صحیح و قرین عقل سمجھتا ہے لیکن جب کیفیت بیداری حاصل ہوتی ہے تو خواب مین جو کچھ نظر آتا ہے اوسے مجرد خیال
پریشان جانتا ہے اسی طرح حالت بیداری مین یہ اطمینان جو حاصل رہتا ہے کہ جو کچھ حسیات و وجدانیات ہین
وہ یقینی صحیح و درست ہین تو کیا عجب ہے کہ عالم بیداری کی کیفیات محسوسہ بھی مجرد خیال ہون یعنی جسطرح ہم خواب کے
محسوسات کے وجود کو بحالت خواب صحیح جانتے ہین اور حالت بیداری مین اونہین محسوسات کو مجرد خیالی سمجھتے ہین
کیا عجب ہے کہ ہماری حالت بیداری کے محسوسات بھی محسوسات خواب کی طرح خیالی ہون گو بیدار کی حالت مین ہم اون
کے وجود کی نسبت اطمینان قطعی رکھتے ہین پس یہ بخوبی ممکن معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایک ایسا عالم ہو کہ اوسکے مقابل مین
ہماری حالت بیداری ویسی ہو جیسی ہماری حالت بیداری کے سامنے ہماری حالت خواب ہے اور یہ وہی عالم ہے جو حضرات صوفیہ مدعی
ہے ؎ ساده لوحانیکه دل بر زندگانی بسته اند ٭ بر سر یک روان بنیاد از شبنم نهند + اور اعمال اگرچہ یہاں اعراض
[illegible] المثالیین جواہر ہو جاتے ہین اسی طرح تو سے بھی جاوینگے اولیا کو کبھی خواب مین عالم مثال کو دکھاتے ہین اور اون اعمال کی حقیقت پر
[illegible] ہین چنانچہ ابوبکر کتانی نے خوابمین ایک خوبصورت جوان کو دیکھا اوس سے دریافت کیا کہ تو کون ہے اور کہان رہتا ہے بولا کہ

Marfat.com

دلون مین رہا کرتا ہون۔ پھر ایک بدصورت عورت کو دیکھا اوس سے پوچھا تو کون ہے اور کہان رہتی ہے [illegible]
ہون اہلِ نشاط کے دلون مین رہتی ہون بعض آیات اور بہت سی احادیث صحیحہ بھی اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ
اس عالم عنصری کے سوا ایک اور عالم (عالم) ہے کہ جس مین اعمال اور اقوال وغیرہ اپنے مناسب ایک صورت ظاہر مین
متشکل ہوتے ہین اور اوس عالم مین بیشتر اشیاء موجود ہو چکی ہین تب اس عالم عنصری مین اسی کی مطابق ظاہر ہوتی ہین
اور بہت سی چیزین جنکے اجسام عامہ کے نزدیک نہین اوس عالم مین یہان سے نقل کیجاتی ہین اور سابق [illegible]
نہین دیکھ سکتے۔ مسلم نے ابو امامہ اور نیز نواس بن سمعان سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قیامت
کے روز سورہ بقرا و آل عمران بادل کی صورت مین یا پرندون کی دو ٹکریون کی طرح ظاہر ہو کر اپنے قاری کے حق مین
شفاعت کرینگی اور احمد نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے روز اعمال
ظاہر کئے جاوینگی نماز پھر زکوٰۃ پھر روزے آوینگے اور ابو موسیٰ اشعریؓ سے احمد نے مسند مین اور بیہقی نے شعب الایمان مین
روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان المعروف والمنکر خلیقتان تنصبان للناس یوم القیمۃ
فاما المعروف فیبشر اصحابہ ویوعدھم الخیر واما المنکر فیقول الیکم الیکم وما یستطیعون
لہ الا لزوما۔ عمل مشروع اور نامشروع قیامت کے دن پیدا کئے جاوینگے یعنی آدمیون کی صورت مین کھڑے
کئے جاوینگے اون لوگون کے واسطے جن سے وہ سرزد ہوئے ہین عمل مشروع اپنے کرنے والون کو بشارت
دے گا اور بھلائے گا اون سے وعدہ کرے گا اور عمل نامشروع اپنے کرنے والون سے کہیگا کہ میرے پاس سے
دور ہو جاؤ مگر اون کو اوس سے چھٹکارا نہوگا۔ اور اسامہ بن زید سے بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فانی لاری الفتن تقع خلال بیوتکم کوقع المطر مین تمہارے
گھرون مین فتنون کو اس طرح گرتے ہوئے دیکھتا ہون جیسے مینہ برستا ہے اور بخاری اور مسلم نے ابن عمر اور ابو ہریرہؓ
سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت کو اسوجہ سے عذاب دیا گیا تھا کہ اوس نے
بلی کو باندھ رکھا تھا یہان تک کہ وہ بھوک کے مارے مرگئی اور بخاریؒ اور مسلمؒ نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت بدکار جنت مین داخل کیگئی جسنے ایک بہت پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا
اور صحیح بخاری و مسلم مین قتادہ کے ذریعہ سے مالک بن صعصعہ سے حدیث معراج مین مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے قال ھذا سدرۃ المنتھی فاذا اربعۃ انھار نھران باطنان ونھران ظاھران قلت
ما ھذا یا جبریل قال اما الباطنان فنھران فی الجنۃ واما الظاھران فالنیل والفرات یعنی جبریل نے کہا
کہ یہ سدرۃ المنتہی ہے وہان چار نہرین تھین اون مین دو چھپی ہوئی تھین مین نے جبریل سے اسکے ظاہر اور مخفی ہونیکی
وجہ دریافت کی اونہون نے جواب دیا کہ یہ دونون چھپی ہوئی نہرین بہشت کی ہین اور دونون ظاہر نہرین نیل و فرات

ہین اور ایک حدیث خسوف الشمس مین ہے کہ حضرت نے فرمایا تہا کہ مین دوزخ کی لپٹ سے نماز مین پیچھے ہٹا تھا اور خوشہ
جنت کے لینے کے قصد سے آگے بڑہا تہا اور اگر وہانکا ایک انگور کا خوشہ لے لیتا تو تم ابدالآباد تک کہاتے پہر بھی وہ
کم نہوتا چنانچہ صحاح مین یہ حدیث موجود ہے اور انسؓ سے بخاری نے روایت کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے نماز پڑہائی پہر ممبر چڑہے اور اپنے دست مبارک سے قبلہ مسجد کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ مجھکو ابھی تمکو نماز پڑہاتے مین
جنت صورت بنی ہوئی اس دیوار کے مقابل دکہائی دی - ظاہر ہے کہ جنت و دوزخ اپنے اجسام مقرری کے ساتھ
اس قدر مسافت مین سمانے کی گنجایش نہین رکھتین اور مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ یعنی دوزخ کی آگ شہوات
ولذات کے ساتھ اور جنت سختیون اور مشقتون کے ساتھ گہیری گئی ہین - اور ابوداؤد اور نسائی نے ابوہریرہؓ سے
روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی نے بہشت اور دوزخ کو پیدا کیا جبرئیل سے
فرمایا کہ جا اور جنت و دوزخ کو دیکھ - اور شرح اسمائے حسنی مین ایک حدیث مذکور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے ان البلاء لینزل فیلقیہ الدعاء فتعلجان الی یوم القیامۃ اگر بلا نازل ہوتی ہے تو اوسکو دعا
آسمان و زمین کے درمیان مین ملتی ہے اور دونون قیامت تک کشتی کرتی رہتی ہین - اور عبادہ بن صامت سے ابوداؤد
اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے اول قلم کو پیدا کرکے فرمایا کہ لکھ اوس نے
عرض کیا کہ کیا لکھون ارشاد ہوا کہ جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب لکھ اس سے اشارہ ہے کہ اس عالم کی چیزین یہان ظاہر
ہونے سے پیشتر سب کو اللہ ہستی مین لایا پہر اوسی کے مطابق یہان ہو رہا ہے اور کچھ ہو چکا ہے پہر اوسی عالم مین باقی
قرار پایا ہے اور وہ عالم کہین آسمان و زمین پر کسی خاص جگہ نہین بلکہ اس عالم کا دوسرا پہلو وہ ہے اور آپ کو کوئی
قلم واسطی نہ سمجھیے گا - اور ابن عمر سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے اذا صار اھل الجنۃ الی الجنۃ واھل النار
الی النار جئی بالموت حتی یجعل بین الجنۃ والنار ثم یذبح - حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب بہشتی
جنت اور دوزخی دوزخ مین جاوینگے لائی جاویگی موت تو موت کو دوزخ کے درمیان مین لاکر کہینگے پہر ذبح کر ڈالیں گے
اور سورہ مریم مین ہے فَاَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا یعنی ہمنے اوسکی طرف اپنی روح کو بھیجا اور
اوسکے سامنے آدمی صورت ہوگیا اور احادیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جبرئیل علیہ السلام ظاہر ہوتے
اور دونون باہم باتین کرتے اور پہر جبرئیل چلے جاتے اور سوائے حضرت کے کوئی اونکو نہ دیکھتا اور انسؓ سے
روایت کی ہے یضرب بمطارق من حدید ضربۃ فیصیح صیحۃ یسمعہا من یلیہ الا الثقلین یعنی
منافق اور کافر کو فرشتے قبر مین لوہے کے گرزون سے مارتے ہین وہ اتنا چلاتا ہے کہ اوسکی آواز کو وہ سنتے ہین
جو اوسکے قریب ہین مگر جن اور انس نہین سنتے - اور ابوہریرہؓ سے ترمذی نے روایت کی ہے کہ جب مردے کو قبر مین

Marfat.com

رکھدیتی ہین تو اگر وہ مومن ہوتا ہے تو اوسکی قبر ستر گز طول مین اور ستر گز عرض مین کشادہ کردیتی ہین اور اوسکو فراخی
تو زمین سے کہا جاتا ہے اِلْتَئِمِیْ عَلَیْہِ فَتَلْتَئِمُ عَلَیْہِ فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُہٗ یعنی اوسکو دبوچ پس وہ اوسکو
اتنا دبوچتی ہے کہ اوسکی داہنی پسلیان بائین سے اور بائین داہنی سے ملجاتی ہین اور براء بن عازبؓ سے احمد
ابو داؤد نے روایت کی ہے یاتیہ ملکان فیجلسانہ یعنی مُردے کے پاس دو فرشتے آتے ہین اور اوسکو بٹھاتے
ہین اور ابو سعیدؓ سے دارمیؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کافر پر اوسکی قبر مین ننانوے سانپ مسلط کئے
جاتے ہین جو اوسکو ڈستے ہین اور قیامت تک ڈستے رہینگے اور ابن ماجہؒ نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اذا دخل المیت القبر مُثِّلَتْ لہ الشمس عند غروبھا فیجلس یمسح عینیہ ویقول
دعونی اصلی یعنی جسوقت مومن قبر مین داخل کیا جاتا ہے تو اوسکو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ آفتاب غروب ہونے کے
اس لئے وہ آنکھین ملتا ہوا بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھکو چھوڑ دو تاکہ نماز پڑھ لون بخاری اور مسلم نے ابو سعید خدریؓ
سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اون کے اصحاب نے پوچھا ھل نری ربنا یوم القیامۃ قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم ھَلْ تُضَارُّوْنَ فی رؤیۃ الشمس بالظھیرۃ صحوا لیس معھا سحاب
وھل تضارون فی رؤیۃ القمر لیلۃ البدر صحوا لیس فیھا سحاب قالوا لا یا رسول اللہ قال ما تضارون
فی رؤیۃ اللہ یوم القیامۃ الا کما تضارون فی رؤیۃ احدھما یعنی کیا ہم اپنے رب کو قیامت کے دن دیکھینگے
حضرت نے فرمایا ہان دیکھوگے کیا تمکو دوپہر کے وقت جبکہ ابر بھی نہو چاند کو دیکھنے سے کوئی تکلیف معلوم ہوتی ہے یا تمکو چودھوین
رات مین جبکہ آسمان ابر سے صاف ہو چاند کو دیکھنے سے کوئی اذیت معلوم ہوتی ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
کسی طرح کی تکلیف نہین ہوتی آنحضرت نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ کے دیکھنے مین بھی یہی حالت ہوگی اور اسی حدیث
مین یہ بھی ہے فیقول ھل بینکم وبینہ آیۃ تعرفونہ فیقولون نعم فیکشف عن ساق یعنی اللہ فرماویگا کہ
کیا تمہارے اور پروردگار کے درمیان کوئی علامت ہے جس کے ذریعہ سے تم اوسکو پہچان سکتے ہو بندے جواب دینگے
کہ ہان نشانی ہے اوسوقت پنڈلی کھولی جاوے گی اور ابو ہریرہؓ کی حدیث متفق علیہ مین یہ بھی ہے حتی یضحک اللہ عنہ
یعنی بندہ یہانتک مانگتا رہیگا کہ اللہ اوسکے سوال سے ہنس دیگا اور جریر بن عبد اللہؓ سے بخاریؒ و مسلمؒ نے روایت کی ہے
کہ تم اپنے رب کو اس طرح دیکھوگے جیسے کہ اس چودھوین شب کے چاند کو دیکھتے ہو اور ابن مسعودؓ سے دارمیؒ نے روایت کی ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ مقام محمود کیا چیز ہے حضرت نے فرمایا ذلک یوم ینزل اللہ تعالیٰ
علی کرسیہ فیاط کما یاط الرحل الجدید من نضائقہ وھو کسعۃ ما بین السماء والارض یعنی
جسدن اللہ اپنی کرسی پر نزول فرماوے گا تو کرسی مین سے اس طرح آواز نکلیگا جیسے چمڑے کے نئے زین سے تنگی کے سبب
آواز پیدا ہوتی ہے حالانکہ اوسمین اتنی وسعت ہوجاوے گی جتنی آسمان و زمین کے درمیان ہے ۔ ان احادیث مین غور کرو

Marfat.com

سے نہین باتین سمجھ مین آتی ہین (۱) ان کے ظاہر مضمون پر خیال کیا جاتا ہے تو ایک عالم کی طرف ضرورت داخع ہوتی ہے
جسکا حال ہمنے بیان کیا ہے، حال اہل حدیث کا ہے کہ وہ ظاہر مضامین پر عمل کرتے ہین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بات
کی طرف تنبیہ کی ہے (۲) بعض حالات واقع مین تو نہین ہوتے مگر خیال ان کا پیدا ہو جاتا ہے اور دیکھنے والے کی نظر مین ایک
صورت خیالی موجود ہو جاتی ہے اور نظیر اسکی یہ ہے کہ سورہ دخان مین جو آیا ہے یَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ
یعنی اوس دن آسمان مین ظاہر دہوان پیدا ہو جاے گا۔ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہین کہ مراد اس دہوین سے وہ قحط ہے جو
قریش پر پڑا تھا آنحضرت کے زمانہ مین حضرت کی بددعا سے کہ فرمایا خدایا ان پر سات برس کا قحط کر دے جیسے تو نے
مصریون پر حضرت یوسف کے زمانہ مین کر دیا تھا پس قحط مین مبتلا ہو گئے یہانتک کہ ہوا مین ایک چیز دہوین کی مانند دیکھتے تھے
اس لئے کہ بھوکا ضعف بصر کے سبب سے ہوا کو مانند دہوین کی دیکھتا ہے اور ابن ماجشون سے منقول ہے کہ جس حدیث مین
یہ بیان ہے کہ اللہ تعالی کا دیدار قیامت کو ہوگا اور طرح طرح کے حالات پیدا ہونگے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ مخلوق کی نظرین بدل جائینگے
اللہ کو اترنے والا تجلی کرنے والا اور خلق کو پکارنے والا خلق سے باتین کرنے والا دیکھینگی حالانکہ اللہ تعالی اپنی عظمت پر
قائم ہے اوسمین کسی طرح کا تغیر نہین اور نہ وہ بدلتا رہتا ہے (۳) یا بطور تمثیل کے شارع نے ایسا بیان کر دیا تاکہ دوسرے
معانی سمجھ مین آجائین مگر میرے نزدیک یہ تیسری وجہ کافی نہین ۔ اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے عذاب قبر کے بیان مین ان
تینون مقامون کو خوب کھولا ہے چنانچہ کہا ہے اس قسم کی خبرون کے ظاہری مضامین صحیح ہین اور بھید ان کے پوشیدہ ہین
مگر اہل باطن پر ان کے ساری حالات مکشوف ہین پس جسپر ان کی حقایق نہ کھلی ہون تو اوسکو چاہیے کہ مضامین ظاہری کا
انکار نہ کرے بلکہ کم سے کم درجۂ ایمان یہ ہے کہ تسلیم و رضا سے کام رکھے اگر معترض یہ کہے کہ ہم کافر کو مدت دراز تک قبر
مین دیکھتے ہین اور اوسکی محافظت کرتے ہین مگر جو کچھ احادیث مین میت کے بارے مین وارد ہے وہ حالات اوسپر گذرتے
نہین پاتے ہین پس خلاف واقعہ کی تصدیق کرنے کی کیا وجہ ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ ایسی باتون کی تصدیق کے واسطے
تین صورتین ہین (۱) پہلی صورت یہ ہے کہ یہ ساری چیزین صحیح اور درست اور قابل تصدیق ہین واقع مین سانپ کاٹتے
ہین فرشتے گرز لگاتے ہین دوزخ کی سرمائی کھلجاتی ہین مگر یہ باتین آدمیون کو ان آنکھون سے معلوم نہین ہوسکتین کیونکہ یہ
باتین ملکوتی ہین اور آنکھون مین اسرار ملکوتی کے مشاہدہ کی قدرت نہین اور جو چیز آخرت سے تعلق رکھتی ہے وہ
سب عالم ملکوتی کے قبیل سے ہے اس عالم سے اوسکا تعلق نہین دیکھو صحابہ رضی اللہ عنہم جبریلؑ کے نزول پر ایمان
رکھتے تھے باوجودیکہ جبریل کو آتے جاتے نہین دیکھتے تھے اور اس بات پر اونکو تصدیق تھی کہ پیغمبر علیہ السلام حضرت جبریل کو
دیکھا کرتے ہین اگر تمکو اس بات کا یقین نہین کہ میت پر ایسا ایسا واقعہ گذرتا ہے تو ملائکہ کے وجود پر اور وحی کے
نزول پر ایمان لانا اور بھی تمھارے لئے مشکل ہوگا کیونکہ یہ اوس سے زیادہ باریک بات ہے اور تمکو اس بات کا
یقین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ وہ چیزین نظر آتی تھین جو امت کو نہین آسکتین تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے

Marfat.com

کہ میت کے باب مین تم اِن اخبار کی تکذیب کروگے اور جسطرح کہ فرشتے ایسے جن کے مشابہ نہین ہم جو سانپ
عالم آخرت کے اس عالم کے سانپ بچھوؤن کے مشابہ نہین یہ اور وہ اقسام علیحدہ ہین اور وہ کسی دوسرے
معلوم ہوسکینگے (۲) دوسری صورت یہ ہے غور کرو کہ سوتا ہوا خواب مین کیا کیا دیکھتا ہے کبھی اوسکو سانپ کاٹتا
اور وہ اس سے ایذا پاتا ہے یہان تک کہ کبھی چیخین مارنے لگتا ہے پیشانی پر عرق آجاتا ہے جو دوسرون کو معلوم ہوتا ہے
اور اپنی جگہ سے کود پڑتا ہے اور سوتا ہوا ان سب باتون کو دیکھتا ہے اور تکلیف پاتا ہے اور جو حالات اوسپر ایسے
گذرتے ہین جیسے جگتے ہوئے پر گذرتے ہین اور جو لوگ اوس کے پاس بیٹھے ہوتے ہین وہ یہ جانتے ہین کہ یہ آرام سے
سو رہا ہے اور نہ کوئی سانپ اوس کے آس پاس ہوتا ہے نہ بچھو اور اوس کے حق مین یہ سب چیزین موجود ہوتی
ہین اور عذاب اوسکو حاصل رہتا ہے اور جبکہ عذاب کاٹنے کی تکلیف مین ہے تو پھر خیالی سانپ مین اور واقعی سانپ مین
کیا فرق ہے (۳) تیسری صورت یہ ہے کہ سانپ خود ایذا نہین پہنچاتا ہے بلکہ وہ زہر ایذا دیتا ہے جو اوس سے تم مین
سرایت کرتا ہے پھر زہر بھی الم نہین بلکہ اوس کا وہ اثر جو تم مین حاصل ہوا ہے وہ الم ہے اور جبکہ یہ اثر غیر سے
حاصل ہوگا تو عذاب تو بہت ہوگا اور تعریف اس عذاب کی کرنا ممکن نہوگا مگر ایسے سبب کی طرف منسوب کرکے جو عادت
مین جاری ہے بیان کرنے سے کچھ سمجھ مین آسکیگا اس لئے کہ انسان کو لذت جماع مباشرت جماع کے بدون پیدا
ہوجائے تو اوسکو کبھی نہ بتا سکیگا مگر جبکہ وہ کسی چیز کی طرف نسبت کریگا تب بتا سکیگا تو بتانیکا سبب وہی نسبت واقع ہوگی
جس کا نتیجہ حاصل ہوگا اگرچہ سبب کی صورت معلوم نہوسکے اور سبب کا ارادہ اوسکے ثمرہ کی وجہ سے کیا جاوے گا
بچھو اوس سے ذاتی غرض نہوگی اور انسان کی خراب عادتین جسقدر اوسمین موجود ہین یہ سب اوس کے نفس مین
موذی اور تکلیف دینے والے جانورون کی صورتون مین موت کے وقت ہوجائینگی پس اسوقت درد اِن کے
ایسے ہونگے جیسے سانپ بچھو کے کاٹنے سے ہوتے ہین بغیر اس کے کہ وہان اصلی اور واقعی سانپ بچھو موجود ہون
حکما کی اصطلاح مین عالم مثال کا نام عالم نقوش منطبعہ ہے اور اشراقیہ اسے اقلیم ہفتم اور عالم اشباح کہتے ہین
علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد مین اون سے نقل کیا ہے قال الاقدمون ان فی الوجود عالماً مقداریاً
غیر العالم الحسی لاتتناہی عجائبہ ولا تحصی مدنہ وعلیہ بنوا امر المعاد الجسمانی فالبدن
المثالی الذی تتصرف فیہ النفس حکمہ حکم البدن الحسی فی انہ لہ جمیع الحواس الظاہرۃ والباطنۃ
فتلذ وتتألم متقدمین کہتے ہین کہ ایک عالم مقداری بھی موجود ہے جو اس عالم حسی سے علیحدہ ہے اوس کے
عجائب وغرائب بے انتہا ہین اور شہر اوسکے شمار سے باہر ہین اور اسی پر مبنی ہین احکام معاد جسمانی کے پس بدن
مثالی جس مین نفس تصرف کرتا ہے وہ بھی اسی طرح حواس ظاہری و باطنی رکھتا ہے جیسے بدن حسی رکھتا ہے اور اسی طرح
راحت و تکلیف پاتا ہے ارسطو نے اوثولوجیا مین کہا ہے ورآء ھذا العالم سماء وارض وبحر و

حیوان ونبات وناس سماویون وکل من فوق ذلک العالم سماوی ولیس هناک شئ ارضی والروحانیون
الذین هناک یزورهم الانس لا ینتر بعضهم وکل واحد لا ینافی صاحبه بل یسترجع الیه یعنی
اس عالم کے سوا اور آسمان اور زمین اور دریا اور حیوانات اور نباتات اور آدمی ہین اور یہ سب سماوی ہین یعنی
ان مین تغیر وتبدل واقع نہین ہوتا جو کچھ اس عالم مین ہے وہ سب سماوی ہے یہان کوئی چیز ارضی نہین کہ قابل تغیر
وتبدل ہوتی ہے اور جو روحانی یہان موجود ہین وہ سب آپس مین موافق ہین کسی کو کسی سے خلاف اور تنفر نہین
اور فتوحات مکیہ کے آٹھوین باب مین ہے کل نفس خلق اللہ تعالی فیہا عوالم یسبحون اللیل والنہار و
وخلق اللہ تعالی من جملۃ عوالمہا عالما علی صورنا اذا ابصرہا العارف یشاہد نفسہ فیہا یعنی
اللہ تعالی نے ہر نفس مین عالم پیدا کئے ہین جو رات دن ذکر الٰہی مین مصروف ہین اور اللہ تعالی کے عالمون مین سے ایک
عالم ہماری صورتون کے مطابق ہے جب عارف اوسے دیکھتا ہے تو اپنے نفس کو اوسمین پاتا ہے۔ صوفیہ اس عالم مثال کو عالم
ارواح وعالم اجسام کے درمیان واسطہ قرار دیتے ہین اور اوسکی امثلہ مین بڑا بسط کیا ہے آئینہ اور خواب سے مثال دی ہے
اور حق یہ ہے کہ معاملات حضرات انبیا کے ارواح کے ساتھ اور ملائکہ کا نزول اور کار و بار برزخ جیسا کہ قرآن وحدیث سے
مفہوم ہوتا ہے اوس طور سے الگ ہے جو طور اونہون نے بیان کئے ہین +

ملاء اعلی یعنی ملائکہ

اللہ تعالی سورہ مومن مین فرماتا ہے الذین یحملون العرش ومن حولہ یسبحون بحمد ربہم ویؤمنون بہ
ویستغفرون للذین آمنوا ربنا وسعت کل شئ رحمۃ وعلما فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک
وقہم عذاب الجحیم ربنا وادخلہم جنت عدن التی وعدتہم ومن صلح من آبائہم وازواجہم
وذریاتہم انک انت العزیز الحکیم وقہم السیئات ومن تق السیئات یومئذ فقد رحمتہ
وذلک ہو الفوز العظیم یعنی جو لوگ عرش کو اوٹھا رہے ہین اور جو اوسکے گرد ہین اپنے رب کی تسبیح مین مشغول
اور اوسپر یقین رکھتے ہین اور ایمان والون کے گناہ بخشواتے ہین اے پروردگار ہمارے تیری مہربانی وعلم ہر چیز
سما گئی ہے اون کو معاف کر جو توبہ کرین اور تیری راہ چلین اور اون کو عذاب دوزخ سے بچا اے رب ہمارے
اون کو بہشتون مین داخل کر جن کا وعدہ تو نے اون کو دیا ہے اور جو کوئی اون کے باپون مین اور عورتون مین
اولاد مین سے نیک ہو اوسکو بھی معاف کر کے بہشت مین داخل کر بیشک تو ہی زبردست حکمت والا ہے اور
بچا اون کو برائیون سے اور جسکو اوس دن برائیون سے بچایا اوسپر تو نے مہربانی کی اور یہی مقصد اعلی ہے۔ احمد اور ترمذی
نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انی قمت من اللیل فتوضأت و
صلیت ما قدر لی فنعست فی صلوتی حتی استثقلت فاذا انا بربی تبارک وتعالی فی احسن صورۃ

Marfat.com

فقال یا محمد قلت لبیک رب قال فیم یختصم الملاء الاعلی قلت لا ادری قالها ثلثا قال فرأیته وضع
کفه بین کتفی حتی وجدت برد انامله بین ثدیی فتجلی لی کل شیء وعرفت فقال یا محمد قلت لبیک
قال فیم یختصم الملاء الاعلی قلت فی الکفارات قال وما هن قلت مشی الاقدام الی الجماعات والجلوس
فی المساجد بعد الصلوات واسباغ الوضوء حین الکریهات قال ثم فیم قال قلت فی الدرجات قال
وما هن قلت اطعام الطعام ولین الکلام والصلوٰة باللیل والناس نیام یعنی میں رات کو تہجد کے لئے
اوٹھا میں نے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر میں اونگھ گیا اور مجھپر نیند غالب ہوگئی اس حالت میں میں نے اللہ تعالیٰ کو ایک اچھی
صورت میں دیکھا اللہ تعالیٰ مجھسے فرمایا اے محمد ملاء اعلیٰ یعنی ملائکہ مقربین کس چیز میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کی مجھے اسکا
حال معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے تین بار یہی بات پوچھی اور میں نے یہی جواب دیا حضرت کہتے ہیں میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ
اوس نے اپنا ہاتھ میرے دونوں مونڈھوں کے درمیان رکھا تھا یہاں تک کہ میں نے اوسکی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنی
چھاتی کے درمیان میں پائی پھر مجھپر تمام چیزیں کھل گئیں اور میں نے پہچان لیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد ملائکہ مقربین
کس چیز میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا کفارے میں جھگڑتے ہیں اللہ نے فرمایا وہ کفارے کیا ہیں میں نے عرض کی
اوٹھکر جماعت کی طرف چلنا اور نمازوں کے بعد مسجدوں میں بیٹھنا اور کراہیت کے وقت میں اچھی طرح وضو
کرنا (مراد یہ ہے کہ ایسے وقت میں اچھی طرح وضو کرنا جبکہ پانی کا استعمال طبیعت کو ناگوار ہو) اللہ تعالیٰ نے فرمایا
پھر فرشتے مقربین کس چیز میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کی کہ درجات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ کیا ہیں میں نے عرض کی
کھانا کھلانا اور نرم کلام اور نماز پڑھنا شب میں اوسوقت کہ آدمی سوتے ہوں ابوہریرہؓ سے بخاری و مسلم نے روایت
کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فاذا صلی لم تزل الملائکۃ تصلی علیہ ما دام فی مصلاہ بندہ
جسوقت نماز پڑھتا ہے فرشتے اسپر دعا کرتے رہتے ہیں اوسکے لئے جب تک اپنی نماز کی جگہ میں ہے اور بخاری و مسلم نے
ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما من یوم یصبح العباد فیہ الا ملکان
ینزلان فیقول احدھما اللھم اعط منفقا خلفا ویقول الاخر اللھم اعط ممسکا تلفا یعنی ہر روز صبح کو
دو فرشتے اوترتے ہیں ایک اونمیں سے یہ کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ کرنیوالے کو بدلا دے اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ بخیل کو
نقصان پہونچا اور بخاری نے کتاب التفسیر میں ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قضی اللہ
امرا فی السماء ضربت الملائکۃ اجنحتہا خضعانا لقولہ کانہ صلصلۃ علی صفوان فاذا فزع عن قلوبہم قالوا
ماذا قال ربکم قالوا الحق وھو العلی الکبیر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسوقت اللہ تعالیٰ کوئی حکم آسمان میں
جاری فرماتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کے ہیبت سے اپنے پر گرا دیتے ہیں گویا وہ چکنے پتھر پر ایک سلسلہ دار آواز ہے جسوقت ملائکہ کے دلوں سے
خوف دور ہوتا ہے تو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کیا کہا ہے کہتے ہیں حق کہا ہے اور وہ بڑا بزرگ ہے اور ابوہریرہ سے

مسلم نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ اپنے کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو پکارتا ہے جبرئیل کو اور فرماتا ہے کہ تحقیق مین دوست رکھتا ہون فلان شخص کو تو بھی اوسکو دوست رکھ حضرت فرماتے ہین کہ جبرئیل اوسے دوست رکھتے ہین پھر جبرئیل آسمان مین پکارتے ہین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ فلان شخص کو دوست رکھتا ہے تم بھی اوسکو دوست رکھو تو اہل آسمان اوسکو دوست رکھتے ہین پھر اوس کے لئے قبولیت زمین مین رکھی جاتی ہے اور جب وقت اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بغض رکھتا ہے تو فرماتا ہے کہ مین فلان شخص سے بغض رکھتا ہون تو بھی اوس سے بغض رکھ حضرت کہتے ہین کہ جبرئیل بھی اوس سے بغض رکھتے ہین پھر جبرئیل اہل آسمان سے کہدیتے ہین کہ اللہ فلان شخص سے بغض رکھتا ہے تم بھی اوس سے بغض رکھو حضرت فرماتے ہین کہ اہل آسمان اوس سے بغض رکھتے ہین پھر اوس کے لئے زمین مین بغض رکھا جاتا ہے اور فلاسفہ و حکما قطعاً اون ملائکہ کے قائل نہین جو نظر آتے ہین بلکہ اون کے نزدیک ملائکہ دو چیزون کا نام ہے (۱) نفوس مجردہ بالذات جو اجرام آسمانی سے تعلق رکھتے ہین اور وہ اونکو ملائکہ سماویہ کہتے ہین (۲) عقول مجردہ بالذات و بالفعل ان کا نام فلاسفہ کی اصطلاح مین ملاء اعلیٰ ہے اور یہ دونون قسمین کلام کرنے کی صلاحیت نہین رکھتین اس لئے کہ کلام کرنا اجسام کے خواص سے ہے کیونکہ فلاسفہ کی اصطلاح مین حرف اور آواز دونون اون امور مین سے ہین جو ہوائے متموج کو عارض ہوتے ہین پس کلام حقیقی جو سنائی آوے مجردات کی شان سے بعید ہے اور شرع سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہین کہ وہ افاضل ملائکہ ہین اور درگاہ الٰہی سے نہایت قربت کا مرتبہ رکھتے ہین اور ہمیشہ دعا کرتے رہتے ہین اون لوگون کیلئے جو نہایت نیک طینت ہین اور اخلاق اونکے مہذب ہین آدمیون کی ہمدردی اور اصلاح مین کوشش رکھتے ہین اللہ تعالیٰ ان کی دعا کے سبب سے اونپر برکات نازل کرتا ہے اور جو لوگ گناہ کے کام کرتے رہتے ہین اور فساد پھیلاتے ہین آدمیونکو ستاتے ہین اونپر یہ ملائکہ لعنت بھیجتے ہین پس انکی لعنت کی وجہ سے ایسے لوگونکو ہمیشہ حسرت اور ندامت حاصل رہتی ہے اور ملائکہ سافل کو الہام ہوتا ہے کہ ایسے لوگون کے ساتھ بغض رکھین دنیا مین یا موت کے بعد ان سے برائی سے پیش آوین اور یہ فرشتے اللہ تعالیٰ اور اوسکے بندون کے درمیان سفارت کرتے ہین اور بنی آدم کے دلمین عمدہ کامون کے الہام کرتے ہین یعنی اچھی اچھی باتونکا خطرہ اونکے دلون کسی سبب کے ساتھ ڈالتے ہین اور ان فرشتونکی جماعتین ہین جنکا علم اللہ کو ہے اور انہین جماعتونکی تقسیم کے اعتبار سے نہین رفیق اعلیٰ اور ندی الاعلیٰ اور ملاء اعلیٰ کے ساتھ تعبیر کرتے ہین اور نیک آدمیون کی روحین بھی مرنے کے بعد ان مین مل سکتی ہین اسی بات کی طرف اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین اشارہ کیا ہے یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی اے نفس مطمئنہ پھر چل اپنے رب کی طرف تو اوس سے راضی ہے وہ تجھسے راضی ہے پھر مل میرے بندون مین اور داخل ہو میری بہشت مین اور ترمذی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رأیت جعفر الطیر فی الجنۃ

Marfat.com

مع الملائکۃ بجناحین یعنی مین نے جعفر کو بہشت مین فرشتون کے ساتھہ دو بازوؤن سے اوڑتے ہوئے دیکھا ہے اور
جس کام کا اس آیت مین اشارہ ہے وہ بھی یہین سے متعین ہوتا ہے فیہا یفرق کل امر حکیم اوسی شب قدر مین
کام جانچا ہوا فیصل کیا جاتا ہے اور یہین پر شرائع بھی کسی وجہ کے ساتھہ مقرر ہوتے ہین۔

اب یاد رکھو کہ ملاء اعلیٰ کی تین قسمین ہین (۱) ایک قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جانا کہ وہ انتظام اون پر موقوف ہے
اللہ نے اجسام نوری پیدا کئے پھر ان مین عمدہ جانین ڈالین (۲) دوسری قسم وہ ہے کہ عناصر کے بخارات لطیف
ایک مزاج معتدل پیدا ہو کر لائق اس بات کے ہو جاتا ہے کہ نفوس عالیہ اوسے حاصل ہو جاتے ہین جو فرشتے بہیمیت سے
بالکل مبرا ہوتے ہین (۳) تیسری قسم یہ ہے کہ کچھ نفوس انسانی ہین جو ملاء اعلیٰ کے ساتھہ پاکیزگی پیدائش مین
مناسبت رکھتے ہین اور ہمیشہ نجات کے کام کرتے رہتے ہین جنکی وجہ سے ملاء اعلیٰ سے قربت حاصل ہوتی جاتی ہے
یہان تک کہ جب مرتے ہین تو ملاء اعلیٰ مین مل جاتے ہین اور اونہین مین سے شمار پاتے ہین اور ملاء اعلیٰ کی شان یہ ہے
کہ وہ ہمیشہ حق تعالیٰ کی طرف ایسے متوجہ ہوتے ہین کہ کسی طرف اونکو التفات نہین ہوتا اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے
یسبحون بحمد ربہم و یؤمنون بہ یعنی اپنے رب کی تسبیح اوسکی حمد کے ساتھہ کرتے ہین اور اوسپر یقین رکھتے ہین اور ان
ملاء اعلیٰ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عمدہ انتظام کی خوبی اور ناقص انتظام کی برائی اچھی طرح روشن ہو جاتی ہے اسوجہ سے
یہ ملاء اعلیٰ اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب کرتے ہین اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول مین ویستغفرون
للذین آمنوا اور ایمان والون کے گناہ بخشواتے ہین اور جو ملاء اعلےٰ سب مین افضل و اعلیٰ ہین نور اون کے جمع ہوتے
ہین اور آپس مین مداخل ہو جاتے ہین اوس روح کے پاس جسکی نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس کے
بہت سے منہ اور بہت سی زبانین ہین اور اسوقت مین وہ سارے نور بمنزلے ایک شے کے ہو جاتے ہین اسی کو خطیرۃ
القدس و عالم قدس کہتے ہین۔

اور کبھی اس خطیرۃ القدس مین نجات بنی آدم کے حاصل کرنے کے لئے اجتماع ہو کر دنیا و آخرت کی ضرورت کے سبب سے
ایک جلسہ کھڑا کیا جاتا ہے اور صورت اسکی یہ ہے کہ جب یہ منظور ہوتا ہے کہ بندون کو راہ مستقیم دکھائی جاے اور عبادت اور
نیکی کی طرف اونکو مائل کیا جائے اور جور و نفاق اور شر و فساد اون مین سے دفع کیا جاے تو اونمین سے ایک
بندے کو منتخب کر کے اوسے کامل کیا جاتا ہے اس انسان کامل کو رسول و نبی کہتے ہین اور اوس کے کمالات کو اسی
قوت اور رواج دیا جاتا ہے کہ جس کام کے واسطے اسے منتخب کیا گیا ہے اوسمین کامیابی حاصل کر لیتا ہے اور اوسکی
اطاعت کا قرون تک دلون مین میلان اور شوق ڈالا جاتا ہے اور اوسکے موافق پر رحمت اور مخالف پر لعنت اور نفرت ہے
اور اوسکے آگے عالم عناصر و عالم اجسام علوی آفتاب ماہتاب ستارے وغیرہ دست بستہ حاضر کھڑے رہتے ہین اوسکے
اشارہ سے چاند پھٹ جاتا ہے درخت اوسکے بلانے سے چلے آتے ہین دو چار قطرے یا سیر آدھ سیر پانی اوسکے ہاتھہ لگانے

سے لشکر کو سیراب کر دیتا ہے حجر و شجر اوس سے کلام کرتے ہین اور اوسکے شوق مین روتے ہین ایک عالم کے قلوب اوسکی طرف
کھنچ آتے ہین عصا مارنے سے پتھر پانی بہاتا ہے اوسکی دعا سے مردہ زندہ ہو جاتا ہے اندھے اور جذامی شفا پاتے ہین
اور یہی اجماع خطیرۃ القدس کا اوس شخص منتخب کے دل مین کچھ ایسے علوم تہذیب و تعلیم قوم کے لئے پیدا کر دیتا ہے جسکو
وحی یا رعیا یا الہام یا واقعہ غیبی کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے اور خطیرۂ قدس کی کوئی صورت بھی اوسکو نظر آکر بالمشافہہ
اوس سے کلام کرتی ہے اور اوسکے دوستون کی کار خیر پہ مدد کرتی ہے اور دشمنون کو نیچا دکھاتی ہے معاملۂ نبوت کی
اصل یہی ہے اور اسی خطیرۃ القدس کے اجماع کو نائیدروح القدس کہتے ہین اور اس وقت بہت سی غیر معمولی باتین
پیدا ہوتی ہین جسکا نام معجزات ہے اور ملاء اعلیٰ کے دوسرے درجہ مین کچھ نفس ہین جنکو ملاء سافل کہتے ہین بخارات لطیف مین
مزاج معتدل کے پیدا ہونے سے ظہور مین آتے ہین جن کی سعادت ملاء اعلیٰ والون کے مرتبہ کو نہین پہونچتی ان کا کمال یہ ہے
کہ جو کچھ ملاء اعلیٰ کی طرف سے ان کے دلون پر ترشح کرتا ہے اوسکے حاصل کرنے کے لئے تیار رہتے ہین جب موافق استعداد
قابل اور تاثیر فاعلی کی ترشح ہو جاتا ہے تو اون کامون کو جو مترشح ہوئی ہین لیکر اوٹھتے ہین جسطرح کہ چوپائے اور پرندے اپنے
مقتضا بے طبیعت کے چیزون کو لیلیتے ہین اس صورت مین یہ جماعت اپنے نفوس کو بھولجاتی ہے جو کچھ ملاء اعلیٰ سے
پہونچتا ہے اوسی مین باقی رہتے ہین یہ ملاء سافل جانورون اور انسانون کے دلون مین تاثیر کرتے ہین اور اس تاثیر سے
اون کا اپنا ارادہ اور اون کے اپنے دلون کی باتین اون باتون کے ساتھ بدل جاتی ہین جو باتین ملاء سافل نے اونکے
دلون مین ڈالی ہین اور یہ ملاء سافل والے بعض طبعی چیزون مین تاثیر کرتے ہین کہ اون کے حرکات اور تغیرات دو چند
ہو جاتے ہین جیسے کسی نے پتھر لڑکھایا اب آسمین فرشتے نے تاثیر کی سو یہ پتھر زمین پر عادت سے بہت سوا چلے گا اور جیسے
ماہی گیر نے نہر مین جال ڈالا اب ملائکہ کی فوج آئی اور اس فوج نے مچھلیون کے دلون مین ڈالا کہ اس جال مین گھس جائین
تو عادت سے سوا شکار ہاتھ لگیگا اور ان مچھلیون کو خود یہ خبر نہین ہوتی کہ ہم اس جال مین کیسے پھنس گئے صرف الہام کی
چیرہ دستی سے یہ کشش اون کے قلوب مین پیدا ہو جاتی ہے اور یون ہی سمجھنا چاہیے کہ دو فوجین لڑین فرشتون نے آکر ایک
فوج کے دلون مین تو شجاعت اور میدان جنگ مین جمے رہنے کے خیالات ڈالے اور غلبے کے حیلے الہام کئے اور
دوسری فوج کے دلون مین اس کے برخلاف باتین پیدا کر دین تاکہ قضاے الہی کا کام پورا ہو جاے اور ایسا ہی کبھی
نفس انسانی پر الہام ہوتا ہے ملامت کرنا یا اوس کا خوش کرنا پس اسوقت فرشتے اپنی پوری کوشش کرتے ہین
نفس انسانی جیسا موقع ممکن دیکھتا ہے اودھر متوجہ ہوتا ہے اور ان فرشتون کے مقابل ایک دوسری جماعت ہوتی
ہے یہ سب باتون مین برخلاف اون فرشتون کے ہوتے ہین خفیف المزاج تند خو فکرین ان کی بالکل کارہای خیر کے
مخالف ہوتے ہین یہ بالکل برے کام اور بری باتین نفوس انسانی کو سکھاتے ہین اور تاریک بخارات کی وجہ سے
یہ پیدا ہوتے ہین ان کا نام شیاطین ہے ہمیشہ یہ اس بات کی کوشش کرتے رہتے ہین کہ جن چیزون کی ملائکہ

Marfat.com

تدبیر کرتے ہین اونکو شائین۔

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندون کے ساتھ دو راہین ہین ظاہری و باطنی

یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندون کے ساتھ دو راہین ہین ایک باطنی دوسری ظاہری مراد راہ باطنی سے یہ ہے کہ استعداد ہین ثابتہ کی حاصل ہووے اور نفس ناطقہ اپنے نفسانی بندون سے نکلکر اصل کی طرف جو نفس کلیہ ہے بے کیف میلان کرے اور تجلی اعظم کی جانب جو نفس کا قبلہ ہے متوجہ ہو سارے قوائے نفسانی ان کیفیات مقدس و منزہ کے تابع ہو جائین اور کامل طور پر تہذیب متحقق ہو جاوے اور راہ ظاہری سے یہ مراد ہے کہ ملاء اسفل کو ملائکہ کی ایک قسم ہے اس شخص سے کوئی رنگ اپنے مناسب حال قبول کر لین اور وہ رنگ بر سوان تک ترقی کرتے کرتے ملاء اعلےٰ تک پہونچ جاوے اور پہر ایک مدت کے بعد تجلی اعظم کے مقصود مین ٹھہر جاوے اور نظر عنایت سے کامیاب ہو اور تدبیر عالم مین کہ مصلحت کلیہ پر مبنی ہے داخل ہو اس عنایت کو ملاء اعلیٰ اجمال کے ساتھ جذب کرے اور ان کے نفسون مین ایک وسعت پیدا کر دے اور تفصیل متحقق ہو جاوے پہر کسی ایسے وقت مین جو قوائے افلاک کے مناسب ہو وہ چیز جو ملاء اعلیٰ کے نفوس مین متمثل ہو رہی ہے زمین پر نازل ہو اور ملاء سافل کی جو عینین اپنی استعداد کے موافق اوسے قبول کرین اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عنصر اصلی کی مناسبت جو منشاء عناصر اربعہ کی ہے اوس امر متمثل مین سے ایک رنگ قبول کر لیتی ہے جس طرح کہ انوار ظاہر محسوسہ حواس ظاہر کے ساتھ قبول کئے جاتے ہین اور مرد کامل اور تمام آدمی اون انوار محسوسہ کے قبول کرنے مین شریک ہوتے ہین اور حقیقت مرد کامل کو ان دونون ظاہری و باطنی طریقون مین حصہ عنایت کیا جاتا ہے اس لئے کہ عارف کے لطائف کی ہر نقطے مین سے مسامات اصل کی جانب کھلے ہوئے ہین پس جو کچھ کارخانہ الہی مین موجود ہے سب تیار رکھا ہے اور منتظر اس بات کا ہے کہ زبان مصلحت کلیہ سے کیا حکم ہوتا ہے تاکہ اوس کی تعمیل کیجائے انبیائے سابق کے عہد مین خصوصاً حضرت موسیٰ کے زمانہ مین ظاہری راستہ زیادہ تر مفتوح تھا اور باطنی مین سے بھی کسیقدر حصہ دیا گیا تھا تاکہ اہل کمال کی جامعیت کا حکم جاری ہو جاوے اور وہ کسیقدر اس مرتبے سے محروم نہ رہین اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین دونون راستے کمال کے ساتھ حاصل ہوئے مگر جناب سرور کائنات کے پہلے عہد مین راہ ظاہری کے ساتھ زیادہ مشابہت تھی پچھلا عہد راہ باطنی کے ساتھ مشابہ ہو گیا عبداللہ بن عمرؓ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت سرور کائنات نے فرمایا ہے ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء اللہ تعالیٰ بندون مین سے صرف علم ہی کو نہین اوٹھائیگا بلکہ اوسکو علما کے ساتھ اوٹھالیگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایمان حقیقی اور علم باطنی کو بھی بندون مین سے دور نہین کرے گا +

Marfat.com

تقویٰ ولایت کے بدون کامل نہین ہوتا

تقویٰ کامل نہین ہوتا بدون ولایت کے جب تک حسد و حقد اور کبر و ریاکاری وغیرہ نفس کی برائیان بالکل
زائل نہون تقویٰ کامل ہونا دشوار ہے اور یہ باتین بدون فنائے نفس کے میسر نہین آسکتین جب تک اللہ تعالیٰ
کی محبت اتنی غالب نہو جائے کہ غیر حق کی محبت کی دل مین بالکل گنجایش نرہے اسوقت تک تقویٰ اور ایمان مین کمال
حاصل نہین ہوسکتا اور یہ فنائے قلب کے بعد حاصل ہوتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فنائے قلب کو
صلاح قلب کے ساتھ تعبیر کیا ہے صحیح بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے ثلث من کن فیہ وجد بھن حلاوۃ الایمان من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما
سواھما ومن احب عبدا لا یحبہ الا للہ ومن یکرہ ان یعود فی الکفر بعد ان انقذہ اللہ کما یکرہ
ان یلقی فی النار یعنی تین خصلتین ہین کہ ایمان کی حلاوت حاصل ہوتی ہے ایک وہ جسکے نزدیک خدا اور رسول تمام
چیزون سے زیادہ دوست ہون دوسرا وہ جو لوگون کے ساتھ محض للہ دوستی کرے تیسرا وہ جو کفر کی طرف
رجوع کرنے کو برا جانے بعد اسکے اللہ نے اسکو اوس کفر سے نکالا ہے جیسا کہ ناپسند کرتا ہے دوزخ مین گرنے کو یعنی
لوگ تو عبادت دوزخ کے خوف سے کرتے ہین اور وہ کفر کو دوزخ سے بدتر جانے مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عبادت
خالص محبت سے کرے دوزخ کے خوف اور بہشت کے طمع کا لگاؤ نہو۔ رابعہ بصریؒ ایک دن ایک ہاتھ مین آگ
اور ایک ہاتھ مین پانی لیکر نکلین لوگون نے دریافت کیا کہان جاتی ہو فرمایا دوزخ کی آگ بجھانے اور بہشت کو آگ
دینے جاتی ہون تاکہ آدمی دوزخ کے خوف اور جنت کے طمع سے عبادت نہ کرین مگر یہ مرتبہ اعلیٰ ہے اور وہ
دوسرا مرتبہ ہے اگرچہ اس سے وہ بہت کم ہے۔

اولیا کی عبادت کا ثواب عوام کی عبادت سے زیادہ ہے

اولیا اللہ کی عبادت کا ثواب عوام سے زیادہ ہے چنانچہ بخاریؒ و مسلمؒ نے ابا سعید خدریؓ سے روایت کی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص تم مین سے راہ خدا مین کوہ اُحد کی برابر سونا خرچ کرے
تو اوسکا ثواب میرے صحابہ کے ایک مُد بلکہ آدھے مُد کو بھی نہ پہنچے۔ مُد تخمیناً تین پاؤ پختہ کا ہوتا ہے اور بھید اس
بات کا یہ ہے کہ تمام عالم دائرہ ظلال کا سایہ ہے اور جب صوفی سیر و ترقی مین دائرہ ظلال تک پہونچکر اوس مین
فانی ہوجاتا ہے تو جو قرب اس دائرہ ظلال کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ حاصل ہوتا ہے وہی قرب اس صوفی کو بھی
حاصل ہوکر سارا عالم اوس کے ظل کی طرح ہوجاتا ہے اور اہل عالم کے صفات و عبادات اس صوفی کی صفات
و عبادات کی گویا ظل ہوجاتی ہین پس جسقدر تفاوت ظل اور اصل مین ہوتا ہے اوسی قدر تفاوت ولی اور غیر ولی
کی عبادت مین ہوگا صوفی ہمیشہ ترقی مین ہے پس ہر وقت صوفی کو ایک نیا مرتبہ حاصل ہوتا رہتا ہے جو پہلے

Marfat.com

تمام مراتب سے بڑھکر ہوتا ہے اور دلیل اس قول پر وہی [illegible] عبید بن عمیر [illegible]
روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو صحابیوں کو [illegible] ایک [illegible]
شہید ہوئے پھر دوسرے بھی ہفتے یا کچھ دنوں کے بعد فوت ہو گئے لوگوں نے اُن کے [illegible]
نمازوں سے دریافت کیا کہ تم نے میت کے حق میں کیا دعا کی عرض کیا کہ ہمنے یہ دعا کی کہ اے خدا [illegible]
اور یار کے ساتھ ملا دے آپ نے فرمایا کہ انہوں نے جسقدر نمازیں اپنے یار کی شہادت کے بعد ادا کی ہیں [illegible]
جسقدر علوم کہ اون کے بعد سیکھے تھے وہ کہاں جاویں گے تحقیق ان دونوں میں زمین و آسمان کے تفاوت سے
زیادہ تفاوت ہے اور بہیقی میں بھی یہی ہے کہ مقام قرب میں سے ایک اوپر کا نقطہ ہے اصل کے ہوتا ہے
اُن نقاط کے لئے جو اوس سے نیچے واقع ہوتے ہیں اور یہ اوسکے ظل سمجھے جاتے ہیں پس جب یہ نقطہ فوقانی
حاصل ہوا تو وہ تمام نیچے کے نقطوں سے بہتر ہوتا ہے کیونکہ اصل کے سامنے ظل کی حقیقت نہیں ہوتی اور اس سے
بھی ظاہر ہو گیا کہ جس ولی کو زیادہ قرب الٰہی حاصل ہوگا اوس کی عبادت کا ثواب بھی اون دوسرے اولیا کی
عبادت سے جو اوس سے کم رتبہ رکھتے ہیں زیادہ ہوگا کیونکہ اوس شخص کے مرتبہ میں جو مرتبہ سماوات تک پہنچ چکا ہے
اور اوسکے مرتبہ میں جو دائرہ ظل میں پڑا ہوا ہو بہت بڑا تفاوت ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرتبہ ولایت نبوت رسالت تینوں حاصل تھے اور اس کے معنی کہ فلان ولی فلان نبی کے قدم یا قلب ہے

اور ولایت کی چار قسمیں ہیں اور خاتم الولایت اور مہر نبوت

صوفیہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تین مرتبے حاصل ہیں اول ولایت دوسری نبوت تیسری رسالت
اور بمقتضائے اول ما خلق اللہ نوری یعنی اول جو چیز کہ پیدا کی اللہ نے وہ میرا نور ہے تمام اولیا انبیا
انوار نور محمدی سے پیدا ہوئے ہیں اور تمام اولیا اور انبیا اگلے زمانوں میں آپ کے نائب تھے اسی واسطے آپ نے
فرمایا ہے لو کان موسیٰ حیا ما وسعہ الا اتباعی رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان عن جابر
یعنی اگر موسیٰ علیہ السلام اسوقت زندہ ہوتے تو اون کو میری متابعت سے چھٹکارا نہ تھا پس جناب سرور کائنات
کی ولایت اور نبوت و رسالت تمام ولیوں اور نبیوں اور رسولوں کی ولایت اور نبوت اور رسالت کو شامل
ہے اور ان تمام مراتب میں آنحضرت کو ایک خصوصیت حاصل ہے جو آپ کی ولایت اور نبوت اور رسالت سے
مخصوص ہے اسی طرح اور انبیا کو بھی ان مراتب میں اپنے اپنے طور پر خصوصیت حاصل ہے اور جو تک اولیا

آنحضرت کی ولایت کے وارث ہین اس لئے جو ولی آپ کی ولایت کی خصوصیت کا وارث ہوگا اوسے محمدی کہین گے
اور جو کوئی ولی ولایت موسیٰ کی خصوصیت کا وارث ہوگا اوسے موسوی کہینگے اور جو کوئی خاص ولایت عیسیٰ کا وارث
ہوگا وہ عیسوی کہلائیگا مگر امت آنحضرت کے اولیا کو اگر کسی نبی کی ولایت خاصہ کی وراثت ملتی ہے تو آنحضرت ہی
کی بدولت اور اونہین کے فیض سے ملتی ہے براہ راست اون انبیا سے کچھ حاصل نہین ہوسکتا اس تحقیق کے بعد
معلوم ہوگیا کہ جو مشہور ہے کہ فلان ولی فلان پیغمبر کے قدم پر ہے اور فلان ولی فلان پیغمبر کے قلب پر ہے
اس قول کے معنی اسی قدر ہین کہ جو کچھ تجلیات اور مقامات اوس پیغمبر کو حاصل تھے وہ اس ولی کو بھی آنحضرت
کے ذریعہ سے حاصل ہین اور فیض دونون کے لئے ایک جنس سے ہے۔ بعد اسکے معلوم کرو کہ ولایت کی
چار قسمین ہین ایک وہ ولایت جو نبوت مطلقہ کا باطن ہے دوسری نبی کی ولایت مقیدہ تیسری ہر نبی کی
ولایت مطلقہ آنحضرت کی ولایت مطلقہ سے دوسرے انبیا کی ولایت کو روشنی پہونچتی ہے اور دوسرے انبیا کی ولایت مطلقہ سے اولیا کی ولایت کو
روشنی حاصل ہوتی ہے چوتھی ولایت مطلقہ عامہ جو نبوت کے ساتھ خصوصیت نہین رکھتی اور برگزیدہ لوگون کو بھی حاصل ہے اور ان مین ہر ایک قسم کا
ایک خاتم ہوتا ہے انبیا کی ولایت کو ولایت عامہ اور غیر انبیا کی ولایت کو ولایت منقطعہ کہتے ہین ولایت
عامہ مین دنیا کی طرف لوٹ آنا لازم ہے تاکہ صاحب ولایت خلق کی تعلیم مین منتہی ہوئے اور اوسکی ہدایات اور پیغام
رسانی پر احکام اور حدود مقرر پائین اور ولایت منقطعہ مین عالم دنیا کی طرف عود کرنا لازم نہین ہے اسی واسطے
ایسے صاحب ولایت پر ابلاغ واجب نہین ہے ولایت مقیدہ محمدی یعنی ولایت خاصہ محمدی کی تین قسمین ہین اونمین
سے ہر قسم کے لئے ایک ایسا شخص ہوتا ہے جسکی ذات پر اوس قسم کے لوازم کا خاتمہ ہوجاتا ہے اور جو کچھ اس شخص سے
ظہور مین آتا ہے وہ پیروی کرنے والون کے لئے قاعدہ کلیہ ہوتا ہے پہلی قسم وہ ہے جسکی وجہ سے عالم صورت و معنی
دونون مین تصرف کرتے ہین اور اسکے ساتھ لوگون پر خلافت اور ریاست بھی حاصل ہوتی ہے اسکے خاتم کا خاتم کہنا نام
ہے اس قسم کا خاتمہ جناب علی مرتضیٰ کی ذات پر ہوگیا ہے چنانچہ ترمذیؒ اور ابو داؤد اور احمدؒ نے سفینہ سے روایت
کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الخلافة ثلثون سنة ثم یکون ملکا یعنی خلافت تیس برس
تک ہوگی پھر وہ خلافت بادشاہت ہوجائے گی بعضون نے اس حدیث مین لفظ ملکا کے آگے عضوضا بھی لکھا ہے
جسکے معنی ہین کاٹ کھانے والا اور مراد یہ ہے کہ اوسوقت مین لوگ جور و ظلم اور تکلیف سے امن مین نہون گے اور
خلافت اور دین پر ذرہ بھی پورے طور پر جاری نہ رہے گی اگرچہ لفظ خلیفہ کا اطلاق بطور مجاز کے اور اسوجہ سے کہ وہ
پیروی کرنے والون کے خلف ہین سلاطین پر بھی درست ہے لیکن خلافت حقیقی اور اصلی کی مدت تیس ہی برس ہے
اسی طرف حدیث مذکور مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا ہے دوسری قسم وہ ہے کہ اوسکی وجہ سے عالم صورت
ہی مین تصرف حاصل ہوتا ہے مگر خلافت حاصل نہین ہوتی اسکے خاتم کو خاتم صغیر کہتے ہین اور اس کے خاتم

امام مہدی ہین جو آنحضرت کی نسل سے ہوں گے اور آخیر زمانہ مین پیدا ہون گے پیرون کے [illegible]
نہین ہو سکیگا تیسری قسم وہ ہے کہ اوسمین صرف تصرف معنوی حاصل ہوتا ہے اور اسکے [illegible]
ہین شیخ محی الدین ابن عربی اور اون کے متبعین کا خیال یہ ہے کہ اس قسم کا خاتم شیخ کے نفس نفیس ہے [illegible]
فتوحات کے باب چہل وسوم مین فرماتے ہین ؎ انا ختم الولایۃ دون شک ؛ بودنا لها شیخ [illegible]
یعنی مجھپر ولایت کا خاتمہ ہو گیا اسمین شک نہین ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسی علیہ السلام کی ولایت کا وارث ہون
شیخ محی الدین بن عربی محمد بن علی بن محمد حاتمی طائی اندلسی مشہور بابن العربی و شیخ اکبر ۵۶۰ ہجری مین پیدا ہوئے اور
۶۲۷ ہجری مین وفات پائی اور صالحیہ مین دفن ہوئے علامہ عصر اور عارف کبیر تھے اور اون کے خرقہ کی نسبت
تصوف مین ایک واسطے سے حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ تک پہونچتی ہے کیونکہ یہ خلیفہ
علی جامع کے ہین اور علی جامع حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے اور اون کے خرقہ تصوف کی دوسری نسبت
خضر علیہ السلام تک پہونچتی ہے شیخ صدر الدین قونوی نے کتاب فکوک مین کہا ہے کہ شیخ کی نظر مخصوص تھی جب
چاہتے کہ کسی کے حال پر مطلع ہو جائین تو اوسپر نظر ڈالتے اوسکے دنیا و دین کے حالات معلوم کر لیتے شیخ
مؤید الدین جندی شرح فصوص الحکم مین کہتے ہین کہ شیخ موصوف شہر اشبیلیہ ملک اندلس مین اول محرم مین خلوت نشین
ہوئے تو مہینے تک کچھ نکھایا پھر حکم الہی ہوا کہ گوشہ خلوت سے باہر نکلین اور بشارت ہوئی کہ تم ولایت محمدی کے
خاتم ہو مگر بعضے شیخ کو کافر جانتے ہین جو سراسر زیادتی ہے اور شارح مختار کہتا ہے کہ مینے مفتی ابو سعود کے
معروضات مین ایک سوال کا جواب دیکھا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ کتاب فصوص الحکم مؤلفہ شیخ اکبر مین چند کلمات
مخالف شرع ہین اور بعض اہل تکلف نے اون کلمات کے شریعت کی طرف پھیرنے مین تکلف کیا ہے مگر یقینی طور پر
ثابت ہو گیا ہے کہ بعضے یہودیون نے اون کلمات کو شیخ قدس سرہ پر افترا کیا ہے اون کلمات مخالف شریعت کو
مطالعہ کرنے سے احتیاط کرنا واجب ہے - اور نفحات الانس مین لکھا ہے کہ بڑا سبب طعن کا شیخ پر کتاب فصوص الحکم
ہی شاید طاعنون کے طعن کا منشا یا تقلید و تعصب ہے یا اونکی مصطلحات سے ناواقفیت ہے یا حقایق و معانی
کی باریکی ہے جو شیخ نے اپنی تصنیفات مین درج کئے ہین شیخ موصوف نے فصوص الحکم کے دیباچہ مین لکھا ہے
انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مبشرۃ أریتها فی العشر الآخر من محرم سنۃ سبع
وعشرین وستمائۃ بمحروسۃ دمشق وبیدہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب فقال لی ھذا کتاب فصوص الحکم
خذہ واخرج بہ الی الناس ینتفعون بہ فقلت سمعا وطاعۃ للہ ولرسولہ واولی الامر منا
کما امرنا فحققت الامنیۃ واخلصت النیۃ وجردت القصد والہمۃ الی ایراز ھذا الکتاب کما
حد لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من غیر زیادۃ ولا نقصان یعنی آخر ماہ محرم ۶۲۷ ہجری مین شہر دمشق

اندر جناب سرور کائنات کو مین نے خواب مین دیکھا آپ کے ہاتھ مین ایک کتاب تھی مجھسے فرمانے لگے کہ یہ کتاب فصوص الحکم
ہے تم اسکو لیلو اور لوگون کو پہونچا دو کہ اون کو اس سے نفع پہونچیگا مینے عرض کیا کہ خدا اور اوسکے رسول اور حاکم
وقت کا حکم ماننا واجب ہے جیسا کہ ہم حکم کئے گئے ہین پس پکا کیا مینے آرزو کو اور اپنے قصد اور ہمت کو ہر ایک طرف سے
فارغ کرکے اس کتاب کے شایع کرنے مین کوشش کی جس طرح کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے معین کر دیا
تھا اور مینے اپنی طرف سے اوسمین کمی بیشی نہ کی فقیر حقیر اس رسالہ کا مؤلف نجم الغنی کہتا ہے کہ حضرت شیخ کی یہ رای ہے
کہ انبیا بھی خواب کی تعبیر صحیح نہین دیسکتے چنانچہ فصوص مین کہا ہے کہ حضرت ابراہیم کو تعبیر رویا مین خطا واقع ہوگئی کہ
اون کو خواب مین حکم الہی گوسفند ذبح کرنے کے لئے ہوا اور اوسکا مذبوح اون کے بیٹے حضرت اسمعیل کی صورت پر دکھایا
مگر حضرت ابراہیم خواب کی تعبیر صحیح نہ کر سکے اور یہ خیال کر لیا کہ بیٹے کے ذبح کرنے کے لئے مامور ہین اور دلیل اس امر پر
یہ ہے کہ اون نے جو کچھ خواب مین دیکھا تھا وہ عالم واقع مین ظہور مین نہ آیا۔ اور مذبوح گوسفند ہوئی تو ثابت ہوا کہ یہ خواب
ضرور قابل تعبیر تھی کہ حضرت ابراہیم سے اوسمین خطا واقع ہوئی اگر قابل تعبیر نہ ہوتی تو اون کے بیٹے کا مذبوح ہونا وقوع
مین آجاتا اور یہ کہہ نہین سکتے کہ جب ذبح فرزند کا واقعہ موافق خواب کے بیداری مین واقع نہوا تو خواب غلط ہوگئی
اس لئے کہ انبیا کی خواب غلط نہین ہوا کرتی ہے پس بہتر یہ ہے کہ تعبیر کی غلطی قرار دیجائے اور یہ امر نبوت کے کوئی مضر
نہین تو عجب نہین کہ حضرت شیخ نے بھی اپنی اس خواب کی تعبیر مین خطا کی ہو اور اون کی یہ خواب ظاہر پر محمول نہوا اما
یا قوت ارشاد مین کہتے ہین کہ شیخ عزالدین عبدالسلام ہمیشہ شیخ محی الدین کو زندیق کہا کرتے تھے ایک دن اون کے مریدون
نے کہا کہ ہم چاہتے ہین کہ قطب وقت کو دیکھین شیخ عزالدین نے جواب دیا کہ وہ شیخ محی الدین ہین مریدون نے کہا کہ آپ تو
اون پر ہمیشہ طعن کرتے رہتے ہین شیخ نے کہا کہ یہ طعن کرنا گناہ اشت ظاہر شرع کے واسطے ہے۔ اور علامہ شعرانی
اولاً شیخ کے کلام کو کفر جانتے تھے اور بعد چالیس برس کے اپنے قول اول سے فتح ربانی مین رجوع کیا اور کہا کہ
باتین تاویل کا احتمال رکھتی ہین عبارت اوس تمام کی یہ ہے وقد طالعت الفتوحات والفصوص فرأیت
ما للتاویل فیہ مدخل لاسیما عند ھؤلاء الذین ھم خلاصۃ الخواص من عباد اللہ عزوجل
وکان تحریر ھذا البعد تحریر الرسالۃ مضافۃ علی اربعین سنۃ انتہی حضرت شیخ ولی اللہ بھی اون کے
تکفیر کو پسند نہین کرتے اون سے درگذر کرتے ہین اور واقع مین جب تک کوئی اسلام پر باقی ہے اوسکو کافر نہین
کہہ سکتے ہین بہرصورت جو کچھ اونہون نے کہا ہے وہ حالت سکر پر محمول ہے عبدالوہاب شعرانی نے یواقیت و جواہر
مین اون کے کلام کو ظاہر شرع کے ساتھ موافق کرنے مین بڑی کوشش کی ہے اور شعرانی نے اپنی اکثر تصانیف مین
خصوصاً اس کتاب مین جسکا نام تنبیہ الاغبیا علی قطرۃ من بحر علوم الاولیا ہے شیخ کی بہت تعریف کی ہے اور شیخ
مجد الدین فیروزآبادی نے کہا ہے کہ اُن کی کتابون سے خواص سے ہے کہ اون کا جو شخص ہمیشہ مطالعہ کیا کرے

Marfat.com

اوس کا سینہ مشکلات کے حل کرنے کے لیے کھولا جاتا ہے

خاتم الاولیا ہین ولایت مقیدۂ محمدی [illegible]

انہ کان بین کتفیہ فی الموضع الذی کان یشبہ [illegible]

شیخ اکبر کی ختمیت کی علامت یہ تھی کہ اون کے دونون شانون کے درمیان مین ایک علامت تھی جیسی

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون شانون مین مہر نبوت کی علامت تھی اور [illegible]

گھنڈی کی برابر اوٹھی ہوئی تھی تاریخ ابو الفدا مین جناب سرور کائنات کے حالات مین [illegible]

خاتم النبوۃ وھو بضعۃ ناشزۃ حولھا شعر مثل ھیئۃ الحجامۃ تشبہ [illegible]

احمر قال القاضی شہاب الدین بن ابی الدم فی تاریخہ المظفری وکان ابو رمثۃ [illegible]

فقال یا رسول اللہ انی اداوی فدعنی اطب ما بکتفک فقال بداویھا الذی خلقھا [illegible]

جلد اول یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون شانون مین مہر نبوت تھی اور وہ ایک گوشت کا ابھرا ہوا [illegible]

اوٹھا ہوا اوسکے آس پاس بال تھے کبوتر کے انڈے کی برابر تھا اوس کا رنگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن

مبارک کی طرح تھا اور بعضے کہتے ہین اوسکا رنگ سرخ تھا قاضی شہاب الدین نے اپنی تاریخ مظفری مین لکھا ہے

کہ ابو رمثہ نامی ایک طبیب زمانہ جاہلیت مین تھا اوس نے حضرت سے کہا کہ آپ کے دوش پر جو یہ چیز ہے

مین اوسکی دوا کر سکتا ہون آپ اجازت دین تو مین اسکا معالجہ کرون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ جس ذات

پاک نے اسکو پیدا کیا ہے وہی اسکی دوا بھی کریگا حضرت مولوی سید محمد شاہ صاحب محدث رامپوری نے اس [illegible]

مجھکو عمدہ محققانہ جواب دیا تھا کہ اگر اس علامت کو ایک غدہ مانا جاوے جیسا کہ مدارج النبوت مین لکھا ہے کہ ایک

حدیث مین آیا ہے کہ وہ سرخ رنگ کا غدہ تھا اور مہر نبوت تسلیم کیا جاوے تو اس سے کوئی حرج نہین اس لیے کہ [illegible]

آمنت باللہ مین داخل تھین اوسمین تو اون کا خاتم النبیین ہونا داخل ہے نہ ختم نبوت کوئی اگر اس بات پر [illegible]

نہ کہے کہ وہ مہر نبوت تھی تو دین اسلام سے خارج نہین ہو سکتا اسلئے کہ نہ تو خود جناب رسالتمآب نے اوسکے مہر نبوت

ہونے کی تصریح کی ہے نہ قرآن سے ثابت ہے ہان آپ کے خاتم النبیین ہونے پر ایمان لانا واجب ہے کہ قرآن سے

ثابت ہے کہ حضرت نے بھی اپنی زبان مبارک سے اسکی تصریح کی [illegible] مہر نبوت ہونا بعضے صحابہ نے بیان کیا ہے

حال مسئلہ تفضیل کا ہے کہ حضرت نے کسی کی کسی سے افضل ہونے کی نسبت صراحت نہین کی [illegible]

رائے مین بعض کو بعض سے افضل مان لیا تھا چنانچہ بخاری نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ [illegible]

وسلم لا نعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب النبی [illegible]

یعنی صحابہ حضرت کے زمانے مین حضرت ابو بکر کی برابر کسی کو نہین مانتے تھے اون کے [illegible]

Marfat.com

[illegible] کسی کو نہین جانتے تھے اون کے بعد حضرت عثمان کی برابر کسی کو نہین جانتے تھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
[illegible] کسی کو کسی پر تفضیل نہین دیتے تھے شیخ ابن حجر مکی نے شرح مشکوٰۃ مین یہ بھی
لکھا ہے کہ مہر نبوت پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی اللہ وحدہ لا شریک لہ توجہ حیث کنت فانک منصور
اور بعضے کہتے ہین کہ رنگ اوسکا سیاہ و سبز تھا اور یہ رنگ بدن کے موافق ہونے کے منافی نہین کیونکہ اگرچہ رنگ بدن کی طرح
وہ مہر نبوت تھی مگر سیاہی یا سبزی یا سرخی کی طرف مائل تھی اور بعضے کہتے ہین کہ یہ مہر نبوت جیسے کھٹ کی گھنڈی کی طرح
تھی جو کرتے کی گھنڈی سے بڑی ہوتی ہے بعضے کہتے ہین کہ اوسکے آس پاس مسّے تھے - اب ہم اس بیان کو ختم کرکے اصل
مطلب کی طرف رجوع کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بعض کا یہ گمان ہے کہ خاتم اولیا تمام اولیا سے افضل ہے جیسا کہ خاتم
انبیا سارے انبیا سے افضل ہوتا ہے حالانکہ مشایخ متقدمین مین سے کسی نے بھی خاتم اولیا کا ذکر نہین کیا ہے سوا
ابو عبد اللہ محمد بن علی ملقب بہ حکیم ترمذی کے کہ اونھون نے اپنی ایک تصنیف مین یہ بات بیان کی ہے شیخ الاسلام
کہتے ہین کہ اس کتاب مین حکیم ترمذی نے کئی جگہ غلطی کی ہے پھر ایک گروہ نے متاخرین مین سے گمان کیا ہے کہ وہ
خود خاتم اولیا ہین اور بعض نے خیال کیا ہے کہ خاتم اولیا خاتم انبیا سے افضل ہوتا ہے اور یہ شرع و عقل دونون کے
مخالف ہے اور انبیا و اولیا کے بھی خلاف ہے - بستان المحدثین مین لکھا ہے کہ جب حکیم ترمذی نے کتاب ختم الولایۃ
و کتاب علل الشریعۃ تصنیف کی تو لوگون کو تعجب ہوا اور سمجھے کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے
یعنی انبیا پر اولیا کو تفضیل دیتے ہین اور حکیم ترمذی نے جو احتجاج کیا ہے اوس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ انھون
نے حدیث کے اس لفظ سے تمسک کیا ہے یغبطھم النبیون والشھداء یعنی اون اولیا پر انبیا و شہدا رشک
کرینگے اور کہا ہے کہ اگر اولیا انبیا و شہدا سے افضل نہ ہوتے تو یہ لوگ اونپر کس لئے رشک کرتے اس عقیدہ کی وجہ سے ترمذ کے لوگون نے
اونکو نکال دیا بلخ پہونچے اور وہان اپنی صفائی عقیدہ کا اظہار کیا اور ان کلمات کا عذر کیا کہ مین مذہب مین تمہارے
موافق ہون میری غرض اس سے یہ نہین کہ انبیا سے اولیا افضل ہین انھون نے نوادر الاصول مین بہت سی حدیثین غیر معتبر وضع
کی ہین جاہلون کو ابو عیسیٰ ترمذی کے ساتھ جنکی کتاب صحاح ستہ مین داخل ہے اشتباہ ہوتا ہے طبقات شعرانی مین مذکور ہے
کہ حکیم ترمذی بیان کیا کرتے تھے کہ مینے کبھی غور و فکر اور تامل کرکے کوئی تصنیف نہین کی ہے اور نہ مجھے یہ منظور ہے کہ کوئی کتاب
میرے نام سے مشہور ہو بلکہ جب مجھکو قبض وقت ہوتا تو آرام کے لئے جو کچھ دل مین آتا لکھ دیتا اس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ
[illegible] کا قصہ ہے وہ ان کے اسی حال کا نتیجہ ہے خبران اہل باطن نے جو کچھ کہا وہ کہا علوم و فنون ظاہری [illegible]
[illegible] تو اپنی تعلی مین کیا کیا کچھ کہہ جاتے ہین مولوی جامی اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہین ؎ در شعر چو بلند نامی ہا کین
[illegible] ست بر نظامی ؛ فیضی کا نام مین قول ہے ؎ فخر الحکما خط جبینم ؛ ختم الشعرا کل نگینم ؛ اور بعضون نے
[illegible] کے بارے مین مختصر کرکے یون بیان کیا ہے کہ اوس ولایت کا خاتم جو نبوت مطلقہ کا باطن ہے امیر المومنین علی بن

ابی طالب ہین اسی لئے آپ نے فرمایا ہے کہ اگر اہل کتب اربعہ جمع ہو جاویں تو ہر ایک پر اونکی کتاب کے موافق حجت
اور ہمیشہ آپ فرمایا کرتے تھے سلونی ما شئتم قبل ما تفقدونی صاف کرو تم مجھسے جو کچھ چاہو پوچھ لو
کہو دو اور خاتم ولایت مطلقہ محمدی کے امام مہدی ہین اور ولایت مقیدہ محمدی کے خاتم شیخ اکبر ہین سید علی ہمدانی
فص فصوص مین کہا ہے کہ ولایت مقیدہ محمدی کا خاتم مرتبہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچتا ہے اور خاتم ولایت مطلقہ
روح کو اور ولایت عامہ کے خاتم حضرت عیسے علیہ السلام ہین حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین ایک سو سوال کئے ہے
جواب کافی شیخ اکبر نے فتوحات مین دیا ہے مولف فوائح سبعہ نے کہا ہے کہ اون سوالون کے جوابات سے عجب تر آپ کا
خاتم الاولیا کے دوسرے کا کام نہ تھا ایک سوال کے جواب مین شیخ اکبر ولایت عامہ کا خاتم حضرت عیسے کے ہونے کی وجہ
لکھتے ہین الدنیا کان لہ بدایۃ ونہایۃ وہو ختمہا فقضی اللہ سبحانہ ان یکون آخر ما فیہا بحسب ما تعینہ اللہ
بدء وختام وکان من جملۃ ما فیہا تنزیل الشرائع فختم اللہ ہذا التنزیل لشرع محمد فکان خاتم النبیین
کان اللہ بکل شیء علیما وکان من جملۃ ما فیہا الولایۃ العامۃ ولہا بدء من آدم فختمہا اللہ بعیسے علیہ السلام
فکان الختم یناہی البدء وان مثل عیسے عند اللہ کمثل آدم فختم بمثل ما بدء فکان البدء لہذا الامر مثل
مطلق وختم بہ ایضا یعنی دنیا کے لئے ابتدا و انتہا ہے اور انتہا ہی اسکا خاتمہ ہے پس اللہ نے یہ مقرر کیا کہ جو کچھ دنیا کا
ہو اوسکے لئے ابتدا و انتہا ہو اور دنیا کی باتون مین سے شرائع کا نازل کرنا بھی ہے اس لئے شرائع کے لئے بھی خاتم کی ضرورت
ہے تو شرائع کا خاتمہ شرع محمدی پر ہوا تو آپ خاتم النبیین ٹھہرے اور اونہین دنیا کی چیزون مین سے ولایت عامہ کا سلسلہ
بھی ہے اوسکی ابتدا آدم علیہ السلام سے ہے اور خاتمہ اوسکا حضرت عیسے علیہ السلام پر ہوا پس خاتمہ بھی ابتدا کے مشابہ ہو گیا اور
تحقیق عیسے علیہ السلام کی مثال آدم علیہ السلام کی سی مثال ہے کہ جیسے حضرت آدم بے باپ کے پیدا ہوئے ایسے ہی
حضرت عیسے بھی بے باپ کے پیدا ہوئے پس جیسے ولایت شروع کی گئی تھی ایسے ہی اوسکا خاتمہ ہوا کہ ولایت کا کام جو
ایک نبی مطلق سے شروع ہوا ویسے ہی ایک نبی مطلق پر ختم ہو گیا مطلب یہ ہے کہ جیسے ولایت بے باپ کے شخص سے شروع
ہوئی تھی ویسے ہی ایک بے باپ کے شخص پر تمام ہوئی اور بعض کی یہ رائے ہے کہ حضرت عیسی کی روح امام مہدی مین ظاہر ہو
گی اور نزول عیسے علیہ السلام سے یہی ظہور مراد ہے اور اس رائے پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے لا مہدی الا عیسے ابن مریم
علیہ السلام یعنی مہدی عیسے علیہ السلام ہی ہون گے مگر بقول صنعانی یہ حدیث موضوع ہے کذا فی فوائد المجموعۃ فی الاحادیث
الموضوعۃ ۔

حقیقت محمدی

صوفیہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی کے ناموں کے درمیان تضاد و تقابل ہے ہر ایک اسم یہ چاہتا ہے کہ مین دوسرے اسم پر
غالب و ظاہر ہو جاؤن اور اپنے مقابل کو مغلوب و مخفی کر دون اس تقابل و تضاد نے مظاہر مین سرایت کی ہے اس لئے
ایک حاکم کی ضرورت ہے کہ وہ ان اسما اور مظاہر مین عدل قائم کر دے تاکہ ہر ایک اپنے کمال کو پہونچ جائے اور ظلم

سے منظم ہو جاتے وہ عالم حقیقت محمدی ہے کہ نبی حقیقی اور قطب ازلی ابدی ہے اسی واسطے آپ فرماتے ہیں کنت نبیا وآدم بین
الروح والجسد رواہ الترمذی عن ابی ہریرۃ یعنی میں نبی تھا اور آدم اوسوقت روح اور جسم کے درمیان
تھے مطلب یہ ہے کہ میں نبی تھا اور آدم نے اوسوقت صورت بشری حاصل نہ کی تھی در الثمین ابن شاہ ولی اللہ صاحب نے
لکھا ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی سوال کیا کہ اس حدیث کا کیا مطلب ہے فہمیدی روح پر روح حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صورت شانی ظاہر ہوئی کہ جو عالم اجسام میں آنے سے پہلے تھی اور اوسکا فیضان درگاہ شانی
میں تھا گویا جب آدم کا خمیر ہو رہا تھا اوسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس درگاہ شانی میں ظہور تام تھا اور اس
حدیث میں نبوت اوسی سے مراد ہے اور اسی لئے جب آپ عالم جسمانی میں آئے تو آپ کے ساتھ تو اسے شانیہ عالم
جسمانی کی طرف منتقل ہوئے اس لئے وہ عالم ظاہر ہوئی کا کچھ حساب نہیں اور ترمذی اور دارمی نے ابن عباسؓ سے
روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انا حامل لواء الحمد یوم القیامۃ تحتہ آدم فمن
دونہ ولا فخر یعنی میں اوٹھانے والا ہوں علم حمد کا قیامت کے دن آدم اور آدم کے سوا جو ہیں اوس علم کے نیچے
ہوں گے اور ابو ہریرہؓ سے مسلمؒ روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انا سید ولد آدم
یوم القیامۃ یعنی میں اولاد آدم کا قیامت کے دن سردار ہونگا دارمی نے مسند میں اور بیہقیؒ نے شعب الایمان میں جابرؓ
سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا لو کان موسیٰ حیا ما وسعہ الا اتباعی یعنی اگر موسیٰ علیہ زندہ ہوتے تو
اونہیں میری پیروی کے سوا چارہ نہ تھا عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ ن کیا ہے (جو اول میں سورہ ص والقرآن
وفی الذکر میں واقع ہے) جواب دیا کہ کہ میں ایک پہاڑ ہے اوسپر عرش رحمان ہے مطلب اسکا یہ ہے کہ پہاڑ
اشارہ ہے حقیقت محمدی کی جانب چنانچہ اصطلاحات کاشی میں اسی معنی کی تصریح کی ہے اور اوس پہاڑ پر عرش رحمان
ہونے سے مراد یہ ہے کہ مدار احکام الہی کا حقیقت محمدی پر ہے اور عرش کا اطلاق حقیقت محمدی پر اس علاقہ کی وجہ سے
کیا ہے کہ احکام الہی عرش اور حقیقت محمدی دونوں سے ظاہر ہوتے ہیں اور باقی تمام انبیا مظاہر کے حاکم ہے یعنی جن چیزوں میں
اسماء الہی نے ظہور کیا ہے اونپر انبیا کو حکومت حاصل تھی اسما کے حاکم نہ تھے اور ہر ایک اسم کے لئے مظہر ہے جسکی وہ اسم
تربیت کرتا ہے اسم اللہ کا مظہر حقیقت محمدی ہے اسی لئے اللہ نے یوں فرمایا ہے وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَ
لَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ تو نے نہیں پھینکی مٹھی خاک جسوقت پھینکی اور لیکن اللہ نے پھینکی اور دوسری جگہ فرمایا ہے إِنَّ الَّذِينَ
يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ جو لوگ تجھ سے ہاتھ ملاتے ہیں اللہ کا ہاتھ اونکے
ہاتھ پر ہے مراد پچھلی آیت کے لکھنے سے یہ ہے کہ اللہ کے ہاتھ سے مقصود رسول کا ہاتھ ہے جیسا کہ صاحب کشاف نے
اسکی تصریح کی ہے اور ایک جگہ یوں فرمایا ہے وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ
اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اوسکو پناہ دے جب تک وہ سنے کلام اللہ کا مراد کلام الہی سے کلام رسول ہے

احکام شرعی کے تفصیل سے خلاصہ کلام یہ ہے کہ حقیقت محمدی
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پورا تصرف اسی حقیقت کی وجہ سے
اسی لئے اللہ تعالیٰ آنحضرت کو حکم دیتا ہے کہ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ
وحی کی جاتی ہے میری طرف اور دوسری جگہ حضرت کے حق میں کہا ہے
اللہ کا اوسکو پکارنا اور بخاری و مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ
یونس بن متی پر تفضیل مت دو اور یہ حقیقت ہر ایک عہد میں ایک
ظاہر ہوتی رہی قرآن میں جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ
کوئی ڈرانے والا اور لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ اور ہر ایک قوم کے لئے ایک ہادی ہے ان میں حقیقت کے
ہے پھر وہ حقیقت کامل صورت میں ظاہر ہوگئی اور نبوت اوسپر ختم ہوگئی اس لئے سب آدمیوں کو
ہے محققین کہتے ہیں کہ اس حقیقت کو امی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ام الکتاب کی طرف منسوب ہے یہ شعر عربی
ے تا مجمع امکان و وجوب نہ نوشتند ؛ سور متعین انت باطلاق اعم را ؛ اطلاق اعم
ہے اور یہ منطقیین کی اصطلاح میں عبارت اس سے ہے کہ تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں موجود
ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم موافق اصطلاح صوفیہ صافیہ کے امکان و وجوب کا مجمع ہے وہ مقدس ذات اپنی حقیقت
کے اعتبار سے کہ تعین اول ہے مرتبہ وجوب میں داخل ہے اور صورت کے لحاظ سے کہ بدن عنصری ہے امکان کے مرتبہ میں داخل ہے
اس وجوب و امکان کے اجتماع کو مجمع البحرین کہتے ہیں اب معنی شعر کے یہ ہیں کہ جب تک کاتبان تقدیر نے تجھکو مجمع
و وجوب کا نہ لکھ لیا یعنی جب تک تیرے ظہور کو مقدر نہ کر گیا اوسوقت تک اطلاق اعم کا سور متعین نہ ہوا یعنی کوئی
تینوں زمانوں میں موجود نہوئی خلاصہ یہ ہے کہ جب تیری ایجاد اور ظہور مقرر ہوگیا تو بعد اوس کے اور انبیاء
اور یہاں اطلاق اعم میں لفظ اعم سے عام مراد ہے تفضیل مقصود نہیں اور یہ جائز ہے جیسا کہ میر سید شریف نے شرح
مطلع میں تعریف جزئی اضافی میں اور شیخ رضی نے شرح کافیہ میں اسکی تصریح کی ہے اور جبکہ شعر عربی کے معنی
ہوگئے تو اب ہم یہ کہتے ہیں کہ صاحب تقویۃ الایمان نے جو اسکے مضمون ظاہری کو کفر بتایا ہے یہ بیجا ہے

صوفیہ کے اخلاق

(۱) توبہ سب سے بڑھکر توبہ موحدوں کی ہے کہ وہ عبارت ہے خلق سے قطع تعلق کرکے خالق کی طرف متوجہ
ہونے سے توبہ کے تین رکن ہیں ۱ گذشتہ پر ندامت ۲ فی الحال گناہ کی خواہش
۳ عزم اس بات کا کہ آئندہ کبھی ایسا کام نہ کرونگا۔ اور توبہ سے چار چیزیں حاصل ہوتی ہیں
گناہوں سے نجات ۲ بری عادتوں سے بدل جانا ۳ حالات عرش کا تائب کے حق میں دعا کرنا

Marfat.com

(۲) **مجاہدہ** یہی نفس کو ناملائمات کی طرف سے پھیر کر اوسکی خواہش کے خلاف پر متوجہ رکھنا یہ مجاہدہ رہبانیت
[illegible] مستورگلی امتون مین تھا اور قرآن شریف مین اوسکی مذمت آئی ہے سورۂ حدید مین ہے وَرَهْبَانِيَّةً
ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ دنیا چھوڑنا اونہون نے نیا نکالا تھا ہم نے اون پر نہین لکھا تھا شرع کے موافق جو
مجاہدہ ہے وہ دائرہ مجاہدہ سے خارج ہے مجاہدہ وہی بہتر ہے جو شرع کے موافق ہو بیہقی نے شعب الایمان
مین فضالہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے المجاهد من جاهد نفسه فی طاعة الله و
المهاجر من هاجر الخطایا والذنوب یعنی کامل جہاد کرنے والا وہ ہے جس نے اپنے نفس کو طاعت مین ڈالا اور
اصل ہجرت کرنے والا وہ ہے جسنے گناہان صغیرہ وکبیرہ چھوڑ دیئے۔

(۳) **تقویٰ** یعنی شرک وبدعت اور گناہ بلکہ شبہات اور فضلات سے نفس کو بچانا پس جو متقی نہین اگرچہ
کتنے ہی کشف وکرامات اوس سے ظہور مین آئین وہ ولی نہین۔

(۴) **ورع** قشیریؒ نے اپنے رسالہ مین باب تقویٰ اور باب ورع الگ الگ لکھے ہین اور عوارف مین صرف
ورع کو لیا ہے اور کہا ہے کہ ورع کہتے ہین نفس کے بچانے کو ممنوعات مین مبتلا ہونے سے اور قشیریؒ نے کہا ہے کہ ورع
شبہات اور فضلات کے ترک کرنے کا نام ہے اور یہ حدیث ذکر کی ہے من حسن اسلام المرء ترك ما لا یعنیه
رواه مالك واحمد عن علی بن حسینؓ یعنی آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ چھوڑ دے جو اوسکو مفید نہین۔
اور اس حدیث کو ابن ماجہؒ نے ابوہریرہؓ سے اور بیہقی نے شعب الایمان مین دونون سے روایت کیا ہے مراد یہ ہے
کہ شبہ اور فضول کو قول اور فعل اور ظاہر و باطن مین ترک کر دینا چاہیے اگرچہ ظاہر شرع نے اوسکی رخصت دی ہو۔

حکایت ابوجعفر حداد کے پڑوس مین ایک محدث حدیث پڑھایا کرتا تھا لوگون نے ان سے کہا کہ تم اوس کے
حلقۂ درس مین شریک ہو کر احادیث کیون نہین سنتے بولے تیس سال کا عرصہ ہوا کہ مین ابتک اس ایک حدیث کی داد
پوری نہین دے سکا وہ حدیث یہ ہے من حسن اسلام المرء ترك ما لا یعنیه۔

(۵) **زہد** یعنی دنیا کے مال ومتاع سے دل کو پھیرنا بعضے کہتے ہین زہد حرام مین ہوتا ہے اس لئے کہ حلال
مباح ہے اور بعضے کہتے ہین زہد حرام مین واجب ہے اور حلال مین فضیلت ہے **اشعار**۔

زاہدے شد بجواب در فکرے ٭ دید دنیا بصورت بکرے ٭ گفت زاہد کہ تو بزینت وفر ٭ بکر چونی بکثرت شوہر
لعنت دنیا کہ ہانو گویم راست ٭ کہ مرا ہر کہ مرد بود نخواست ٭ آنکہ نامرد بود خواست مرا ٭ این بکارت ازان بجاست مرا

(۶) **خاموشی** کہ اسمین جملہ آفات کذب وغیبت سے امن مین رہتا ہے۔ عوام کی خاموشی یہ ہے کہ
زبان خاموش رہے اور عارفون کی خاموشی یہ ہے کہ دل خاموش رہے اور دوستون کی خاموشی یہ ہے کہ دلون کے
بھید نہ کہولین +

Marfat.com

(۷) **خوف الٰہی** اور اسکی دو قسمین ہین ایک عذاب کا خوف جو عوام [illegible]
اہل محبت مین شمار نہین پاتا اگرچہ ایمان بالغیب رکھتا ہے اسلئے کہ اوسکا خوف نفس پر مرتب ہونے والی [illegible]
کی ہے کہ وہ نفس کا محب ہے اور جس دل مین نفس کی محبت ہوتی ہے وہ خدا کی محبت کیا کرے گا کیونکہ جہان [illegible]
محبت ہوتی ہے وہان دوسری چیز کی محبت کو گنجایش نہین ہوتی دوسری قسم خوف کی خوف مکر ہے یعنی [illegible]
اس پر دل کا مطمئن نہ رہنا یہ جہان صفات کو حاصل ہوتا ہے جو صفات جمال و جلال سے تعلق رکھتے ہین [illegible]
جلال کی صورت مین قہر نفی سے مطمئن نہین رہتے اور ہمیشہ سوء خاتمہ سے ڈرتے رہتے ہین اسی لئے اللہ تعالیٰ نے [illegible]
حسن خاتمہ کی بشارت دی ہے اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ [illegible]
اللہ کے دوست ہین نہ اون پر ڈر ہے نہ وہ غم کھاوین ۔

(۸) **امید** اسکے معنی دل کو آرام و راحت پہونچانا ہے کرم کی امید پر بعضے کہتے ہین امید کے
یہ معنی ہین دیکھنا جمال کا بغیر جلال کے جنید کی یہ رائے ہے کہ امید اعتبار کرنا جود کا ہے کریم سے اور مدار اسکا شرک
کے ترک کرنے اور عمل صالح کے اختیار کرنے پر ہے سہل بن عبداللہ نے کہا ہے کہ خوف مرد ہے اور امید عورت
یعنی دونون کے امتزاج سے حقائق ایمان حاصل ہوتے ہین ۔

(۹) **خلوت و عزلت** یاد رکھو کہ خلوت اہل صفوت کی صفت ہے اور عزلت وصلت کی
نشانی اور مرید کے لئے شروع حال مین عزلت آدمیون سے اختیار کرنا مفید ہے اور انتہاے حال مین خلوت
مناسب ہے تاکہ حق تعالیٰ کے ساتھ محبت مستحکم ہو جاے اور بندہ کا یہ حق ہے کہ عزلت کے اختیار کرنے سے یہ
مطلب رکھے کہ میری ذات سے لوگون کو شر نہ پہونچے اور اپنی امنیت و سلامتی لوگون کے شر سے نہ ڈھونڈھے
اور عزلت کے آداب مین سے یہ ہے کہ علوم مین سے وہ بات حاصل کرے جس سے عقیدۂ توحید مستحکم ہو اور فرائض
ادا ہوتے رہین تاکہ اوسکا حال درست ہو جاے اور اس طرح کی عزلت کہ سب سے کنارہ کرلے بہتر نہین بلکہ عارف
ایسا ہونا چاہیئے کہ خلق کے ساتھ رہے پھر اون سے جدا ہو بے ہمہ و با ہمہ اسی کو کہتے ہین اور خلوت در جلوت اور
سفر در وطن اور خلوت در انجمن کا بھی یہی مطلب ہے ۔

(۱۰) **حزن** اور یہ ایک ایسی حالت ہے کہ دل کو جاے غفلت مین پریشانی اور [illegible]
ہو جاتا ہے جسطرح خوف گناہ سے بچاتا ہے ایسے ہی حزن کھانے پینے سے روکتا ہے [illegible]
برا ہے ؎ غم دین خور کہ غم غم دین ست ۔ ہمہ غمہا فرو تر از این ست

(۱۱) **بھوکا رہنا** اور کم کھانا یہ بھی صوفیہ کی صفات مجاہدہ کے ارکان مین سے ہین جوع اور فقر
اور تنگدستی و تہیدستی کے باب مین بہت سی حدیثین موجود ہین چنانچہ [illegible]

Marfat.com

روایت کی ہے ما شبع آل محمد یومین من خبز بر الا واحدھما تمر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے آدمیوں نے دو دن متصل گیہوں کی روٹی نہیں کھائی ایک دن گیہوں کی روٹی کھاتے تو دوسرے دن کھجور کھاتے اور اونہیں بخاری و مسلم نے روایت کی ہے مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتَّى قُبِضَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے آدمیوں نے جو کی روٹی سے دو دن برابر پیٹ نہیں بھرا اگر ایک دن روٹی کھائی تو دوسرے دن بھوکے رہے اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ابو ہریرہؓ سے بخاری نے روایت کی ہے خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا ولم یشبع من خبز الشعیر ہی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دنیا سے سفر کرنے تک کبھی جو کی روٹی سے بھی پیٹ نہیں بھرا اب ارباب سلوک کو اس بھوک سے بڑے بڑے فائدے حاصل ہوتے ہیں بھوک حکمت کا منبع ہے اور فقرا کی حکایات بھوک کے باب میں بہت سی ہیں قشیریؒ نے رسالہ قشیریہ میں اسکو تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اور صوفیہ کے اقوال اور حکایات بیان کئے ہیں مولانا جلال الدین سے کسی نے دریافت کیا کہ درویش کب گناہ کرتا ہے کہا جب کھانا بغیر اشتہا کے کھاتا ہے۔ بے اشتہا کے کھانا کھانا درویش کے لئے بڑا گناہ ہے۔

(۱۲) **خشوع اور تواضع** قشیریؒ نے رسالہ میں کہا ہے کہ خشوع حق بات کی فرمان برداری کو کہتے ہیں اور تواضع امر حق کے تسلیم کرنے کا اور حکم پر اعتراض نکرنے کا نام ہے اور مصباح الہدایت میں لکھا ہے کہ تواضع عبارت ہے اس سے کہ حق تعالیٰ کی حضور میں عبودیت بجا لانا اور خلق کے ساتھ انصاف سے پیش آنا خشوع کا محل دل ہے پہچان اسکی یہ ہے کہ جب اہل خشوع پر غصہ کیا جائے یا اوسکی مرضی کے خلاف کام کیا جائے یا اوسکی بات کو رد کریں تو وہ سر تسلیم خم کر دے +

(۱۳) **خواہش نفسانی کی مخالفت کرنا** نفس جو کچھ چاہے اوسکو پورا نکرنا صوفیہ اسے ساری عبادات کی جڑ جانتے ہیں نفس کے اخلاق ذمیمہ بہت سے ہیں اون میں سے ایک حسد ہے دوسری غیبت ہے صوفیہ نے کسی حالت میں غیبت کرنیکو جائز نہیں رکھا ہے مگر علماے ظاہر نے بعض صورتیں اوسکی جائز رکھی ہیں سعدیؒ کا قول ہے ؎ دگر پردہ بر بیحیائی مزن کہ او میدرد پردہ خویشتن ؛

(۱۴) **قناعت** مراد اس سے یہ ہے کہ نفس کو قلت اور کفایت کی حد پر کھڑا کر دے کثرت و زیادتی کی طمع چھڑا دے مگر یہ صفت دنیا کے کاموں میں چاہیئے اور آخرت کے معاملات میں قناعت ناپسند ہے۔

(۱۵) **توکل** مراد اس سے یہ ہے کہ سارے کام اپنے تقدیر کے حوالے کر دے ؎ سب کام اپنے کرنے تقدیر کے حوالے ؛ نزدیک عاقلوں کے تدبیر ہے سو یہ ہے ؛ متوکل حقیقی وہ آدمی ہے جو اللہ پر نظر رکھے اور سببوں کے ہونے اور نہونے کی وجہ سے اوسکا توکل متغیر نہو سکے یہ مرتبہ اوسی کو حاصل ہوتا ہے جو مقام توحید تک پہونچ جاتا ہے اور قبل اس سے متوکل اپنے مقام کی تصحیح میں ترک اسباب کا محتاج ہوتا ہے اس لئے کہ وجود اسباب کا توکل کو

خراب کرتا ہے اس لئے مجبور ہوکر ہمیشہ سببون کے دفع کرنے مین مشغول رہتا ہے +

(۱۶) **شکر** یعنی عاجزی کے ساتھ منعم کی نعمت کا دل و زبان سے اعتراف کرنا اس دونون مین تا
کرنا دوسرون کے گواہ کرنے کو ہوتا ہے اور دل سے اقرار کرنا اپنی جان کے لئے ہے پس ان دونون اقرارون سے
ہوتا ہے مگر مناسب یہ ہے کہ شکر ادا کرنے پر بھی اپنی جان کو ادا سے شکر مین قاصر جانے اور شکر کی بدایت یہ ہے
جاننا ہو اور اس بات سے آگاہ ہو کہ اس نعمت کا شکر کرنا واجب ہے اور ہر نعمت کا شکر کرنا یون چاہیے اور شکر
نہایت یہ ہے کہ موافق اپنے اوس علم کے عمل کرے اور شکر حق پر نعمت بجا لائے +

(۱۷) **یقین** سہل کی راے یہ ہے کہ ایمان یقین کا شعبہ ہو تصدیق سے اسکا مرتبہ کم ہو اور بعضون نے کہا ہے کہ یقین
ایک علم ہو جو قدرت کی طرف سے دل مین موجود ہوتا ہے اوسکا حاصل کرنا امر اختیاری نہین اور ابتدا اسکی مکاشفہ ہے
معائنہ و مشاہدہ - محمد بن حسین کا قول ہو کہ معرفت کا پہلا مقام یقین ہے پھر تصدیق اخلاص پھر شہادت پھر طاعت
اور ان سب کو ایمان کہتے ہین +

(۱۸) **صبر** عرف مین صبر اسے کہتے ہین کہ اپنی ناجائز مراد سے رکنا اور اوسے اختیار نکرنا باوجود کوئی امر بہ
شے مکروہ معلوم ہو مگر اوسے اختیار کرنا اور ابو محمد جریری نے کہا ہے صبر یہ ہے کہ حالات نعمت و محنت مین فرق نکرے اور دونون
حالون مین دل ٹھہرا رہے اور نفس کے صبر کا نام صبر فی اللہ ہے اور دل کے صبر کا نام صبر للہ اور اللہ تعالی کے ذکر و مراقبہ
ہمیشہ صبر رکھنے کو صبر علی اللہ کہتے ہین +

(۱۹) **مراقبہ** حدیث جبرئیل مین جو آیا ہے کہ تیسرا جزو دین حق کا احسان ہو اور تعریف اوسکی حدیث مذکور مین
یون آئی ہو ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک یعنی وقت عبادت خدا کے یون سمجھے کہ گویا
اللہ کو دیکھ رہا ہے پھر اگر یہ جانے کہ اوسکو نہین دیکھتا ہے تو اسمین تو کچھ شک نہین ہے کہ اللہ اوسکو دیکھ رہا ہے یہ
اشارہ ہو مراقبہ کی طرف اسلئے کہ مراقبہ بھی اسی کو کہتے ہین کہ بندہ اس بات کو جانتا ہے کہ اللہ کو میرے حال پر اطلاع ہے
اور بندہ کا اس بات کو جانتے رہنا یہی اس کا مراقبہ ہے اللہ کے لئے اور مراقبہ ہر نیکی کی جڑ ہے اور جب نفس کی اصلاح
ہو جاتی ہے - اور طریق حق اختیار کر لیتا ہے اور اللہ کے اور اپنے درمیان مین دل کی مراعات کو سنبھال لیتا ہے
اور اللہ کی طرف تصور یعنی دھیان جما لیتا ہے تو اپنے ہی حال مین اللہ کا مراقبہ ہوتا ہے اور یہ جان لیتا ہے کہ اللہ اوسپر
نگران ہو اور اوسکے دل سے قریب ہے اوسکے حال کو خوب جانتا ہے اوسکے کامون کو دیکھتا ہے باتون کو سنتا ہے اور
جو ان باتون سے غافل ہو تو اسکا قرب حاصل کرنا کیسا وصل سے کوسون دور ہے حضرت شیخ جنید رحمہ اللہ نے
کہا ہے کہ مراقبہ باب مفاعلہ سے ہے تو دونون طرف سے ہے تو اب ضرور ہے مراقبہ کرنے والے کو چاہیے کہ اس بات کا
خیال رکھے کہ حق سبحانہ و تعالی میرے حال پر مطلع ہے +

Marfat.com

(۲۰) **رضا** عراقیون اور خراسانیون کا اسمین اختلاف ہے کہ یہہ احوال مین سے ہے یا مقامات مین سے اہل خراسان کہتے ہین کہ رضا انتہاے توکل کا نام ہے اور اہل عراق حال مانتے ہین کہتے ہین کہ بندے کے کسب کو اسمین دخل نہین خدا کی طرف سے دل مین نزول کرتی ہے اور حق یہہ ہے کہ اسکی ابتدا بندے کو کسب سے میسر آتی ہے اس صورت مین مقامات مین سے ہوگی اور انتہا کسب سے حاصل نہین بلکہ احوال مین سے ہے صوفیہ نے رضا کی تعریف مین کئی طرح سے کلام کیا ہے دقاقؒ کے نزدیک رضا یہہ ہے کہ تقدیر پر اعتراض نکرے اور شناخت اوسکی بندے مین یہ ہے کہ اوسکا دل خدا سے راضی ہو ذوالنونؒ کہتے ہین کہ قضا سے مسرور ہونے کا نام رضا ہے اور محاسبیؒ کی راے یہ ہے کہ حکم الٰہی بندے پر جاری ہو تو اوسکے تلے دل کو ساکن کرنا رضا ہے اور جنیدؒ نے کہا ہے کہ رضا اختیار کا اوٹھا دینا ہے اور رضا کا منشا یقین ہے اور انشراح صدر اوسے لازم ہے جیسا کہ منشا کراہیت شک ہے اور ضیق صدر اوسی لازم ہے بشر حافیؒ کہتے ہین کہ رضا زہد سے افضل ہے اس لیے کہ زاہد راہ مین ہوتا ہے اور راضی منزل مقصود تک پہونچ چکتا ہے

(۲۱) **عبودیت** یعنی پرستش (پوجنا) ابو علی دقاقؒ کہتے ہین کہ عبودیت عبادت سے اتم ہے اس لیے کہ اصل بندگی ہے پھر پرستندگی پھر عبودیت یعنی بندہ ہونا عبادت عوام کا حصہ ہے اور عبودیت خاص کا اور عبودت خاص الخواص کا اور عبادت صاحب علم الیقین بجالاتا ہے اور عبودیت صاحب عین الیقین اور عبودت صاحب حق الیقین اللہ تعالیٰ آنحضرت کو شب معراج مین کہ اون کا یہ اعلیٰ درجہ کا مرتبہ دنیا مین تہا اسی خطاب کے ساتھ یاد کیا ہے اور کہا ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یعنی پاک ذات ہے جو لیگیا اپنے بندے کو راتون رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اسی طرح کہا ہے وَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی پس اگر کوئی اور نام عبدیت سے اعلیٰ اور افضل ہوتا تو اوسکے ساتھ اللہ تعالیٰ یاد کرتا بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ عبودیت اوسوقت صحیح ہوتی ہے جبکہ بندہ بھوک اور برہنگی اور ذلت پر بیتابی ظاہر نکرے اور اوسکی نشانی یہ ہے کہ تدبیر کو چھوڑ کر سب کام اعتذار کے حوالہ کردے ابو علی جوزجانی کہتے ہین کہ رضا عبودیت کا مکان ہے اور صبر اوسکا دروازہ ہے اور تفویض اوس کی کوٹھری ہے پس آواز دروازے پر ہو اور فراغت مکان مین اور آرام کوٹھری مین +

(۲۲) **ارادہ** یہ سالکین کی پہلی منزل ہے کیونکہ یہی ہر کام کا مقدمہ ہوتا ہے مرید ارادہ سے نکلا ہے یعنی وہ شخص جو صاحب ارادہ ہو مگر صوفیہ مرید اوسے کہتے ہین جو ارادہ نرکھتا ہو پس جس شخص مین ارادہ ہوگا وہ ان کے نزدیک مرید نہوگا مشایخ طریقت کہتے ہین ارادہ ترک عادت کا نام ہے آدمیون کی اکثر عادت یہ ہے کہ وہ شہوات و خواہشات کے مائل ہوتے ہین مریدان سے جب تک دور نہین ہوتا وہ مرید نہین پس جو شخص یہ باتین چھوڑ دے وہی مرید حقیقی ہے اور ان کا ترک کرنا مرید ہونے کی نشانی ہے اس لیے ایسی حالت کو ارادہ کہتے ہین اور حقیقت مین ارادہ عبارت ہے اس سے کہ دل طلب حق مین حرکت کرے اور ہر مرید حقیقت مین خدا تعالیٰ کا مراد یعنی ارادہ کیا ہوا ہے اور اگر خدا کا ارادہ

Marfat.com

کیا ہوا نہوتا تو مرید نہوتا اس لیے کہ ابتدا کے ارادہ کے بدون کچھ نہیں ہو سکتا اور [illegible]
کہ جب اللہ تعالیٰ خصوصیت کے ساتھ اوسے چاہتا ہے تو ارادہ کی توفیق اوسے دیتا ہے [illegible]
یعنی ارادہ سکتے ہوئے ہیں نکالا ہے کہ مرید مبتدی کو کہتے ہیں اور مراد منتہی کو +

(۲۳) **استقامت** کہ بغیر اسکے کمال کسی کام میں حاصل نہیں ہو سکتا جو اپنی [illegible]
سعادتی کو بیکار ہے اوسکو کسی طرح ترقی حاصل نہیں ہو سکتی سلوک اوسکا صحت سے عاری ہے [illegible]
احکام ابتدائی میں استقامت شرط ہے اور عارف کے لیے آداب انتہائی میں استقامت مبتدی کی نجات [illegible]
کہ اوسکے معاملہ میں کبھی فتور و ضعف واقع نہوا استقامت متوسطین کی تنبیہ یہ ہے کہ اونکی [illegible]
آئے اور منتہی کی استقامت کی پہچان یہ ہے کہ اونکی معاملات میں حجاب واقع نہو +

(۲۴) **اخلاص** اسے کہتے ہیں کہ عبادت کرنے سے صرف تقرب الٰہی مراد ہو اور یہ مقصود نہو کہ لوگ مجھے
اچھا جانیں یا صنع مخلوق پر ظاہر ہو یا لوگ میری تعریف کریں جب یہ وصف حاصل ہو جاتا ہے تو سب [illegible]
کٹ کر چشمہائے حکمت دل سے زبان کی طرف اوبلنے لگتے ہیں +

(۲۵) **صدق** یہ وہ صفت ہے کہ جس سے ظاہر کو باطن کے ساتھ موافقت حاصل ہو جاتی ہے صدق کا [illegible]
نبوت سے دوسرے درجہ پر ہے اول نبی ہے آخر صدیق اور صدق جڑ ہے اخلاص شاخ اور صادق اوسے کہتے ہیں [illegible]
اپنے اقوال میں راست گو ہو اور صدیق کہ اسم مبالغہ ہے اوسے کہتے ہیں جو سب احوال میں راست گو ہو +

(۲۶) **حیا** جتنا قرب زیادہ ہوتا ہے اوتنی ہی حیا زیادہ ہوتی ہے بے حیا قرب الٰہی سے محروم ہے اور شقی ہے
اور حیا یہ ہے کہ بندہ کے دل میں ہیبت الٰہی جاگزیں ہو اور حیا کی دو قسمیں ہیں ایک حیائے عام اور یہ اہل مراقبہ
کی صفت ہے جنکا دل حق تعالیٰ کے خوف سے اپنی تقصیر و سیئات پر لرزاں رہتا ہے دوسری حیائے خاص اور یہ
صفت اہل مشاہدہ کی ہے ان کے دل عظمت شہود حق سے ہمیشہ خوف میں رہتے ہیں پہلی قسم مقامات میں سے ہے اور دوسری
احوال میں سے ہے +

(۲۷) **آزادی** اسے کہتے ہیں کہ بندہ خلق میں کسی کی قید و بند میں نہو اور اوسپر دنیا کی حکومت جاری نہو
اور صحت آزادی کی علامت یہ ہے کہ دل اشیا میں تمیز نہ کر سکے اور اون کے ساتھ تعلق رکھنا اور نہ رکھنا اوسکے نزدیک
یکساں ہو اور پتھر اور جواہر اور کنکر اور موتی سب کو ایک طرح سمجھے جو دنیا میں آزاد ہے وہ عقبیٰ میں بھی آزاد ہے اور
اصلی حریت یہ ہے کہ عبودیت میں کامل ہو جو عبادت و طاعت الٰہی میں پورا ہے اوس کو آزادی [illegible]
رہا ہو جاتی ہے ایسا آزاد [illegible] ہے اور بڑی آزادی درویشوں کی خدمت گذاری [illegible]

(۲۸) **ذکر** کلمہ طیبہ اور تمام اذکار یاد الٰہی ہیں [illegible]

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور یہ طریقت کا بڑا رکن ہے کہ ہمیشہ چاہیئے اور اسکی دو قسمین ہین ایک دل سے دوسری زبان سے زبان سے ذکر کرتے رہنے سے دل سے ہمیشہ کے لیئے ذکر جاری ہو جاتا ہے اور تاثیر ذکر قلب ہی مین ہوتی ہے اور ایک عجیب خاصیت اسکی یہ ہے کہ کسی وقت کی اس مین قید نہین بلکہ بندہ ہر وقت مین اسکے لئے فرضاً یا استحباباً مامور ہے نماز اگرچہ اشرف عبادات ہے مگر بعض وقتون مین ناجایز ہے اور ذکر قلب ہر وقت جایز ہے اور اسکو فکر سے اتم کہا ہے اور کتنی خوبی اس مین ہے کہ جب بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ اسکا بھی ذکر کرتا ہے چنانچہ فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ یعنی تم یاد کرو مجھکو مین یاد کرون تم کو اوسنے ارشاد کیا ہے +

(۲۹) **فتوت** اصلی فتوت یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ غیر کے کام مین لگا رہے ابو علی دقاق نے کہا ہے کہ یہ خلق کامل طور پر حاصل ہونا مشکل ہے مگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فتوت کامل حاصل ہے اس لئے کہ ہر ایک قیامت کو کہیگا نفسی نفسی اور آپ فرمائینگے امتی امتی جنید نے کہا ہے کہ فتوت شام مین ہے اور زبان عراق مین اور صدق خراسان مین فضیل کہتے ہین کہ فتوت لغزشون کے عفو کا نام ہے بعضے کہتے ہین کہ فتوت یہ ہے کہ اپنی جان کو غیرون پر فضیلت نہ دے عمر مکی کہتے ہین کہ فتوت اخلاق حمیدہ کا نام ہے جنید کہتے ہین کہ فتوت یہ ہے کہ فقیر سے نفرت نہ کرے اور امیر سے تعارض نہ کرے حکیم ترمذی کہتے ہین کہ فتوت یہ ہے کہ آنے اور جانے والا دونون صاحب فتوت کے نزدیک برابر ہون وراق نے کہا ہے کہ فتی وہ ہے جسکا کوئی دشمن نہو اور بعض کہتے ہین کہ فتی وہ ہے جو کسی کا بھی دشمن نہو اور بعضے کہتے ہین کہ فتی بت شکن سے عبارت ہے اور حق یہ ہے کہ ہر انسان کا نفس ہی بت ہے جس نے اوسکی مرضی کے خلاف کیا اور اوسے توڑ ڈالا حقیقت مین وہی فتی ہے +

(۳۰) **فراست** اسے کہتے ہین کہ دل کو گھیر کر اپنے سر ایک مخالف کو دل سے دور کردے فراست کا حکم دل پر ہوتا ہے اس کے سامنے نفس کی تجویزین باطل ہو جاتی ہین اور علم فراست کا سوا اللہ کی طرف سے ہوتا ہے کہ سہو و غفلت دل سے اوٹھ جاتی ہین بلکہ حقیقت مین فراست اللہ کا حکم ہے جو بندے کی زبان پر جاری ہوتا ہے +

(۳۱) **حسن خلق** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف مین جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ یعنی تحقیق تو بڑا خلق رکھتا ہے تو اس ارشاد کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے دنیا کو ترک کرکے اللہ پر بس کی جنید کہتا ہے کہ تصوف سرتا سر حسن خلق کا نام ہے اور جسنے تجھکو حسن خلق سے زیادہ بتایا تو اوسنے تجھپر تصوف مین بڑھایا کرمانی کہتے ہین کہ حسن خلق کی علامت یہ ہے کہ دوسرون کو ایذا نہ دے اور خود ایذا برداشت کرے اور بعضے کہتے ہین کہ حسن خلق یہ ہے کہ آدمیون سے قریب رہ مگر ان مین مسافرانہ زندگی بسر کر +

(۳۲) **جود و سخا** ان کے معنی ترجمہ عوارف مین بذل (بخشش کرنا) بیان کئے ہین بذل خیر رسانی کو

Marfat.com

کہتے ہین اس کی کئی قسمین ہین ایک یہ کہ دوسرے کے بذل کے مقابلہ مین اس سے بذل واقع ہوا اسے بذل غیر کہتے
ہین دوسرے یہ کہ اپنی طرف سے خیر رسانی کی ابتدا کرے اور عوض کی توقع نہ رکھنا ہو اسے مناحرہ کہتے ہین یہ دونون
مرتبہ اولیٰ کے ہین۔ تیسری قسم یہ ہے کہ ابتدا بذل کی اس کی طرف سے ہو اور بدلے کی توقع نہ رکھتا ہو اسکا نام ایثار ہے
یہ مرتبہ خواص کا ہے اور ایثار کبھی مال کے ساتھ ہوتا ہے کبھی جان کے ساتھ اور کبھی حیات کے ساتھ کہ جان نثار
کر دیتے ہین۔ چوتھے یہ کہ برائیون کے مقابلہ مین بھلائی اور نیکی کرے اسکا نام احسان ہے یہ مرتبہ اعلیٰ خواص کا ہے
طریق تصوف کا سلوک بغیر جود و سخا کے میسر آنا مشکل ہے +

(۳۳) **غیرت** اسے کہتے ہین کہ غیر کی شراکت کو مکروہ جانے شبلیؒ کہتے ہین کہ غیرت کی دو قسمین ہین ایک غیرت
بشری اس کا اثر نفوس پر ہوتا ہے دوسری غیرت الٰہی اس کا اثر دلون پر ہے وہ محب صادق جو حضور مین حاضر ہے
کے لوازمات مین سے ہے +

(۳۴) **دعا ہے** اور اس سے محروم ہونا بڑا قصور ہے کیونکہ اسکے کرنے کے لئے حکم ہے اور جلدی دعا جس
شخص کی مقبول ہوتی ہے جو مضطر ہو ارباب سلوک نے اس باب مین اختلاف کیا ہے کہ دعا افضل ہے یا
سکوت مگر بعض نے کہا ہے کہ ایک کو دوسرے پر ہر طرح تفضیل نہین بلکہ کوئی وقت ایسا ہوتا ہے کہ دعا کرنا عمدہ ہوتا ہے اور
وہ وقت ہوتا ہے کہ بندہ کے دل مین سچی رغبت اور انشراح اور انقیاد اور دعا کرنے کی خواہش موجود ہو بعض وقت
ایسا ہوتا ہے کہ اوسوقت خاموشی اولیٰ ہوتی ہے اور وہ وہ زمانہ ہے کہ بندہ کے دل مین ہیبت اور انقباض اور
دعا کی طرف سے بے رغبتی اور وحشت موجود ہو مگر حق یہ ہے کہ دعا ہر طرح افضل ہے اس لئے کہ اوس کے واسطے
حکم صادر ہے اور سکوت کے لئے کوئی حکم شارع موجود نہین ترمذیؒ نے سلمان فارسیؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے
فرمایا لا یرد القضا الا الدعاء قضاے الٰہی کو کوئی چیز دور نہین کرتی مگر دعا اور ترمذی بن ابو ہریرہؓ سے روایت
ہے کہ آپ نے یون فرمایا اُدعوا اللہ وانتم موقنون بالاجابۃ اللہ سے دعا کرو تم اوس حال مین کہ تمہین
قبول ہو جانے کا یقین ہو اور ابو داؤد اور احمد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی نے نعمان بن بشیرؓ سے روایت
کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے الدعاء ھو العبادۃ یعنی دعا ہی عبادت ہے اور یہ آیت پڑھی اُدعُونِی
اَستَجِب لَکُم یعنی دعا کرو مجھسے مین قبول کرون گا تیرے لئے اور ایک جگہ فرمایا ہے اُجِیبُ دَعوَۃ
الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ مین دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہون جس وقت وہ دعا کرتا ہے اور ابن عمرؓ سے
ترمذیؒ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے من فتح لہ منکم باب الدعاء فتحت لہ ابواب
الرحمۃ۔ جس کسی کے لئے تم مین دعا کا دروازہ کھولا جائے تو کھولی جاتے ہین اوس کے لئے دروازے قبولیت
کے کبھی منکشف ہوتا ہے عارف کو کہ قضا ضروری متعلق ہے ایک واقعہ کے ایجاد کرنے مین اس طرح اور اسی طرح

Marfat.com

اور اس مین تقدیر مبرم پہر وہ عارف دعا کرتا ہے کوشش ہمت سے اور دعا مین بہت الحاح کرتا ہے یہان تک
کہ وہ قضا ایجاد مین دوسری طرح پر بدل جاتی ہی اور اوسکو ہمت کے موافق پاتا ہے۔ شیخ حماد دباس کا ایک مرید
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت مین بہت عقیدت رکھتا تہا ایکبار سفر تجارت کے لئے شیخ حماد سے اجازت
چاہی اونہون نے ارشاد کیا کہ اس سال سفر مین تمہارے جان و مال ہلاک ہو جائینگے اس لئے کہین جانیکا
ارادہ مت کر وہ شخص حضرت غوث اعظم کی خدمت مین آیا اور اون سے اپنے پیر کی تمام تقریر عرض کی اونہون نے
فرمایا کہ تم بے کھٹکے سفر کرو تمہاری جان و مال دونون سلامت رہینگے وہ شخص آپ کے حکم کی موجب سفر کو
چلا گیا اور تمام مال و اسباب فروخت کرکے گہر کو واپس ہوا تو ایک مقام پر رفع حاجت کے لئے ایک جنگل مین
بیٹھا کمر سے ہمیانی کہول کر زمین پر رکھدی اور فارغ ہو کر ہمیانی کو بہولے ہوئے قافلہ مین چلا آیا شب کو خواب
مین دیکھا کہ قافلہ پر ڈاکوون نے حملہ کیا ہے ایک ڈاکو نے ایک اسکے ایک تلوار ماری سر تن سے جدا ہو گیا اس صدمہ سے
گھبرا کر آنکھ کہل گئی مگر اوسکی گردن مین کئی دن تہوڑا سا درد باقی رہا پہر اوسے ہمیانی یاد آئی اور اوسی مقام پر جا کر دیکھا
تو رکھا ہوا پایا جب یہ شخص بغداد مین پہونچا تو اون شیخ حماد اسکو مل گئے اونہون نے کہا کہ تقدیر مین تیری وہی لکھا
تہا جو مینے بیان کیا تہا مگر حضرت شاہ جیلانی نے تیرے حق مین خدا سے دعا کی اللہ نے اون کی دعا قبول کرکے تقدیر کو
بدل دیا اور اوس مصیبت کو خواب و نسیان پر ٹالدیا بعد اسکے وہ شخص حضرت غوث اعظم کی خدمت مین آیا اور سارا ماجرا
عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ مینے جناب باری مین ستر بار یہ دعا کی تہی کہ یارب اوسکی قتل و تاراجی کو خواب و نسیان سے
بدل دے اللہ تعالی نے میری دعا قبول کی۔ امام یافعی ابواب الجنان مین کہتے ہین کہ جب کوئی ابوالحسن شاذلی
سے کہتا کہ میرے حق مین دعا کرو تو کہتے کان اللہ لک یعنی اللہ تیرے لئے ہو یہ کلام اگرچہ مختصر ہے مگر جامع ہے
سارے مطالب کے لئے اس لئے کہ جب خدا کسی کے لئے ہوگا تو اوس کے مطالب حاصل ہو جائینگے معتزلہ کا مذہب ہے
کہ دعا لغو ہے اس لئے کہ قضا یعنی تقدیر نہین بدلتی پس دعا سے فائدہ نہین ہو سکتا کیونکہ جس بات کی دعا کی جاتی ہے
اگر وہ مقدر کے مطابق ہی تو اوسکی خواستگاری فعل عبث ہے اور اگر مخالف ہوگی تو اوسکا موجود ہونا ناممکن ہے مگر یہ
قول اون کا سراسر باطل ہے اس لئے کہ قضا کی دو قسمین ہین ایک بعضے سبب سے بدلتی ہی اور ایک نہین بدلتی جو قضا بدلتی ہے
اوسکو معلق کہتے ہین اور جو نہین بدلتی اوسکو مبرم کہتے ہین اور معتزلہ سے ہم یہ بھی کہتے ہین کہ قضا کا نہ بدل سکنا ہی
ہماری دعا کو مفید نہین اس لئے کہ دعا سے نفع پہونچنا بہی احکام قضا مین سے ہی +

(۳۵) **فقر** کہ عبارت ہے اسباب و سامان پر ملکیت نہ رکھنے سے اور اسم فقیر ایسے شخص پر جو دنیا کی طرف رغبت
رکھتا ہو اور ملک کسی چیز کا نہو مجاز کے طور پر ہے حقیقی فقیر وہی ہے کہ خواہش بہی کسی چیز کی اوسکو نہو اور اس مین کلام
ہے کہ فقر افضل ہی یا غنا بعض کا قول ہی کہ مبتدیون اور متوسطون کے لئے فقر بہتر ہے اور منتہیون کے لئے دونون

Marfat.com

برابر ہین مگر تحقیق یہ ہے کہ حدیث مین دونون کی فضیلت اور مدحت آئی ہے پس ان دونون [illegible]
اور زمانون کے اعتبار سے تفاوت ہے پس فقر ہو یا غنا دہی بہتر ہے جس مین عبد واللہ کی مرضی [illegible]
آدمی ایسے ہوتے ہین کہ فقر مین شاہون کی سی ہمت رکھتے ہین اور بعضے ایسے ہوتے ہین کہ بلباس شاہی [illegible]
کام کرتے ہین پہر بہی اسمین شک نہین کہ اوس فقر کو ترجیح ہے جو صبر اور رضا کے ساتھ ہو اور فقرائے محقق [illegible]
ایک وہ ہین جو سامان دنیا سے کسی کو بہی اپنی ملک نہ جانین اگرچہ بہت کچھ رکھتے ہون اور جو کچھ ان کے پاس آتا ہو
اوسے راہ خدا مین خرچ کردین اور اوس کے بدلے کی توقع دنیا و آخرت مین نرکہین وہ مجرد ہین جو اپنی طاعات و
عبادات کو بھی جو اون سے صادر ہون اپنی ملکیت نسمجہین اور اوس کے عوض کے امیدوار نہون تیسرے وہ ہین جو
کسی چیز کو اپنی ملک نسمجہین سبکو اللہ کی مہربانی اور لطف خیال کرین چوتھے وہ ہین جو اپنی ہستی موہوم کو بھی اپنی ملک
نہ جانتے ہون نہ ان کی ذات ہو نہ کوئی صفت نہ حال نہ مقام نہ فعل نہ اثر دونون عالم مین کوئی چیز نہ رکھتے ہون
اسی وصف کو محو فی محو اور محق فی محق کہا کرتے ہین ۔ ابن عباسؓ سے ترمذی اور دارمی نے روایت کی ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انا اول من یحرک حلق الجنۃ فیفتح اللہ لی فیدخلنیہا ومعی فقراء
المؤمنین یعنی سب سے اول مین بہشت کے دروازون کے حلقے ہلاؤن گا اللہ تعالی میرے لئے بہشت کے دروازے
کہولدے گا اور مجہکو اوس مین داخل کرے گا میری ہمراہ فقرا مومن ہون گے اور ترمذی نے ابوہریرہؓ سے روایت
کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت مین فقرا غنیون سے پانسو برس پہلے داخل ہون گے اور یہ دلیل
واضح ہے اسپر کہ فقیر صابر بہتر ہے غنی شاکر سے اور صوفیون کے نزدیک فقر فاقہ اور حاجت سے مراد نہین بلکہ
فقر اون کے نزدیک خدائے تعالی کی طرف محتاج ہوتا ہے نہ اوسکے غیر کی طرف اور ثوری نے کہا ہے کہ فقر یہ ہے
کہ تمکین ہو مال نہونے پر اور خرچ کرتا ہو ہونے پر اور آنحضرت نے فقر نفس سے پناہ مانگی ہے اور غنا نفس کی تعریف کی ہے
اور جو فقر و غنا مولی اسی باز رکہین وہ بری ہین اور حالت فقر بہت گرفتاریون سے باز رکہتی ہے اسلئے حق تعالی نے یہ حالت اپنے
اولیا کیلئے مقرر کی ہے اور دلیل یہ ہے جب کہ فقیر کافر کو غنی کافر سے دوزخ مین ہلکا عذاب دیا جائیگا تو پہر فقیر مومن کو بہت
مین اس سے کیونکر فائدہ نہ پہونچیگا ۔

وصایای شیخ محی الدین عربی

شیخ محی الدین ابن عربی نے کتاب فتوحات مکیہ کے باب پانصد و ششم مین وصایای حکمت لکہے ہین
اور نو رسالون مین اون کی تفصیل کی ہے اور فتوحات کو اون پر ختم کیا ہے مین اون کو نہایت [illegible]
اور اختصار کے ساتھ یہان ذکر کرتا ہون تاکہ طالبین کو اون سے معرفت اور ہدایت کا [illegible]
ایسے کامل ہین کہ انپر عمل کرنا نہایت ضروری ہے اس لئے کہ خالق کون و مکان کا ایسا ہی حکم ہے [illegible]
عمل کرنا سنت الہی اور شریعت رسالت دستگاہی کا بجالانا ہے اور مین نے اون وصایاے نبوی [illegible]

Marfat.com

شیخ علیہ الرحمۃ نے حضرت علیؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے ذکر کئے ہین اور ہر وصیت کے اول مین لفظ یا علی اور یا ابا ہریرہ ہے اس لیے کہ اگرچہ وہ وصایا خوب ہین کیونکہ اون مین اخلاق حمیدہ پر ترغیب مذکور ہے اور عادات بدکی ممانعت ہے لیکن اہل حدیث کے طور پر وہ روایات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع نہین ہوسکتے پس اون کو احادیث نبوی اعتقاد نہ کرنا چاہیے کیونکہ حدیث مین آیا ہے من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار رواہ البخاری عن عبد اللہ بن عمر جو شخص عمداً مجھپر کوئی جھوٹی بات جوڑے اوسکو اپنا ٹھکانا دوزخ مین ڈھونڈھنا چاہیے پس مناسب یہ ہے کہ اون وصایا کو بھی علما اور عارفون کی وصایا تصور کرنا چاہیے۔

وصیت بندہ جب کوئی گناہ کسی مقام پر کرے تو وہان سے اوسوقت تک نہ ٹلے جب تک کوئی طاعت وہان نہ کرے کیونکہ جگہ جسطرح اوسکے گناہ کی گواہی دے گی اسی طرح اوسکی عبادت کی بھی گواہی دیگی۔

وصیت اللہ کی طرف سے کبھی بدگمان نہونا چاہیے محسن ذوالجلال کی جناب مین ہمیشہ نیک گمان رکھنا چاہیے مبادا کہ جسوقت بندہ وہ گمان کرے اور اوسی وقت دم نکلجائے اور دنیا سے بدگمان کوچ کرے۔

وصیت اللہ کا ذکر خلوت اور جلوت مین دل سے اور زبان سے ہر وقت کرتے رہنا چاہیے کیونکہ بندہ کا اوسکو یاد کرنا سبب ہے اس بات کا کہ اللہ اوس بندے کو یاد کرتا ہے۔

وصیت ہر وقت اور حالت مین قرب الہی کے حاصل کرنے کے لئے کوشش رکھنا چاہیے کیونکہ جتنا قرب الہی حاصل کرنے کی بندہ کوشش کرتا ہے اللہ اوس سے المضاعف بندے سے قرب چاہتا ہے۔

وصیت اگر کوئی کار خیر ہاتھ سے نہوسکے تو دل مین کار خیر کے نکرنے پر راضی نہونا چاہیے اور نیت مین ہمیشہ کار خیر کی طرف بندہ کی رغبت رکھنا چاہیے اور اگر کسی برائی کی طرف دل مین رغبت پیدا ہو تو اوسکے ترک کرنے کا عزم بالجزم کرنا چاہیے حدیث مین آیا ہے کہ گناہ کو اوسوقت تک بندے کے نامۂ اعمال مین نہین لکھا جاتا جب تک اوس سے وقوع مین نہ آئے اور نیکی کو اوسی وقت لکھ لیتے ہین جس وقت کہ اوس کے کرنے کی نیت پیدا ہوتی ہے گو ابھی کچھ نہو خیال کرنا چاہیے کہ یہ کتنی بڑی اللہ کی مہربانی ہے کہ اپنے غضب پر رحمت کو اور قہر پر عفو کو ترجیح اور تفوق دیا ہے۔

وصیت کلمۂ اسلام یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ افضل اذکار ہے اسکے ذکر کرنے کی ہمیشہ کوشش کرنا چاہیے یہ نفی و اثبات کے درمیان مین جامع ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ کلمۂ توحید ہے اور توحید کی مانند کوئی چیز نہین میزان اعمال مین تمام چیزون سے یہی بوجھل ہوگا۔

وصیت جو لوگ کلمۂ اسلام کے مذاق مین اون کے دشمن سے پرہیز رکھنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ اون لوگون سے

Marfat.com

دشمنی رکھتا ہے جو اوس کے دوستون سے دشمنی رکھتے ہین [illegible]
کہ شرک نہین کرتا خدا سے جب ملتا ہے [illegible] کر ملتا ہے۔

وصیت فرایض الہی کو ہمیشہ [illegible] طور پر بجا لاتے رہنا چاہیے [illegible]
ہین جو خدا سے تعالی سے قربت حاصل کرنے کا [illegible] ذریعے ہین انھین ادا [illegible]
کرنے سے پیدا ہوتا ہے اون سب کو ہی نوافل [illegible] کے دن [illegible]
اصل فی الفرایض وما لا اصل لہ فی الفرایض فذالک انشاء عبادۃ [illegible]
بدعۃ نوافل کی اصل فرایض مین موجود ہوتی ہے کیونکہ جسطرح رکعتون کی تعداد [illegible]
مین ہین ویسے ہی نوافل بھی ہین فقط لفظ نفل و فرض کا فرق ہے اور جس چیز کی اصل فرایض [illegible]
ایک نئی عبادت کا ایجاد کرنا ہے جیسے صلوٰۃ مخلوس ایسی عبادت کو علماے ظاہر بدعت [illegible]

وصیت جس طرح اعمال کی مراعات کرتے ہین اسی طرح اقوال کی مراعات بھی [illegible]
خدا کو ہر بولنے والے کی زبان کے پاس سمجھنا چاہیے اور کوئی بات ایسی [illegible]
چاہیے گو متعلق ایسی باتون کا نہو مگر بچنا چاہیے اور ایسی بات کو سننا بھی نہ چاہیے ایک حکیم کا قول ہے [illegible]
کرنے کے لئے زبان سے زیادہ مناسب نہین اسلئے گرد و دروازون مین محفوظ ہے ایک دروازہ [illegible]
اور دوسرا دانتون کا مگر پھر بھی بہت فضول ہے اور یہ خرابیون کے دروازے کھول دیتی ہے [illegible]
سننا فطرت مین داخل ہے دیکھو زبان ایک دی گئی اور کان دو یہ کیا اچھا نکتہ ہے +

وصیت کسی جاندار کی تصویر نہ کھینچنا چاہیے مصور کو حشر کے دن یہ تکلیف دی جائے گی [illegible]
اور اوس سے یہ کام ہرگز نہ ہو سکے گا اس لئے بڑے سخت عذاب مین مبتلا ہوگا۔

وصیت بیمار کی عیادت کرنا چاہیے کہ اسمین عبرت پیدا ہوتی ہے بیمار کے دیکھنے سے [illegible]
ہوتی ہے کہ مین بڑا محتاج اور عاجز ہون میری بہت ادنی حقیقت ہے بیمار کے دیکھنے سے بہتر کوئی وقت نہین
کہ اللہ تعالی اوس کے پاس موجود ہوتا ہے۔

وصیت کسی پر ظلم نہ کرنا چاہیے کہ قیامت کے دن اس سے بڑی تیرگی [illegible] ہوگی
واجبی سے روکنا اور اون کی مدد اچھی اور عمدہ کاموں مین نہ کرنے سے ظلم پیدا ہوتا ہے
مظلوم سب سے زیادہ مستجاب الدعوات ہے [illegible] بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید۔

وصیت عالم بے عمل کو جو [illegible] جانا چاہیے [illegible]

Marfat.com

اوسکا علم اللہ کے نزدیک بڑا درجہ رکھتا ہے پس اگر کوئی اوس کے حال بد پر نکتہ چینی کرے گا تو جواب مین فرمائیگا
اور اگر عالم اپنے علم کے موافق عمل کرتا تو اور زیادہ مرتبہ پاتا اللہ تعالی کے نزدیک نیت خیر تمام کامون کی جان
ہے اور ہر ایک آدمی کو اوسکے ارادہ کا ثمرہ ملتا ہے اس مقام پر شیخ موصوف نے خوردبیچہ مال دنیا دیا رو
قسمے قرار دیکر ہر ایک کی پوری تفصیل کی ہے۔

وصیت جو کچھ اللہ تعالی نے تجھے عطا کیا یا تجھسے لیلیا تو اوسی پر نگاہ رکھے اور اوسی کی طرف سے سمجھے جو کچھ
اوسنے تجھے دیا ہے وہ اسی لئے دیا ہے کہ اوس کا شکر بجالاے شکر ہی سے نعمت اور زیادہ ہوتی ہے اور کفران
نعمت شیطان کا شیوہ ہے اور جو کچھ اوسنے تجھسے لیلیا ہے وہ اسوجہ سے لیلیا ہے کہ تو صبر کا پھل حاصل کرے اور اللہ
تعالی کی محبت اور معیت سے سرفراز ہووے اور جبکہ اللہ تعالی تیرے ساتھ ہوگا اور تجھے اپنا دوست بنالیگا تو تیرے
ساتھ وہی معاملہ کرے گا جو ایک محب اپنے محبوب کے ساتھ کیا کرتا ہے اور پھر آخرت کی تمام بلاؤن سے
محجوب کردے گا۔

وصیت اللہ تعالی کے تمام حقوق کو بجا لاتا رہے اور اوسکے خلاف سے بچے بڑا حق اوس کا یہ ہے کہ شرک
سے احتراز کرے اور شرک دو طرح کا ہوتا ہے جلی و خفی شرک جلی ظاہر ہے اور شرک خفی اسے کہتے ہین کہ جو اسباب
عادی دنیا کے معاملات کے لئے اللہ نے بنا دئے ہین اونپر بھروسا نکرلے اور دل کو انہین اسباب کا مقید نکرلے
یہ شرک خفی بھی دین کے لئے ایک بڑی بلا ہے اگرچہ ہمکو یہ حکم ہے کہ اپنی عیال کے لئے کوشش کرکے اونہین
نفقہ پہونچائین مگر یہ حکم کب ہے کہ ان اسباب پر بھروسا کرلین بھروسا اللہ پر چاہیے کام تو اس مین ہے
کہ ان پر اعتماد نکرلے اور یہ غرض نہین ہے کہ ان پر عمل بھی نکرے اعتماد کرنا اور ہے اور عمل کرنا اور۔

وصیت دنیا مین اپنی نعلی کا خیال نکرنا چاہیئے کیونکہ اسکا انجام برا ہے اللہ تعالی ایسے شخص کو اپنی درگاہ
سے رد کردیتا ہے آدمی کے لئے یہی بہتر ہے کہ کوئی اوسے نہ جانے نہ وہ کسی کو پہچانے یہ بات جدا ہے کہ ارادہ
الہی کسی کو اپنی مہر سے بڑھا دے اور مقبول خلائق کردے کیونکہ یہ اوسکی خواہش سے نہین مگر خود تعلی کا خواہاں نہو
اپنے آپ تو ہمیشہ ذلت و مسکنت اور خضوع و خشوع کی خواہش رکھے اور اللہ اپنی طرف سے عطا کرے تو یہ اوسکا
عطیہ ہے اور یہ مرتبہ اوسوقت حاصل ہوتا ہے کہ اللہ تعالی مشہود ہوجائے اور خلق و عالم نظر اعتبار سے محو
ہوجائے۔

وصیت دین مین جدل سے بچے خواہ حق پر ہو یا باطل پر دونون حالتون مین مباحثہ و مناظرہ نکرے
اگر یہ ناحق پر ہے تو اسکے لئے جدل سے بچنا بہت ہی بہتر ہے اور اگر حق پر ہے تو اسکے لئے جنت مین ایک مکان
تیار ہوگا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ مناظرہ مین مکابرہ سے بہت کم بچا جاتا ہے تو نقصان کی امید زیادہ اور

Marfat.com

فتح کی کم ہے احیاء العلوم مین امام غزالی نے لکھا ہے کہ رجوع بحق [illegible] کی
کی وجہ سے ہے جو جدل سے پیدا ہوتا ہے امام نووی نے تلخیص مین کہا ہے [illegible]
سبیل الحق وقال المنازعۃ فی الدین بدعۃ ۔

وصیت حسن خلق اپنا شیوہ رکھے اور بری باتون اور بدمزاجی سے بچے مگر [illegible]
چنانچہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک علیحدہ رسالہ مین ذکر کیا ہے جبتک اون [illegible]
کا نبھنا مشکل ہے کیونکہ خلق کے اغراض مختلف ہین اگر ایک بات سے زید کو راضی کرنا تو عمرو [illegible]
ناخوش ہو جائیگا اور جب اوسکے موقع معلوم ہو جائینگے تو ہر ایک کے ساتھ کام اوسکی خواہش کے موافق [illegible]
سکیگا ۔

وصیت علم کو ہر وقت استعمال کرتا رہے کیونکہ علم کے قابل و عامل کی ثنا آئی ہے عالم کو کوشش کرنا چاہیے
کہ عمل درست کرے تاکہ ایسا نہو کہ شمع کی طرح دوسرون کو تو منور کرے اور اپنی جان کو جلاتا رہے کمثل الحمار
یحمل اسفارا یعنی مانند گدھے کی ہے کہ اوٹھاتا ہے کتابون کو ایسے ہی علما کی شان مین ہے اسی لیے شعرائے صوفیہ
نے اپنے کلام مین علماے بے عمل و ریاکار اور فقہاے دنیا کی بہت کچھ ہجو کی ہے جامی علیہ الرحمۃ نے اس باب مین
ایک دلاویز حکایت لکھی ہے جو بیان لاتا ہون ۔

عارفے از کوہ بصحرا گذشت	دید عزازیل بدامان دشت	دل ز غم وسوسہ پرداختہ
دیدہ ز نیرنگ نہی ساختہ	گفت باو عارف صحرا نورد	گرچہ درین بادیہ ہر زہ گرد
طبع تو آسودہ ز وسواس چیست	این قدرت کندی الماس چیست	کار تو در صومعہ [illegible]
باز چرا ماندہ از کارگاہ	تفرقہ بخش صف طاعت نہ	خنجر سالک چرا [illegible]
در صف اصحاب نہیب تو کو	جادوے جبریل فریب تو کو	شعبدہ انگیزی غوث کجاست
خوے بد عربدہ جوئیت کجاست	رہزن دوران بدل بدگمان	طنز کنان داد جواب [illegible]
کز برکات علماے زمان	فارغم از کشمکش این و آن	داشت مرا باز ازین [illegible]
حیلہ گریہاے فقیہان عہد	یک تن ازین طائفہ بوالہوس	از پے گمراہی کونین [illegible]

وصیت بندگان خدا کی خبرگیری رکھنا چاہیے اور اون کو دوست بنانا چاہیے اور [illegible]
ہے کہ سلام علیک کرتا رہے کہانا کھلاتا رہے اور کے کامون کے لیے [illegible]
سود برلانے مین جان و دل سے دریغ نہ کرے ۔

وصیت مصیبتین جب مال مین اور عزیزون مین پیدا ہون تو بیقراری نہ کرنا چاہیے بلکہ [illegible]

Marfat.com

رجعون کہنا چاہیے +

وصیت قرآن کو پڑھے اور صفات الٰہی مین جو اوسمین مذکور ہین فکر و غور کرتا جائے اہل القرآن اللہ کے خصوصون مین داخل ہین +

وصیت اوس آدمی کی صحبت اختیار کرنا چاہیے جس سے علم و عمل کا فائدہ حاصل ہو سکے اور اوس شخص کی صحبت سے بچنا چاہیے جس سے دین و دنیا مین ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہو +

وصیت حدود اپنے بدن پر اور اپنے متعلقین کے بدن پر جاری کرے اگر سلطان ہے تو اوسپر حدون کا جاری کرنا متعین ہے ورنہ اتنا تو ضرور ہے کہ وہ اپنی جان کا مالک ہے اپنی جان پر حد جاری کرنے سے دریغ نہ کرے اعضا سے کار خیر لے تاکہ مرے تو اس مواخذہ سے بری مرے +

وصیت راہ خدا مین صدقہ دینا چاہیے اللہ نے قرآن مین صدقہ دینے والون کا ذکر لیا ہے۔ صدقہ فرض کا نام زکوٰۃ ہے اور صدقہ نفل کا نام تطوع ہے فرض کے ادا کرنے سے بخل کا اطلاق اس سے اوٹھ جاتا ہے اور تطوع کے درجات مین ترقی ہوتی ہے صفت کرم اور جود و سخا اور ایثار کے ساتھ موصوف ہوتا ہے اور جو کوئی ان دونون مقامون کے سوا مال خرچ کرے تو وہ مسرف کہلاتا ہے اور اسراف برا ہے اسمین منعم حقیقی کی نعمت کا کفران ہے

وصیت نفس پر جہاد کرنا چاہیے جہاد اکبر یہی ہے اور اس آیت مین یہی مراد ہے یا ایھا الذین امنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار اے ایمان والو لڑتے جاؤ اپنے نزدیک کے کافرون سے۔ جب اس جہاد پر کامیاب ہو جائے تو اعدائے ظاہر سے جہاد کرنا آسان ہو جائے گا اور مراتب شہادت باطن و ظاہر دونون حاصل ہون گے +

وصیت ہر مسلمان کے ساتھ بحیثیت مسلمان ہونے کے رعایت کرنا چاہیے اور سب مسلمانون کا درجہ مساوی رکھنا چاہیے جس طرح اسلام نے ان مین مساوات قائم کی ہے یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ یہ صاحب دولت و مالدار ہے حاکم وقت ہے بڑا آدمی ہے اور یہ مفلس ہے محتاج ہے محکوم ہے حقیر ہے ذلیل ہے بلکہ اسلام کو ایک شخص واحد کی طرح جاننا چاہیے اور مسلمانون کو اس شخص کے اعضا سمجھنا چاہیے اسلام کا وجود مسلمانون پر منحصر ہے جس طرح ایک شخص کا وجود اعضا اور تمام قواے ظاہر و باطن پر موقوف ہے ؎ بنی آدم اعضاے یک دیگر اند ۔ کہ در آفرینش ز یک جوہر اند ۔ چو عضوے بدرد آورد روزگار ۔ دگر عضوہا را نماند قرار ۔

وصیت پڑوسیون کے حقوق پر خیال کرے اور جسکا دروازہ زیادہ قریب ہو اوس کا حق مقدم ہے اگرچہ ہمسایہ کافر ہو مگر ہمسائگی کا حق ادا کرے اور رحم بانی و عنایت سے پیش آتا رہے +

وصیت اگر قدرت رکھتا ہو تو مسلمان ہی کی مدد کرنا چاہیے ظالم ہو یا مظلوم ظالم کی مدد کرنا تو یہ ہے کہ اوسکو ظلم کرنے سے منع کرے اور مظلوم کی مدد یہ ہے کہ اوسپر سے ظلم دفع کرے +

Marfat.com

وصیت اگر ضرورت ہو تو [illegible] سوال [illegible]

وصیت مددگاروں کے ساتھ دوستی رکھنا چاہیے [illegible]

ضرور چاہیے اور دین الٰہی کے مددگاروں کی دو قسمیں ہیں (۱) جس نے [illegible] کرنا واجب ہے (۲) جس نے اپنی جان پر واجب جان کر [illegible] الذین امنوا کونوا انصار اللہ - اے ایمان والو تم مددگار ہو اللہ کے - دوسری قسم والے [illegible] واجب بھی ادا ہوتا ہے +

وصیت سچی بات کہنا امانت داری کرنا وعدہ وفا کرنا دروغ بیانی اور وعدہ خلافی سے [illegible] مخاصمت واقع ہو تو فجور سے بچے کہ یہ منافق کی علامات میں سے ہے +

وصیت حیا کرنا چاہیے کیونکہ یہ ایمان کا شعبہ ہے اللہ تعالیٰ بھی حیا دار ہے [illegible] شرمائیگا - حیا سے ایک بڑا کام چھوٹ جاتا ہے اور شیخ علیہ الرحمۃ نے اس آیت کے معنی ان اللہ لا یستحیی ان مثلاً ما بعوضۃ یعنی تحقیق اللہ نہیں شرماتا یہ کہ بیان کرے مثال ایک مچھر کی یا بیان کرے [illegible] مثلاً ما بعوضۃ یعنی اللہ نہیں ترک کرتا ایک مچھر کی مثال بیان کرنے کو خلاصہ یہ ہے کہ شیخ کے نزدیک لا یستحیی لا یترک کی جگہ آیا ہے +

وصیت مسلمانوں کو ہمیشہ اپنی نصیحت سے بہرہ مند رکھے اس کا خیر سے کسی اور کے ساتھ [illegible] کرے نصیحت کے لئے بہت سے علوم کی ضرورت ہے ایک شریعت کی ضرورت ہے کہ وہ علم زمان و مکان و احوال مردم کا [illegible] ہے دوسرے علم ترجیح سے واقف ہو تاکہ جب باہم کسی معاملہ میں اختلاف واقع ہو تو اسے صاف کر دے [illegible] وعدالت اس نصیحت میں داخل ہے +

وصیت اپنے دو وقت کی نمازوں کے درمیان اپنے اوقات کو منضبط رکھے ایک نماز کو ادا کرے تو دوسری نماز کے وقت تک کھیل کود میں اپنے نفس کو مقید نہ رکھے اور یہ حکم نماز فرض و نافلہ دونوں کے لئے ہے [illegible] پڑھ لینے کے بعد اشراق نماز نافلہ ہے اور اشراق کے بعد چاشت نماز نافلہ ہے سو ان نمازہائے نافلہ [illegible] کی نگہداشت کرے یا فرض عشاء کے بعد تہجد ہے حدیث میں آیا ہے صلوٰۃ علی اثر صلوٰۃ لا [illegible] علیین نماز کے پیچھے نماز ہے اور ان کے درمیان میں [illegible] لکھی جاتی ہے علیین میں [illegible] ہے کہ نماز وقت اعمال میں آنے کے لائق نہ ہو +

وصیت فرض نمازوں کی پابندی چاہیے جب اذان [illegible] کیونکہ مساجد اسی لئے بنائی جاتی ہیں اور اذان [illegible] نماز کے بلانے کو [illegible]

Marfat.com

اذان مین مقرر ہوئے ہین جماعت سنت موکدہ ہے اور یہ اس لئے رکھی گئی ہے کہ بھی جمع ہوکر نماز پڑھین تو دین کے کام
بھی ان کو اجتماع رہے اور متفرق نہون +

وصیت نماز اوّابین کو ہمیشہ ادا کرتا رہے اور نماز اوّابین سے عام لوگ غافل ہین اوس کے وقتون کی عوام کو خبر نہین
اوس کا وقت چاشت سے دوپہر تک اور عصر و ظہر اور وقت مغرب و عشا کے درمیان مین ہے اور یہ نماز نافلہ ہے اور کبھی
نماز تہجد کو بھی نماز اوّابین کہتے ہین اور نماز تہجد کی گیارہ رکعتین ہین اسی کو نماز شب و صلوٰۃ اللیل بھی کہتے ہین - نماز اوّابین کے
نفل بھی یہ ہین اون لوگون کی نماز جو اللہ تعالیٰ کی طرف بہت رجوع رکھتے ہین +

وصیت بات چیت مین بھی ورع ہے جس طرح کہ کھانے پینے مین ورع ہے - اور ورع اسے کہتے ہین کہ حرام اور شبہات سے
بچنا اور نیک رویہ اور نیک وضع ہر بات مین اختیار کرنا اور انبیا اور صلحا کی پیروی کرنا اور جلدی کسی کام مین بے ضرورت نکرنا
مگر توبہ کرنے مین جلدی کرنا اور نیک کام اور مہمان کی خاطرداری اور تجہیز میت اور لڑکی جب بالغ ہو جائے تو اوسکے
نکاح کا بندوبست اور تمام آخرت کے کامون مین سبقت کرنا اور دنیا کے کامون مین آہستگی کرنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ذکر کے وقت درود شریف پڑھنا یہ سب ورع مین داخل ہین +

وصیت جب کسی بُرے کام سے نکل گیا ہو تو پھر اوسمین نجائے اور اللہ کے ساتھ کوئی عہد ایسا نہ باندھے جو اوسکو
پھر توڑنے کی ضرورت پڑے اور وفاے عہد نہ کرسکے سب سے اول جو عہد اللہ سے بنی آدم نے باندھا ہے وہ قالوا بلیٰ ہے
یہ عہد معبود کی ربوبیت اور اپنی عبودیت کا ہے اسکی پابندی مین تمام مراتب اسلام و ایمان و احسان موجود ہین - افسوس ہے
اون پر جو بلیٰ کہکر پھر شرک و بدعت و گمراہی مین پڑ گئے چونکہ اول کو آخر کے ساتھ نسبت ہے اس لئے آخر کو اول کے ساتھ
موافق کرلے تاکہ ابتدا و انتہا ایک سی ہو جائے اور جو وعدہ ازل مین کیا ہے وہ پورا ہو جائے +

وصیت جو کوئی حاکم ہو تو اوسکو چاہیئے کہ حکومت انصاف سے کرے اور اپنی خواہش نفس کو انصاف خلق مین
دخل نہ دے کیونکہ یہ شیوہ گمراہون کا ہے +

وصیت دعا کرنے کے لئے جو اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کئے ہین اون کے موافق دعا کرے جیسے
اذان کے وقت اور جہاد کے مقام پر اور بارش کے وقت اور نماز شروع کرنے وقت اور جمعہ کی ساعت وغیرہ ہین
اور اسباب قبول بہت سے ہین مگر ان چار کے اندر وہ منحصر ہین ایک زمانہ دوسری جگہ تیسری حالت چوتھی کلمہ
وقت سے مراد یہ ہے ساعت جمعہ یا اذان وغیرہ کے وقت دعا کرے اور جگہ سے یہ مطلب ہے مکہ مین یا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی زیارت کے پاس یا اور ایسی ہی جگہ دعا کرے اور حالت سے یہ مراد ہے کہ دعا کرنے والا حالت سجدہ مین
دعا کرے تو جلد قبول ہوتی ہے ایسے ہی اور حالات پر قیاس کرلو اور کلمہ سے یہ مراد ہے کہ جن الفاظ کی فضیلتین بیان
کی گئی ہین مثلاً اس کلمہ سے اتنا فائدہ ہوتا ہے اور فلان کلمہ اتنی بار پڑھا جائے تو یہ نفع ہوتا ہے اون الفاظ کو دعا مین استعمال

Marfat.com

[illegible] جب یہ چار دن اپنے جمع ہو کر [illegible] تو بلا [illegible]

وصیت اپنی شان مین ربوبیت کو دخل نہ دے بندگی سے کام رکھے جس طرح [illegible]
اسی طرح بندہ مین ربوبیت کی کوئی بات نہین پس جسطرح اللہ تعالی محض رب ہے [illegible]

وصیت اپنے نفس کو اللہ تعالی کی طاعت مین مصروف رکھے کوئی طاعت کی ایسی [illegible]
اپنے دل مین ہمیشہ مصروفیت طاعت کی فکر رکھے کیونکہ یہ حالت مومن کے لئے نہایت فضیلت کی ہے [illegible]
عمل ختم ہو جاتا ہے مگر ایسے شخص کا عمل قیامت تک ترقی کرتا رہتا ہے اور قبر کے فتنون سے بچاتا ہے +

وصیت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مناجات کرے اور مراد اس سے یہ ہے [illegible]
اون سے روایات کی گئی ہین اونہین پڑھے تو چاہیے کہ شروع کرنے سے پہلے اپنے مقصد [illegible]
دیدیا کرے +

وصیت کسی مسلمان کو گناہ یا تاویل کرنے سے کافر نہ کہنا چاہیے کیونکہ ابن عمر سے بخاری و مسلم نے روایت
کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے من قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما جو شخص اپنے بھائی مسلمان کو کہے
تو اون دونون مین سے ایک کافر قرار پاتا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کہنے والے نے سچ کہا تو شخص کافر نے بھی اپنے
تکفیر کی ہے اور اگر کہنے والے نے جھوٹ کہا اور حقیقت مین وہ کافر نہ تھا تو یہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے [illegible]
وہ بدستور مسلمان رہتا ہے +

وصیت اگر کوئی شخص شریعت اور دین اسلام پر برائی لگائے تو اوسے دور کر دینا چاہیے لوگون کے [illegible]
اور راہون کو شرع مین کوئی دخل نہین جو کچھ برخلاف شرع دیکھے اوس بات کو رد کرے شریعت کے معاملہ مین کسی کی [illegible]
نہ کرے یہان سے ثابت ہوا کہ علما نے جو بعض صوفیون یا فقیہون کی تکفیر کی ہے تو یہ اون کے اقوال و افعال کی تکفیر ہے
نہ اون کی ذاتون کی یعنی وہ یہ کہتے ہین کہ یہ بات اور یہ کام کفر کا ہے مقصود اس سے یہ نہین ہوتا کہ اس کام کا
کرنے والا یا بات کا کہنے والا کافر ہے پس یہ تکفیر کرنے والے معذور ہین اسی طرح وہ لوگ بھی معذور ہین جو بے اختیار
یا حال مین بے اختیار ہو کر کوئی ایسی بات صادر پائے کہ اوسکی تکفیر کی وجہ سے تکفیر کی گئی عوام الناس [illegible]
نہین جانتے وہ دونون حالتون کو ایک سا سمجھتے ہین اور یہ نہین خیال کرتے کہ ہر ایک اپنی ماے اور حال مین [illegible]

وصیت اپنی جان کو شریر لوگون مین سے نہ بنائے تاکہ لوگ اوس سے گھبرائین [illegible]
کہ مجھ مین اتنی برائی موجود ہے +

وصیت حاکمان ظالم کی حکومت سے مخالفت نہ کرے کیونکہ اللہ تعالی کا [illegible]
پس اپنے خیال کو علم الہی پر دنیا مین ترجیح نہ دینا چاہیے اگرچہ یہ ظالم ہین مگر ان سے دنیا مین مصلحتون [illegible]

انتظام بھی بہت سے بنے ہوئے ہین اس لئے محکومون کو چاہیے کہ ان کی اطاعت سے اوس کام مین جسمین گناہ الٰہی پیدا نہو سرکشی کرین اگر ظالم ہین تو ان کے ظلم و جور کا بوجھ ان کی گردن پر رہے گا اور اگر نیک ہین تو ہمکو بھی کچھ نہ کچھ ان سے نفع پہونچ جاے گا +

وصیت جو کسی کو نیک کام کی نصیحت کرے تو پہلے اپنے آپ بھی اوس نصیحت کے موافق عمل کرے اس لئے کہ لوگون کی نظر شخص کے فعل پر اوسکے قول کی بہ نسبت زیادہ ہوتی ہے اور فعل کسیکا دیکھکر جتنی ہدایت حاصل ہوتی ہے اوتنی اوسکے قول سے نہین ہوسکتی ؎ علم چو داری ز عمل سر مپیچ ٭ دانش بیکار نیرزد بہیچ ٭ چون بہ بساط عمل سود پاے ٭ بے عملان را بعمل رہنماے ٭ بایدت اول عمل اندوختن ٭ پس دگران را ادب آموختن -

وصیت اللہ سے اگر تو اپنی بخشش چاہتا ہے تو اوس سے یہ سوال کر کہ مجھے گناہ سے بچائے رکھ اور اگر تو گناہگار ہے تو یہ دعا کر کہ اللہ مجھے اس گناہ کے عذاب سے بچا اور اس بات کا بڑا خیال رکھ کہ لوگ تجھے یہ جانین کہ یہ شخص کام کیا کرتا ہے اور اللہ یہ جانے کہ یہ شخص اسکے خلاف کرتا ہے جس حالت پر آدمی مرتا ہے اوسی پر اوسکا حشر ہوتا ہے ایسی کوشش کر کہ مسلمان دنیا سے سفر کرے اور ایسا کام ساتھ لیجا جو قبر مین مونس ہو ؎ خوش باش کہ عالم گذران خواہد بود ٭ امروز ز پیر قلم کوزہ گران خواہد بود +

وصیت دنیا مین چندروزہ قیام ہے کبھی نہ کبھی یہان سے جانا ضرور ہے پس ایسی بے ثبات چیز پر دل کو نہ لگاے ہر وقت مرنے والون کے حالات سے عبرت حاصل کرتا رہے ؎ جامی آن بہ کہ درین مرحلہ آن پیشہ کنی ٭ کہ ز مرگ دگران مرگ خود اندیشہ کنی - جو یہان سے گئے پھر اون کی خبر ملک عدم سے نہ آئی اور جو عدم سے وجود مین آیا اوسنے اوس شخص کی جگہ کو آباد کیا جسنے یہان سے کوچ کیا اور پھر یہ بھی چلا گیا اور دوسرے دن کے لئے اپنی سب چیزین چھوڑ گیا ؎ ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ٭ رفت منزل بدیگرے پرداخت -

وصیت یہ خیال نہ کرے کہ دنیا کی آبادی ہمارے دم سے ہے ہم نہین تو دنیا بھی نہین یہ پرانی بستی ہے اس مین ہم جیسے ہزارون آتے ہین اور چلے جاتے ہین یہ مسافرخانہ ہے لاکھون آدمی اس مین آے محافل عیش و عشرت آراستہ کین مزے اوٹھاے جب آنکھ بند کی تو تمام محفل درہم برہم ہوگئی پھر دوسرے آئے اور اونھون نے کم و بیش اپنے حصہ کی موافق دنیا مین لطف و راحت یا تکلیف و محنت اوٹھائی اور پھر ان کا بھی وہی حال ہوا جو اگلون کا ہوا تھا غرضکہ مکان کو قیام ہے اور مکین کو قیام نہین ؎ گمان مبر کہ تو چون بگذری جہان بگذشت ٭ ہزار شمع بکشتند و انجمن باقیست - ؎ دنیا کے جو مزے ہین ہرگز یہ کم نہ ہون گے ٭ چرچے یہی رہین گے افسوس ہم نہ ہون گے + دانا وہی ہے کہ دنیا مین رہکر غافل نہو جاے اور اپنے چند روزہ زندگی مین جو کچھ بن پڑے

Marfat.com

عاقبت کے واسطے توشہ جمع کرلے ؎ دو بیتم جگر کی روز سے کیا ب کی کنت گو بندہ ار ناب
کہ بے مایہ روزگار ؎ ہر دیدگل پیشگفد لالہ زار ؎ [illegible]
ہاشیم وخشت ؛

وصیت اللہ سے دعا کرنا چاہیے کہ خاتمہ بخیر کرے اور صلحاے مومنین مین سے بنائے اور
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار مین شمار پائے کیونکہ اللہ تعالی نے رسول کا مددگار جبریل اور
اپنی ذات مقدس کو اور صلحاے مومنین کو بیان کیا ہے اور فرمایا ہے فان اللہ ھو مولاہ وجبریل و
المومنین والملائکۃ بعد ذلک ظھیرا - اللہ اوس کا رفیق ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے
اور فرشتے اوس کے بعد مددگار ہین - اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص دنیا و دین کے کامون مین یکسر وفا
کرے وہ کسی طرح رسول خدا کا دوست نہین +

وصیت خدا کے لئے غیرت کرنا چاہیے اور اپنی طبیعت حیوانی کے لئے غیرت نہ کرے اور یہان اس
غیرت کی جو اللہ کے لئے ہے یہ ہے کہ ایسا غیور غیرت اوس وقت کرتا ہے جبکہ اون چیزون کی بے ادبی کیجاے جنکی
اللہ نے حرمت رکھی ہے خواہ وہ اپنے لئے ہو یا غیر کے لئے مثلاً آدمی کو اس بات سے غیرت آتی ہے کہ اوسکی
زوجہ کے ساتھ کوئی زنا کرے اسی طرح اوسے چاہیئے کہ دوسرے کی عورت کے ساتھ زنا واقع ہو تو غیرت آئے
شیخ نے کہا ہے فان فعل شیئا من ھذا وزنی وادعی الغیرۃ فی الدین او المروۃ فاعلموا انہ کاذب
فی دعواہ فانہ لیس بذی دین ولا مروۃ من یکرہ لنفسہ شیئا ولا یکرہ لغیرہ - یعنی جو کوئی
آدمی کسی غیر شخص کی بہن بیٹی وغیرہ کے ساتھ بدکاری کرے اور اسکے ساتھ اس بات کا بھی دعوی ہو کہ مجھے
دین کے کامون مین غیرت ہے اور اپنے آپ کو صاحب مروت سمجھے تو یہ جان لو کہ وہ جھوٹا ہے اس لئے کہ اس
شخص نہ صاحب دین ہوتا ہے اور نہ صاحب مروت جو اپنی جان کے لئے کوئی بات ناپسند کرے اور دوسرے
کی جان کے لئے ناپسند نہ کرے +

وصیت اس بات سے بچنا چاہیے کہ اللہ بندہ کو وہان دیکھے جہان جانے کے لئے اوسنے اوسکو منع کیا ہے
ایسی جگہ نہ دیکھے کہ وہان جانے کے لئے حکم دیا ہے اور یہ ضرور ہے کہ اپنے کام کو بندہ اس طرح کرے کہ خدا کے سوا کسی
سے واقف نہو سکے کیونکہ ریاکاری کے دھبے سے بچانیکے لئے یہی بڑا گر ہے +

منازل صوفیہ اور ہر منزل کے نو رنگ

صوفیہ کہتے ہین کہ سالک کے لئے بہت سی منزلین و مقامات ہین حضرت ابراہیم نے جو تارون اور [illegible]
اور پھر اون سے اعراض کیا یہ ہر ایک اشارہ اونہین منازل کی طرف ہے پہلی منزل توبہ و طاعت [illegible]

Marfat.com

ایک نور سبز متمثل ہوتا ہے اور دوسری منزل نفس کا تزکیہ ہے صفات شیطانی و سبعی و بہیمی سے جب تک نفس صفات شیطانی مین گرفتار ہے اَمّارہ کہتے ہین اور جب اِن سے آزاد ہو کر صفات سبعی مین پھنس جاتا ہے تو اوسوقت لوّامہ کہتے ہین اور جب اِن سے بھی چھوٹ کر صفات بہیمی مین آلودہ ہو گیا تو ملہمہ ہے اور جب اِن سے نجات پالے تو اب مطمئنہ ہے فرق صفات شیطانی و سبعی مین یہ ہے کہ پہلی کا شر متعدی ہے اور دوسری کا لازم اور سالک کی ترقی نفس کے طریق مین تنزلی ہے اس لئے کہ نفس اَمّارہ آگ کی صفت پر ہے اور لوامہ ہوا کی صفت پر اور ملہمہ پانی کی صفت پر اور مطمئنہ خاک کی صفت پر جب سالک کے نفس کو اطمینان کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو ایک اور نور متمثل ہوتا ہے اور اسوقت اگر بہت بڑھکر سیر نفس کو حاصل ہو جاتی ہے تو ملکوت سفلی تک ہوتی ہے نفس مطمئنہ کی سیر کی یہی انتہا ہے تیسری منزل یہ ہے کہ نفس اخلاق حمیدہ حاصل کر لیتا ہے اور اسوقت مین نور سرخ متمثل ہوتا ہے اور دل ذکر کرنے لگتا ہے اور نور طاعات و اخلاق و صفات روحانیہ کو دیکھتا ہے اور اب ملکوت علوی کی ابتدا تک سیر بھی کر سکتا ہے چوتھی منزل یہ ہے کہ ماسوی اللہ باطن سے بالکل چھوٹ جائین اور اس مرتبہ مین نور زرد متمثل ہوتا ہے اور اب عالم علوی کے درمیان تک سیر کر سکتا ہے پانچوان مرتبہ روح ہے اس مرتبہ مین نور سفید متمثل ہوتا ہے اور روح کی سیر کی انتہا ملکوت علوی کی انتہا ہے چھٹا مرتبہ خفی ہے اس مرتبہ مین نور سیاہ متمثل ہوتا ہے اور سیر خفی کی انتہا عالم جبروت تک ہے۔ ساتوان مرتبہ غیب الغیوب ہے یہ مرتبہ فنا و بقا کا ہے فنا فی اللہ اسے کہتے ہین کہ سالک کا وجود موہوم وجود حقیقی مین محو ہو جاے جیسے کہ دریا مین قطرہ معدوم ہو جاتا ہے اور برف آفتاب کے چمکتے ہی پگھل جاتا ہے فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا جب نمودار ہوا رب اوس کا پہاڑ کی طرف کیا اوسکو ڈھا کر ریزہ ریزہ اور گر پڑا بیہوش اور بقا باللہ سے مراد یہ ہے کہ قطرہ دریا سے متحد ہو جاے اور غیر کا دھیان دیدۂ دل سے جاتا رہے اور باطل تصور مٹ جاے جسکی وجہ سے سالک کو غیر معدوم ہوتا تھا اور قطرہ کے وجود کو دریا کے وجود سے غیر جانتا تھا جب تیری یہ خواہش ہو کہ زندگی حاصل کرے تو حواس خمسہ سے مرجا پھر ان کی مدرکات سے پھر نفس کو عالم قدس کی طرف متوجہ کر اسی کا نام نفس کی حیات ہے بعد موت کے برف کا انجورہ بنائین پھر اوس مین پانی بھرین اور دریا مین ڈالدین تو خیال کر اوس کا کیا حال ہوگا کوئلہ جب آگ سے ملتا ہے تو استعداد خفی کی وجہ سے تھوڑا تھوڑا سلگتا ہے یہان تک کہ جلنے لگتا ہے اور روشنی جو اوسکا خاصہ ہے اوس سے ظاہر ہوتی ہے اگر زبان رکھتا تو اَنَا النَّار ضرور کہتا جیسا کہ منصور نے اَنَا الْحَقّ کہا جنید کا قول ہے کہ میرے جبہ مین اللہ کے سوا اور کچھ نہین اور ابو یزید کہتے تھے کہ مین اپنی جلد سے ایسا نکلا ہون جیسے کینچلی سے سانپ نکلجاتا ہے پس تب بھی مین وہی ہون جو تھا۔ جلد سے مراد یہان تشخص ہے اس لئے کہ صوفیہ کے نزدیک حق اور خلق مین فرق اطلاق اور تقیید کے ساتھ ہے۔ نوری کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو لطیف کیا تو اوسکا نام حق ہوا اور کثیف کیا تو خلق نام پایا۔ امام جعفر صادق اثناے تلاوت قرآن مین بیہوش ہو گئے ہوش مین

Marfat.com

آئے تو لوگون نے سبب عشق کا دریافت کیا کہا کہ [illegible]
شیخ شہاب الدین سہروردی اس قول کی تاویل یون کرتے ہین کہ امام ہمام کی زبان [illegible]
جس نے کوہ طور مین انی انا اللہ کہا تھا حسین بن منصور نے ابراہیم خواص سے دریافت کیا کہ [illegible]
عرصہ ہوا جو نفس سے مقام توکل مین ریاضت کراتا ہون حسین نے کہا کہ جبکہ تمنے اپنی عمر کو باطن کی [illegible]
تو تم فنا فی اللہ کے مقام مین سے کب ہو ؎ توحید کہ از شربت عرفان باشد ٭ [illegible]
ہر کس کہ ندیدہ قطرہ باحر بکے ٭ حیران شدہ ام کہ چون مسلمان باشد ٭ پروانہ جو نور آتش سے [illegible]
ہے یہ علم الیقین ہے اور آگ کو جو دیکھتا ہے یہ عین الیقین ہے اور آگ مین اوسکا جل جانا حق الیقین ہے ؎ تا قطرہ
نمیشود بدریا واصل ٭ ہرگز نشود مراد طبعش حاصل ٭ خود را چہ حجاب نور حق مے سازی ٭ خورشید کسے [illegible]
اندودہ بگل +

فنا و بقا اور تجلی کی قسمین - اور حجاب اور شہود اور مشاہدہ اور مشاہدہ کی کیفیت

فنا کی دو قسمین ہین جزئی و کلی - فنائے جزئی اسے کہتے ہین کہ شخص سالک ایکبارہی محو ہو جائے یا بتدریج اعضا محو ہون
پہر باقی اعضا و حواس و قوی محو ہون اور پہلی صورت سکر کی وجہ سے ہوتی ہے اور دوسری محویت کے سبب سے - اور فنائے
کلی اسے کہتے ہین کہ تمام تعینات ملکی و ملکوتی ایکبارہی محو ہو جائین یا بتدریج محو ہون اسطرح کہ اول ہوا الیدہ محو ہون پہر عناصر پہر فلکیات
پہر ملکوت پہر جبروت پہر سالک محو ہو اور اوسمین پہلی صورت تجلی جلالی کی وجہ سے واقع ہوتی ہے اور دوسری تجلی جمالی
کے سبب سے غرض فنا کی چار قسمین ہین - اور فنا کا اعلی مرتبہ فنا فی اللہ ہے کہ اللہ تعالی تمام صفات کے ساتھ سالک پر
تجلی کرے اور سالک کل مین فنا ہو جائے اور بقا جو فنا کا مقابل ہے اسکی بہی چار قسمین ہین ان مین سب سے اعلی مرتبہ
بقا باللہ ہے کہ جب سالک فنا فی اللہ سے لوٹتا ہے تو آپ کو عین وجود حق اور اوسکی تمام صفات کے ساتھ متصف
دیکھتا ہے - بخاریؒ اور مسلمؒ اور ابو داؤدؒ نے قتادہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے
مجھکو دیکھا اوسنے حق تعالی کو دیکھا حضرت خواجہ نقشبندؒ سے سوال کیا گیا کہ فنا کتنی وجہ پر ہے تو فرمایا [illegible]
بزرگون نے کہا ہے کہ اس سے زیادہ وجہون پر ہے مگر سب کا مرجع انہین دونون وجہون کی طرف ہے اول فنا [illegible]
ظلمانی طبعی سے اور دوسری فنا وجود نورانی روحی سے اور اس حدیث مین ان دونون وجہون کی طرف اشارہ ہے
للہ سبعین الف حجاب من نور و ظلمۃ یعنی اللہ کے لئے نور و ظلمت کے ستر ہزار [illegible]
بسبب ظہور حق سبحانہ کے ہے اور دوسرے یہ کہ فنا بہی جانی ہے یعنی وجود نورانی کے [illegible]
تو وجود روحانی کے لوازم اور صفتون مین سے ہے جسوقت شعور کا شعور جاتا رہا تو وجود روحانی [illegible]
اس مقام مین روح ذاکر ہے اور قلب ساجد ہے اور اس مقام مین [illegible]

Marfat.com

اور مرید کو اوسکی طلب صحیح نہین ہی اور ذکر قلب یہ ہے کہ دل کو حق اور خلق دونون کا حضور یکسان ہو یعنی دونون جمع ہون اور ذکر زبان کے شرح کرنے کی کچھ حاجت نہین اور روح کا ذکر یہ ہے کہ حق سبحانہ کا حضور اوس حضور پر غالب ہو جو خلق کے ساتھ ہی اور ذکر سر یہ ہی کہ غیر حق کا حضور ہووے ہی نہین اور زمانہ سے کچھ خبر نہو اور ذکر خفی یہ ہے کہ روح کا وجود چھپ جاے جیسے سر مین موجودات چھپ جاتے ہین پس سواے مذکور کے کچھ باقی نرہے۔ مطلب یہ ہے کہ غیر بالکل جاتا رہے اور اس مقام مین سیر فی اللہ متحقق ہوتی ہی اس لئے کہ بندہ کو فناے مطلق کے بعد کہ اوسمین ذات وصفات فنا ہو جاتی ہین وجود حقانی کا خلعت ملتا ہی کہ اس وجود کی وجہ سے اوصاف الہی کے ساتھ مشرف ہو جاتا ہی اور اس مقام مین وہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے جسکا بیان اس حدیث قدسی مین ہے کہ جب بندہ میرا محبوب ہو جاتا ہے تو مین اوسکے کان ہو جاتا ہون جنسے وہ سنتا ہے اور اوسکی آنکھین ہو جاتا ہون جن سے وہ دیکھتا ہے اور اوسکے ہاتھ ہو جاتا ہون جن سے وہ پکڑتا ہے اور اوسکے پاؤن ہو جاتا ہون جن سے وہ چلتا ہے کیونکہ ذات وصفات فانی اس مقام مین وجود باقی سے بدل جاتی ہین اور جذبات حق کے تصرف اس وقت بندے کے باطن پر برابر ہوتے ہین اور سارے بُرے وسوسے اور خطرے جان سے جاتے رہتے ہین اور حق بندے مین اپنی صفاتون کے ساتھ تصرف کرتا ہے اور بندے کو خود اوسکے تصرف سے معزول کر دیتا ہے پس بندہ اپنے مین آپ تصرف نہین کر سکتا اور اوسوقت بندہ امر ونہی شرعی کے خلاف کرنے سے محفوظ ہو جاتا ہے اور یہ دلیل ہے صحت حال فنا و بقا کی۔

شیخ ابو سعید خراز نے کہا ہی اسی معنی مین ہے کل باطن یخالف الظاہر فھو باطل یعنی جو باطن ظاہر کے خلاف ہو وہ باطل ہی اور فنا و بقا کے بعد سیر الی اللہ و سیر فی اللہ حاصل ہوتی ہے اور اسکے بعد سیر عن اللہ و سیر باللہ نصیب ہوتی ہے اور اس مقام پر مخلوقات کی عقلین نہین پہونچ سکتین یہ مقام انبیا و رسل کا ہے اولیا کو اس مقام مین انبیا کی متابعت کی وجہ سے حصہ ملتا ہے قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی یعنی مین اور میرے پیرو اللہ کی طرف بلاتے ہین بصیرت کے واسطے اور یہ میرا طریقہ ہی اس لئے کہ شیخ ایسا ہوتا ہی جیسے نبی اپنی قوم مین اور اس مقام مین مرید کی طلب اور تربیت شیخ کی اجازت کے بعد صحیح ہی اور اس مقام مین اوس کے فعل کا ہر ایک تصرف اگرچہ اوسکی طرف منسوب ہے مگر اوسکا نہین ہی اس لئے کہ وہ تو تصرفات بشریہ سے بالکل معزول ہی وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی (یعنی تو نے نہین پھینکا جسوقت تو نے پھینکا بلکہ اللہ تعالی نے پھینکا) ممکن ہے کہ اسی معنی مین ہو۔

اور تجلی کی چار قسمین ہین اول آثاری کہ وجود حقیقی بعض یا تمام جسمانیات کی صورت مین متمثل ہو اور انسان کی صورت مین متمثل ہونا اکمل ہے دوسرے افعالی کہ وجود حقیقی کو صفت فعلی کے اندر دیکھے یا اپنی ذات کو اوس وجود کا

عین دیکھے جو کسی صفت فعلی کے ساتھ متصف ہو اور اکثر تجلیات صفاتی ہمیشہ کے رنگ مین نظر آتی ہین تیسری تجلی صفاتی کہ وجود حقیقی کو صفات ذات کے ساتھ متصف دیکھے یا اپنی ذات کو اوس وجود کا عین دیکھے جو صفات ذات کے ساتھ متصف ہی۔ چوتھی تجلی ذاتی ہے کہ اس تجلی سے سالک فنا ہو جاتا ہے اور اس کا نشان باقی نہین رہتا اور کچھ بھی شعور نہین رکھتا اگر شعور بھی ہو تو دوئی باقی رہے خواجہ عبد اللہ انصاریؒ کہتے ہین ؎ مَا وَحَّدَ الْوَاحِدَ مَنْ وَاحِدٌ ؛ اِذْ کُلُّ مَنْ وَحَّدَہٗ جَاحِدٌ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو جو واحد حقیقی ہے کسی نے واحد نہین جانا اس لئے کہ جو اُسے واحد کہتا ہے وہ شخص توحید کا منکر ہے کیونکہ جسنے اوسکی توحید بیان کی ہے اشارہ اوسکی عرف کا کیا ہے اوسکی ذات کا نہین کیا اور جب تک عرفیات کو فنا نہ کر دیا جاے توحید پوری نہین ہو سکتی ؎ توحید من ینطق عن نعتہ ؛ عاریۃ ابطلہا الواحد۔ توحید اوس شخص کی جو اوس کے وصف کو بیان کرے عاریت ہے کہ واحد حقیقی نے اوس کا ابطال کیا ہے ؎ توحیدہ ایاہ توحیدہ ؛ و نعت من ینعتہ لاحد۔ یعنی واحد حقیقی کا اپنے آپ توحید بیان کرنا ہی توحید حقیقی ہے اور اوس شخص کا بیان جو اللہ کا وصف بیان کرے صحیح نہین باطل ہے یعنی جو کوئی اللہ کے وصف کو بیان کرتا ہے وہ حق کو چھوڑ کر باطل کو اختیار کرتا ہے شیخ الاسلام ہروی نے کتاب منازل السائرین کو انہین ابیات پر ختم کیا ہے۔

سوال حکما کہتے ہین کہ انسان اپنے آپ سے کبھی غافل نہین ہوتا پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ سالک کو اپنی ذات کا بالکل شعور نہ رہے ؎ شاید مراد یہ ہی کہ سالک کو اس بات کا شعور نہ ہی کہ مین ذی شعور ہون یعنی اپنی شعور کا شعور نہ کسی اور پر لازم نہین کہ تجلی لباس نوری مین ملون ہو اور یہ بھی ضرور نہین کہ ہر نور تجلی الٰہی کا نور ہو جائز ہے کہ طاعت کا نور ہو یا خلق کا نور ہو یا کسی نبی یا ولی کا نور ہو اور تجلی کی دو علامتین ہین (۱) یا تو فنا ہو جاے (۲) یا تجلی کے وقت یہ جانتا رہی کہ یہ تجلی ہے۔ خواجہ عبید اللہ احرارؒ کہتے ہین کہ ماسوی اللہ سے دل کو کاٹنا اس بات کی نشانی ہے کہ دل مین حق تعالیٰ نے وصف احدیت کے ساتھ تجلی فرمائی جسکے بغیر حقایق اسما و صفات تک پہونچنا متعذر ہے اس لئے کہ انوار تجلیات الٰہی کے عکس کسی دل مین اوسوقت تک نہین ظہور کرتے جب تک وہ تمام اشیا سے خالی نہو جاے اور دل کا خالی ہونا موقوف ہے اسپر کہ اللہ تعالیٰ وصف احدیت کے ساتھ تجلی فرمائی اور اس نعمت کے حصول کا بڑا سبب یہ ہی کہ صدق و نیاز کے ساتھ اون لوگون کی صحبت مین رہے جنکے دلون مین اس تجلی نے ظہور کیا ہے اور غیرون کے مشاہدے سے ان کو آزادی حاصل ہو گئی ہے فنائے حقیقی کو پہونچگئے ہین کہ نہ اپنا شعور باقی رہا نہ اور ماسوی اللہ کا اور اس فنا کے بعد حق تعالیٰ نے اپنی طرف سے ان کو وجود حقانی عطا فرمایا ہی جسکے سبب سے بیخودی اور سکر سے افاقہ حاصل ہو گیا ہے اور دوسرون کو ان کے وسیلے سے سعادت حقیقی کہ مراد فنا و بقا سے ہے نصیب ہوتی ہے یہ وہ مقام ہے کہ اسمین کوئی چیز ممکنات مین سے بندے کو حق تعالیٰ کے مشاہدے

Marfat.com

نہین روک سکتی پس اذکیا پر واجب ہے کہ دل کو موجودات کی گرفتاری سے رہا کرین۔ حجاب اسی گرفتاری کا نام ہے۔ شیخ الاسلام نے کہا ہے کہ جو کوئی آج اللہ کو چھوڑ کر اپنی جان اور خلق کے ساتھ مشغول ہو گیا وہ دہان دولت مشاہدہ سے محجوب ہو گا ایک قوم ایسی ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر ماسوی اللہ کے ساتھ مشغول ہے اور ایک اور قوم ہے جو اللہ سے مشغول ہے اور خلق سے دور ہے +

ارباب شہود و وجود کی صحبت مین رہنا دل کو گرفتاری سے جلدی رہائی بخشتا ہے اس لئے ان کی صحبت مین رہنے کا التزام کرنا چاہیئے حق تک پہونچنے اور مشاہدہ کا وہ زمانہ ہے جو خلاصی دل کا زمانہ ہے۔

جب دل کو غیر کے موجود ہونے کا شعور نہ رہا تو وہ مشاہدۂ حق مین گرفتار ہو گیا اور حق حق باقی رہگیا ؎ تیغ لا در قتل غیر حق براند ٭ در نگر زان پس کہ غیر لا چہ ماند ٭ ماند الا اللہ باقی جملہ رفت ٭ شاد باش اے عشق شرکت سوز رفت ٭ ماسوی اللہ سے غیبت حاصل ہونے کا زمانہ حقیقت مین وہی زمانہ وصول و شہود کا ہے اس سے زیادہ نہین ارباب کشف و وجود اس معنی کے حاصل ہونے سے قبل ارباب ذوق کو اس مقام کے کاملون مین سے نہین شمار کرتے اس معنی کا ظہور فنا کا مقدمہ ہے اور یہ ایک بشارت ہے اس بات کی کہ مطلع احدیت کا ظہور شروع ہوا اور اس وقت حقیقت مین ذات حق کے مشاہدہ مین ہلاک ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے غیر حق کا شعور جاتا رہتا ہے بلکہ اس مقام مین اگر ترقی واقع ہوئی تو تجلیات اسماے الٰہی کے ذوق کا شعور بھی جاتا رہتا ہے۔ فتوحات کے باب ۴۴ مین شیخ کہتے ہین کہ ایک زمانہ مین مجھکو مجھسے لیلیا اسی طرح کا ایک زمانہ مجھپر گذر گیا کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا امامت کرتا اور نماز کے سارے اعمال اچھی طرح پورے کرتا مگر مجھکو کسی طرح اون کا شعور نہوتا جماعت کا نہ امامت کا نہ نماز کا شعور تھا نہ عالم محسوس کا صرف اتنا ہوتا کہ وقت پر غیب سے مجھے خبر کرا دیتے اور مجھے کسی بات کی خبر نہوتی جو کچھ مجھسے واقع ہوتا وہ ایسے ہوتا جیسے سوتے ہوئے سے صادر ہوتا ہے اور وہ اوس سے آگاہ نہین ہوتا حق تعالیٰ نے مجھپر میرے وقتون کو محفوظ رکھا اور میرے ساتھ وہ معاملہ کیا جو شبلی کے ساتھ کیا تھا کہ اون کو نماز کے وقت آپے مین کر دیتے تھے مگر یہ نہین معلوم کہ اون کو اسکا شعور بھی تھا یا نہ تھا ؎ آزردہ زمن حال شب وصل چہ پرسی ٭ نے دل خبرم داشت نہ از دل خبرم بود ؎ آمد خبرے ز آمدہ من بعد خبرش نہ دہ ارا ٭ پس جسکو یہ خواہش ہو کہ مقام حضور حق سبحانہ مین رہا کرے تو اوسے شیطانی وسوسون سے آزاد ہونا چاہیئے بلکہ ایسا ہونا چاہیئے کہ فرشتے کو بھی اوس کے حضور پر اطلاع نہ رہے بلکہ اوس کے نفس کو بھی اوسکے وقوف کی خبر نہو اور ہمیشہ اون لوگون کی صحبت مین رہنا چاہیئے جن کے دل ذکر ذات مین مستغرق ہو رہے ہین اور اپنے آپے سے آزاد ہو گئے ہین بعضے اس مطلب کی تعبیر شہود کے ساتھ اور بعضے وجود کے ساتھ اور بعضے تجلی ذات کے ساتھ اور بعضے یادداشت کے ساتھ کرتے ہین۔ اگر یہ سعادت حاصل نہو سکے تو مشائخ کے ذکر یا توجہ یا جذبہ

Marfat.com

طریقہ اختیار کرکے اس طریقہ مین محنت و مشقت کرے تاکہ [illegible]
شغل اور آگاہی کی نگاہداشت ہر سانس مین رکھے تاکہ [illegible]
ہو جاے کہ نگاہداشت کی بھی ضرورت نہ رہے بلا تکلف ہمیشہ [illegible]
دل سے دور نہ ہو سکے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دل اک کہان تک آدمی [illegible]
نہ اس بات کی کہ مقصود سے اوس کا دل واقفیت رکھتا ہے۔ چاہیے کہ [illegible]
طریقۂ مقرر پر اس آگاہی کی نسبت کی حفاظت رکھے اگر عوارض نفسانی کی [illegible]
نسبت کے ہمیشہ باقی رہنے کا بڑا سبب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے حضور مین کمال عاجزی [illegible]
نسبت کے باقی رہنے کی دعا کرتا رہے مشاہدہ کے یہ معنی نہین کہ اللہ تعالیٰ [illegible] آنکھون کے ذریعہ [illegible]
بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ دل کو ذکر کرتے کرتے اتنی ترقی ہو جاے کہ آدمی [illegible]
و آواز سے بری ہے کچھ باقی نہ رہے اور اس حال مین دل کو مشاہدہ اور حق تعالیٰ کو مشاہد کہتے ہین اور [illegible]
ذوق اس مشاہدہ سے اوس وقت حاصل ہوتا ہے کہ طالب کو وصف حضور کی خبر ہو ایسی حضوری ہو کہ [illegible]
اس حضور کا شعور نہ رہے اس لئے کہ جتنا حضور کا شعور ہوتا ہے اوتنا ہے ہی حق تعالیٰ کے حضور مین [illegible]
ہوتا ہے ذات مقدس الٰہی اس سے برتر ہے کہ دل کے دیدۂ بصیرت مین آدمی پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نظر مین
آسکے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ آب وصال کے پیاسے ہین اون کی تسکین کسی ایک سر کے مشاہدہ سے نہین ہو سکتی [illegible]
تشنگی کا غلبہ ہوتا رہتا ہے مولانا شمس الدین تبریزی ۶۴۲ھ مین شہر قونیہ مین پہونچے اوس زمانہ مین علوم ظاہری [illegible]
پڑھانے مین مصروف تھے ایک دن اپنے شاگردون کے ساتھ مدرسہ سے آرہے تھے ایک شخص نے ان کے گھوڑے کی
باگ پکڑ کر کہا اے امام المسلمین بایزید بزرگ ہین یا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس سوال سے مولانا پر ایک
عجیب حالت طاری ہو گئی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے دماغ مین چکر آگیا پھر سنبھل کر جواب دیا کہ حضرت مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم سے بزرگ ہین بایزید کیا چیز ہین اوسنے کہا پھر اسکا کیا مطلب ہے کہ حضرت فرماتے
ہین ما عرفناک حق معرفتک اور بایزید کہتے ہین سبحانی ما اعظم شانی جواب دیا کہ بایزید [illegible]
تھا سینہ مین دریا دو گنجایش نہ تھی اونکی پیاس ایک گھونٹ سے بجھ گئی سیرابی کا دعویٰ کرنے [illegible]
بھی اون کا سینہ بھر گیا اور حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بہت پیاسے تھے ظرف اون کا بڑا تھا اون کا سینہ [illegible]
اسلئے اپنی تشنگی کا اظہار کرتے رہے اور ہر روز زیادتی [illegible] کے مستدعی رہے ؛

صوفیہ کے شطحیات

اولیا کو کبھی سکر و انبساط کے وقت [illegible] واقع ہوتا ہے اور شطح اوس کلام کو کہتے ہین جس سے [illegible]

Marfat.com

آتی ہو اور ظاہر اوس کا شرع کے مخالف ہو اور یہ کلام کسی مومن سے صادر ہو۔ ابن تیمیہ اور حافظ ابن القیم اور شوکانی نے شیخ عمر بن الفارض و ابن عربی و ابن سبعین اور ان کے امثال کی بسبب شطحیات کے تکفیر کی ہے اور ملحد بنایا ہے لیکن شرع نے تین آدمیون کو مرفوع القلم کر دیا ہے اون مین سے مجنون اور سکاری بھی ہین اسی لئے اکثر علماے محقق نے ان اولیا کے اکثر شطحیات سنین اور اونکو پردۂ اغماض مین چھپا دیا ؎ بہ پوشش دامن عفو بہ زلت من مست ؛ کہ آبروے شریعت باین قدر نرود ؎ وآداب ارباب العقول لذی الھوی کآداب اھل السکر عند اولی العقل یعنی عقلمندون کے نزدیک عاشقون کے آداب ایسے ہین جیسے نشہ بازون کے آداب نزدیک عقلمندون کے ؎ فلا تعذلن ان قال صبٌ متیمٌ ؛ من الوجد شیئا لا یلیق بذی الفضل ؛ پس ملامت کر اگر کسی عاشق اسیر نے وجد کی وجہ سے وہ بات کہی جو ارباب فضل کے لائق نہین۔ اصل یہ ہے کہ شطح سے اغماض کر ؎ تحصیل عشق و رندے آسان نمود اول ؛ جانم بسوخت آخر در کسب این فضائل ؛ حلاج بر سر دار این نکتہ خوش سرائید ؛ از شافعی مپرسید امثال این مسائل

فائدہ صوفیہ کا مدار شطحیات مین ابوہریرہؓ کی اس حدیث پر ہے جسے بخاریؒ نے روایت کیا ہے کہ کہا حفظت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعائین فاما احدھما فبثثتہ فیکم واما الاخر فلو بثثتہ قطع ھذا البلعوم یعنی مینے رسول خدا سے دو برتن محفوظ رکھے ہین اون مین سے ایک تو مینے تم مین پھیلا دیا اگر دوسرے کو پھیلاؤن مین تو میرا گلا کاٹا جاے۔ پس صوفیہ جو شطحیات بولتے ہین کہتے ہین وہ دوسرا برتن ہے جسے ابوہریرہؓ نے نہین ظاہر کیا تھا۔ اور ابن بطال نے کہا ہے کہ مراد دوسرے برتن سے وہ حدیثین ہین جن مین قیامت کی شرطون اور فسادون کے حالات اور لوگون کے حالات کا تغیر اور حقوق الٰہی کے ضائع کرنے کا ذکر ہے چنانچہ ابوہریرہؓ کہتے ہین کہ حضرت نے فرمایا ہے ھلکۃ امتی علی ید غلمۃ من قریش رواہ البخاری یعنی میری امت کی ہلاکت چند نوجوانان قریش کے ہاتھون مین ہے۔ مجمع البحار مین لکھا ہے کہ ابوہریرہ ان نوجوانون کو اون کے اسماء و اشخاص کے ساتھ جانتے تھے اور بتا بسبب خوف فساد کے نہین ظاہر کر سکتے تھے اور مراد ان نوجوانون سے یزید بن معاویہ و عبداللہ بن زیاد اور حجاج اور سلیمان بن عبدالملک وغیرہ ہین جنھون نے نبی کی اہل بیت کو قتل و اسیر کیا اچھے اچھے مہاجرین و انصار کو مارا الا خونریزیان کین اور مال تلف کئے۔ پس صوفیہ کا تمسک اس حدیث کے ساتھ درست نہین اور فقہاے اسلام نے ان کے بہت سے دعوون کی تکفیر کی ہے چنانچہ اونھون نے کہا ہے کہ جو اس بات کا دعویٰ کرے کہ مین ناسوتیت سے فنا ہو کر لاہوتیت مین ہو گیا ہون وہ کافر ہے۔ اردبیلی نے کتاب انوار فقہ شافعی مین لکھا ہے کہ جو شخص یہ کہے مینے خدا کو دنیا مین بالاعیان دیکھا اور اوس سے بالمشافہہ کلام کیا کافر ہوا اور عقیدہ منظومہ مین ہے ؎ ومن قال فی الدنیا یراہ بعینہ ؛ فذاک زندیق طغی وتمردا۔ یعنی جس نے کہا کہ مین نے دنیا مین خدا کو اپنی آنکھ سے

Marfat.com

سے دیکھا ہو وہ کافر ہو کر سرکشی کی اور سرتابی کی ۔ و مخالف کتب [illegible]
علی الشرع الشریف ابعد ا ۔ اور مخالف ہوا کتاب اللہ اور کتاب الرسول کے تمام ہی بعد دور ہوا ۔ و ذالک من قال فیہ الصنا یری وجہہ یوم القیمہ اسود ا ۔ اور جو
یہ کہا کہ دنیا مین خدا کو دیکھا قیامت کے دن وہ روسیاہ ہے ۔
ای برادر اگر تو مرتبہ فقر حقیقی کو پہونچ گیا ہے تو تجھے میری نصیحت کی کوئی حاجت نہین اور اگر نہ پہونچا ہے تو دنیا
مال و قال پر نکتہ چینی مت کر اور ہر حال مین شرع کی پابندی رکھ کیونکہ شرع ہی سب کا مدار ہے
احکام شریعت ست چون شارع عام ؛ بیرون مرو از راہ شریعت یک گام ؛ ہر کس کہ بہر نظم شریعت بیند
در مذہب اہل معرفت نیست تمام ۔

صوفیہ کے نفوس غیر کے ابدان مین بھی ظاہر ہو جاتے ہین اور اپنے قالب سے تجرد کر جاتے ہین اور آدم مثالی

کاملون کے نفس عالم ملکوت مین جاتے ہین جیسے کہ ملائکہ اس عالم مین آیا کرتے ہین اور کاملون کے نفس زندگی مین اپنی معمولی بدن
کے سوا اور آدمیون کے بدنون مین بھی معلوم ہوتے ہین اور موت کے بعد صورت جسمیہ مین دکھلائی دیتے ہین شیخ مؤید الدین
جندی شرح فصوص مین شیخ صدر الدین سے نقل کرتے ہین کہ مین اور شیخ شمس الدین اسمٰعیل دمشقی مین شیخ سعد الدین
محمد بن مؤید حموی کے پاس مجلس سماع مین پہنچے شیخ سعد الدین سماع کے اندر اوٹھے اور تواضع کے طور پر اپنے دونون
ہاتھ سینہ پر رکھے اور اون کے حال نے سب مین اثر کیا جب سماع ختم ہو چکا تو ہمکو اپنے پاس بلا کر بٹھایا اور ہمارے
ہمارے منہ کی طرف دیکھتے رہے اور کہا حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس مین حاضر تھے جب یہان تشریف
لیگئے تو مینے چاہا کہ یہ میری آنکھین کہ اون کے جمال باکمال سے منور ہوئی تھین تمہارے منہ پر کھلین اور شیخ محی الدین
فتوحات کے آٹھوین باب اور تین سو گیارہوین باب مین لکھتے ہین کہ اسعد الدین حماد بن ابی السفر کہتے ہین کہ مین اپنے
پیر کے ساتھ ایک سفر مین تھا راستے مین اونکو دست آنے لگے مین پریشان ہو گیا اور پیر سے عرض کی کہ اگر آپ اجازت
دین تو اس بستی کے حاکم کے پاس جا کر اوس سے دوا مانگ لاؤن اونہون نے اجازت دیدی مین حاکم کے پاس
پہونچا تو دیکھا کہ وہ خیمہ مین ہے اور بہت سے نوکر چاکر اوس کے آس پاس موجود ہین اور شیخ [illegible]
کھڑا ہو گیا اور بڑی عنایت سے پیش آیا اور کہنے لگا کہ آپ کیون لئے آئے ہین مینے اپنے پیر کا حال بیان کیا اونہون نے
مجھے دوا دیدی اور جب مین رخصت ہوا تو کھڑا ہو گیا اور مشایعت کی جب پیر کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا
پیر ہنسا اور کہنے لگے کہ مین نے تمکو اس لئے اجازت دی تھی کہ تمہارا وقت بہت مضطرب ہو رہا تھا [illegible]

مجھکو خیال ہوا کہ اگر حاکم نے خاطر نکی تو تمکو خجالت ہوگی اس لئے اپنے قالب سے تجرد کرکے اوس حاکم کے قالب
مین ظاہر ہوا اور اوسکی جگہ بیٹھکر تمہاری تعظیم کی اور تمکو رخصت کرکے اپنے قالب مین واپس آگیا اور مجھکو
اس دوا کی کچھہ حاجت نہین ہے۔ اوحدالدین کہتے ہین کہ جب مین پہر اوس حاکم کے پاس گیا تو مجھپر ذرا بھی
التفات نہ کیا اور فتوحات کے باب چارسو آٹھوین مین شیخ اکبر نے فرمایا ہے کہ کعبہ کے حوالی مین ۵۹۹ھ ہجری
مین جمعہ کی نماز کے بعد ایک شخص کو مین نے دیکھا کہ طواف کعبہ مین مصروف تھا معلوم ہوا کہ اوس کا بدن جسد مثالی ہے
جسم عنصری نہین مین نے سلام کیا اور عرض کیا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کوئی روح ہین کہ جسد اختیار کرلیا ہے
فرمائے کہ آپ کا نام کیا ہے کہا مین احمد شنبی ہون ہارون الرشید کا بیٹا مینے کہا کہ کیا یہ سچ ہے کہ تمہین شنبی اسلئے
کہتے ہین کہ تمام ہفتے کی معاش کا شنبہ کے دن انتظام کیا کرتے تھے کہا یہ بات صحیح ہے پہر مینے کہا کہ اسکا سبب
کیا ہے کہا آپ نے خاص شنبہ ہی کا دن اس کام کے لئے اختیار کیا۔ فرمایا کہ اللہ تعالی نے یکشنبہ سے جمعہ تک
عالم کو پیدا کیا ہے اور شنبہ کو فارغ ہوگیا اس لئے مین بھی یکشنبہ سے جمعہ تک عبادت کیا کرتا اور شنبہ کو عبادت سے
فارغ ہوکر کسب معاش کرتا شیخ کہتے ہین پہر مینے دریافت کیا کہ آپ کے وقت مین قطب کون شخص تھا جواب دیا کہ مین ہی
قطب تھا اس گفتگو کے بعد وہ جسد مثالی غائب ہوگیا شیخ کہتے ہین کہ مین جب رفقا کی صحبت مین واپس آیا جو مجھسے
احیاء العلوم مؤلفہ امام غزالی پڑھ رہے تھے تو مین نے یہ خیال کیا کہ اونھون نے اوس جسد مثالی کو نہ دیکھا ہوگا مگر میرے
بیٹھتے ہی وہ بولے کہ یہ دوسرا آدمی آپ کے ساتھ کون طواف مین تھا کہ ہم نے آگے اس سے کبھی اس شخص کو نہین
دیکھا تھا۔ اور شیخ نے فتوحات کے ایک مقام پر یہ لکھا ہے کہ مجھے ایکبار خانہ کعبہ کے طواف کرنے مین یہ معلوم ہوا
کہ میرے ہمراہ کچھہ لوگ طواف کررہے ہین اور مین اون کے حالات سے واقف نہ تھا اون مین سے ایک نے دو بیتین
عربی کی پڑھین جن مین سے ایک یہ ہے ؎ لقد طفنا کما طفتم سنینا ؛ بھذا البیت طرا اجمعینا
یعنی تحقیق ہم سب نے اس مکان کا برسون طواف کیا ہے جیسا کہ تم نے طواف کیا ہے۔ جب یہ بیت مین نے سنی تو مجھے
خیال ہوا کہ یہ ابدان عالم مثال کے ہین اور اوسی وقت اون مین سے ایک نے میری طرف دیکھکر کہا کہ مین تمہارے
اجداد مین سے ہون مین نے اوس سے پوچھا کہ آپ کے انتقال کو کتنے سال ہوئے کہا کہ چالیس ہزار برس سے زیادہ
عرصہ گذرا ہے مینے متعجب ہوکر کہا کہ ابتدائے پیدائش ابوالبشر آدم سے اسوقت تک تو کل سات ہزار برس ہوئے ہین
اوس نے کہا کہ تم کس آدم کا ذکر کرتے ہو یہ وہ آدم ہین کہ اول دورہ ہفت ہزار سالہ مین پیدا ہوئے ہین شیخ کہتے ہین
کہ اسوقت مجھے آنحضرت کی یہ حدیث یاد آئی ان اللہ خلق مائۃ الف آدم یعنی تحقیق اللہ تعالی نے
ایک لاکھ آدم پیدا کئے ہین۔ اس حدیث سے اوسکے قول کی بخوبی تائید ہوتی ہے شیخ نے اس باب مین جو اپنی رائے
لکھی ہے وہ یہ ہے کہ آدم عالم شہادت مین صرف یہی ایک ہون گے جو ابتدائے دورہ ہفت ہزار سال مین پیدا

Marfat.com

[illegible]

[illegible] پائی اور اونہین کے تمام [illegible] ہوا بلکہ اوسکے خلیفات کے حق مین قیامت تک [illegible] اور [illegible] کسی وقت مین دوسری صفت یا لطیفہ اونہین آدم مستبطر کا ظاہر ہوا [illegible] ہوا ہے تو پھر تیسرا ظہور وقوع مین آیا جب ظہورات مشابہ کے تمام [illegible] حکم سے عالم شہود مین آیا +

افراد۔ قطب غوث۔ امامان۔ اوتاد۔ ابدال۔ رجال الغیب نجبا۔ نقبا۔ بدلا۔ رجبین۔ اخیار۔ عماد۔ قطب ابدال [illegible]

شیخ محی الدین فرماتے ہین کہ افراد اون لوگون کو کہتے ہین جن مین قطب کو تصرف خاص نہین اور تعداد اون کی طاق ہوتی ہے اور قطب جسے غوث بھی کہتے ہین ایک شخص ہے جو اللہ تعالی کی نظر [illegible] بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ظاہر مین بھی اوسے حکومت سلطنت حاصل ہوتی ہے [illegible] قطب اتنی آدمی [illegible] امام حسن معاویہ عمر بن عبد العزیز متوکل اور متوکل اسرافیل کے قلب پر تھا اور مراد اس سے کہ فلان شخص فلان کے قلب یا قدم پر ہے یہ ہے کہ فیض حق دونون کے لئے ایک جنس سے ہے انتہی کلامہ یاد رکھنا چاہیے کہ متوکل بڑا سخت ناصبی تھا۔ روضۃ الصفا مین لکھا ہے متوکل در حق سادات نہایت بد بودہ البتہ [illegible] اور کتب معتبر تواریخ کے دیکھنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ متوکل حضرت علی اور اون کے خاندان سے [illegible] اور اپنے دربار مین بیٹھکر حضرت علی کی طرح طرح کی اہانت کے ساتھ نقلین کرایا کرتا تھا ابو الفدا مین لکھا ہے [illegible] متوکل نے امام حسین کی زیارت کے گرداگرد کی تمام عمارات تڑوا ڈالین اور حکم دیا کہ کوئی زیارت کو نہ آئے [illegible] لکھتا ہے وکان المتوکل شدید البغض لعلی بن ابیطالب ولاھل بیتہ وکان من جملۃ [illegible] عبادۃ المخنث وکان یشد علی بطنہ تحت ثیابہ فخذۃ ویکشف رأسہ وھو راقص [illegible] ویقول قد اقبل الاصلع البطین خلیفۃ المسلمین غدا والمتوکل یشرب [illegible] بحضرۃ المنتصر فقال یا امیر المومنین ان علیا ابن عمک [illegible] ھذا الکلب وامثال لیطمع فیہ فقال المتوکل للمنتصر [illegible] فی حرامہ ؛ وکان یجالس من اشتھر ببغض علی مثل [illegible] مروان بن ابی حفصۃ من موالی بنی امیۃ وغیرھما یعنی متوکل حضرت [illegible]

بیٹھا رکھتا تھا اور اوسکے پاس جو [illegible] سے ایک ہجڑا عبادہ نامی تھا وہ مخنث اپنے پہننے کے کپڑون کے نیچے ایک گل تکیہ باندھکر
توند بنا کر لیتا تھا اور اپنے سر کو کھول لیتا تھا کیونکہ اوسکے توند یا پہ بال تھے اور ناچتا تھا اور کہتا تھا آیا توند بلا جسکے سر پر بال
نہین مسلمانون کا خلیفہ علی اور متوکل بیٹھا ہوا شراب پیتا اور ہنستا ایک دن اوس مخنث نے یہ نقل متوکل کے دربار مین
کی اوسکا بیٹا منتصر وہان موجود تھا اوس نے عرض کیا کہ حضرت علی قطع نظر تقدس مذہبی کہنے کے آپ کے چچازاد بھائی
ہی تو ہین آپ اون کا گوشت کھا لیجئے مگر ایسے پاجی کتون کو نچھوڑیئے کہ آپ کے چچازاد پر حملہ کا طمع کرین متوکل نے بیٹے
کی یہ سنی اور اسباب نشاط کو حکم دیا کہ یہ مضمون گاویخرت کری نوجوان نے اپنے چچازاد کے لئے سر جوان کا اوس کی
حرمت مین ہے اور جو شخص اوس وقت مین حضرت علی کی دشمنی مین مشہور تھا اوس سے متوکل کو بہت محبت ہوتی تھی۔
یہ بیان شیخ کے قول کی شرح کے لئے تھا اب مین اصل مطلب کی طرف رجوع کرتا ہون۔ امامان دو شخص ہین ایک غوث
کی سیدھی طرف ہوتا ہے اسکی نظر عالم ملکوت کی جانب ہوتی ہے اسے عبدالرب کہا کرتے ہین اور دوسرا غوث کی بائین
طرف ہوتا ہے اور عالم دنیا کی طرف نظر رکھتا ہے اسے عبدالملک کہتے ہین اور یہ عبدالرب سے افضل ہوتا ہے اور اوتاد
چھ شخص ہین کہ عالم کے چارون طرف متعین ہین جو مشرق مین ہے اوسے عبدالحی کہتے ہین اور جو مغرب مین ہے اوسے
عبدالعلیم اور جو شمال مین ہے اوسے عبدالمرید اور جو جنوب مین ہے اوسے عبدالقادر کہتے ہین اور ابدال سات آدمی ہین
شیخ محی الدین عربی نے فتوحات مکیہ کے باب ایکسو اٹھانوے فصل اکتیسوین مین کہا ہے کہ ابدال اولیا کی ایک قسم ہے
اللہ تعالی نے ہفت اقلیم کی محافظت کے لئے اونہین مقرر کیا ہے اور یہ سات آدمی ہین ہر ایک اقلیم کے انتظام پر
ایک شخص ان مین سے متعین ہے شیخ کہتے ہین مین حرم مکہ مین ان کے ساتھ جمع ہوا تھا اور مین نے ان سے سلام علیک
کی اور اونہون نے مجھسے اور مجھسے ان سے بات چیت ہوئی مین نے ان سے زیادہ کسی کو نیک خصلت اور اللہ تعالی سے
مشغول نہین پایا اور ان کی مثل مین نے کوئی آدمی نہین دیکھا مگر ایسا شخص قونیہ مین دیکھا تھا اور شیخ نے کہا ہے
کہ ابدال مین سے ایک حضرت خلیل اللہ کے قدم پر ہے دوسرا حضرت کلیم اللہ کے قدم پر ہے تیسرا حضرت ہارون کے
قدم پر چوتھا حضرت ادریس کے قدم پر پانچوان حضرت یوسف کے قدم پر چھٹا حضرت عیسے کے قدم پر ساتوان حضرت آدم
کے قدم پر اور اسمین خلاف ہے کہ یہ لوگ قطب و امامان و اوتاد ہین یا نہین۔ ان کو ابدال اس لئے کہتے ہین کہ جب
ایک ان مین سے مرجاتا ہے تو ایک اور آدمی چالیس آدمیون مین سے اوس کا بدل واقع ہوجاتا ہے اور ان چالیس
آدمیون کو تین سو آدمیون مین سے ایک شخص پورا کرتا ہے اور ان تین سو آدمیون کی کمی صلحا مین سے ایک آدمی پورا
کرتا ہے یا ابدال انکو اس لئے کہتے ہین کہ جب کسی جگہ کوئی ان مین سے جاتا ہے تو ایک جسم اپنی صورت کا اپنی جگہ چھوڑ
جاتا ہے اور ان پر ابدال کا اطلاق مشروط ہے اس شرط کے ساتھ کہ بعد اس بات کو جانتے بھی ہون اور یہ مقرر ہے
کہ ہر مہینے کی ہر روز یہ کسی جہت مین ہوتے ہین انکو رجال الغیب بھی کہتے ہین ہر مہینے کی ۷ و ۱۴ و ۲۲ و ۲۹ کو

Marfat.com

مشرق کی طرف ہوتے ہین اور [illegible] کو مشرق اور شمال کے [illegible]
خاص شمال کی سمت ہوتے ہین اور [illegible] شمال و مغرب کے [illegible]
مغرب کی طرف ہوتے ہین اور [illegible] کو درمیان مغرب و جنوب کے ہوتے ہین اور [illegible]
جنوب کی طرف ہوتے ہین اور پہلی [illegible] کو جنوب و مشرق کے درمیان مین ہوتے ہین [illegible]
کہ خلایق کے بوجھ اوٹھانے پر مشغول ہین اور نقبا بارہ آدمی ہین کہ نفوس کے [illegible]
بارہ آدمی ہین۔ ان کو بدلا اس لئے کہتے ہین کہ جب ایک ان مین سے مرجاتا ہے تو باقی [illegible]
ابدال اور نقبا سے غیر ہین اور رجبیون چالیس آدمی ہین ان مین پہلی رجب کو بڑا فضل پیدا ہوجاتا ہے [illegible]
بدن کم ہوتے ہوتے پہلی شعبان تک سارا ثقل زائل ہوجاتا ہے شیخ کمال الدین عبد الرزاق کہتے ہین کہ [illegible]
ہین اور نقبا تین سو اور ابن عساکر نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے بطریق مرفوع کے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے ان للہ ثلثمائۃ نفس قلوبہم علی قلب آدم علیہ السلام وللہ اربعون قلوبہم علی قلب موسیٰ
علیہ السلام وللہ سبعۃ قلوبہم علی قلب ابراہیم علیہ السلام وللہ خمسۃ قلوبہم علی قلب جبرئیل
علیہ السلام وللہ ثلثۃ قلوبہم علی قلب میکائیل علیہ السلام وللہ واحد قلبہ علی قلب اسرافیل علیہ السلام
وکلما مات الواحد ابدل اللہ مکانہ من الثلثۃ وکلما مات واحد من الثلثۃ ابدل اللہ مکانہ من الخمسۃ وکلما مات واحد
من الخمسۃ ابدل اللہ مکانہ من السبعۃ وکلما مات واحد من السبعۃ ابدل اللہ مکانہ من الاربعین
وکلما مات واحد من الاربعین ابدل اللہ مکانہ من الثلثمائۃ وکلما مات واحد من الثلثمائۃ ابدل
اللہ مکانہ من العامۃ بہم یدفع البلاء عن ہذہ الامۃ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے تین سو شخص ہین کہ دل
اون کے آدم علیہ السلام کے دل پر ہین اور اوسکے لئے چالیس شخص ہین کہ دل اون کے موسیٰ علیہ السلام کے دل پر
ہین اوسکے لئے سات شخص ہین کہ دل اونکے ابراہیم علیہ السلام کے دل پر ہین اور اوسکے لئے پانچ شخص ہین کہ دل
اون کے جبرئیل علیہ السلام کے دل پر ہین اور اوسکے لئے تین شخص ہین کہ دل اون کے میکائیل علیہ السلام کے دل پر
ہین اور اوس کے لئے ایک شخص ہے کہ دل اوسکا ابراہیم علیہ السلام کے دل پر ہے جبکہ وہ ایک شخص [illegible]
اوسکی جگہ اون تین مین سے کسی کو بدل دیتا ہے اور جبکہ کوئی شخص اون تین مین سے مرتا ہے تو [illegible]
پانچ مین سے کسی ایک کو بدل دیتا ہے اور جبکہ پانچ مین سے کوئی مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سات شخص [illegible]
بدل دیتا ہے اور جبکہ ان سات مین سے کوئی مرتا ہے تو اوسکے بدلے اللہ تعالیٰ چالیس آدمی [illegible]
کرتا ہے اور جبکہ ان چالیس مین سے کوئی مرتا ہے تو اللہ اوسکی جگہ تین سو مین سے کسی کو [illegible]
تین سو مین سے کوئی مرتا ہے تو اللہ اوسکی جگہ عوام مومنین مین سے کسی کو بدل دیتا ہے [illegible]

Marfat.com

کی بلا دفع کی جاتی ہے بعض عارفین نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اگر نہین کیا ہے کہ کوئی آدمی اون جیسا
مقدس کے قلب پر ہے اس لئے کہ عالم خلق و امر مین اللہ نے حضرت کے دل کی طرح کوئی دل شریف اور لطیف پیدا نہین
کیا ہے پس کسی کا دل اون کے دل کی برابر و مقابل نہین خواہ ابدال ہین سے ہو یا اقطاب مین سے خلاصہ کلام یہ ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عالم کبھی اولیاء اللہ سے خالی نہین ہوتا ہمیشہ اللہ تعالے
کے برگزیدہ اشخاص یہین موجود رہتے ہین ان کے چھ طبقے ہین اور ان چھ طبقون مین تین سو ۳۰۰ آدمی ہین پہلے طبقے
مین تین سو شخص ہین جنھین نقبا کہا کرتے ہین اور دوسرے طبقے مین چالیس بزرگ ہین جنھین ابدال کہتے ہین اور تیسرے
طبقے مین سات آدمی ہین جنھین اخیار کہتے ہین اور چوتھے طبقے مین پانچ آدمی ہین انھین عماد کہتے ہین اور پانچوین طبقے
مین چار بزرگ ہین جو اوتاد کہلاتے ہین اور چھٹے طبقے مین ایک ولی اللہ ہے جو غوث کہلاتا ہے - اور قطب الاقطاب
اور غوث اعظم اسی سے مراد ہے - سارے اولیاء اللہ سے اسی کا مرتبہ اعلی ہے یہی بزرگ باطن نبوت محمدی کا مظہر ہے -
بعضون نے یہ کہا ہے کہ افراد تین شخص ہین جنکو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حسن متابعت کی وجہ سے تجلی فردیہ حاصل ہے
اور قطب الاقطاب کے درجہ سے خارج ہین اور اوتاد چار آدمی ہین جن سے عالم کے چارون رکن قایم ہین اور مدلاء سات
شخص ہین جنکو امناء اللہ کے کہتے ہین اور نجبا چالیس ہین جنکو رجال الغیب کہا کرتے ہین اور تمام اولیا مین کمتر مرتبہ
نقبا کا ہے یہ تین سو بزرگ ہین انکو ابرار کہتے ہین یہ ساری قسمین اولیاء اللہ کی قیامت تک دنیا مین رہین گی
کیونکہ عالم کا مدار انکی ذوات پر ہے ان کے سبب سے خلایق کی بلائین سب دفع ہوتی ہین - اور شیخ علاؤ الدولہ
عروہ مین کہتے ہین کہ زمین کو طے کر سکتے ہین پانی پر چل سکتے ہین اور آدمیون کی آنکھون سے چھپے ہوئے رہتے ہین
اور ایسی تنگ جگہ مین جہان خلایق مجتمع ہو جمع ہوتے ہین مگر جسم ان کا لوگون کے جسمون سے نہین مس کرتا
اور سایہ ان کا معلوم نہین ہوتا اور بلند آواز کے ساتھ قرآن و اشعار پڑھتے ہین اور روتے ہین اور وجد
کرتے ہین پھر بھی کوئی آواز ان کا نہین سن سکتا اور خسیس کو نفیس کر سکتے ہین مفلسون کو دیتے ہین اور شہرون مین
پھرتے چلتے ہین سال مین دو بار ایک جگہ جمع ہوتے ہین کہ ایکبار عرفہ کے دن عرفات مین جمع ہوتے ہین اور ایکبار
ماہ رجب مین کسی ایسے مقام پر جمع ہوتے ہین جہان جمع ہونے کے لئے حکم ہوتا ہے بلال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
عہد مین بدلاء سبعہ مین سے تھے اور اہل شہادت مین سے سوائے ایک آدمی کے کوئی ان کو نہین جان سکتا جب
وہ مرتا ہے تب دوسرے کے مصاحب ہو جاتے ہین اور حذیفہ یمانی ان کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
درمیان مین واسطہ تھے اور حذیفہ ان کا سلام نبی علیہ السلام سے اور نبی علیہ السلام کا سلام ان سے کہتے تھے اور
حذیفہ کے پاس آتے جاتے رہتے تھے اور علم قرآن و حدیث اُن سے سیکھتے تھے اور اون کے پیچھے نماز پڑھا کرتے
تھے حذیفہ کے سوا کوئی شخص ان کو نہین دیکھ سکتا تھا اور ان کو خدا کا یہ حکم ہے کہ اپنے وقت کے نبی کی شرع

Marfat.com

پیروی کیا کرین ہمارے [illegible]
نے انتقال کیا تو ابن عطا [illegible]
فصل الخطاب مین لکھا ہے کہ جسطرح آسمان مین دو قطب ہین ایک [illegible]
پاس کا ستارہ سہیل ہے اور قطب شمالی کے پاس [illegible] اسی طرح زمین پر دو قطب ہین
ایک کو قطب ابدال اور دوسرے کو قطب ارشاد کہتے ہین قطب ارشاد [illegible]
کواکب سے جرم اور روشنی اور خلائق کو نفع پہونچانے مین بڑا ہے [illegible]
اکثر آدمیون کی نظرون سے مخفی رہتا ہے قطبون کی قبرین غیر لوگون کی [illegible]
قطبون کی قبرون کی زیارت کرتا ہے اور جو کوئی اس کا طالب ہوتا ہے [illegible]
مقیم نہین رہتا مگر جبکہ بیمار اور ناتوان ہوجاے اور قطب معالجہ کرتے ہین [illegible]
اس سے کہ ابدال ہون نکاح بھی کرتے ہین اور قطب عمر لمبی پاتا ہے [illegible]
جماعت کے ساتھ خاصکر جمعہ کی ادا کرتا ہے۔

تنبیہ محدثین کہتے ہین کہ ابدال ایک قوم ہے کہ قائم رکھتا ہے خداے تعالی [illegible]
چالیس تن شام مین اور تیس اور ممالک مین اور ذکر اون کا حدیثون مین آیا ہے اور سیوطی [illegible]
مین کہا ہے کہ ذکر ابدال کا صحاح ستہ مین نہین آیا ہے۔ ابو داؤد کی ایک حدیث مین آیا ہے [illegible]
ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یکون اختلاف [illegible]
رجل من اهل المدینة هاربا الی مکة فیاتیه ناس من اهل مکة فیخرجونه [illegible]
بین الرکن والمقام ویبعث الیه بعث من الشام فیخسف بهم بالبیداء [illegible]
فاذا رای الناس ذلک اتاه ابدال الشام وعصائب اهل العراق فیبایعونه [illegible]
یعنی جبکہ خلیفہ کی وفات کے بعد اہل حل وعقد کے درمیان اختلاف واقع ہوگا تو مدینہ سے [illegible]
شخص نکلیگا اور وہ بھاگتا ہوا مکہ کو جائیگا (وہ شخص امام مہدی ہونگے [illegible]
اس حدیث کو باب المہدی مین ذکر کیا ہے) مکہ کے رہنے والے اوس شخص کے پاس [illegible]
بلائینگے اور اوسکو اپنا امام بنانے کے لئے اوس سے بیعت کرینگے اور وہ شخص [illegible]
نہوگا۔ اہل مکہ حجر اسود اور مقام اور ابراہیم کے درمیان [illegible] سے بیعت کرینگے [illegible]
چڑھائی کرے گا یہ لشکر بیدا مین زمین کے اندر دھنس جائیگا [illegible]
جبکہ لوگ یہ حالت دیکھینگے تو [illegible] کے پاس ملک شام کے ابدال [illegible]

Marfat.com

[illegible] کیا ہے اور صحیح بتایا ہے لیکن سیوطی جمع الجوامع مین غیر صحاح ستہ سے ذکر ابدال
[illegible] ہین اکثر حدیثون مین اون کی تعداد چالیس ہے اور بعضی مین تیس اور ایک حدیث امیر المومنین
[illegible] لائے ہین کہ ابدال نے اس درجہ کو بہت سی نماز اور بہت سے روزون کی وجہ سے نہین پایا ہے
[illegible] اور مسلمانون کی خیر خواہی کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] مین وجود ایسے لوگون کا کہ صفت ابدال پر ہون گندک سرخ سے کمتر ہے۔ اور اور حدیث
[illegible] آیا ہے کہ جس مین یہ تین صفتین ہون ابدال مین سے ہے۔ رضا بقضا اور صبر ممنوعات سے اور غصہ کرنا
[illegible] سبب سے۔ اور امام غزالی احیاء العلوم مین لائے ہین کہ جو کوئی یہ دعا ہر روز تین بار پڑھے اللھم اغفر لی
[illegible] ارحم امۃ محمد اللھم تجاوز عن امۃ محمد اوس کے لئے درجہ ابدال کا لکھا جائے اور شقیقات
[illegible] بادشاہ موسوم بہ کلمات طیبات مدونہ عنایت اللہ شاہ بادشاہ موصوف مین لکھا ہے کہ جو کوئی روز تین بار
[illegible] پڑھ لیا کرے تو ابدال مین سے ہو جائے اللھم اصلح امۃ محمد اللھم ارحم امۃ محمد اللھم فرج
عن امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عصائب ہی مردان خدا کی ایک قوم ہے جنکے کہ ابدال اور امیر المومنین
[illegible] ہین کہ ابدال شام مین ہوتے ہین اور نجبا مصر مین اور عصائب عراق مین اور بعضے کہتے ہین کہ عصائب
[illegible] اور عابد لوگ ہین اور احمد نے اپنی مسند مین شریح بن عبید تابعی سے روایت کی ہے کہ کہا ذکر اہل
الشام عند علی رضی اللہ عنہ وقیل العنھم یا امیر المومنین قال لا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول الابدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ
رجلا یسقی بھم الغیث وینتصر بھم علی الاعداء ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب یعنی
[illegible] کے پاس کسی نے اہل شام کا ذکر کیا اور بعض نے اون سے یہ کہا کہ اے امیر المومنین آپ اہل شام پر لعنت کیجیے
[illegible] دیا کہ ہم اہل شام پر لعنت نہین کرتے کیونکہ ہمنے رسول مقبول کی زبان سے سنا ہے کہ ابدال شام مین ہوتے ہین
[illegible] چالیس تن ہین جب اون مین سے کوئی شخص مرتا ہے تو اللہ پاک اسکی جگہ دوسرے مرد کو بدل دیتا ہے اون کے
[illegible] برکت سے مینہ برستا ہے اور اون کی مدد سے دشمنون سے بدلا لیا جاتا ہے اور اہل شام سے اون کی برکت کی
[illegible] عذاب دور کیا جاتا ہے اور ابدال کا وجود اور حدیثون مین بھی حضرت علی سے آیا ہے اور شیخ ابن حجر نے
[illegible] حدیثون کے ذکر کے بعد اور حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ فرمایا
[illegible] کے بیچ آدمی پانسو آدمی ہین اور ابدال چالیس ہین نہ یہ پانسو کم ہوتے ہین اور نہ یہ چالیس گھٹتے ہین
[illegible] فرماتے ہین تو اللہ تعالی اونکے بدلے پانسو مین سے ایک شخص کو مقرر کر دیتا ہے صحابہ نے عرض
[illegible] کیا کہ ہم سے بیان کرین جن کی وجہ سے اون کو یہ مرتبہ ملتا ہے فرمایا کہ اون کی یہ عادت ہے کہ جو

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

اللہ کی کرنے والوں کو جانتا [illegible]

[illegible] ہے اگرچہ اولیاء [illegible]

اولیا۔ نقبا۔ نجبا وغیرہ کی تعداد بتا [illegible]

سلف نے بیان کیا ہے چنانچہ حضرت علی کی [illegible]

ان کی تعداد چالیس آدمی شام میں بتائی ہے۔ مگر یہ [illegible]

وحکماے یونان میں ایسے آدمی گذرے ہیں کہ [illegible]

اونکو حاصل ہوتے تھے لیکن چونکہ یہ ماجاء بہ الرسل [illegible]

ان کا شمار اعداء اللہ میں ہے اور ان کا کمال ان کے لئے [illegible]

خضر و الیاس کا بیان اور اس بات کی تحقیق کہ ایا ان دونوں شخص ہیں یا دونوں میں غیریت ہے

خضر کا نام بلکان ہے اور کنیت ابو العباس ہے۔ [illegible]

کے بھتیجے ہیں اور خضر کا سلسلہ نسب یوں ہے۔ بلکان [illegible]

نسخوں میں بجائے ملیان طیان مندرج ہے اور جامع الاصول [illegible]

بقولے کلیان بن ملکان ہے اور خضر و الیاس دونوں [illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت حدیث [illegible]

اذا رأیت الرجل یجوع [illegible]

غور کرنے والا آدمی دیکھے تو سمجھ لے کہ [illegible]

ابلیا [illegible] کے گھر میں بہت سے صحابہ [illegible]

فرمایا ما من من یقع [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم علی [illegible]

[illegible] اور اسکے دل اور [illegible]

[illegible]

Marfat.com

ایسا کیا تو دشمن بھاگ کر بھاگ گئے اور بہت سے دریا مین ڈوب کر مر گئے سنہ ۷۲۲
[illegible] مین لڑائی ہوئی [illegible] خضر کے سر پر بھی ایک پتھر لگا اور تین مہینے تک درد رہا
[illegible] ظالم کے پنجہ سے مظلوم کو چھڑانے کے لئے قطب اور یاران قطب کو بھی مارتے ہین اور بڑا کھو
[illegible] نظر سے بیشتر دندان و اعضاے خضر مین ہر پانسو برس کے بعد تجدید کرتا تھا اور جب سے
[illegible] نے ظہور کیا ہے تو اوسوقت سے ایکسو بیس برس کے بعد سے تجدید ہونے لگی ہے سنہ ۷۲۱ مین ساتوین
[illegible] نے ایک اور کتاب مین سوائے عروہ کے لکھا ہے کہ خضر کہتے ہین کہ حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] ہے کہ جو کوئی کسی مجلس مین یہ کہکر بیٹھے بسم اللہ الرحمن الرحیم صلی اللہ علی محمد تو خدا تعالی ایک فرشتہ
[illegible] کر دیتا ہے کہ وہ کسیکی اس شخص سے غیبت نہین کرنے دیتا ہے اور جب اوٹھے تو بھی یہی کہکر اوٹھے اس لئے کہ ایک فرشتہ
[illegible] مقرر کر دیتا ہے کہ کوئی اسکی غیبت بعد اسکے نہین کر سکتا مگر مولانا عبد الرزاق کاشی نے ان سب اقوال کی
[illegible] ہے اور اصطلاحات مین کہا ہے کہ خضر کنایہ ہے بسط سے اور الیاس قبض سے اور یہ سمجھنا کہ خضر ایک شخص انسان ہے
جو زمانہ موسی علیہ السلام سے اب تک بدستور موجود ہے یا کوئی روحانی شخص ہے کہ جب کسی کے لئے کچھ اشتباہ کرنا ہوتا ہے تو اپنے
جسد عنصری مین متمثل ہو جاتا ہے یہ بات میرے نزدیک تحقیق سے عاری ہے۔ اور شیخ صدر الدین قونوی نے کتاب تذکرۃ المنتہی
مین کہا ہے کہ خضر کا وجود عالم مثال مین ہے صاحب فصل الخطاب نے کہا ہے کہ خضر و الیاس کے وجود سے انکار
کرنا سراسر نادانی و جہل ہے یا یہ سمجھنا کہ یہ دونون نبی نہ تھے اور نہ اب ہین جس سے ختم نبوت مین نقصان عائد ہوتا ہے یہ بھی
اونکی غلطی ہے اور شیخ محی الدین کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وجود خضر کے مقر ہین اور فتوحات کے پچیسوین باب مین
کہتے ہین کہ شیخ ابو العباس عریبی مجھسے کچھ بات کہتے تھے اور مین اوسے قبول نہ کرتا تھا جبکہ اون سے جدا ہوا تو ایک شخص
مجھسے ملا اور کہا کہ شیخ ابو العباس کی اس بات کو مان لینا چاہیے مین اوسی وقت شیخ ابو العباس کے پاس لوٹکر
گیا تو اونھون نے کہا کہ جب تک خضر تمسے نہ کہینگے تم میری بات تسلیم نہ کروگے مین نے کہا کہ دروازہ توبہ کا کھلا ہوا ہے
فرمایا تو یہ مقبول ہے۔ اور اونھون نے کہا ہے کہ مینے خرقہ تصوف کا ابو الحسن علی بن عبد اللہ بن جامع کے ہاتھ سے
پہنا ہے اور ابن جامع نے خضر علیہ السلام کے ہاتھ سے پہنا تھا بلکہ بے واسطہ بھی اونھون نے خضر علیہ السلام سے
فیض پایا ہے یہ قول اونکا ہے صحبت انا والخضر علیہ السلام وتأدبت بہ واخذت عنہ فی [illegible]
وصاحبہا شفاھا التسلیم بمقالات الشیوخ وغیر ذلک۔ اور شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے
[illegible] مین لکھا ہے کہ فرماتے تھے ایکبار مینے چالیس دن تک کچھ نہ کھایا بعد چالیس دن کے ایک آدمی کچھ کھانا
[illegible] لایا اور میرے پاس رکھکر چلا گیا مین نہایت بھوکا تھا نفس نے چاہا کہ کھا لیا جائے مگر مینے کہا کہ مینے جو اللہ سے عہد
[illegible] کیا ہے کہ کوئی دوسرا اپنے ہاتھ سے نہ کھلائے گا مین کچھ نہ کھاؤنگا اوس عہد کو نہ توڑونگا نفس بھوک کے

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

فائدہ جلیلہ شیخ محی الدین نے فتوحات میں کئی جگہ [illegible]
عنصری کے ساتھ باقی ہیں اور فتوحات میں یہ بھی کہا ہے کہ [illegible]
ساتھ باقی ہیں (۱) حضرت ادریس نے جیتے آسمان پر [illegible]
دنیا جب تک باقی ہے باقی رہینگے اور دنیا جب فنا ہو گی فنا ہو جائینگے
(۴) حضرت خضر اور یہ چاروں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دن [illegible]
کہا ہے کہ حضرت خضر کا وجود عالم مثال میں ہے سو شیخ اکبر کے [illegible]
کہ خضر عالم دنیا میں جسم عنصری کے ساتھ ہی ہوں اور عالم مثال میں بھی رہتے ہوں
کے اکثر اولیاء اللہ دنیا میں سے بعض اوقات بعض صورتوں میں ظاہر ہوتے
شخص مقدس جسم عنصری کے ساتھ باقی ہیں مگر کلام اس میں ہے کہ یہ چار [illegible]
نے کتاب فصوص الحکم کی فص الیاسی میں کہا ہے کہ الیاس اور ادریس [illegible]
شیخ نے لکھا ہے کہ شیخ کو یہ بات کہ الیاس اور ادریس [illegible]
انبیاء کو انہوں نے دیکھا ہے پھر شیخ محی الدین نے [illegible]
تقدیر پر معلوم ہوا کہ حضرت ادریس آسمان [illegible]
ہوا اور شیخ اکبر نے فص الیاسی میں یہی کہا ہے [illegible]
اوپر آسمان پر اوٹھا لیا اور آسمان سے انبیاء رسول [illegible]
رسالت دونوں جمع کئے ہیں قول کی مطابق بجائے [illegible]
[illegible] حضرت [illegible]

Marfat.com

[illegible] اور مولوی جامی نے کہا ہے کہ شیخ نے جو الیاس ادریس کو ایک ذات
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مطہر سے اونہوں نے اس بات کو اپنے
[illegible] اسلئے کہ یہ کتاب فصوص الحکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اون کو ملی ہے جو باہم کی بشی ہے اور
[illegible] نے الیاس اور ادریس کو دو شخص علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے یہ قول مشہور کی متابعت ہے اسصورت
[illegible] مولوی صاحب نے تعارض دفع کرنے مین دوسری توجیہ یون کی ہے کہ فتوحات مین دونون کا
[illegible] ہونا اسوجہ سے کہا ہے کہ ایک بدن سماوی ہے۔ ایک دنیاوی پس ان دو علیحدہ علیحدہ بدنون
[illegible] ذات شمار کیا ہے اور فصوص الحکم مین دونون کو ایک ذات اسلئے مانا ہے کہ روح ان دونون اجسادمین
[illegible] مولوی صاحب کی پہلی توجیہ تو اکثر شراح فصوص الحکم کی راے کے مطابق ہے مگر یہ توجیہ صحیح نہین اسلئے کہ
[illegible] کلام اسکے خلاف پر شہادت دیتا ہے کیونکہ اونہون نے فرمایا ہے کہ دنیا انہین چارون مقدس
[illegible] سے باقی ہے اور یہ چارون اوتاد ہین اور دو ان مین سے امام بھی ہین اور ایک ان مین سے مرتبہ
[illegible] کا رکھتا ہے پس یہ چارون دنیا مین اوسوقت تک باقی رہینگے جب تک دنیا کو بقا ہے اور یہ چارون شرع محمدی
[illegible] غافل ہین کہ چارون دنیا مین اوتاد ہین اور ان مین سے ایک کی وجہ سے
[illegible] کے ایمانون کی محافظت کرتا ہے اور دوسرے کی وجہ سے ولایت کی محافظت کرتا ہے اور تیسرے کی وجہ سے نبوت
[illegible] کی وجہ سے ریاضات کی محافظت کرتا ہے اور ان چارون کی وجہ سے اللہ تعالی دین حنیفی کی حفاظت
[illegible] ہے اور یہ بات شیخ اکبر کشف سے کہتے ہے اور مشہور اسکے خلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ دین حنیفی کی حفاظت خدا
[illegible] امت کے قطب کی وجہ سے کرتا ہے اور یہ ان شیخ اکبر کے خصوصیات مین سے ہے جو شیخ نے کہا ہے
[illegible] امت کا قطب ہوا کرتا ہے چونکہ وہ انہین چارون کے قدم پر ہوتا ہے اسلئے اوسکے وجود سے حفاظت
[illegible] مولوی جامی نے دوسری توجیہ جو بیان کی وہ احتمال صادق کا رکھتی ہے اوس تقدیر پر کہ اون دونون
[illegible] مین سے ایک سماوی ہے اور دوسرا دنیاوی۔ بدن سماوی تو مثال ہو اور دنیاوی عنصری ہو مگر یہ
[illegible] کی عبارت سے نکالی نہین کہا کیونکہ اوسکی عبارت سے تو صاف یہ بات ثابت ہے کہ دونون جسم عنصری
[illegible] اور فصوص الحکم کے اس قول سے کہ الیاس قبل نوح کے نبی تھے پھر اللہ نے اون کو آسمان پر اوٹھا لیا پھر رسول
[illegible] بنا کر دنیا مین اوتارا یہ بات پائی جاتی ہے کہ الیاس اسی جسد عنصری کے ساتھ دنیا سے آسمان پر اوٹھائے گئے
[illegible] اور اوسی جسد عنصری کے ساتھ پھر دنیا مین نازل کئے گئے اسی وجہ سے شیخ محب اللہ نے کہا ہے کہ حضرت ادریس
[illegible] نزول دنیا مین مثل نازل ہونے حضرت عیسی کی ہے۔

شیخ اکبر کے دونون قولون کے تعارض دفع کرنے کی بہتر صورت ہے کہ ادریس نبی تھے اور رسول نہ تھے اسلئے کہ

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کے ساتھ باقی ہین تین کن [illegible]

کہ جنہین ادریس کہلاتے ہین مقام روحانی اون [illegible]

کہلاتے ہین اپنے جسد کے ساتھ زمین پر رہتے ہین [illegible]

کامل حکیم - خلیفہ - مؤید بروح القدس

صانع عالم نے اپنی قدرت کاملہ و حکمت بالغہ سے حسب ارادہ خود [illegible]

کیا اور ہر ایک کا انتظام دنیوی کے امور اون کے مناسب عطا [illegible]

پھل پھول رنگ برنگ دیئے غرضکہ یہ گلشن عالم صد بہار عجب [illegible]

پتے جھڑتے ہین کہین صبا کے جھونکون سے غنچے کھلتے ہین کہین جاڑے سورج کی چمک سے

جاتے ہین سب حیوان و شجر و حجر و بحر و ہوا سکی خدائی کا اقرار کرتے ہین تو وہ [illegible]

دیکھنا ہے جو دل مین آتا ہے کرتا ہے حضرت انسان کو [illegible]

مین پھنسایا شجر حجر درند پرند بوجہ نہونے عقل کل کے ذکر معاد سے [illegible]

حاصل ہوا ساتھ ہی اوسکے ہزارون تکلیف اوٹھانے کا روا [illegible]

حصہ مین کما قال اللہ تعالیٰ انا عرضنا الامانۃ [illegible]

اشفقن منہا وحملہا الانسان [illegible]

اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اوسکو [illegible]

عین دیوانہ ہوئے + اوسپر رحیم و کریم کو اپنے [illegible]

بڑے انتظام معاش کو نواسے بنا [illegible]

کرتا اور بجا لاتا ہے اوسکے بعد [illegible]

بخشے [illegible]

Marfat.com

[illegible] نے لگا کہ جس سے حالت تمدنی پیدا ہوئی انتظام معاد کے لیے عقل دی مگر محض
[illegible] کہ اکثر عقل کو قوت وہمیہ سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے کبھی غالب اور کبھی مغلوب ہو کر تنگ آجاتی
[illegible] ہوئے آدمی گھبراتا ہے حالانکہ بحکم عقل وہان سے نہین گر سکتا مگر وہم ایسا گھیر لیتا ہے کہ
[illegible] عقل ہمیشہ حواس کے ذریعہ سے کام کرنے کی عادی ہے ہر وقت انسان کی عقل ایک سان
[illegible] اور جوانی اور بڑھاپے مین کئی حالت پیدا ہوتی ہے علیٰ ہذا القیاس تندرستی اور بیماری مین بھی بہت فرق ہوتا ہے
[illegible] انسان کی اصلاح حال وتہذیب نفس ونفع آخرت کے واسطے اوس منتظم حقیقی نے چند برگزیدہ لوگون کو پیدا کیا جنکو
[illegible] کہتے ہین اونکو بذریعہ الہام طرح طرح کی قوتین بخشین انکی قوت ملکیہ نہایت علو پر ہوتی ہے انکو دلون سے حجاب جسمانی دور
[illegible] جاتے ہین انکو عالم ملکوت کے عجائب اسرار دکھائے جاتے انکے چند اقسام ہین -

(۱) **کامل** یہ وہ ہین جو عبادت سے تہذیب نفس کرنے کے علوم رکھتے ہین -

(۲) **حکیم** ان کو اخلاق حمیدہ وتدبیر منزل وغیرہ کے علوم دیئے جاتے ہین -

(۳) **خلیفہ** ان کو سیاست کلی وعدل وانصاف کے علوم ملتے ہین -

(۴) **مؤید بروح القدس** وہ لوگ جن سے عالم بالا کے لوگ کلام کرتے اور دکھائی دیتے ہین -

(۵) **ہادی** وہ ہین کہ جن کے دل وزبان پر نور اور وہ فیض رکھا گیا ہے کہ اونکی صحبت سے لوگ مراتب کمال کو
[illegible] ہین اون کو ہر دم ہدایت نمائی کا خیال رہتا ہے -

(۶) **امام** وہ ہین جو ملت ومذہب کی اصلاح کے علوم اور اونکے زندہ کرنیکے طریقے سکھاتے ہین -

(۷) **منذر ونذیر** وہ ہین کہ علایق جسمانی سے دور ہو کر عالم حشر وقبر کے احوال پر مطلع ہو جاتے ہین یا کسی
قوم کی آفات وبلیات پر واقف ہو کر لوگون کو اوس سے خبردار کرتے ہین -

(۸) **نبی** وہ انسان ہے کہ قوت نظریہ وعملیہ مین مرتبہ کمال رکھتا ہو اور خدا تعالیٰ نے اوسکو ہدایت خلائق کے
[illegible] مبعوث کیا ہو اور خدائے تعالیٰ نے ہر آدمی کو دو قوتین دی ہین ایک قوت نظریہ دوسری قوت عملیہ قوت
نظریہ اوسکو کہتے ہین کہ ہر چیز کو اوس قوت سے پہچان لیوے اور قوت عملیہ اوسکو کہتے ہین کہ جو نیک اور بد آدمی [illegible]
اوسی قوت سے صادر ہوتا ہے سو حق تعالیٰ نبی کو بلا واسطہ تربیت فرماتا ہے اسواسطے کہ تاثیر انوار کی اوسکی [illegible]
مین ایسی بخشی ہے کہ غلطی اور شبہہ اوسکی نظر مین ہرگز نہین آتا اور اوسکی قوت عملیہ کو وہ ملکہ دیا ہے کہ [illegible]
[illegible] کے سانچہ ہونے لگتی ہے اور ہر بدی سے محفوظ رہتا ہے یہان تک کہ معصوم ہو جاتا [illegible]
عقل [illegible] کمال کو پہونچ جاتی ہے اوس کے بعد خلقت کی تعلیم کے لئے اوٹھایا جاتا ہے اور اوسکی طرف وحی آتی ہے [illegible]
[illegible] اونکے ہاتھ سے خوارق عادات جنکو معجزہ کہتے ہین ظاہر ہونے لگتے ہین اور خواص کے واسطے اوس کے

Marfat.com

(۱۱) شہید وہ ہے کہ جس نے [illegible]
اور اپنی راہ میں اپنی جان دے کر [illegible]
عملیہ دیکھی ہے کہ [illegible] وقت [illegible]

(۱۲) صالح وہ ہے کہ اپنے ظاہر کو [illegible]
سے دور رکھے اور [illegible]
حق تعالیٰ ان تمام افسام
کے اسیروں کو اس عزت
محفوظ رکھتا ہے اور ان کے [illegible]
[illegible] دیا ہے [illegible]
[illegible] انشاء کو [illegible]

[illegible] اور [illegible] کہتے ہین کہ یہ کفر ہے
[illegible] استدلال کرتے ہین واعبد ربک حتی یاتیک الیقین
[illegible] اس لئے اس آیت مین الیقین سے مراد موت ہے سب
[illegible] علی فقہ الاکابر یہ شخص موت تک تکلیف عبادت
[illegible] کوئی نبی ہو یا ولی یا مومن صالح ہو یا کوئی اور ہو کسی سے بے عذر شرعی احکام
[illegible] واجب ہین اسطرح ولی نبی پر جسقدر خطابات تکلیف شرعی مین وارد ہین سب عام ہین
[illegible] جنکو ملامتیہ کہتے ہین اونہون نے یہ قرار دے رکھا ہے کہ جب بندہ صدق
[illegible] نیت رکھے اور صفائی قلب سے حاصل ہو جائے تو اوس سے شرع کی امر و نہی دور ہو جاتی
[illegible] ہے پھر اونکے سبب اللہ اوسکو دوزخ مین داخل نہ کریگا اور اونمین سے بعض تو یہ کہتے ہین کہ
[illegible] ظاہری اوسکے ذمہ سے دور ہو جاتی ہین فقط تفکر آیات اوسکی عبادت ہوتی ہے سو یہ کفر اور
[illegible] صفائی قلب اور ایمان مین انبیا علیہم السلام کامل ہین خصوص جناب سید الانبیا محمد مصطفے
[illegible] کمال مین کامل ہین کوئی فرد بشر اونکی برابر نہین تو اون کے لئے تو اور زیادہ تکلیف شرعی نہی ساقط
[illegible] نماز تہجد فرض تھی کہ شب بیداری کرتے ہوئے پاے مبارک ورم کر گئے تھے ترمذی
[illegible] روایت کی ہے کہ سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای الناس اشد بلاء قال الانبیاء ثم الامثل
[illegible] فالامثل یبتلی الرجل علی حسب دینہ فان کان فی دینہ صلبا اشتد بلاءہ وان کان فی دینہ رقۃ
[illegible] ما زال کذلک حتی یمشی علی الارض ما لہ ذنب یعنی نبی علیہ السلام سے سوال کیا
[illegible] کون شخص محنت و مصیبت مین گرفتار ہوتا ہے فرمایا انبیا اور اون کے بعد وہ شخص جو انبیا سے زیادہ مشابہ
[illegible] محنت کے ساتھ مبتلا کیا جاتا ہے جسقدر زیادہ اپنے دین مین پختہ ہوتا ہے اوسکی مصیبت اتنی ہی
[illegible] کچا ہوتا ہے تو اوسکی مصیبت بھی کم ہوتی ہے پس جو شخص اپنے دین مین پختہ ہوتا ہے وہ ہمیشہ
[illegible] رہتا ہے اور اوسکی محنت اس مصیبت کی وجہ ہو جاتی ہے یہان تک کہ وہ گناہون سے پاک ہو کر
[illegible] ہے کہ انبیا کے بعد اوسے بھی بہت بڑا عذاب الہی نازل ہوتا تھا۔ ابو سعید خدری کا قول
[illegible] ہے۔ زبدۃ الاسرار وغیرہ مین لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر
[illegible] سے افق منور ہو گیا اور اوسمین سے ایک صورت ظاہر ہوئی اور
[illegible] پروردگار ہون مینے تم پر تمام چیزون کو حلال کر دیا جسکو چاہے کھا
[illegible] الشیطان الرجیم دور ہو جا یعنی فوراً وہ نور تاریکی سے مبدل ہو گیا اور وہ صورت

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] صوفی و فقیر مرتبۂ ولایت [illegible] جو باتین غنی کے لئے مدح کا باعث ہین [illegible] کے لئے مذلت کا موجب ہے

[illegible] الرحمن و اولیاء الشیطان مین لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کے لئے کوئی ایسی چیز نہین [illegible] کہ جسکی وجہ سے اونکو اور لوگون سے تمیز حاصل رہے پس نہ کسی لباس سے یہ ممتاز [illegible] انکے لئے مباح ہے تو اونکو کوئی خصوصیت اوسکے ساتھ نہ رہے گی جو چاہے گا [illegible] سے صدیق جس قبا مین ہوتے ہین اوسی قسم کی عبا مین بہت سے زندیق بھی ہوتے [illegible] شرع کے خلاف نہو تو اوس کے حالات اصلی معلوم نہین ہو سکتے جو چاہے دعوی کرے [illegible] کوئی جامہ نہین جو دوسرون سے امتیاز کا باعث ہو یعنی دوسرون کو اوسکا استعمال [illegible] اولیاء اللہ ہر زمرہ اور ہر گروہ کے جامہ مین ہوتے ہین پھر بعد اسکے لفظ صوفی اور فقیر [illegible] صوفی صوف سے مشتق ہوا ہے اسلئے کہ خلاف عام آدمیون کے ایسی [illegible] صوف پہننے لگے تھے۔ عربی مین بھیڑ کے اون کو صوف کہتے ہین اور اول صوف آدم علیہ السلام [illegible] تھے اور آخر مین محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے صوف پہنا ہے اور تمام پیغمبرون نے [illegible] درین راہ مخوف + باصفائے سر خود پوشیدہ صوف + صاف شو تا حق نہان در [illegible] کار + عطار نے پند نامہ مین کہا ہے ؎ ہمچو صوفی در لباس صوف باش + در [illegible] + اور فقراء کے لفظ سے اہل سلوک مراد ہوتے ہین اور لوگون کو اس معاملہ مین اختلاف ہے [illegible] فارسی مین درویش کہتے ہین اور افضل غنی شاکر ہے یا فقیر صابر افضل ہے اس مسئلہ مین [illegible] بحث رہی تھی مگر خلاصہ تحقیق یہ ہے کہ تقوی پر سارا مدار ہے صرف نام کو مسمی مین [illegible] دلیل علی ما نحن فیہ ہے ؎ لا تحسبن لباس الصوف فی ملاء + تدعی [illegible] الصوفی [illegible] خیال کر کہ اونی لباس پہننے کی وجہ سے تو مجمع فضلا مین صوفی شمار [illegible] + صفاء النفس من اوساخ الصوفی + [illegible] ساتھ خلوص کیا جاتا ہے۔ اور زمرہ اولیاء خدا [illegible] کی جماعت ہے اور مرسلین مین سے اولوا العزم افضل ہین اور وہ [illegible] اور اولوا العزمون مین سے خاتم نبوت یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم افضل ہین

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] غرضکہ دنیا آدمیون کی نظر مین اتنی عزیز
[illegible] کے کمالات کو عجب گنتے ہین اور حقیقت
[illegible] حرف ہے قرآن شریف مین زندگی دنیا کے لئے مثال
[illegible] اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب ولھو وتفاخر
[illegible] اعجب الکفار نباتہ ثم یھیج فتراہ مصفرا ثم
[illegible] شدید ومغفرۃ من اللہ ورضوان وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور
[illegible] اور ظاہری طمطراق اور آپس مین ایک دوسرے سے بڑھکر مال اور اولاد کا خواستگار
[illegible] زمین پر بھیجتا ہے اور اوس سے کھیتی لہلہانے لگتی ہے اور کاشتکار کھیتی کو
[illegible] خشک ہو جاتی ہے تو اوسے مخاطب اوسوقت تو اوسکو دیکھتا ہے کہ پیلی پڑ گئی ہے پھر آخر کار
[illegible] روندی ہے اور آخرت مین دنیا کی زندگی کے دو انجام ہین بعض کو عذاب سخت
[illegible] کی معافی اور خوشنودی اور دنیا کی زندگی تو نری دھوکے کی ٹٹی ہے۔ اور اسکی موئد یہ آیت
[illegible] الدنیا فان الجحیم ھی المأوی جسنے شرارت کی اور دنیا کا جینا بہتر سمجھا اوس کا ٹھکانا
[illegible] نے آدمی کی شکایت کی ہے کہ اوسنے دنیا کو اختیار کر لیا ہے بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا
[illegible] فی الصحف الاولی صحف ابراھیم وموسی بلکہ اختیار کرتے ہو تم زندگی
[illegible] والی تحقیق یہ کتاب پہلے صحیفون مین ابراہیم اور موسی کے یہ آیت صریح ہے اس بات
[illegible] باقی رہنا حضرت ابراہیم و موسی علیہما السلام کے زمانہ سے اس زمانہ تک برابر ماثور
[illegible] اور کسی جگہ یہ اجازت نہین ہوئی کہ عاقبت کو چھوڑکر دنیا اختیار کرو گویا دنیا
[illegible] اسلام کا اتفاق ہے اور ہر زمانہ اور ہر قرن مین آیات الہی اوسکی ناپائداری پر
[illegible] دنیا کی بے ثباتی اور دنیا دارون کا کیا اچھا فوٹو اس نظم مین اوتارا ہے ؎

[illegible] شد بر دلم مثالے چند ؛ گفتم اے مایۂ ہمہ دانش ؛ دارم اُمید بوسوالے چند
[illegible] ست یا خیالے چند ؛ گفتم از بہر چہ حاصلست بگو ؛ گفت در دسر و وبالے چند
[illegible] یافت گوشمالے چند ؛ گفتم اہل ستم چہ طائفہ اند ؛ گفت گرگ سگ و شغالے چند
[illegible] قیل و قالے چند ؛ گفتم اہل زمانہ در چہ فن اند ؛ گفت در بند جمع مالے چند
[illegible] غصہ سالے چند ؛ گفتم او را مثال دنیا چیست ؛ گفت زالے کشیدہ خالے چند
[illegible] خیام ؛ گفت پند ست حسب حالے چند

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] کے صدق اثابت پر گواہ رہین مگر عورتون کے سر پر
[illegible] اور مولی کے درمیان جو علائق تھے وہ کٹ گئے۔
[illegible] ہے اور اسکی سند حسن بصری تک پہونچاتے ہین اگرچہ
[illegible] صرف رسوم ہے شرع سے اسکا حکم جاری نہین ہے چنانچہ شرح برغ
[illegible] العمامة والقلنسوة والمكتوب ليس في الاحاديث الصحاح ولا الحسان
[illegible] ذلك فليس بمثاب لعدم السنة ومن ترك وجحد فليس بمعاقب
[illegible] الاعمال الصالحة انتهى جو کچھ خرقہ اور عمامہ اور ٹوپی اور شجرہ
[illegible] احادیث صحیح سے ثابت ہے نہ حسن ہے نہ مرسل ہے یہ بالکل موضوع ہے جو کوئی انکو عمل مین لائے
[illegible] مین سے نہین ہے اور جو اسکو ترک کرے اور نہ مانے نہ اوسپر عتاب ہے مشائخ کے
[illegible] سے سچی محبت رکھے اور نیک کامون مین اونکی پیروی کرتا رہے۔ البتہ بیعت شرع سے
[illegible] مراد بیعت سے ہے۔ عرف مین بیعت ہی کو پیری مریدی کہتے ہین۔ نفحات مین فرغانی سے نقل ہے
[illegible] سہروردی نے نسبت خرقہ کی ابو القاسم جنید تک کی ہے جنہین سلطان المحققین و اعدل
[illegible] العلوم ولسان التصوف کہتے ہین اور آگے نہین کی اور جنید سے حضرت محمد مصطفے
[illegible] نسبت دی ہے خرقہ سے نہین دی۔ مگر شیخ مجد الدین بغدادی نے کتاب تحفۃ البرہ مین لکھا ہے
[illegible] پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث درست متصل حفیض سے اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین
[illegible] دیا اور خاص اس سلسلہ کا ذکر کیا ہے مگر محققین اہل حدیث نے انکار کیا ہے اس اتصال کا
[illegible] ہمیشہ اوسکو ابو القاسم جنید بغدادی اور اون کے طبقے والون تک منسوب کرتے
[illegible] کی حدیث ام خالد و معاذ سے استنباط کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام خالد کو کوئی
[illegible] کی طرف روانہ کیا تو عمامہ پہنایا اور حق وہی ہے جو سہروردی نے کہا ہے اور ہیئت کذائیہ
[illegible] اہل حدیث کے طریقہ پر کہ مدار صحت و سقم احکام کا انپر ہے ثابت نہین اور صرف
[illegible] وسلم کا کسی صحابی کو کوئی کپڑا دیدینا اس مطلب پر دلیل نہین ہو سکتا ہان جنید کی طرف اوسی منسوب
[illegible] مین مضائقہ نہین شیخ عبد الحق دہلوی نے اکمال مین لکھا ہے کہ حضرت
[illegible] مدینہ مین پیدا ہوئے اور حضرت عثمان کے قتل کے بعد بصرہ کو
[illegible] اور کہا ہے کہ حضرت علی مرتضی سے بھی مدینہ مین ملے تھے لیکن بصرہ
[illegible] اور کہتے ہین کہ حضرت عائشہ اور طلحہ کو بھی دیکھا تھا مگر اون سے حدیث کا

Marfat.com

[illegible] روایت کی ہے [illegible]
[illegible] قواعد باطنی جناب امیر سے حاصل کئے ہیں اور فرقہ
[illegible] تصوف اور صوفیہ کی رسمیں صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں بالکل
[illegible] اس زمانہ میں عادت نہ تھی وہ تو عبادت کو اپنے
[illegible] احکام شرعی کی پابندی کے ساتھ مہذب و پاک و صاف بنانے
[illegible] امام زین العابدین علیہم السلام سے رسوم تصوف کی روایت سنی گئی اور
[illegible] وعظ و نصیحت کے طور پر عموماً مسلمانوں کے واسطے ہوتا تھا اور زہد و
[illegible] فرمایا کرتے تھے اور ظہور کرامات و خرق عادات بھی اوس عہد میں قلیل الوقوع تھا۔ حافظ
[illegible] ما یثبت ولم یروفی خبر صحیح ولا حسن ولا ضعیف انہ صلی اللہ
[illegible] علی الصورۃ المعتادۃ بین الصوفیۃ لاحد من الصحابۃ ولا امر احدا
[illegible] وکل ما یروی صریحا فی ذلک فھو باطل قال ثم ان من الکذب المفتری قول من
[illegible] البصری فان ائمۃ الحدیث لم یثبتوا للحسن من علی سماعا فضلا عن
[illegible] الدمیاطی والذھبی والعلائی والمغلطائی والعراقی والحلبی وغیرھم
[illegible] لبسوھا والبسوھا تشبھا بالقوم نعم ورد لبسھم لھا مع الصحبۃ المتصلۃ
[illegible] صحب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ من غیر خلاف فی صحبۃ لہ بین ائمۃ
[illegible] الطرق اتصالھا باویس القرنی وھو اجتمع بعمر وعلی وھذہ صحبۃ لا طعن
[illegible] تکفی بمجرد الصحبۃ کالشاذلیۃ وابو اسحاق المبنوی والشیخ ویس
[illegible] اخذ العھد واللبس لہ فی ذلک رسالۃ انتھی۔ یعنی ثبوت خرقہ کا کسی
[illegible] ضعیف نہیں پہونچا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح خرقہ کسی صحابی کو پہنایا ہو
[illegible] اور نہ کسی صحابی کو آپ نے یہ حکم دیا کہ تم اس طرح خرقہ پہنا کرنا اور جو کچھ اس باب میں
[illegible] ہے اور ابن جریر کہتے ہیں بڑا ورع اور بہتان اس باب میں یہ ہے کہ کہتے ہیں حضرت علی نے
[illegible] تو یہ بھی ثابت نہیں کیا کہ حسن بصری نے حضرت علی سے [illegible]
[illegible] ثابت ہوسکتا ہے یہی قول دمیاطی و ذہبی و علائی و مغلطائی و عراقی و حلبی وغیرہ
[illegible] بہت صوفیہ کے خیال سے خرقہ پہنا بھی ہے اور پہنایا بھی ہے ہاں
[illegible] کسی میں زیادہ تک ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک مرید و خلیفہ نے اپنے سر سے پہنا

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] ٹوپی عمامہ کرنا بنا چادر تہ بند مین سے جو کچھ میسر
[illegible] کہ جب شیخ نور بصیرت اور حسن فراست سے مریدین
[illegible] اوسکو خرقہ پہنا دے تاکہ دل اوسکا نسیم ہدایت ربانی کی
[illegible] جس طرح دیدۂ حضرت یعقوب حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتی
[illegible] اسکے لئے ہین کہ کسی شخص کو خرقۂ مشایخ سے عقیدت ہو اور تبرگاہ خرقہ طلب کرے
[illegible] چھوڑنے اور شیخ کے ارادی کے قبول کرنے سے کوئی غرض نہین ہوتی اسکو وہ
[illegible] ہمیشہ احکام شرع کی پابندی رکھے دوسرے اہل طریقت سے صحبت رکھے کیونکہ ممکن ہے
[illegible] قبول کرے اور خرقۂ ارادت کے قابل ہو جائے معلوم ہوا کہ ایسے شخص کو خرقۂ ارادت نہ دینا چاہیے
[illegible] صدق عزیمت اوس سے ظاہر نہو اور خرقۂ تبرک ایسے شخص کو دینا چاہیے جو مشایخ سے حسن ظن
[illegible] ولایت اوسے کہتے ہین کہ جب پیر مریدین آثار ولایت کے پائے اور تکمیل و تربیت مین پہونچے
[illegible] چاہے کہ اوسے اپنا نائب و خلیفہ مقرر کرے اور کسی ملک کو بھیجے اور اوس کو
[illegible] اجازت دے تو اوسے اپنی ولایت کا خلعت پہنائے تاکہ خلق مین اوسکا کام جلد جاری ہو۔
[illegible] ابوسعید ابوالخیر کے پاس ایک خرقہ تھا جس مین عبادت کیا کرتے تھے کہتے ہین کہ یہ
[illegible] تک پہونچا تھا اور ۳۴ مشایخ نے اسکو پہنا تھا شیخ الاسلام احمد نامقی جامی تک مشایخ مین
[illegible] ایک دن سر راہ چلے جا رہے تھے ایک آدمی اون کے قدم پر قدم رکھتا تھا اور کہتا تھا
[illegible] قدم اس طرح رکھنا چاہیے اور کہا اے شیخ اپنی پوستین مین سے تھوڑا سا ٹکڑا مجھے عطا کر دو کہ اوس کی
[illegible] جواب دیا کہ پوستین کی کیا حقیقت ہے اگر بایزید کا پوست بھی تجھکو پہنا دیجے
[illegible] عمل نہ کرے گا جنید علا کے سے کپڑے پہنا کرتے تھے مریدون نے کہا آپکا کیا حرج ہے اگر
[illegible] خرقہ اور مرقع سے نکلیے تو مین لوہے اور آگ کا پہننے مین دریغ
[illegible] الاعتبار بالخرقة انما الاعتبار بالحرقة یعنی سوز دل چاہیے
[illegible] تسبیح و مرقع ؛ خود راز عملہاے کہ پوشیدہ بری دار ؛ حاجت بکلاہ
[illegible] کلاہ تتری دار۔

بیعت کا بیان

[illegible] کی اصطلاح مین ہاتھ عہد و پیمان کے ساتھ دینا ہے اور صوفیہ کی
[illegible] دست ارشاد مین دینا ہے اور جسطرح خرقہ کی قسمین ہین اسی طرح بیعت کے

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] وارجلهن ولا یعصینک فی معروف فبایعهن

[illegible] عہد کرنے کو اس بات پر کہ اللہ کا کسیکو شریک نہ ٹھراوین

[illegible] اور بہتان نہ لگائین اور کسی حکم شرعی مین تیری نافرمانی نہ کرین تو اونسے

[illegible] معافی چاہ اللہ سے۔ یہ بیعت فتح مکہ کے دن وقوع مین آئی تھی چارسو ۵۰ عورتین تھین

[illegible] وقت کسی سے مصافحہ نہین کیا بلکہ بیعت کلام کے ساتھہ کی تھی چنانچہ بخاری نے ایک حدیث

[illegible] اسکا لفظ ہے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یبایع النساء بالکلام بھذہ الآیۃ لا

[illegible] قالت وما مست ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ید امرأۃ الا امرأۃ یملکھا

[illegible] عقد نکاح ہو یا ملک یمین۔ مرد قوی ہوتے ہین عقل اون کی کامل ہوتی ہے اور دین کامل ہوتا ہے اسلئے اون سے

[illegible] کی بیعت لی اور عورتین کم عقل اور ناقص الدین ہوتی ہین اسلئے اون سے ترک معاصی اور نہی

[illegible] کرنے اور نیک کام کرنے پر بیعت لی اور مردون کی بیعت مصافحہ کے ساتھہ واقع ہوئی اور عورتون سے صرف

[illegible] کے ساتھہ اور احادیث سے بھی بیعت کا ثبوت بخوبی پہونچتا ہے چنانچہ ابن ماجہ نے عوف بن مالک اشجعی سے روایت

[illegible] آنحضرت نے چند فقراء مہاجرین سے بیعت پر لی لا تسئلون الناس شیئا قال فلقد رأیت بعض اولئک

[illegible] سوط فما یسئل احدا ینا ولہ ایاہ یعنی لوگون سے کسی چیز کا سوال نہ کرین اون مین سے بعض کا یہ حال تھا

[illegible] گر جاتا تو اپنی سواری سے اوترکر اوٹھا لیتا تھا اور کسی سے اوسکے اوٹھا دینے کا بھی سوال نہ کرتا تھا اور احمد اور

[illegible] نے عبادہ بن صامت سے روایت کی ہے بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ فی

[illegible] والکسل وعلی النفقۃ فی العسر والیسر وعلی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر وعلی ان نقول فی اللہ

[illegible] لا نخاف فیہ لومۃ لائم وعلی ان ننصرہ اذا قدم علینا یثرب فنمنعہ مما نمنع منہ انفسنا وازواجنا

[illegible] الجنۃ فمن وفی وفی اللہ ومن نکث فانما علی نفسہ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے

[illegible] فرمانبردار رہین اور سختی ہو خواہ فراخی راہ خدا مین خرچ کرتے رہین اور لوگون کو نیک کام

[illegible] اور برے کام سے منع کرتے رہین اور اللہ کے معاملہ مین حق بات کہنے سے نہ چوکین اور اس بات کہنے

[illegible] ملامت کرنے سے نہ ڈرین اور جبکہ آنحضرت مدینہ مین تشریف لائین تو اون کی مدد کرین

[illegible] جانون اپنی عورتون اور مال بچون کو بچاتے ہین اور [illegible]

[illegible] فرمانبرداری کا وعدہ عطا کرتا ہے۔ اور جو شخص [illegible] کرتا ہے تو اوسکا وبال اسی

[illegible] نے عبادہ بن صامت سے ان الفاظ کے ساتھہ روایت کی ہے بایعنا رسول اللہ صلی

[illegible] والطاعۃ فی العسر والیسر والمنشط والمکرہ وعلی اثرۃ علینا وعلی ان ننازع الامر اھلہ

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] اعلانہ بڑا یا اور ہنوز ہی دروازے کے اندر سے
[illegible] بن جریر نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی ہے قال بینا
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم ایھا الناس البیعۃ البیعۃ نزل روح
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم وھو تحت شجرۃ سمرۃ فبایعنا فذلک قولہ تعالیٰ
[illegible] المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ وبایع عثمان باحدی یدیہ علی الاخریٰ فقال الناس ھنیئا
[illegible] البیت ونحن ھاھنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو مکث کذا وکذا
[illegible] یعنی ہم ایک دن دوپہر کے وقت سو رہے تھے ایک شخص نے حضرت کے حکم سے پکارا کہ
[illegible] ہم اون کے پاس گئے اور وہ اوسوقت ایک ببول کے درخت کے تلے تشریف رکھتے تھے
[illegible] کی یہ آیت اوسی بیعت کے باب میں اتری ہے لقد رضی اللہ عن المؤمنین الخ حضرت عثمان اہل مکہ
[illegible] وہاں موجود نہ تھے تو آنحضرت نے اونکی طرف سے عقد بیعت کو اس طرح پورا کیا کہ اپنے ہی ایک
[illegible] ہاتھ پر بیعت لی اور صحابہ آپس میں کہنے لگے کہ عثمان بڑے خوش نصیب ہیں کہ وہ خانہ کعبہ کا طواف
[illegible] ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ اگر حضرت عثمان برسوں وہاں رہینگے تب بھی بغیر
[illegible] کے طواف نہ کرینگے اور بخاری نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی ہے کہ ہمنے اس بات پر حضرت سے بیعت کی تھی
[illegible] نہ موڑینگے احمد احمد اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے جابر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے
[illegible] احد ممن بایع تحت الشجرۃ یعنی کوئی آدمی اون لوگوں میں سے جنہوں نے درخت کے تلے بیعت
[illegible] ان تمام احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی اور احادیث ثبوت بیعت کے
[illegible] کے موافق ہیں اور یہ دلیل ہیں بیعت کے چاہنے پر اور ان سے ثابت یہ بھی ہوتا ہے کہ غائب کی
[illegible] کے ساتھ صحیح ہے اور یہ بھی ان سے ظاہر ہے کہ بیعت کا وفا کرنا مغفرت کا سبب ہے اور توڑنا
[illegible] عذاب کا ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی فعل ثبوت کو پہونچے اور
[illegible] کہ آپکو اوسکا بڑا اہتمام تھا اور اس بات کی تصریح نہو کہ یہ فعل دین میں سنت ہے بلکہ لفظ امر کا استعمال
[illegible] اسی کی طرف سے آپ کو ہوا ہو تو اوسکے وجوب میں شک نہیں جیسا کہ فبایعھن (یعنی
[illegible] ہے کہ بیعت سنت ہے واجب نہیں اس لئے کہ اصحاب نے رسول کریم صلی اللہ
[illegible] تعالیٰ کی نزدیکی چاہی اور کسی دلیل شرعی نے تارک بیعت کے گناہگار ہونے پر
[illegible] دین نے تارک بیعت پر انکار نکیا گویا اجماع اسپر ہو گیا کہ وہ واجب نہیں اور اگر بیعت تقوی کی واجب
[illegible] انکا رواج ہوتا تو معلوم ہو گیا کہ بیعت سنت ہے اسلئے کہ سنت کی حقیقت یہی ہے کہ فعل مسنون

Marfat.com

Marfat.com

[illegible] اس لئے کہ جب حضرت سے ایک فعل ثابت ہے تو اور کے فعل کی کیا حاجت رہی حضرت
[illegible] الانفس دوسرا جواب یہ ہے کہ بیعت چند قسم پر ہے بعض بیعت خلافت کی اور بعضی بیعت
[illegible] بیعت تقویٰ اختیار کرنیکی اور بعضی بیعت ہجرت اور جہاد کی اور بعضی بیعت جہاد مین ثابت قدم
[illegible] مسلمان ہونے کی بیعت خلفائے راشدین کے زمانہ مین اس لئے متروک تھی کہ داخل ہونا لوگون کا اسلام مین اونکی
زمانہ مین اکثر بسبب شوکت اور تلوار کے تھا نہ بسبب تالیف قلوب اور اظہار دین اسلام کے اور نہ وہ لوگ اسلام مین
اپنی خوشی اور رغبت سے داخل ہوتے تھے اور دوسرے سلاطین اسلامیہ کے وقت مین اسلئے متروک ہوئی کہ ان مین
اکثر ظالم و فاسق ہوئے سنن دین کے پھیلانے مین کوشش اچھی طرح نہین کرتے تھے اور بیعت تقویٰ اسوجہ سے
متروک ہوگئی تھی کہ خلفائے راشدین کے زمانہ مین تو بسبب کثرت اصحاب کے اسکی ضرورت نہ تھی کیونکہ نبی کریم کی صحبت
کی برکت سے وہ لوگ نورانی ہوچکے تھے پس اونکو تصفیہ باطن کے لئے بیعت خلفا کی ضرورت نتھی اور عہد خلفا کے بعد
اسوجہ سے بیعت تقویٰ متروک ہوگئی کہ اس بات کا خیال پیدا ہوگیا تھا کہ مبادا لوگ یہ گمان کرین کہ بیعت لینے والے
اپنے کو خلیفہ سمجھتے ہین اور اپنی خلافت پر بیعت لیتے ہین اور اس گمان سے فساد کھڑا ہو اور اسوقت مین اہل تصوف نے
بیعت کی جگہ خرقہ دینا تجویز کرلیا تھا رفتہ رفتہ جب بیعت رسم ملوک و سلاطین مین معدوم ہوگئی تو حضرات صوفیہ نے
فرصت کو غنیمت جانکر شروع کردی پس حضرات صوفیہ اس رسم بیعت کے مٹ جانے کے بعد اسکے جاری کرنے کی وجہ سے
اس حدیث مرفوع کے مصداق ہوگئے جو ترمذیؒ نے بلال بن حارث مزنی سے اور ابن ماجہؒ نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو سے
روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من احیے سنۃ من سنتی قد امیتت بعدی فان لہ من
الاجر مثل اجور من عمل بھا من غیر ان ینقص من اجورھم شیئا۔ یعنی جس نے میری ایسی سنت کو رواج دیا کہ
جو میرے بعد چھوڑ دی گئی تھی تو اوسکے لئے ثواب اون لوگون کی مثل ہے جنھون نے اوسپر عمل کیا بغیر اسکے کہ اون کے ثواب
[illegible] کچھ کم ہوجاے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ خلفا کے وقت مین بیعت توبہ رائج تھی چنانچہ صحیح بخاری مین روایت ہے
[illegible] عبدالرحمن بن عوف نے وقت خلافت خلیفہ سوم کے بمشورہ صحابہ رضوان اللہ علیہم حضرت عثمان کو خلیفہ مقرر
[illegible] دیا اور بیعت کے وقت یہ کہا ابایعک علی سنۃ اللہ وسنۃ رسولہ والخلیفتین من بعدہ یعنی مین تمہاری
[illegible] کرتا ہون کتاب خدا و سنت رسول اللہ و طریقہ شیخین پر اور بروایت امام احمد یہ مروی ہے ابایعک علی کتاب اللہ
وسنۃ رسولہ وسیرۃ ابی بکر وعمر یعنی مین تمہاری بیعت کرتا ہون کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور طریقہ
ابوبکر و عمر پر انتہی پس جس بیعت کا اون روایتون مین ذکر ہے ظاہر ہے کہ وہ بیعت تقویٰ ہے خلافت وغیرہ امور شرعیہ
[illegible] مین داخل ہین اب کوئی یہ کہے کہ جو بیعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ تک کرتے رہے وہ اسلام اور جہاد کی
[illegible] اور جو بیعت توبہ تھی وہ بعد ہجرت کے ترک ہوگئی پس یہ بیعت جو مشائخ صوفیہ مین مروج ہے سنت مستفیضہ سے

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہیں اور بیعت جہاد [illegible]

صحیح بخاری میں ہے صفحہ [illegible] باب البیعۃ علی اذا [illegible]

بایع الامام الناس [illegible]

میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرنا اور سلیمان [illegible]

راشدین کے عمل کرنا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ [illegible]

جلد ثانی مصفے شرح موطا میں ہے باب البیعۃ علی ارکان الاسلام

عورتوں کی بیعت کا بھی ذکر ہے پس بیعت صرف خلافت

اور استغفار کی جو حضرات صوفیہ میں معمول ہے اصل اس کی

باب مذکور میں مستفاد ہے [illegible] دلیل علی ان البیعۃ

الصوفیۃ لبدعۃ یعنی اس سے [illegible]

بیعت کا رواج ہے اور [illegible]

اور [illegible] کے واسطے [illegible]

اجر عظیم ہے وہ آیت [illegible]

اللہ تعالیٰ نے [illegible] بیان کیا [illegible]

اپنے ہر سے معاہدہ کرنا [illegible]

[illegible]

صریح ہے [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] کو اپنی مشروعیت ثابت نہین ہوسکتی بلکہ اگر کسی آیت محکم یا سنت قائم پر تمام امت عمل نکرتی ہو
[illegible] پائی جائے کہ کوئی دوسری دلیل اوسکے معارض و مزاحم موجود نہو اور نہ وہ کسی دوسری دلیل سے منسوخ
[illegible] یا اوس سے بہتر دلیل پائی جاوے تو اوس دلیل پر عمل کرنا جسکے پاس وہ پہونچے اوسکے لیے واجب ہے
اور اوسکے عمل نکرنے سے کوئی دلیل بیکار نہین ہوسکتی ہے چنانچہ علماے اصول نے اس ضابطہ کو بیان کیا ہے۔

مسئلہ بیعت کے مشروع ہونیکی حکمت یہ ہے کہ سنت الٰہی یون جاری ہے کہ امور خفیہ جو نفوس مین پوشیدہ ہین اونکا ضبط
افعال اور اقوال ظاہری سے ہوا اور افعال و اقوال امور قلبیہ کے قایم مقام ہین چنانچہ اللہ اور اللہ کے رسول اور قیامت کی تصدیق
امر مخفی ہے تو ایمان کا اقرار بجاے تصدیق قلبی کے قایم مقام کیا گیا اور اسی اقرار پر احکام ایمان کے دائر ہوگئے جیسے رضامندی
بائع اور مشتری کی قیمت کے دینے مین امر مخفی پوشیدہ ہے تو ایجاب و قبول کو قایم مقام رضامندی مخفی کے کر دیا اور اسی ایجاب
و قبول پر احکام بیع کے دائر ہوگئے اسی طرح توبہ اور عزم کرنا ترک معاصی کا اور تقوی اختیار کرنا امر مخفی اور پوشیدہ ہے تو بیعت کو
اوسکے قایم مقام کر دیا اور اسی پر اوسکے احکام یعنی وجوب ایفاے عہد و حرمت عہد شکنی وغیرہ دائر ہوے +

مسئلہ بیعت لینے والے یعنی پیر و مرشد کے لئے چند شرطین ضروری ہین **اول** یہ کہ کسی قدر علم قرآن و حدیث سے
واقفیت رکھتا ہو اور علم اصول فقہ اور اصول حدیث اور تمام جزئیات فقہ اور فتاوون کا یاد رکھنا ضرور نہین اور عالم ہونا
مرشد کا اس لئے مشروط ہے کہ بیعت سے غرض یہ ہے کہ مرید کو مشروعات سکھائے اور ممنوعات سے روکے اور اوسکی رہنمائی
و تسکین باطن کرے اور صفات رذیلہ اوسکی دور کرے پس جو شخص عالم اور واقف ان امور سے نہوگا اوس سے یہ کیونکر
متصور ہوگا۔ امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ اگر علما اولیاء اللہ نہین تو پھر خدا کا کوئی ولی نہین ہے اسی لئے سلف وقتون کے صوفی بڑے
بڑے علما گذرے ہین اسی طرح علماے سلف بھی صوفی ہوا کرتے تھے اور تسمیہ ہر ایک کا ایک خاص نام کے ساتھ غلبۂ
حالت کی وجہ سے ہے جسکو علوم قرآن و حدیث کی درس و تدریس مین مشغول پایا اوسکو عالم کہنے لگے اور جسکو اعمال صالحہ مین
مشغول اور تزکیہ نفس و صفائی باطن و حسن نیت مین مشغول پایا تو اوسکو صوفی کہنے لگے ورنہ علم و معرفت دونون سے ایک ہی
مقصود ہے۔ مخدوم اخی جمشید راجگیری قنوجی کہ مخدوم جہانیان کے یا شاہ شرف بوعلی قلندر کے خلیفہ ہے کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ
کسی جاہل کو ولی نہین بناتا اور اپنی کتاب مین کہتا ہے واعرض عن الجاهلين۔ پس جہال کی صحبت سے اعراض واجب ہے
اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو علوم ظاہری سے بے نصیب نہین کریگا جبکہ اون سے علوم باطنی کا دریغ نہین کرتا۔ شیخ [illegible]
[illegible] بائیس برس کی عمر مین توبہ کی توفیق عطا ہوئی ۱۸ برس ریاضت کی ۴۰ برس کی عمر مین علم لدنی کے دروازے
[illegible] کھل گئے مین سوجزو سے زیادہ کاغذ پر علم توحید و معرفت و علم سر و حکمت و روش طریقت و اسرار حقیقت کو لکھا
[illegible] قرآن و احادیث سے استدلال کیا کوئی حکیم و عالم اون کے کلام پر انگلی نہ رکھ سکا۔
[illegible] علم کا بدیہی اکثر بیان آیا ہے احمد اور ابن ماجہ اور ابو داؤد اور دارمی نے کثیر بن قیس سے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور اب معاملہ عجیب بالعکس ہو گیا ہے

نہیں بلکہ علم و دانش کو مضر سمجھنے لگے

امام ارباب طریقت یعنی حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں

معاملات تصوف میں نہ کرنا چاہیے اسلئے کہ ہمارا علم اور ہمارا ادب

قول ہے کل طریقۃ ردتہ الشریعۃ فھو زندقۃ

سقطی نے فرمایا ہے تصوف تین چیزوں کا نام ہے ایک

باطن کی کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکالے جو ظاہر قرآن و حدیث

ظاہر ہو جس سے محارم الٰہی کی حرمت کا ہتک ہوتا ہو انتہا

ذکر کرتے ہیں اون کے کلام سے بھی غافل ہیں کہ وہ کیا فرماتے

صحبت رکھی ہو اور اون سے ادب سیکھا ہو اور حلال و حرام

افعال اور اقوال اور حالات کو قرآن اور سنت کے موافق کرنا

معلومات بھی کفایت کرینگے دوسری

صغیرہ گناہوں پر مصر ہو اور کبیرہ گناہ وہ ہیں جن پر قرآن

حد مقرر فرمائی ہو اور صغیرہ وہ ہے کہ جس سے منع فرمایا

اور مراتب کبیرہ کے متفاوت ہیں

مذکور ہوئے بلکہ جو مناسب پوچھنے والے

شرک کرنا اور ناحق خون کرنا اور زنا

پینا یا کوئی اور منشی چیز پینا اور بے محارم سے

دوستی کرنا اور جہاد سے کنارہ کرنا

[illegible]

Marfat.com

[illegible] اور مال یتیمون کا ناحق کھانا اور باپ دادا کے
[illegible] سے بڑھنا اور مسلمانون سے ناحق لڑنا۔ آنحضرت پر افترا کرنا اور رسول کو اور قرآن کو
[illegible] اور اون کے ساتھ تمسخر کرنا اور ضروریات دین سے انکار کرنا اور ترک کرنا
[illegible] اور حضرت کے صحابہ کو برا کہنا اور بے عذر نبی کو چھوڑنا اور رشوت لینا اور
[illegible] اور غیبت کرنا اور اسراف کرنا اور قرآن کو [illegible] اور بیٹا لوگون کے مال و دین خراب کرنا
[illegible] لوگون کے [illegible] کو توڑنا اور [illegible] کرنا اور [illegible] پر
[illegible] اور خودکشی کرنا اور اپنے کسی عضو کو کاٹ ڈالنا اور پیشاب اور منی سے بدن اور کپڑے کو صاف نہ کرنا اور داڑھی منڈانا
اور [illegible] کی وجہ سے [illegible] اور تقدیر کی تکذیب کرنا اور اپنے سردار اور آقا کے ساتھ نافرمانی کرنا اور [illegible] عیب نکالنا
اور تخت سے نیچے بیٹھنے کو [illegible] تکبر کے اور گمراہی مین ڈالنا لوگون کو اور نوحہ کرنا اور ہر طریقہ نکالنا [illegible] کو فوجہ کرنا اور
محسنون کی ناشکری کرنی اور حرام مین کجروی کرنا اور چغلخوری اور جاسوسی کرنا اور جھوٹی قسمین کھانا اور حرام [illegible] اور کمینہ اور [illegible]
ساتھ کینہ اور مسلمان کا مسلمان کو کافر کہنا اور بیبیون کے درمیان عدل نہ کرنا نوبت مین اور حق لگانا اور حالت
[illegible] کرنا اور گرانی غلہ سے خوش ہونا اور جانور سے فعل بد کرنا اور عالم کو اپنے علم پر عمل نہ کرنا اور خوبصورت امرد کو [illegible]
دیکھنا اور کسی کے گھر مین جھانکنا اور کسی کے گھر مین بغیر اوسکے اذن کے گھس جانا اور دیوثی اور قرمساقی کرنا اور امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر باوجود قدرت کے ترک کرنا اور قرآن کو بعد سیکھنے کے بھلانا اور حیوانات کو جلانا اور عورات کو بلا سبب اپنے خاوند کی
نافرمانی کرنا اور رحمت خدا سے ناامید ہونا اور خدا کے عذاب سے نڈر ہونا اور علما کی حقارت کرنا اور ذمی سے علم سیکھنا کہ یہ
کبائر سے شمار کیا ہے۔ **تیسری** شرط یہ ہے کہ دنیا کا تارک ہو اور آخرت کی طرف راغب ہو طاعات موکدہ کا محافظ ہو
اور جو اذکار احادیث صحیح مین منقول ہین اون کا پابند ہو مدام دل کا تعلق اللہ پاک سے رکھتا ہو اور یادداشت کی مشق
کامل اوسکو حاصل ہو۔ **چوتھی** شرط یہ ہے کہ ہر دم مرشد مشروع کام کے لئے حکم کرتا ہو اور خلاف شرع سے روکتا ہو اور
[illegible] اور فہم پر مستقل ہو اور ایسا نہو کہ رائے اوسکی خام ہو اور ایک بات پر جما نہ رہے اور عاقل ہو تاکہ اوسی کے امر و نہی پر
اعتماد کیا جائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ یعنی گواہی اونکی مقبول ہے جن گواہون سے تم راضی ہو
اور جب رضا گواہون مین معتبر ہوئی تو بیعت لینے والے مرشد مین بطریق اولیٰ معتبر ہوگی۔ **پانچوین** شرط یہ ہے کہ
بیعت لینے والا مرشد ان کامل کی صحبت مین رہا ہو اور اون سے زمانہ دراز تک ادب سیکھا ہو اور اون سے [illegible]
نور اور اطمینان حاصل کیا ہو صحبت کامل اس لئے مقصود ہوئی کہ عادت الٰہی یون جاری ہوئی ہے کہ مراد نہین ملتی جب تک
[illegible] کوئی جیسے انسان کو علم حاصل نہین ہوتا مگر علما کی صحبت سے اسی پر اور پیشون اور کمالون کو قیاس کر لینا
چاہیے اور جریان عادت الٰہی کا یہ ہے کہ انسان اس نہج پر مخلوق ہوا ہے کہ یہ اپنے کمالات کو حاصل نہین کر سکتا

Marfat.com

[illegible]

[illegible] کی وجہ سے [illegible] کی طرف متوجہ نہیں ہوتا

کرنا چاہیے اور [illegible]

اور پیر لازم کرنا شرط ہے جیسے ہمیشہ روزے رکھنا اور تمام رات [illegible]

میں رہنا اسلئے کہ [illegible] تشددوا فی الدین اور تشدد [illegible]

لا تشددوا علی انفسکم فیشدد اللہ علیکم [illegible]

سخت گیری کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے [illegible]

اپنی طرف سے نکالی نہیں ہے اسکو اور نہیں [illegible]

کیونکہ حدیث میں آیا ہے عرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم صبی [illegible]

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک لڑکا لایا گیا [illegible]

اور اوسکے حق میں برکت کی دعا کی اور بیعت نہ لی جبکہ نابالغ [illegible]

فی الطاعات کا اوسکے حق میں کیا مذکور ہے اور بعضے مشائخ [illegible]

جائز رکھتے ہیں اور اس [illegible] حدیث [illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور وہ [illegible]

دیکھکر ہنسکر [illegible] پھر اون سے بیعت لی اور اسی کے مثل [illegible]

کرتے تھے اور محدثین میں اونکو لکھتے [illegible]

کہ اوسوقت اونکی عمر [illegible] سال کی [illegible]

مولوی جامی نے لکھا ہے کہ شیخ شہاب الدین [illegible]

تو اون کو [illegible] چاہیے [illegible]

پورا کرنا اور عہد کا وفا کرنا یہ ہے کہ [illegible] اور صفا

رکھے اور عہد شکنی اور بیعت کا توڑنا [illegible] گناہان کبیرہ

[illegible]

Marfat.com

[illegible] یہان تک کہ اطمینان کے نور سے روشن ہو جائے اور بلا تکلف اوسکی عادت اور خصلت ہو جاے
[illegible] جاتا ہے تو مرید کو کبھی بعضی مباح چیزون کی اجازت دیجاتی ہے بعضے مزون اور آسایش کے سامانون
[illegible] استغنا کا حکم دیا جاتا ہے اور بعضے ایسے کامون کی اجازت دیجاتی ہے کہ اون مین طول مدت درکار ہوتی ہے جیسے علوم
[illegible] درس کرنا منصب قضا کا اختیار کرنا اور عہد شکنی عبارت ہے اسکی خلل اندازی سے قبل از نورانیت دل کے **مسئلہ**
[illegible] بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے چنانچہ صحیح بخاری مین سلمہ سے مروی ہے قال بایعنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم
تحت الشجرۃ فقال لی یا سلمۃ الا تبایع قلت یا رسول اللہ قد بایعتہ فی الاول قال وفی الثانی یعنی ہمنے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے درخت کے تلے بیعت کی جب آپنے مجھسے فرمایا اے سلمہ تم بیعت کیون نہین کرتے مینے عرض کی کہ مین اول ہی
بیعت کر چکا ہون آپ نے فرمایا دوبارہ بھی سہی۔ یہ دو بیعتین ایک حالت مین ایک وقت مین واقع ہوئین اور بخاری کی کتاب
الجہاد مین ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے ثم عدلت الی ظل شجرۃ فلما خف الناس قال یا ابن الاکوع الا تبایع یعنی
مین بیعت کرکے ایک درخت کے تلے چلا گیا جب بھیڑ چھٹی تو آپ نے فرمایا کہ اے سلمہ تم بیعت کیون نہین کرتے اور ایک
روایت مین یہ زیادہ کیا ہے فبایعتہ الثانیۃ یعنی دوبارہ مینے بیعت کی۔ ابن بطال کہتے ہین کہ حضرت نے دوبارہ
اسلئے سلمہ سے بیعت لی کہ اون کی شجاعت کا حال معلوم تھا اور جانتے تھے کہ اون کو دین اسلام کے کام مین پوری توجہ
ہے اور بہادر اور دلیر آدمی ہین اس لئے اون سے دوبارہ بیعت لی کہ اون کو اس سے فضیلت حاصل ہو اور حافظ نے
فتح الباری مین اس قول پر نکتہ چینی کی ہے اور کہا ہے کہ سلمہ مین اوسوقت یہ اوصاف موجود نہ تھے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فراست سے یہ چیزین اون مین معلوم کرلین اسلئے کہ دوبارہ بیعت کو کہا غرضکہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ تکرار بیعت جایز ہے
اور دوبارہ بیعت طلب کرنا بیعت لینے والے کی طرف سے ثابت ہے اور اس مین بیعت کرنے والے کیلئے اس قسم کی
فضیلت ہے جیسا کہ اس موقع پر شارحون نے ثابت کیا ہے اور حضرات صوفیہ سے بھی تکرار بیعت ثابت ہوئی ہے لیکن
دوسرون سے بیعت کرنا اگر بسبب ظہور خلل کے ہو اوس پیر مین جس سے بیعت کر چکا ہے تو کچھ مضائقہ نہین اور اسی طرح
اوسکی موت کے بعد اور اوسکی غیبت منقطعہ کے بعد کہ اوسکی ملاقات کی توقع باقی نہین رہی دوسرے پیر سے بیعت کرنے مین
مضائقہ نہین اور بغیر کسی ایسے عذر کے دوسرے مرشد سے بیعت کرنا کھیل کی مشابہ ہے اور ہر جگہ بیعت کرنا برکت کو کھوتا
ہے اور مرشدون کے دلون کو اوسکی تعلیم و تہذیب سے پھیکا کرتا ہے اور اوسکو ہرجائی سمجھکر التفات نہین فرماتے ہین
اور بیعت کا توڑنا بہت برا ہے بیعت کو پورا اور وفا کرنا چاہیئے چنانچہ ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے
فرمایا ہے اوفوا ببیعتنا الاول فالاول۔ امام بخاری نے ایک باب علیحدہ بیعت اعراب کے بیان مین لکھا ہے اور اوسمین
حدیث جابر بن عبد اللہ ذکر کی ہے اوس حدیث مین ہے کہ ایک اعرابی نے حضرت سے کہا اقلنی بیعتی فابی ثم جاءہ
فابی ثم جاءہ فقال اقلنی بیعتی فابی فخرج فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ کالکیر تنفی

Marfat.com

Marfat.com

مگر جو کہ ولایت کا حاصل ہونا ایک مشکل کام تھا ہر کسکی قدرت مین نہین اور تکلیف اللہ نے ہر بندے کو اوسکی طاقت
کے موافق دی ہے اسلئے یہ حکم دیا فاتقوا اللہ ما استطعتم یعنی ڈرو اللہ سے جہان تک ڈر سکو پس اوس چیز کے کرنیکا
حکم دیا جاتا ہے جسکی تحصیل ممکن ہو اور جسطرح ولایت کے بہت سے مراتب ہین اسی طرح تقوی کے بھی بہت سے مراتب
ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان اعلمکم اتقی کم عند اللہ یعنی تم مین جو سب سے زیادہ عالم
ہے اللہ کے نزدیک وہی سب سے زیادہ متقی ہے مگر جسقدر آدمی مراتب قرب الہی مین ترقی کرتا ہے اور خوف و ڈر اوسپر غالب
ہوتا ہے اتنا ہی متقی ہوتا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقیکم اللہ کے یہان اوسکی بڑی عزت
ہے جو بڑا پرہیزگار ہو اور بخاری و مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ جناب سرور کائنات نے فرمایا ہے اکرمھم عند اللہ
اتقیھم آدمیون مین بہت مکرم خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے اور جب تقوی کی انتہا نہین تو اسلئے
کوشش مقامات قرب و تحصیل تقوی مین ہمیشہ واجب ہوئی اور زیادتی علم باطنی کی طلب ضروری ٹھہری اللہ تعالی فرماتا ہے
قل رب زدنی علما کہو اے رب زیادہ کر میرا علم اور مراتب قرب سے قناعت کرنا کامل پر بھی ایسے ہی حرام ہے جیسے ناقص پر
حرام ہے حضرت موسی نے حضرت یوشع سے فرمایا لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین او امضی حقبا یعنی مین ہونگا
جب تک نہ پہونچونگا دو دریا کے ملنے کی جگہ تک یا چلا جاؤن برسون تک - مراد یہ ہے کہ حضرت خضر کے مکان تک پہونچونگا
کہ تعلیم الہی سے اوسکا پتہ معلوم ہوا تھا جب حضرت موسی کی حضرت خضر سے ملاقات ہوئی تو اون سے کہا کہ مقصود
اس سفر سے یہ ہے کہ چند روز تمہاری صحبت مین رہون اور وہ علم کہ خدا نے تمکو بخشا ہے سیکھون جب طلب کمالات باطنی
کی واجبات سے ٹھہری تو پیر کامل مکمل کی تلاش بھی ضروریات سے ہے کہ حق تک پہونچنا بغیر توسل پیر کامل مکمل کے بہت مشکل
ہے اسی لئے حق تعالی نے ہر بستی مین ایک عالم ڈرانے والا بھیجا اور ہر قوم کے لئے ایک راہنما مقرر کیا جیسا کہ قرآن مین آیا ہے
وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر نہین کوئی قوم مگر گذرا اوسمین ڈرانے والا خواہ رسول ہو خواہ رسول کی راہ پر -
اس آیت کا مفاد یہ ہے کہ ہر ایک قوم مین ایک ڈرانے والا گذرا ہے جو قبائح کے ارتکاب اور حقوق کے اتلاف سے ڈراتا
رہا ہے عام اس سے کہ وہ نذیر انبیا مین سے ہوا ہو یا علما مین سے یا اوغطین و اولیا و عارفین مین سے مگر فارس اور ترکستان
اور حبش اور مصر اور سوڈان اور ہندوستان اور چین اور جاپان اور امریکا وغیرہ ممالک کے باشندون کے تواریخی حالات
مین تفتیش کی جاتی ہے تو کسی پیغمبر کا نشان معلوم نہین ہوتا بلکہ یہان کے آدمی تو نبی کا مفہوم بھی نہین جانتے تو اسکی
وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ہر ایک ملک کے لوگون کی طبایع کے میلان کے موافق ہدایت کا طریقہ جاری رکھا ہے اور
اور جسطرح ہر ایک فرقہ اور ملک کے رہنے والون کی استعداد اور علوم مخزونہ مین اختلافات ہین اسی طرح حق تعالی نے
اون کے ساتھ معاملہ مختلف طور پر کیا ہے ملک عرب مین مین سے شام و مصر تک ہدایت الہی ایک ہی رنگ مین ظاہر
ہوئی اور انبیا و رسل کو بھیجا اون کے ہاتھون سے معجزات ظاہر کرکے اونپر کتابین نازل کین اسلئے کہ ان ممالک کے رہنے والے

Marfat.com

علم غیب کا آنا اگرچہ بعض آدمیون کے ذریعہ سے بعض آدمیون کو بسبب بعد زمان یا بعد مکان [illegible]
کہ قاصد آئے اور پیغام زبانی پہونچا یا تحریر ہمراہ لائے ہان نشان راستی اوس قاصد سے طلب کیا [illegible]
وملوک وسلاطین مین اب بھی یہ مروج ہے کہ خریطہ اپنے سفیر و وکیل کے ہاتھ بھیجتے ہین اور تصدیق کی غرض سے [illegible]
خاص خاص چیزین اوسکے ساتھ کردیتے ہین پس اہل عرب اعتصام کی ہدایت کا طریقہ یون ہی مقرر ہوگیا اور جو لوگ اس [illegible]
اعتماد نہین کرتی تھین اونھین اور اسلوب اختیار ہوا جو اون کے خیالات کے مطابق تھا مثلاً ہنود حق کے ظہور کو بعض چیزون میں [illegible]
کلام کرنے کو زبان حق کے ساتھ یا صادر ہونے والے اون افعال کے جو مرتبہ الوہیت کے ساتھ مخصوص ہین جیسے خوارق عادات
اور مخلوقات کی حکمرانی حق کی نیابت جانتے ہین اس لئے ان کے ساتھ اس قسم کا معاملہ ہوا اور بدھ کے چار دفتر [illegible]
اور مدت دراز تک ہدایت ان مین یون ہی جاری رہی یہان تک کہ بیاس نامی ایک شخص پیدا ہوا اور اوس نے [illegible]
اغوا سے اون کے تمام مذہب کو برباد کرکے شرک اور بت پرستی پھیلا دی پھر تمام ہندو بید کی توحید کو ترک کرکے [illegible]
اور صورت پرستی اختیار کرلی اور ان کی بت پرستی کی حقیقت یہ ہے کہ جو بعض ملائکہ خدا کے حکم سے دنیا مین [illegible]
کاملون کی روحون کا وفات کے بعد اس عالم مین تصرف باقی ہے یا بعض زندہ آدمی کہ اون کے عندیہ مین [illegible] حضرت خضر کے
زندہ جاوید ہین اونکی تصویرین بنا کر اونپر متوجہ ہوتے ہین اور اس توجہ کی وجہ سے مدت دراز کے بعد اوس شخص کے ساتھ [illegible]
وہ صورت سے مناسبت حاصل کرلیتے ہین اور اس مناسبت کی وجہ سے اپنی دنیا و آخرت کی حاجات [illegible]
یہ بات کفار عرب کے اعتقاد کے ساتھ مناسبت نہین رکھتی اس لئے کہ وہ بتون کو بالذات متصرف [illegible]
الٰہی کا آلہ نہین مانتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ خدائے زمین ہین آسمان کا خدا اللہ [illegible] اور بتون کی
تحیت ہی سجدہ عبادت نہین کہ ان کے طریقے مین ماں باپ پیر اوستاد وغیرہ بزرگ کو سلام کی جگہ سجدہ کرتے ہین جیسے [illegible]
کیا کرتے ہین اور دین اسلام مین ہر طرح کا سجدہ منسوخ ہوگیا ہے ورنہ پہلی امتون مین جائز تھا جیسا کہ حضرت یوسف اور [illegible]
بھائیون کے قصے مین وقوع مین آیا ان ہنود مین شرائع کا اختلاف موافق اختلاف اقوام کے جیسے کہ [illegible]
اور برہمن قدیم سے جاری ہے اور ایسی باتین ہماری پرانی شرائع مین بھی تھین اس لئے کہ بنی اسرائیل کی [illegible]
نسل کے لئے خاص خاص احکام تھے بلکہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی شریعت مین بھی خصوصیت بعض [illegible]
موجود ہے دیکھو بنی ہاشم کو مصرفیت خمس اور حرمت زکوٰۃ اور حرمت تنزیل کے خاص [illegible]
خلافت کے ساتھ ممتاز ہین اور مشرکین عرب کے لئے جزیہ نہین [illegible] یہی حکم ہے کہ [illegible]
کلام پر ہے کہ اوتار ہنود مظاہر حق گذرے ہین جو اوسی کی قسم سے ہین [illegible]
اور ناقہ حضرت صالح ہین لیکن اس فرقہ کے عوام نے بسبب قصور فہم کے ظاہر [illegible]
سمجھ کر گمراہی مین پڑ گئے اسی طرح اور قومون کے ساتھ معاملہ ہدایت الٰہی کا [illegible]

Marfat.com

تارک الدنیا لوگون اور گوشہ نشینون کی عظمت اور بزرگی ملحوظ رکھنے کا اعتقاد مستحکم تہا تو اون کے ذریعہ سے ہدایت کی گئی یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی آیات مین خالص بفظون کا ذکر کیا ہے تو منذر و نذیر کا بہی ذکر کیا ہے سورہ یونس مین ہے لکل امۃ رسول ہر فرقہ کا ایک رسول ہے سورہ شعرا مین ہے وما اھلکنا من قریۃ الا لھا منذرون ذکری وما کنا ظالمین یعنی ہمنے کسی گاؤن کو بے انکے ہلاک نہین کیا کہ آگاہ کرنے کو اون کے پاس ڈر سنانے والے آئے ، اور اونہون نے نمانا اور ہم ظالم نہین ہین یہ آیات علی العموم شامل ہین ہر ایک بستی کو خواہ ایشیا مین ہو یا افریقہ مین یا یورپ مین اور وہ ہادی خواہ رسول ہو یا کوئی عابد و زاہد و عالم غرضکہ حجت کا تمام کرنا جناب الہی کی طرف سے جملہ بنی آدم کیلئے ثابت ہے اگرچہ ہمکو تفصیلوار حالات اون شخصون کے اور اون کے نام اور پیدائش کے وقت اور برس مین معلوم نہون مگر اسمین شک نہین کہ رحمت عامہ الہی نے بندون کی مصلحتون کی رعایت کو ان ممالک وسیع مین باقی نچہوڑا ہوگا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور تک ہر قوم ایک ہادی کے دین پر ہوگی اور جب اون کا ظہور ہوا اور سب قومونکی طرف بہیجے گئے اور اون کا دین سب دینون کا ناسخ مقرر ہوا تو جو اونکا معتقد نہوا وہ کافر ہے اور اون سے جو اگلی قومین ہادیون کے دین پر رہین وہ کافر نہین اور آنحضرت کے نہونیکے زمانہ مین اون کے وارث اونکے قائم مقام ہین کثیر بن قیس سے احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما وانما ورثوا العلم یعنی پیمبرون کے وارث علما ہین پیمبرون نے دینار و درم کا ورثہ نہین چہوڑا بلکہ اونہون نے علم کی وراثت چہوڑی ہے پس وارثان ظاہر علمای ظاہر ہین جو لوگون کو صریح قرآن و حدیث کی طرف کہینچتے ہین اور اللہ تعالیٰ کی عادت اس بات پر جاری ہے کہ جب تک آدمی اہل علم کی صحبت اختیار نہ کرے اگرچہ کتب مین انتہا درجہ کو کرے مگر علم حاصل نہین ہوتا اسی طرح مرید جب تک اہل دل کی صحبت و خدمت مین نرہے صاحب دل نہین ہوسکتا اگرچہ سینہ مین دل سرگرم فغان ہو مگر چونکہ علم لدنی ایک پوشیدہ چیز ہے اور حق باطل کے ساتہہ اشتباہ رکہتا ہے اسلئے جہان امید نفع عظیم کی ہے نقصان کا اندیشہ بہی ساتہہ ہے پس بیعت کرنے مین اور کسی کے ہاتہہ مین ہاتہہ دینے مین عجلت نہ کرے مبادا کہ اسکا ہاتہہ شیطان کے ہاتہہ مین جو انسان کی صورت مین ہو چلا جائے اور نعمت ایمان زائل ہوجائے جب تک شیخ کامل مکمل نملے کسی کا مرید نہو ؎ ای بسا ابلیس آدم روی ہست پس بہر دستے نباید داد دست + اور ہر کامل مکمل کی تلاش کی یہ صورت ہے کہ درویشون سے اکثر ملاقات کرتا رہے اور اون سے بہت ملے اور بیباخنہ کسی درویش پر اعتراض اور عیب جوئی نہ کرے اور آپ متابعت کرنے مین جلدی نہ کرے مگر بہت سے تامل اور تفحص کے بعد اور صورت اس تامل و تفحص کی یہ ہے کہ اول یہ دیکہے کہ یہ درویش شرع کے احکام کا بہی پابند ہے یا نہین اگر شرع کا پابند نہو تو بیعت نکرے اگرچہ خرق عادت اوس سے بہت کچہہ سرزد ہو اس لئے کہ احتمال نفع کا یہان کم ہے اور ضرر کا احتمال زیادہ ہے مخدوم اخی جمشید کا قول ہے کہ طالب صادق کو چاہیئے کہ قدم

Marfat.com

متابعت شریعت حضرت رسالت پناہی مین رہے اور اعمال مین اون کی پیروی کرتے اور [illegible]
اوسمین سے سر مو بھی فرق نہ کرے ہمیشہ سنت پر مستقیم رہے اگر کوئی دریا پر چلتا ہو یا آگ مین [illegible]
دکھاتا ہو اور اللہ کے فرایض مین سے کوئی فرض ترک کرے یا حضرت کی کسی سنت مین عمداً [illegible]
سے کم نہین اور اسکی کرامت استدراج و مکر اللہ ہے ۔ جنگ دجال از دولت و رنگ ابدال از دولت
در ضمیر و رنگ شاہان در خطاب + اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تطع منہم آثما او کفورا یعنی اون مین گناہگار
اور کافر کا تو کہا مت مان پس اول گناہگار کی اطاعت سے منع کیا پھر کافر کی اطاعت سے اسلئے کہ کفر کی صحبت سے سبب
ظہور کفر کے مسلمانون کو اسقدر مضرت نہین جیسے کہ مسلمان گناہگار کی صحبت اوسے مضر ہوتی ہے پھر تمنے اکثر دیکھا ہوگا کہ مسلمان
باوجود اختلاط کفار و ہنود کے رات دن کے معاملات مین اسقدر نقصان اسلام مین نہین پہونچتا جتنا اثر فاسق مسلمانون کی
صحبت اور صحبت سے پہونچتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ہواہ وکان امرہ فرطا
یعنی اوسکا کہا مت مان ہمنے جسکا دل اپنی یاد سے غافل کیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی متابعت کرتا ہے اور [illegible]
نکلا ہوا ہے وہ شخص مستقیم الاحوال ہو اور ولایت کا دعویٰ اپنی ذات کے لیے رکھتا ہو نہ یہ کہ اپنے اجداد کے کمالات کی وجہ سے
مرید کرتا ہو جیسا کہ پیرزادون کا دستور ہے تو دعوی اوسکا صحیح ہے لیکن صحت دعویٰ پر دلیل کی ضرورت ہے اور وہ دلیل
ظہور کرامات ہے جن کے ساتھ شرع کی متابعت اور قرآن و حدیث پر استقامت بھی ہو کیونکہ شیخ کامل مکمل کی شناخت صرف ظہور
خرق عادات اور ملاحظہ کرامات ہی نہین اس لئے کہ ایسی چیزین جوگیون اور فلاسفہ کو بھی حاصل ہین پس یہ باتین سعادت
کی علامات نہین بلکہ شیخ کامل مکمل کے صدق کی یہ علامت ہے کہ ظاہر شرع پر مستقیم اور قرآن و حدیث پر عامل ہو تاکہ اطلاق
متقی کا اوسپر صحیح ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ولایت کو تقویٰ مین حصر کیا ہے ان اولیاءہ الا المتقون یعنی اوسکے دوست
اوسکے وہی لایق ہین جو متقی ہین ۔ سوا متقی کے کوئی اوسکا دوست نہین ہو سکتا ملامت اوسکی دوستی کے ساتھ [illegible]
اور غالب کا اعتبار ہے ۔ شیخ الاسلام ہروی نے کہا ہے ملامت اسکا نام نہین ہے کہ کوئی شرع کی بیحرمتی کا کام کرے اور لوگ اوسکی
ملامت کرتے رہین بلکہ ملامت یہ ہے کہ حق سبحانہ کے کام مین باک نہ کرے ۔ مین کہتا ہون کہ یہ ملامت کی تفسیر اس آیت کے
مطابق ہے لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم یعنی اظہار دین خدا مین اور اوسکی تائید و تقویت مین ملامت کرنے والون کی
ملامت سے نہین ڈرتے اور شرع و عقل کا حکم یہ ہے کہ دفع ضرر کو جلب منفعت سے اہم سمجھنا چاہیے پس [illegible]
اوس سے بھاگے اور جو ظاہر مین متقی ہو اوس سے ملنا چاہیے اور اوسکے ہاتھ مین ہاتھ دینا [illegible]
مقصود ہے کہ نفع پہونچے یا نہ پہونچے اور سب سے بہتر ولایت کی دلیل یہ ہے کہ اوسکے [illegible]
اللہ سے دل سرد ہو جائے توفیق حسنات کی اور اجتناب و بیزاری سیئات سے حاصل ہو [illegible]
حضوری حاصل ہو اور یاد خدا مین دل کو اطمینان حاصل ہو جتنے عمل صالح کرے [illegible]

Marfat.com

اسے پہونچی ہے قوت دیکھے اور جتنے گناہ اوس سے سرزد ہون اون سے اوسکو بے آرامی پیدا ہو اور اس نسبت وحالت مین
نقصان آنے لگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے اذا سرتك حسنتك وساءتك سيئتك فانت مؤمن
رواه احمد عن ابی امامة یعنی جبکہ تجھکو اپنی نیکی اچھی اور اپنی برائی بری معلوم ہو تو اسوقت تو مومن ہے۔ یہ کنایہ اسی
اطمینان وبے آرامی وتنگدلی سے ہے لیکن عوام الناس اور غبی لوگ تاثیر صحبت اول صحبت مین نہین معلوم کرسکتے اسلئے اوسکے
ایسے مرید سے کہ عالم وعاقل وعادل ہو دریافت کرے اور تاثیر صحبت کا حال پہونچے اللہ تعالی فرماتا ہے فاسئلوا اهل الذكر
ان كنتم لا تعلمون پوچھو یاد رکھنے والون سے اگر تمکو معلوم نہین۔ اور ابو داؤد نے جابر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے انما شفاء العی السوال یعنی بیماری نادانی کی شفا علما سے پوچھنا ہے پس اگر کوئی شخص گواہی
دے اوسکی تاثیر صحبت پر اور اس بات کا احتمال ظاہر نہو کہ اسنے طلب جاہ ومال کے لئے یہ فریب گانٹھا ہے اور پیر عاقل بھی
احمق اور غلط کار نہو تو ایسے پیر کی تصدیق کرنا چاہیئے اور اگر کئی ایسے آدمی کسی پیر کی نسبت ایسی شہادت دین تو غلبہ ظن
حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ کثرت روایات کی حد تواتر کو پہونچتی ہے پس یقین حاصل ہو جاتا ہے لیکن غلبہ ظن کا بھی مرد مستقیم الاحوال
کی خدمت مین عقیدت ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے اسلئے مرد متقی کی صحبت مین ضرر کا احتمال نہین ہے اور نفع اگرچہ یقینی نہین
لیکن احتمال پھر بھی اسکا ہے پس ایسے مرشد کی صحبت مین نفع کی جستجو چاہیئے اگر حاصل ہوا جنہا ورنہ دوسری جگہہ رجوع
کرے اگر کسی پیر کی خدمت مین عرصہ تک حسن اعتقاد کے ساتھہ رہنے سے بھی نفع حاصل نہوا اور اوسکی صحبت کی تاثیر
نہ پڑے تو مرید پر واجب ہے کہ اوسکی صحبت کو ترک کردے اور دوسرا پیر تلاش کرے ورنہ مقصود ومعبود وہی پیر
ٹھہرے گا نہ خدا اور یہ اچھا نہین۔ حضرت عزیزان علی رامیتنی پیر طریقہ نقشبندیہ فرماتے ہین ؎ باہر کہ نشستی ونشست
جمع دلت + وز تو نہ رسید صحبت آب وگلت + زنہار ز صحبتش گریزان مے باش + ورنہ نکند روح عزیزان بعلت
لیکن اگلے پیر سے بد اعتقاد نہو جائے ممکن ہے کہ وہ صاحب کمالات ہو مگر اسکا حصہ اوس کے پاس نہو اسی طرح اگر
شیخ کامل ہو اور دنیا سے گذر جائے اور مرید درجہ کمال پر نہ پہونچا ہو تو یہ واجب ہے کہ دوسرے پیر کی صحبت اختیار کرے
کیونکہ مقصود اللہ تعالی ہے نہ خاص پیر حضرت مجدد فرماتے ہین کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو صحابہ نے
حضرت ابوبکر صدیق سے بیعت کرلی اور مقصود اس بیعت سے صرف دنیاداری کے کام نہ تھے بلکہ کمالات باطنی کا حاصل
کرنا بھی مدنظر تھا اور یہ خیال کرنا نہ چاہیئے کہ اولیاء اللہ کا فیض بعد الوفات بھی جاری ہے پس طلب دوسرے پیر کی
عبث ہے اس لئے کہ اولیاء کا فیض موت کے بعد اسقدر نہین ہوتا کہ ناقص کو کامل کرسکین ہمنے مانا کہ اموات سے بھی
حاصل کرسکتے ہین مگر اسمین شک نہین کہ جسقدر جہات مین مطالب کا حل اور کمالات کا اخذ ہوسکتا ہے وہ انتقال
کے بعد ممکن نہین۔ اور جبکہ مرید کو ایسے پیر کی صحبت حاصل ہو جائے کہ اوسکی تاثیر اسمین اثر کرتی ہے تو اوس کی
صحبت کو غنیمت سمجھے اور اوسکو اپنی دولت مضبوط پکڑلے بعد اسکے عشق ومحبت کو دل مین مضبوط کرے اور

نفس کو بطور مردہ بدست زندہ کے اوسکے ہاتھ مین سپرد کردے اور اوسے شرع کی ترازو مین تولتا رہے اگر شرع کے موافق [illegible]
جو کچھ بے اختیار وارد ہوا اوسکو [illegible] اپنے قصد و اختیار سے کوئی حرکت [illegible]
اکابر نے بھی اپنے اختیار سے کوئی فعل ایسا نہین کیا اور اہل باطل کا اتباع [illegible]
تو اللہ تعالی سے دعا کرتا رہے کہ مجھے اوسکی صحبت سے ہمیشہ بہرہ مند رکھے اور اوس پیر کے احکام [illegible]
بات کا خیال رکھے کہ کوئی ایسی حرکت نکرے کہ پیر کی ناخوشی کا موجب ہو کیونکہ پیر کی رضامندی اللہ کی [illegible]
اور ترقیات کا موجب ہے اور اوسکی ناخوشی سے فیض اور فتوحات بند ہوتے ہین۔ اور پیر کی اطاعت مین تقصیر کرنے سے
ترقیات رکتے ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی [illegible]
لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔ اے ایمان والو اپنی آوازون سے
آواز پر اونچا مت کرو اور اوس سے بات بلند آواز سے مت کرو جیسے آپس مین باتین کرتے ہو کہین ضائع [illegible]
اور تمکو خبر نہو۔

خواجہ عبید اللہ کہتے ہین مرید وہ ہے کہ ارادے کی آگ مین جل گیا ہو اوسکی تمام مرادین مٹ گئی ہون دل کی [illegible]
آئینہ پیر مین اپنی مرادون کا جمال دیکھا ہو اور تمام چیزون کی طرف سے توجہ اوٹھا کر جمال پیر کو قبلہ توجہ بنایا ہو اور پیر کی
بندگی مین آزادی کو دیدیا ہو اور نیاز و اخلاص کا سر پیر کے آستانہ پر رکھدیا ہو تمام باتون کو چھوڑ کر اپنی سعادت کو پیر کی
قبولیت مین منحصر سمجھا ہو اور اپنی شقاوت کو پیر کے رد کرنے مین منحصر جانا ہو بلکہ اپنی جان کو ہیچ سمجھ لیا ہو اور دونون کے
وجود مین بھی تفرقہ و شعور اوسکو حاصل نرہے ؎ آن را کہ در سرائے نگارے ست فارغ ست [illegible]
و تماشائے لالہ زار + اور مولانا جلال الدین رومی رح کہتے ہین کہ حضرت خداوند شمس الدین تبریزی کا قول ہے کہ [illegible]
کی یہ علامت ہے کہ کسی طرح غیرون کے ساتھ صحبت نرکھے اور بیگانون کی صحبت مین کبھی بیٹھنا ہی چاہے تو [illegible]
جیسے مسافر مسجد مین اور بچہ مکتب مین اور قیدی جیل مین **مسئلہ** رسالہ سند و مجاز مین مجدد صاحب [illegible]
کبھی پیر اپنے مرید کو کہ ابھی ناقص ہوتا ہے اجازت تعلیم طریقت کی دیتا ہے تاکہ مریدون کے اجتماع کے [illegible]
کا [illegible] جائے۔ مولانا نقشبند نے مولانا یعقوب کو درجہ کمال تک پہونچنے سے پیشتر ہی اجازت [illegible]
تھی اور فرمایا تھا کہ اے یعقوب جو کچھ تمکو ہم سے فائدہ پہونچا ہے وہ لوگون کو پہونچا دو مولانا یعقوب [illegible]
عطار کی خدمت مین سرانجام پایا اسی لئے نفحات الانس مین مولوی جامی نے مولانا یعقوب کو مریدان [illegible]
کہا ہے اور دوبارہ خواجہ نقشبند سے نسبت دی ہے۔

مسئلہ بعضے صوفی کہتے ہین کہ مرید کو ضرور ہے کہ اپنے پیر کو دوسرے مشائخ پر تفضیل دینے [illegible]

Marfat.com

عقیدہ باطل ہے اللہ تعالیٰ سورہ یوسف مین فرماتا ہے فوق کل ذی علم علیم ہر جاننے والے کے اوپر ایک جاننے والا ہے
بعضے کہتے ہین کہ تفضیل کی دو صورتین ہین ایک باختیار کہ یہ سمجھے کہ میرا پیر میرے حق مین دوسرون سے انفع ہے اور
یہ بات صحیح ہے۔ دوسری بے اختیار اور یہ سکر اور فرط محبت کے ثمرات مین سے ہے اور جب محبت کامل ہو جاتی ہے تو محب
کی نظر مین سوا اپنے محبوب کے اور کے فضائل کم سماتے ہین پس اس صورت مین مرید بسبب سکر کے معذور ہے اور ان
دونا دیلون کے سوا اس بات کے اور معنی نہین۔ جب مرید کو ذکر اور اشغال کے درمیان تفرقہ یا وسواس یا قبض معلوم
ہو تو چاہیے کہ سرد پانی سے غسل کر ڈالے اور جو ٹھنڈے پانی سے اپنے مزاج مین نقصان سمجھے تو گرم پانی سے نہا ڈالے اسکے
بعد خلوت مین داخل ہو اور دو رکعتین پڑھے اور بہت گریہ وزاری و عاجزی سے استغفار کرے اور اپنے حال اور وقت کیطرف
متوجہ ہو اور جو اپنا وقت اور وہی تفرقہ رہے تو اپنے پیر کا اپنے خیال مین تصور باندھے جو اوسکا مربی ہے کہ اوسکی برکت سے
تفرقہ جاتا رہے اور جمعیت حاصل ہو اور جو اسپر بھی تفرقہ نہ جائے تو کہے یا فعّال تشدید کے ساتھ اور جو اس سے بھی
تفرقہ نہ جائے تو کہے کہ یہ تفرقہ خدا کی طرف سے ہے اوس سے موافقت کرے تو آپ عین جمعیت مین ہو جائیگا اور ایسا بہت
کم ہے کہ تفرقہ اس لحاظ سے بھی رہے اور جو ایسا خطرہ آئے کہ متعلق اعمال سے ہے جیسے رغبت گھوڑے خریدنے کی یا اور
کچھ جو شرع مین مباح ہے تو وہ کام کرے یا اوسے اپنے دل سے نکال ڈالے یہان تک کہ اوس خطرہ کو دشمن جان لے اور
کوشش کرے اوسکے دفع کی اور خطرات کی کئی قسمین ہین اسطرح کہ اگر دل مین کسی حق بات کا خطرہ پیدا ہو اور کوئی دوسرا خطرہ
پیدا ہو کر اوسکی مزاحمت نکرتا ہو تو یہ خطرہ ربانی و حقانی ہے اور اگر کوئی دوسرا خطرہ اوسکی مزاحمت بھی کرتا ہو تو یہ خطرہ
ملکی کہلاتا ہے اور اگر وہ خطرہ کسی باطل بات کا ہو اور تھوڑی سی توجہ سے زائل ہو جائے تو شیطانی ہے اور اگر یہ خطرہ باطل
تھوڑی سی توجہ سے زائل نہو سکے تو نفسانی ہے اور پچھلے تین خطرون کا دفع کرنا مرید کو لازم ہے اور خطرۂ ربانی کو قایم رکھے
اور خطرون کو پہچاننا اور تمیز کرنا بہت مشکل ہے اور بعض بیان کرتے ہین کہ خطرۂ نفسی قلب کے نیچے سے پیدا ہوتا ہے اور
خطرۂ شیطانی قلب کی بائین طرف سے اور خطرۂ ملکی قلب کی دائین طرف سے اور جو خطرہ حقانی و ربانی ہوتا ہے وہ قلب
کی اوپر کی جانب سے ہوتا ہے اور اوسے وہ جان لیتا ہے جو صاحب تقویٰ اور زاہد اور پرہیزگار ہو حلال طیب کھاتا ہو
اور ہمیشہ خطرون کی نگہبانی کرتا ہوا اپنے دلمین خطرہ کو آنے نہ دیتا ہو اور مقصود یہ ہے کہ وقت کی رعایت رکھے کیونکہ کوئی
شئی وقت سے زیادہ عزیز نہین ہے کیونکہ وقت سیف قاطع ہے جب وقت گیا تو پھر ہاتھ نہین آتا ؎ گیا وقت پھر
ہاتھ آتا نہین ۔ حفظ اوقات ذکر اور مراقبہ اور نماز اور تلاوت قرآن شریف سے ممکن ہے **مسئلہ** فتوحات مین لکھا ہے
کہ روم نے کہا ہے من قعد مع الصوفیۃ وخالفھم فی شئ مما یتحققون بہ فنزع اللہ نور ایمان فی قلبہ یعنی
صوفیہ کے ساتھ رہکر اونکی مخالفت اون چیزون مین کرنا نہ چاہیے جو اونکے نزدیک متحقق ہین اسلئے کہ ان فعلون سے اللہ تعالیٰ
نور ایمان کو دل سے نکال لیتا ہے اور یہین سے یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ مرید کو پیر پر اعتراض کرنا نچاہیے کیونکہ فیض حاصل

نہین ہوسکتا اور دلیل اسپر حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام کا قصہ ہے کہ جب موسیٰ نے اون سے کہا کہ [illegible]
رہکر وہ علوم جو خدا نے تمکو بخشے ہین سیکھونگا تو حضرت خضر نے جواب دیا کہ اگر تم میری صحبت [illegible]
کسی کام پر اعتراض مت کیجیو مگر جب موسیٰ نے اعتراض کئے تو دونون مین جدائی ہوگئی اور حضرت خضر نے کہا ھذا
فراق بینی وبینک اب جدائی کی تیاری کیجیے اور رفاقت سے امید قطع کیجیے موسیٰ علیہ السلام کا اعتراض نہ کرنے
کی رعایت کی وجہ سے تھا کہ اون کامون کے اسرار سے مطلع نہ تھے۔ شیخ مؤید الدین جندی کہتے ہین کہ مینے اپنے
شیخ صدر الدین سے سنا ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی کی خواجہ خضر سے ملاقات ہوئی تو خضر نے اون سے کہا کہ مین نے
حضرت موسیٰ بن عمران کے لئے ایکہزار مسئلے جمع کئے تھے اون کی وقت ولادت سے ملاقات کے زمانہ تک جو کچھ
گذرا تھا مین نے مہیا کیا تھا اونہون نے اون مین سے تین مسئلون پر بھی صبر نکیا اور اگلی امتون کے لئے مجھے تلاوت
قرآن کے لئے نہین نازل ہوئے ہین بلکہ مقصود اون سے یہ ہے کہ اس امت کے متفکرین ان سے عبرت پکڑین اور
جبتک ہماری شرع مین اونکا نسخ موجود نہو اونسے نصیحت حاصل کرنا چاہیے اور یہ بھی یاد رکھو کہ اگر عمر بھر مین کوئی فعل
ایسا پیر سے صادر ہو کہ بظاہر شرع کے مخالف معلوم ہو تو اوسکو سکر پر یا مجاز پر یا عدم دریافت معنی پر حمل کرنا چاہیے اور اگر وہ
گناہ بھی ہو تب بھی ولی کو برا نکہے اسلئے کہ اولیا معصوم نہین ہین آخر بشر ہین خواہشات بشری رکھتے ہین عصمت خاصہ
انبیاء کا ہے سوا اون کے کوئی معصوم نہین اور عصمت کے یہ معنی ہین کہ صغیرہ و کبیرہ کا صدور عمداً و خطأً ممکن نہو اور خواب
و بیداری اور ہذیان و سکر مین عقل کے اندر خلل نہ آئے غفلت پیدا نہو اور یہ صفت انبیا مین ضروری ہے تاکہ وحی مین اشتباہ
پیدا نہو اور غیر انبیا مین اسکا قائل ہونا اجماع کے خلاف ہے۔ جنید سے کسی نے پوچھا کہ اگر عارف سے زنا واقع ہو
تو کیا ہوگا جواب دیا کان امر اللہ قدرا مقدورا یعنی اللہ کا حکم مقرر ہو چکا ہے۔ ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اون سے نوشتۂ تقدیر کے زور سے زنا واقع ہوگیا حق تعالیٰ نے ہر [illegible]
دی کہ اپنے اوپر رجم جاری کرائی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الحسنات یذھبن السیئات البتہ نیکیان [illegible]
برائیون کو مطلق گناہ نہ کرنا ملائکہ کا کام ہے اور گناہ پر اصرار رکھنا ابلیس کا کام ہے اور گناہ کرنا اور پھر [illegible]
ہو کر اون کا ترک کرنا بنی آدم کا کام ہے جب آدم علیہ السلام نے شیطان کے اغوا سے نافرمانی الٰہی کی [illegible]
کھا لیا اسکے بعد اللہ تعالیٰ اون کے حال مین فرماتا ہے فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ [illegible]
یعنی آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی باتین سیکھ لین پھر اسکی طرف متوجہ ہوا تحقیق اللہ [illegible]
یہان آدم سے مراد فقط ذات ابو البشر نہین بلکہ تمام ذریات منظور نظر ہین جو کہ اصل [illegible]
اجمال کے ساتھ ہے آدم علیہ السلام کی ذریات صلب آدم مین مستتر ہین جیسے تیل تل مین [illegible]
اور پانی کا عنصر رگ و ریشہ شجر مین مخفی و منتشر ہوتا ہے۔

Marfat.com

کاملون اور مرشدون کے آداب

کاملون کو بھی مزید طلب لازم ہے طلب قرب خدا مین قناعت کرنا نہ چاہیئے بلکہ قرب الہی کا حق تعالی سے سوال کرتے رہنا چاہیئے بی بی عائشہ سے ابوداؤد نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اوٹھتے تو فرماتے اللّٰھم زدنی علما ای اللہ زیادہ کر میرا علم - صاحب مجاہدہ کو چاہیئے کہ جہد و ریاضت اور تحصیل مراتب قرب مین قصور نکرے اس لئے کہ جب تک جان باقی ہے مجاہدہ بھی باقی ہے حق تعالی نے فرمایا ہے واعبد ربک حتی یاتیک الیقین یعنی اپنے رب کی وہان تک عبادت کر کہ تجھے موت آئے مغیرہ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو یہان تک قیام کیا کہ آپ کے پاؤن سوج گئے آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ اتنی مشقت کیون گوارا فرماتے ہین حالانکہ آپکے اگلے پچھلے گناہ تمام مغفور ہو چکے ہین آپنے جواب دیا افلا اکون عبدا شکورا کیا نہون مین بندہ شکر گذار یعنی اللہ تعالی نے جو میرے سب گناہ بخشدئے ہین تو پس مین کیا مشقت عبادت کی چھوڑ دون اور بندہ شکر گذار نہ بنون بلکہ یہ نعمت مغفرت کی اور جسقدر نعمتین مجھے عطا ہوئی ہین اوس کے شکرانہ مین مجھے بہت سی عبادت کرنی چاہیے تا کہ مین بندہ شکر گذار بن جاؤن حضرت علی سے منقول ہے کہ فرمایا جس قوم نے رغبت جنت اور آرزوے ثواب کے واسطے عبادت کی تو یہ عبادت سوداگرون کی ہے اور دوزخ اور عذاب کے ڈر سے عبادت کی تو یہ عبادت غلامون کی ہے اور جس قوم نے شکر گذاری کے لئے عبادت کی تو یہ عبادت احرار یعنی آزادون کی ہے بوعلی سینا نے بھی اوس عبادت کو جو رغبت جنت کے لئے کرین ناپسند کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ایک قسم کی تجارت ہے کمالات مین اسکا شمار نہین اور صوفیہ کی ایک جماعت نے بھی یہی راے اختیار کی ہے اور کہا ہے کہ گناہ کا ترک کرنا دوزخ کے خوف سے بے حقیقت ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ یہ بات مقصود قرآن کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالی سورہ اعراف مین بندہ کو سمجھاتا ہے وادعوہ خوفا وطمعا پکارو اوسکو ڈر اور طمع سے اور سورہ توبہ مین فرماتا ہے ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان الجنۃ - اللہ نے خرید لی مسلمانون سے اون کی جان اور مال کو اسی قیمت پر خرید لیا کہ اون کے لئے بہشت ہو اور سورہ صافات مین کہتا ہے ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم من عذاب الیم کیا مین تمکو ایک ایسی سوداگری بتاؤن جو تمکو عذاب دردناک سے بچائے اور اور بھی جگہ قرآن مجید مین اس قسم کا ارشاد کیا ہے اور انبیا علیہم السلام کی دعوت بھی جنت کی طرف رغبت اور دوزخ سے بچنے کے لئے تھی اس انکار سے کارخانہ دین و ملت مین برہمی پیدا ہوتی ہے ذات خاص الہی کی طلب کہ تمام شوائب حدوث سے مبرا ہو غیر معقول ہے مقصود اصلی رضاے الہی کی طلب ہے جو جنت مین داخل ہونے اور دوزخ سے بچنے کا سبب ہے اعمال صالحہ جنت کی آبادی کا ایک سبب ہے جیسے کہ گناہ دوزخ کا مادہ ہے **مسئلہ** کامل اگر کسی کو اپنی ذات سے زیادہ کامل پائے تو چاہیئے کہ اوس سے فیض حاصل کرے بلکہ اپنے سے کم مین بھی اگر کوئی فضیلت کی خصوصیت پائے تو وہ بھی طلب کرے دیکھو حضرت علی علیہ السلام نے حضرت خضر سے علم

Marfat.com

تحصیل کی تھی اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے بخاریؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
یون سکھایا ہے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم
بیچ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جیسی رحمت بھیجی تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور آل ابراہیم
مجدد الف ثانی نے فرمایا ہے مبدء تعین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مبدء محبوبیت خالص ہے اور ابراہیم علیہ کا مبدء خلت ہے اور
خلت پایہ متابعت محمدی کا زینہ ہے صاحب ولایت محمدی کے لئے ولایت ابراہیمی ضرور ہے کیونکہ بغیر سیڑھی کے اوپر
چڑھنا دشوار ہے لیکن جو کہ محبوبیت خالص نہیں چاہتی کہ محبوب پایہ زینہ پر ٹھہرے اور مقام خلت میں بھی ایک فضیلت عظیم
ہے گو محبوبیت خالص کے زینہ کا پایہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ مقام خلت کی فضیلت بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بعضے متبع حاصل کریں تاکہ وہ منصب عالی بھی اوس سرور محبوبان کے تحت میں ہو جاوے انتہی۔ بعضے نافہم وہابی
اس تقریر پر اعتراض کرتے ہیں مسئلہ اولیاء اللہ کہ تکمیل ارشاد کی قدرت رکھتے ہیں اونکو چاہیے کہ لوگوں کو بتاویں تاکہ
اون سے فیض باطنی حاصل کریں اور نالائقوں کے طعن و تشنیع کا خوف اولیا کو نہ چاہیے۔ ثوبان سے ابوداؤد و ترمذی نے
روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاھرین لا یضرھم من خذلھم حتی
یاتی امر اللہ۔ یعنی میری امت میں سے ایک جماعت حق پر ہمیشہ ثابت رہیگی اور دشمنان دین پر غالب رہیگی اون کا
مخالف اونکو ضرر نہیں پہونچا سکیگا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آوے۔ مخلوق کو حق تعالیٰ کی طرف بلانا انبیاء کا منصب ہے
اور اولیاء انبیا کی نیابت میں کام کرتے ہیں پس اس منصب عظمیٰ کو سفہا کی انکار کی وجہ سے چھوڑنا چاہیے اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاؤا بالبینات والزبر۔ اگر یہ تجھکو جھٹلاتے ہیں تو تجھ سے پیشتر
بھی بہت سے رسول جو نشانیاں اور صحیفے لائے تھے جھٹلائے گئے ہیں اور منصب ارشاد بہت عالی ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت ہے اسکا ثواب سب عبادتوں سے زائد ہے۔ ترمذی نے ابی امامہ باہلی سے روایت کی
ہے ذکر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلان احدھما عابد والآخر عالم فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادنیٰکم ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ
وملائکتہ واھل السموات والارض حتی النملۃ فی جحرھا وحتی الحوت لیصلون علی معلم الناس الخیر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو شخصوں کا ذکر ہوا کہ ایک اونمیں سے عابد ہے ہمیشہ تمام شب عبادت کرتا ہے
رکھتا ہے اور دوسرا عالم ہے کہ تعلیم خلق میں مشغول رہتا ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت سے دریافت کیا کہ
کون ہے آپ نے جواب دیا عالم کی بزرگی عابد پر اس طرح ثابت ہے جیسے میری بزرگی تم میں سے ادنیٰ پر
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے اور اہل آسمان و زمین یہاں تک کہ اپنے سوراخوں میں چیونٹی اور مچھلی
دینے والے کے حق میں دعائے خیر کرتی ہیں پس یہ مرشد کو چاہیے کہ اظہار [illegible]

Marfat.com

رحیم ہو کیونکہ یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات مین سے ہے اللہ تعالی فرماتا ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم
عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم تمہارے پاس تم مین سے رسول آیا ہے جسپر یہ بات شاق ہے
کہ تم ایذا مین پڑو تمہاری تلاش رکھتا ہے اور ایمانداروں کے حال پر شفیق و مہربان ہے - اور پیر کو چاہیئے کہ ترش رو اور آزار
کو ڈانٹے نہین مگر اسلام کے معاملہ مین ایسا کرے تو مضایقہ نہین اور شفقت رکھے نرم بات کہے سخت کلامی نکرے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے ہی کرتے تھے اور اگر اپنے حق مین اون کی تقصیرات کو دیکھے تو درگذر کرے کہ عفو کرنے مین اخلاق
کے ساتھ مناسبت ہے اور مخلوق کی رضامندی کے لئے طالبون کو دور نکرے اللہ تعالی فرماتا ہے ولا تطرد الذین یدعون
ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجھہ ما علیک من حسابھم من شیء وما من حسابک علیھم من شیء فتطردھم
فتکون من الظالمین یعنی اون کو مت بگھا جو اپنے رب کو صبح و شام پکارتے ہین اور اوسکی خوشنودی چاہتے ہین تیرے اوپر
اونکی وجہ سے کوئی مواخذہ نہین اور نہ تیری وجہ سے اونپر کچھ مواخذہ ہے جس خیال سے تو اونکو بہکا کر بے انصافون مین شمار
پائے - اور پیر کو چاہیے کہ مریدون سے منفعت مالی یا بدنی کا متوقع نہو اس لئے کہ ارشاد عبادت ہے اور اجرت عبادت پر
لینا جایز نہین اللہ تعالی فرماتا ہے لا تعد عیناک عنھم ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا یعنی اپنی آنکھین اون سے نہ پھیر
اس حالت مین کہ زینت زندگی دنیا کا ارادہ رکھتا ہو اور پیر کو نہ یہ چاہیے کہ بعض مریدون کو بعض پر ترجیح دے ہان ایسے مرید کو
ترجیح دینا مضایقہ نہین جو خدا کا زیادہ طالب ہو دیکھو ابن ام مکتوم صحابی نابینا حضرت کے مخلص تھے حضرت ایک دن ایک
رئیس قریش کو سمجھا رہے تھے وہ اوسوقت آکر اپنی طرف مشغول کرنے لگے کہ وہ آیا کیونکر ہے اوسکے معنی کیا ہین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اوس رئیس کو اونپر ترجیح دی اگرچہ مصلحت بھی اوسوقت اسی مین تھی مگر اللہ تعالی کو یہ بات ناپسند ہوئی اور آیہ
پیغمبر پر یون نازل فرمایا عبس وتولی ان جاءہ الاعمی وما یدریک لعلہ یزکی او یذکر فتنفعہ الذکری
اما من استغنی فانت لہ تصدی وما علیک الا یزکی واما من جاءک یسعی وھو یخشی فانت عنہ تلھی
یعنی تیوری چڑھائی اور منہ موڑا اس سے کہ آیا اوس کے پاس اندھا اور تجھکو کیا خبر ہے شاید وہ پاک ہو جاتا یا سوچتا تو سمجھانا
اوس کے کام آتا وہ جو پروا نہین کرتا سو تو اوسکی فکر مین ہے اور تجھپر اوسکے پاک نہونے کا کچھ گناہ نہین اور وہ جو آیا تیرے پاس
دوڑتا اور وہ ڈرتا ہے سو تو اوس سے تغافل کرتا ہے - اس سے معلوم ہوا کہ جو خدا کی طلب مین زیادہ مستعد ہو اوسکی تعلیم مین
زیادہ کوشش چاہیئے اور جو اس طرح کے نہون اونپر اوسکو ترجیح دینا چاہیئے اور صاحب ارشاد کو چاہیے کہ وقار کے ساتھ رہے
اور لوگون سے زیادہ اختلاط نہ کرے کیونکہ اس صورت مین اوسکی شوکت آنکھون مین کم ہو جائیگی اور دروازہ خلطیا بی کا
بند ہو جائیگا اور نہ کوئی ایسی حرکت کرے جو خلق مین اوسکی بے اعتباری کا سبب واقع ہو کیونکہ یہ بات کارخانہ ہدایت و
ارشاد کے مخل ہے اسی لئے صوفیہ نے کہا ہے ریاء الکاملین خیر من اخلاص المبتدئین مسئلہ کبھی پیر کو مریدون
باطن مین تصرف کرنے اور اونکا مرض دفع کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اور اوسکے دو طریق ہین ایک تو یہ ہے کہ جسوقت

Marfat.com

کسی کو بیماری ہو جائے تو وضو کرے اور دو رکعتین پڑھے اور اللہ کی طرف بہت متوجہ ہو کر اللہ سے دعا کرے کہ اوس شخص کو اوس سے صاف کر دے جو اوسے عارض ہوا ہے اور دوسرا طریق صاحب مرض و معصیت بنائے اور اوس کی جگہہ آپ ہو اور اوس کے دفع کرنے مین ثابت قدم رہے عزرائیل کے نزول سے قبل اوس کے دفعیہ کی کوشش کرے کیونکہ جب نازل ہوئے تو اونکا ٹالنا ناممکن ہے اور بدل ضرور ہے - اور بیماری مین مدد کی کئی صورتین ہین اول تو یہ کہ متوجہ ہو ہمت کے ساتھ اوس بیماری کے دفع کرنے کی دوسری یہ کہ اس سے اپنے اوپر بیماری کو اوٹھا لے تیسری یہ کہ متفرق خطرون کے دفع کرنے کی طرف متوجہ ہو اور مرض کے زائل کرنے سے متعرض نہو اسلئے کہ بیماری مین درجے بلند ہوتے ہین کیونکہ بیماری قواے دماغی کی صفائی کا باعث ہے اور جب دماغ پاک صاف ہو گیا تو اوس قوت دماغیہ سے وہ نور مطلق متعلق ہو گا جو بسیط ہے اور تمام موجودات کو محیط ہے اور تمام کائنات کا مقصود ہے اور خطرے اس معنی کے حصول سے مانع ہین اور یون بھی طالب حقیقی مین تصرف کرتے ہین کہ اوسکو اپنے سامنے بٹھائے اور اوس سے کہے کہ کل خطرون سے اپنے نفس کو خالی کرلے پھر متوجہ ہو ہمت کے ساتھ واسطے اوٹھا دینے حجاب ظلمانی کے پھر حجاب نورانی کے اور جب اوسے غیب حاصل ہو جاے تو اوس کے واسطے توجہ نہ کرے مگر جو کوئی گرہ پڑ جائے تو اوسے کھولدے ؛

ولایت کا جھوٹا دعوی کرنے والے اور دنیا طلب

جو کوئی جھوٹا دعوی ولایت و ارشاد کا کرتا ہے مال و اسباب اور عزت حاصل کرنے کے لئے وہ شیطان کا خلیفہ ہے اللہ کا ولی نہین بہت سے ملحد موحدون کی صورتون مین پھرتے ہین اور بہت سے زندیق شکلین صدیقون کی سی بنائے ہوئے ہین اس لئے تمیز ان لوگون مین مشکل ہے طالبین صادق اس تیر سے خون دل کھا رہے ہین ؎ نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند + نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند + ہزار نکتہ باریکتر ز مو اینجاست + نہ ہر کہ موی شکافد قلندری داند + غلام ہمت آن رند عافیت سوزم + کہ با گدا صفتی کیمیا گری داند + خیال رکھ کہ اہل مکر کا شکار نہ ہو اور شیطان کے فریب مین آکر راہ نہ بھول جائے ؎ صوفی نہاد دام سر حقہ باز کرد + بنیاد مکر با فلک حقہ باز کرد + اے دل بیا کہ ما بہ پناہ خدا دریم + زانچہ آستین کوتہ و دست دراز کرد + فردا کہ پیشگاہ حقیقت شود پدید + شرمندہ رہروے کہ عمل بر مجاز کرد + خواجہ عبد الخالق غجدوانی کے وصایا مین مذکور ہے کہ صوفیان یمین سے بھاگو یا ہمکو دین کے یہ لوگ چور ہین مسلمانون کو تباہ کرتے ہین - شارح وصایا شاہ خرب اللہ الہ آبادی نے لکھا ہے کہ چوری اور رہزنی ظاہری چوری اور رہزنی سے بہت بدتر ہے اسلئے کہ آدمی اکثر اوقات ظاہری چور سے اور ڈاکو سے بچ بھی جاتا ہے مگر ان چورون کے ہاتھ سے بچنا مشکل ہے اسلئے کہ اہنا یون کی صورتین بنا کر رہزنی کرتے ہین ؛ خواجہ عبد اللہ انصاری نے اپنے رسالہ مین لکھا ہے کہ اب ایک ایسی قوم پیدا ہوئی ہے کہ ان کے زبان [illegible]

Marfat.com

بھنگ کے اور کچھ نہین ان کے پاس دام بھی ہے دانہ بھی ہے شمع بھی ہے قندیل بھی ہے جبہ بھی ہے زنبیل بھی ہے سرائے بھی ہے
دکان بھی ہے گانا بھی ہے بجانا بھی ہے خانقاہ بھی ہے مریدون کا گروہ بھی ہے کوئی صوف پہنے ہوئے ہے کسی کے بال الجھے
ہوئے ہین غرض تمام حالتین ایسی رکھتے ہین کہ اگر آدمی ایک بار ان کے پاس آگیا تو صاف بچکر جانا دشوار ہے مقصود انکا
شہرہ و خرقہ ہے نہ اخلاص اور سوز دلی۔ زاہدون کو دیکھتے ہین تو اون کے طور کی باتین کرتے ہین اور مثل طاؤس
کے چمکتے ہین اگر کسی دولتمند کو دیکھ لیتے تو اوس کے لپٹنے کی فکر کرتے ہین جو کوئی پریزاد ملجاتا ہے تو چاہتے ہین اوس سے
کاربرآری کرین انتہی حاصلہ مولوی جامی کہتے ہین ؎

ای کہ بہر شکمت گردن آز	سوے کاسہ چو صراحی ست دراز	چون خم بادہ ہمین داری کام	کہ کنی پر شکم خود ز حرام
ہر چہ بر سفرہ زخوان تو نہند	ہر چہ در کام و دہان تو نہند	بخوری خواہ کدر خواہ صفی	گاو و خر نیست بدین خوش علفی
دانہ ریزی بکف آید خرمن	خار کاری بدر اندر دامن	ہر کہ لاغر بود و خر فربہ	ہست ازین فربہتر آن خر بہ
تا نخود با تره و دوغ زنی	بہ کہ از خوان شہ آرد غ زنی	دلق و درع ہمین آرائی	عطسہ تزویر بران می سائی
باشد اینہا ہمہ دعوی لیکن	صوفی و قتم و صاحب معنی	تا فتد سادہ دلے در دامت	طعمہ چاشت دہد یا شامت
یک کلہ داد کلہا بخری	غیر تعلیم ہنر بخیری	چون بدل افتدت از شہر گرہ	با گروہے روی از شہر بدہ
کہ فلان ست زنیکو کیشان	مخلص و معتقد درویشان	زیر صد بار دی از ناداری	تو نزاد بار شوی سر باری
کند از مفلسی آن بے مایہ	رخت خانہ گرد ہمسایہ	بہر تو سفرہ و خوان آراید	شربت و میوہ بر آن افزاید
تو ہم از دین و خرد ہر دو بری	بہ نشینی دلشہوت بخوری	تف برین صورت و سیرت کہ ترا ست	تف برین عقل و بصیرت کہ ترا ست
دزدی و راہزنی بہتر ازین	کفن از مردہ کشی بہتر ازین	این نہ صوفی گری و درویشی ست	نا مسلمانی و کافر کیشی ست

اکثر ہمارے وقت کے درویش بھی آرام مین پڑے ہوئے ہین آرایش کا سامان تلاش کر رہے ہین نہ اندر عرفان کی حقیقت
ہے نہ احسان کی بھی آدمیون سے صورت مین ممتاز ہین اور باطن ان کا کدورت سے بھرا ہوا ہے ؎ گویند جماعتی کہ
راہے داریم + وز کسوت عارفان پناہے داریم + گر تاج نہ کمال ایشان باشد + ما نیز ازین نہ کلاہے داریم
اللہ تعالی ایسے لوگون کی مذمت کرتا ہے ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا یعنی اوس سے زیادہ ظالم کون ہے
جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ اور کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ابتداے طلب مین بعض لوگون کی نیت مین دنیا طلبی ہوتی ہے مگر انتہا مین
دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہین مگر یہ حالت کم ہے۔ عبد الکریم بن ہوازن ابو القاسم قشیری مرید ابو علی دقاق
نے کہ ربیع الاول ۴۶۵ھ مین اس جہان سے رحلت کی ہے اپنے رسالہ مین سچے صوفیون کی بہت کچھ مدح کرنے بعد اونکی
نسبت لکھا ہے ثم ان المحققین من ھذہ الطائفۃ انقرض اکثرھم ولم یبق فی زماننا ھذا من ھذہ الطائفۃ
الا اثرھم کما قیل ؎ اما الخیام فانھا لخیامھم + ھاری نساء الحی غیر نسائھا حصلت الفترۃ

فی هذه الطریقة لا بل اندرست الطریقة بالحقیقة مضی الشیوخ الذین کان [illegible]
الذین کان لهم لسیرهم وسنتهم اقتداء وزال الورع وطوی بساطه وانسد [illegible]
وارتحل عن القلوب حرمة الشریعة فعدوا اقل المبالاة بالدین اولی ذریعة و[illegible]
والحرام ودانوا بترک الاحترام وطرح الاحتشام واستخفوا باداء العبادات واستهانوا بالفرض
والصلوات وركضوا فی میدان الغفلات وركنوا الی اتباع الشهوات وقلة المبالاة بتعاطی المحظورات
والارتفاق بما یاخذونه من السوقة والنسوان واصحاب السلطان ثم لم یرضوا بما تعاطوه من سوء
هذه الافعال حتی اشاروا الی اعلی الحقائق والاحوال وادعوا انهم تحرروا عن رق الاغلال وتحققوا
بحقایق الوصال وانهم قائمون بالحق تجری علیهم احکامه وهم محو ولیس لله علیهم فیما یوارده
او یذرونه عتب ولا لوم وانهم کوشفوا باسرار الاحدیة واختطفوا عنهم بالکلیة وزالت عنهم
احکام الشریعة وبقوا بعد فنائهم بانوار الصمدیة والقائل عنهم غیرهم اذا نطقوا والنائب عنهم سواهم
فیما تصرفوا بل صرفوا - یعنی صوفیہ محققین ہین سے اکثر دنیا مین باقی نہین رہے اور اس زمانہ مین اس محققین گروہ مین کسی کا
نام و پتا نہین چلتا جیسا کہ ایک شاعر نے بیان کیا ہے کہ یہ خیمے تحقیق اونکے خیمون کی طرح ہین مگر قبیلے کی خبرین وہ عورتین
نہین معلوم ہوتین اس طریقے مین فتور ہی نہین پڑ گیا بلکہ علم طریقت حقیقت مین پرانا پڑ گیا ہے جن مشایخ کے سبب سے لوگون کو
ہدایت ہوئی تھی وہ چلے گئے اور جن نوجوانون کو اون پیشواؤن کے طریقون اور راستون سے ہدایت ہوئی تھی وہ نایاب
ہو گئے ورع جاتا رہا اور اسکا فرش لپٹ گیا اور طمع بڑھ گیا اور طمع کے تعلقات قوی ہو گئے اور دنون سے شرع کی
حرمت جاتی رہی اور بے پروائی کو دین کا پکا ذریعہ بنا لیا اور حلال و حرام مین سے تمیز جاتا رہا حرام کو ترک کرنے لگے شبہ کو
چھوڑ دیا عبادات کے بجا لانے مین کمی کی اور نماز روزے کی وقعت دل سے اوڑا دی اور غفلت اختیار کر لی [illegible]
دین کرنے لگے اور بازاری لوگ اور عورتین اور والیان ملک کے مقربون سے نفع اوٹھانے لگے اور اس طرح اونہون نے
اپنی خواہشات اور بے پروائی کی متابعت کی اور پھر اون برے کامون پر بھی اکتفا نہ کیا بلکہ اور آگے کو [illegible]
کیا کہ ہم غلامی کے طریقون سے آزاد ہوئے اور حقایق وصال تک پہونچ گئے اور وہ حق کے ساتھ قائم ہین اونپر احکام
جاری ہین اور وہ محو ہین اور جو کچھ کہ وہ کرتے ہین اور چھوڑتے ہین اونمین اونپر اللہ کا عتاب اور ملامت نہین اور [illegible]
احدیت کے اسرار کھل گئے ہین اور اون لوگون سے وہ اوچک لیگئے ہین جن سے وہ لیتے ہین اور [illegible]
باقی نہین رہے اور وہ فانی ہو کر نور صمدی کے ساتھ باقی ہو گئے ہین اور جب وہ بولتے ہین تو اونکے حال [illegible]
کرتا ہے اور جب وہ کوئی کام کرتے ہین تو کوئی اور اونکا نائب ہوتا ہے بلکہ پھیرے گئے ہین [illegible]
ہین مطلب یہ ہے کہ وہ اس بات کا دعوی کرتے ہین کہ جو کام ہم کرتے ہین جو بات ہم کہتے ہین [illegible]

Marfat.com

نہین ہوتی اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے کرتا ہے اور اللہ ہی ہماری طرف سے بولتا ہے بلکہ اللہ ہی ہم سے ہر ایک کام کرواتا ہے
ہماری راے کو کسی کام مین دخل نہین ؎ بزیر دلق ملمع کمندہا دارند + دراز دستی این کوتہ آستینان بین
اور ابو بکر بن محمد بن اسحاق بخاری کلاآبادی نے رسالہ تعرف لمذہب التصوف مین محققین صوفیہ صافی منش کے اوصاف
و محامد بیان کرنے کے بعد لکھا ہے هم في حياته اهل صفة وبعد وفاته خيار امة لم يزل يدعو الاول
الثاني والسابق التالي بلسان فعله اغناه ذلك عن قوله حتى قل الرغب وفتر الطلب فصار
الحال اجوبة ومسائل وكتبا ورسائل فالمعاني لاربابها قريبة والصدور بفهمها رحيبة الى
ذهب المعنى وبقي الاسم وغابت الحقيقة وحصل الرسم وصار التحقيق حلية والتصديق زينة
وادعاه من لم يعرفه وتحلى به من لم يصفه وانكره بفعل من اقر بلسانه وكتمه بصدقه من اظهره
ببيانه وادخل فيه ما ليس منه ونسب اليه ما ليس فيه فجعل حقه باطلا وسمى عالمه جاهلا و
الفرد المحقق فيه ضنا به وسكت الواصف غيرة عليه فنفرت القلوب منه وانصرفت النفوس عنه
فذهب العلم واهله والبيان وفعله یعنی صوفیہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین اہل صفہ تہے اور
بعد وفات جناب سرور کائنات کے خیار امت ہین ہمیشہ اونمین سے پہلا دوسرے کو اور اگلا پچھلے کو ہدایت کی طرف
اپنے افعال کے ذریعہ سے بلاتا تہا اور زبانی دعوت کرنے کی فعل کی ضرورت نہ تہی یہان تک کہ لوگون کی رغبتین کم ہوگئین
اور طلب مین فتور پڑ گیا اور ایسے لوگ باقی نہ رہے جو صرف افعال کے دیکھنے سے ہدایت حاصل کرتے تہے پس وہ
حال یعنی تصوف سوال و جواب اور مسائل بنکر کتب مین مدون ہوگیا پس معانی ارباب تصوف کے لئے قریب تہے
اور دل اون معانی کے سمجھنے کے لئے کشادہ تہے یہان تک کہ وہ معانی بہی جاتے رہے اور صرف نام باقی رہگیا اور
حقیقت غائب ہوگئی اور رسم حاصل ہوگیا اور ایک آرائش رہگئی اور تصدیق ایک زینت بنگئی اور تصوف کا وہ شخص
دعوی کرنے لگا جو اوسے نہین جانتا تہا اور تصوف سے ایسا شخص مزین ہوا جو بہی وصف نہین رکھتا تہا اور زبان
سے وہ شخص اقرار کرنے لگا جو دل سے کام نہین کرتا تھا اور پورے طور پر اوس شخص نے چہپایا جو اوسے اپنی زبان سے
ظاہر کرتا تھا اور تصوف مین وہ شخص داخل ہوگیا جو اوسمین سے نہ تہا اور اپنی جان کو تصوف کی طرف ایسے شخص نے
منسوب کیا جو اوسمین سے نہ تہا اسوجہ سے حق باطل ہوگیا اور اس علم کے عالم کا نام جاہل ہوگیا اور جو علم تصوف کا
محقق تہا وہ بخل کرنے لگا اور جو علم تصوف کا بیان کرنے والا تہا اوسکو اس بیان سے غیرت آئی سو اوسنے
سکوت اختیار کیا اسلئے دلون کو علم تصوف سے نفرت پیدا ہوگئی اور نفوس اوسکی طرف سے پہر گئے پس علم
تصوف اور صوفیہ اور اوسکا بیان اور کام سب جاتے رہے ۔ خطیر القدس مین نواب صدیق حسن خان
نے لکھا ہے کہ اب تہوڑے زمانہ سے کہ جسکو پچاس سال سے زیادہ کا عرصہ ہوا تصوف صحیح اور سلوک صافی کا

کارخانہ خراب ہوگیا ہے اور معرفت کا شہر ویران اور برباد ہوگیا ہے اور جو کچھ کہین کم دیکھا اوسکے
سراسر دہوکا اور فریب ہے اسی طرح تمدن علم بھی اٹھ گیا جو لوگ اسوقت عالم ہونے کا دعوی کرتے ہین
طلبی کے درپے ہین اور ایسے بہت کم علما ہین جن کی نیت مین دنیا طلبی نہین دونون قومون مین بیان کی
اور تعلی اور گپ شپ سما گئی ہے کہ دونون طریقون پر اطمینان نہین رہا مبطل اور محق کے درمیان تمیز کرنا مشکل
ہوا انتہی - مگر زمانہ اب بھی سچے صوفیہ اور صادق ارباب سلوک سے خالی نہین بصیرت درکار ہے دیکھو ابوجہل کو آفتاب نبوت
نظر نہ آیا اسوجہ سے کہ اوسکی بصیرت مین فرق تھا اور توفیق ایزدی رفیق نہ تھی - میر عبد الجلیل بلگرامی مثنوی امواج خیال
مین صوفیہ صافی کی یون تعریف کرتے ہین ؎

از فرقۂ طالبان مولے	رنگینۂ بزم وصف اولے	وحدت نگہان کثرت آثار	از بادۂ نفی غیر سرشار
اطوار وجود دیدہ یکرنگ	حیرت بہ نگاہ کردہ ہمسنگ	مینا شکنان بزم ہستی	مدہوش شراب بیخودی
دل کردہ ز بہر یاد خود فرش	الرحمن استوی علی العرش	طے ساختہ وادئ شریعت	جا کردہ بمنزل حقیقت
وا کردہ نظر بحسن جاوید	از دیدۂ سرمہ سائے توحید	سرگرم طواف کعبۂ دل	فرمانے نفس کردہ بسمل

اولیاء کو جو انعامات اللہ تعالی نے عطا کئے ہین اونکو کہولین کیونکہ نعمت کا بیان کرنا شکر ہے اور نواب صدیق حسن خانصاحب کی اون باتون کا جواب جو حضرت پیران پیر کے حق مین اونہون نے لکھی ہین

اولیاء کو یہ بات جایز ہے کہ اون انعامات کو جو اللہ تعالی نے اون کے حق مین عطا فرمائے ہین ظاہر کرین اور
مرتبہ قرب الہی اور درجۂ ولایت کو لوگون پر کہولین چنانچہ حضرت غوث اعظم کی تالیفات اور شیخ اکبر کی تالیفات
اور مجدد الف ثانی کی تالیفات ان سے بھری پڑی ہین اللہ تعالی فرماتا ہے واما بنعمۃ ربک فحدث
یعنی احسان اپنے رب کا بیان کر اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الحدیث بالنعمۃ شکر یعنی نعمت کا
بیان کرنا شکر ہے اور ترک کرنا نعمت کے بیان کرنے کا کفران نعمت ہے چنانچہ بیہقی نے یہ لفظ اس حدیث پر زیادہ
کیا ہے وترکہ کفر اور ابن جریر نے اپنی تفسیر مین ابی بسرہ غفاریؓ سے روایت کی ہے کہ مسلمان لوگ یعنی صحابہ
جانتے تھے کہ نعمت کی شکرگذاری یہ ہے کہ اوسکو ظاہر کرے کیونکہ حق تعالی فرماتا ہے لئن شکرتم لازیدنکم و
لئن کفرتم ان عذابی لشدید اگر شکر کروگے تو تمکو اور دونگا اور اگر ناشکری کروگے تو میرا عذاب سخت ہے اور
دیلمیؒ نے مسند الفردوس مین اور ابو نعیم نے حلیہ مین روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب منبر پر چڑھے اور کہا
الحمد للہ الذی صیرنی کما لیس لی فوقی یعنی اللہ تعالی کا شکر ہے کہ اوس نے مجھے ایسا کیا کہ کوئی مجھ سے
بالا نہین پھر ممبر سے اتر آئے لوگون نے اس کلام کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ مین نے یہ بات اللہ کی شکرگذاری

Marfat.com

کے لئے کہی ہو اور اس معاملہ مین صحابہ اور سلف صالح کے اقوال بہت سے ہین اور خود قرآن کریم مین حضرت سلیمان اور داؤد سے
حکایت کی ہے کہ انہون نے کہا الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المومنین۔ شکر اللہ کا جسنے ہمکو بڑا
اپنے بہت سے بندون ایمان والون پر۔ اور جو کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اون کے فضائل کے باب مین مروی ہے چنانچہ
ابوہریرہؓ سے مسلم نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا انا سید ولد آدم یوم القیامۃ یعنی مین اولاد آدم کا سردار
ہون قیامت کے دن اور انسؓ سے ترمذی اور دارمی نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا انا اکرم ولد آدم علی ربی
یعنی مین بزرگترین اولاد آدم ہون پروردگار کے نزدیک اور بخاری و مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا انا سید الناس یوم القیامۃ یعنی مین بنی نوع انسان کا سردار ہون قیامت کے دن۔ اور دوسری
حدیث مین حضرت نے فرمایا ہے انا اکرم الاولین والآخرین رواہ الترمذی والدارمی عن ابن عباس
یعنی مین تمام اگلے پچھلون سے بزرگ ہون۔ اور مسلم نے انسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا انا اکثر الانبیاء تبعا
یوم القیامۃ وانا اول من یقرع باب الجنۃ یعنی قیامت کے دن میرے متبع زیادہ ہونگے اور مین ہی اول جنت کا دروازہ
کھلواؤنگا۔ یہ سارے قول شکر نعمت کے لئے ہین نہ مفاخرت کے لئے غرضکہ نیت صالح چاہیئے اور یہ جو آیہ مذکورہ بالا مین آیا ہے فلا
تزکوا انفسکم۔ مت پاک کہو تم اپنی جانون کو۔ تو مراد اس سے یہ ہے کہ تفاخر مت کرو تزکیہ نفس اور اظہار نعمت بظاہر ایک سی
معلوم ہوتی ہین لیکن حقیقت مین ان دونون باتون مین مغائرت ہے اگر کمالات کو اپنی جان کی طرف نسبت کرے اور خالق کی طرف
سے نہ سمجھے اور یہ خیال کرے کہ مین ایسا کامل ہون اور یہ نجانے کہ مجھے اللہ نے یہ کمالات عطا کئے ہین تو یہ تزکیہ نفس
اور تکبر ہے اور اگر اون کمالات کو خدا کی طرف منسوب کرے اور اپنی جان کو اون کا منشا جانے اور اپنی طرف اون کمالات
کو مجازاً منسوب کرے اور یہ جانے کہ سارے کمالات کا اللہ ہی دینے والا ہے پھر اون کو یاد کرکے شکر ادا کرے
اسکو اظہار نعمت بولتے ہین۔ یہ بات اگرچہ عوام کی نظرون مین تزکیہ نفس کے ساتھ التباس رکھتی ہے لیکن خدا کے
نزدیک التباس نہین ہے قرآن مین ہے واللہ یعلم المفسد من المصلح اللہ جانتا ہے خرابی کرنے والا اور درست
کرنے والا۔ تزکیہ نفس اولیاء اللہ سے جو رذائل نفس سے مبرا ہین متصور نہین مگر اظہار نعمت پس اگر ایسی بات انبیاء سے
ظاہر مین آئے تو اعتراض نہ کرنا چاہیئے کہ نیک گمانی کے لئے ہمکو حکم ہے مگر مرید کو چاہیئے کہ مکر سے امین نہ ہو اور اپنے کمالات کو
خیال مین نہ لائے اپنے ہمیشہ متہم رکھے اور جب مرتبہ کمال کو پہونچ جائے اور اکابر کی شہادت اور الہامات سے معلوم
ہو اوسوقت اظہار کرے تاکہ لوگ اوسکی منزلت جان کر اوس سے استفادہ کرین اور اوس
ہو وین آپ اس بات پر غور کرو کہ حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے جو یہ کہا ہے قدمی ھذہ علی
رقبۃ کل ولی اللہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنون پر ہے یہ بھی شکر نعمت کی قبیل سے ہے نہ تزکیہ نفس کے
سطح کے طور پر اور نواب صدیق حسن خان نے تفسیر مین ایک جگہ یہ کہا ہے کہ این سخن از وے اگر بصحت رسد خدا

کہ مراد وے بدان چیست یا از وادی سکر ست کہ اہل حال را پیش [illegible]
یعنی ہے کہ یہہ شکر نعمت کے اظہار کے لئے ہے اور ریاض [illegible] مین [illegible]
تمام کاملین آفاق مین مشہور ہے اور مشایخ متقدمین نے خبر دی ہے اور مشایخ [illegible]
اطاعت کی اور گردن جھکائی اور تمام ارباب احوال نے یہ بات سنکر تصدیق کی [illegible]
مشایخ نے ذکر کیا ہے کہ شیخ ابو بکر بطائحی اور شیخ ابو احمد عبد اللہ بن علی بن موسی ملقب بہ حسنی کہتے تھے کہ عراق [illegible]
پیدا ہوگا جو کہیگا میرا قدم ہر ولی خدا کی گردن پر ہے اور اولیاے عصر اوسکے اس قول کی تصدیق اور اطاعت [illegible]
وہ اپنے وقت مین یگانہ آفاق ہوگا وہ شخص کرامات کا ایک عالیشان مظہر ہوگا اور شیخ عقیل نے ایک سوال [illegible]
کہ اک جوان عجم مین ایسا پیدا ہوگا کہ وہ قطب وقت ہوگا اوسکی کرامات کا خاص و عام اقرار کرینگے وہ کہیگا قدمی ھذہ علی رقبۃ
کل ولی اللہ اولیا اوسکے پاون پر گردن رکھینگے کاش مین بھی اگر اوس زمانہ مین ہوتا تو اپنے سر کو اوسکے قدم پر رکھتا اور [illegible]
آدمی اوسکی کرامات کی تصدیق کرے گا اللہ اوسکو فائدہ پہونچائے گا۔ شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ امام جوانی مین
تاج العارفین شیخ ابو الوفا کے پاس جایا کرتے تھے ایک دن شیخ موصوف نے کہا کہ اے عبد القادر جو مرغا بولتا ہے وہ
خاموش ہوجاتا ہے مگر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ جب تمہارا مرغا بولیگا تو پھر قیامت تک خاموش نہوگا شیخ شہاب الدین عمر
سہروردی نے اپنے پیر و مرشد ابو النجیب عبد القادر سہروردی کی زبانی بیان کیا ہے کہ شیخ حماد جو علی [illegible] کے [illegible] مین
سے تھے حضرت عبد القادر جیلانی ابتداے حال مین اون کی صحبت مین رہتے تھے ایک دن مین شیخ حماد کے پاس بیٹھا
تھا کہ وہ بھی آئے اور بیٹھ کر چلے گئے شیخ حماد نے کہا کہ اس جوان عجمی کا قدم ایک زمانہ مین اولیا کی گردنون پر بلند ہوگا
اور اللہ تعالی یہ کہنے کی اجازت دے گا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور اس واقعہ سے پیشتر [illegible]
نے خبر دی ہے کہ شیخ عدی بن مسافر ایک درویش کامل تھے حضرت عبد القادر ہمیشہ اون کی نسبت کہتے تھے کہ [illegible]
کے ذریعہ سے حاصل ہوسکتے تو شیخ عدی پاتے اون سے کسی نے پوچھا کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی سے [illegible]
گذرے ہین اون مین سے بھی کسی نے ایسی بات کہی ہے جواب دیا نہین اور شیخ عدی نے کہا ہے حضرت [illegible]
یہ کہکر قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ ظاہر کیا ہے کہ میرا مقام و مرتبہ اپنے وقت مین یکتا ہے شیخ [illegible]
سائل نے کہا کہ ہر ایک عہد اور زمانہ مین ایسے اولیا گذرے جو یکتاے وقت تھے کوئی اون کے مرتبہ مین [illegible]
نہ تھا اپنے مقام مین فرد تھے پھر اونہون نے کیون ایسا نہین کیا جواب دیا کہ اور اولیاء اللہ کو اللہ [illegible]
حکم نہین دیا تھا اور ان کو حکم دیا اولیاء اللہ نے اس حکم کی تعمیل کی [illegible] جیسا کہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام [illegible]
سبب سے سجدہ کیا تھا شیخ ابو النجیب سہروردی نے اپنا سر جھکا دیا اور تین بار کہا میرے [illegible]
شیخ ابو الثنا محمود بن احمد کردی اور شیخ بقا بن بطو اور شیخ ابو سعید قیلوی اور شیخ عدی بن مسافر اور [illegible]

اور شیخ احمد رفاعی وغیرہ پچاس مشایخ سے منقول ہے کہ ہم اون کی مجلس مین حاضر تھے کہ آپ نے کہا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور اسوقت پچاس سے زیادہ ملک عراق کے مشایخ موجود تھے سب نے اپنی گردن جھکادی اور شیخ علی بن ہیتی اوس تخت پر چڑھ گئے جسپر عبدالقادر جیلانی بیٹھے ہوے تھے اور اون کا قدم اپنے سر پر رکھہ لیا ان کے دوستون اور مریدون نے پوچھا کہ تم نے یہہ کیون کہا جواب دیا کہ حضرت عبدالقادر کو حکم ہوا تھا کہ یہہ بات کہین اور جو تعمیل سے سرتابی کرے اوس ولی کو مرتبہ ولایت سے معزول کردین پس مینے چاہا کہ میرا اول نمبر اون لوگون مین ہو جو مطیع ہین اور یہہ شیخ علی اون چار لوگون مین سے ہین جنکی نسبت مشایخ عراق کہتے تھے کہ یہہ گونگے اور مبروص کو تندرست کرتے ہین اونمین سے باقی تین یہ ہین حضرت عبدالقادر جیلانی اور شیخ بقا بن بطو اور شیخ ابوسعید قیلوی اور جو مشایخ اس جلسہ مین موجود تھے اونہون نے اپنے مقامات سنکر گردنین جھکالین اور انقیاد کا منقول ہے کہ شیخ ابومدین شعیب نے ایک دن اپنی گردن جھکادی اور کہا کہ مین اونہین مین سے ہون بارخدایا تجھکو اور تیرے فرشتونکو گواہ کرتا ہون کہ مینے قبول کیا اور اطاعت کو حاضر ہون مریدون نے حقیقت حال دریافت کی جواب دیا کہ ابھی حضرت شیخ عبدالقادر نے بغداد مین کہا ہے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔ شیخ خلیفہ اکبر کو خواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر زیارت کرتی تھی اونہون نے آنحضرت سے خواب مین دریافت کیا کہ حضرت شیخ عبدالقادر ایسا کہتے ہین فرمایا کہ یہ قول اونکا صحیح ہے اور وہ قطب وقت ہین مین اون کی رعایت کرتا ہون اور شیخ احمد رفاعی اور شیخ ابوسعید قیلوی نے ایک سوال کے جواب مین کہا تھا کہ یہ بات شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے کہی ہے اور یہ قطبیت کی زبان ہے اور قطبون مین سے بعضے زمانہ کے قطبون کو سکوت کا حکم ہوتا ہے پس اوسکو سکوت کے سوا چارہ نہین اور بعضون کو کہدینے کا حکم ہوتا ہے پس وہ ضرور کہدیتے ہین اور ایسے قطب مقام قطبیت مین اکمل ہوتے ہین یہ شفاعت کی زبان ہے چار مشایخ ایسے ہین جو قبر مین بھی تصرف کرتے ہین جیسے کہ حیات مین تصرف کرتے تھے ایک شیخ عبدالقادر دوسرے شیخ عقیل منجی تیسرے شیخ حیات بن قیس حرانی۔ چوتھے معروف کرخی۔ بہجۃ الاسرار اور اوس کے منتخبات مین زیادہ تفصیل دیکھنا چاہیے نواب صدیق حسن خان نے تقصار مین لکھا ہے کہ مشہور یہہ ہے کہ حضرت شیخ کے اس قول مین تمام زمانہ کے اولیا مراد ہین لیکن شیخ احمد نقشبندی رحمہ اللہ یہ کہتے ہین کہ یہ حکم اوسے زمانہ کے اولیا سے مخصوص ہے اگلے اور پچھلے زمانہ کے اولیا اس سے مستثنے ہین جیسا کہ شیخ حماد کے کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ مناقب الاولیا مین لکھا ہے کہ ہمیشہ اون کا وقت ہے جب تک اون کی ولایت باقی ہے نوابصاحب کہتے ہین کہ صحیح شیخ احمد رحمہ اللہ کا قول ہے اس لیے کہ اس امت کی صفت مین حدیث مین آیا ہے مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ یعنی ترمذی نے انس سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری امت کا حال مینہ کی طرح ہے جس کا حال نہین معلوم ہوتا کہ اوس کا اول بہتر ہے یا آخر۔

Marfat.com

تنبیہ عمران بن حصین سے بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی و ترمذی نے روایت کی ہے [illegible]
خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم یعنی میری تمام امت میں [illegible]
اس زمانہ کے لوگ بہتر ہیں جو میرے عصر سے ملے ہوئے ہیں پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اون سے ملے ہوئے ہیں [illegible]
پہلی حدیث معارض نہیں ہو سکتی کہ پہلی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ میری امت میں سے اول
کے لئے ثواب زیادہ ہے یا آخر کے لئے اور یہ مطلب نہیں کہ اس امت کا اول افضل ہے یا آخر پس جبکہ حدیث
مزید ثواب پر محمول ٹھہرے گی تو تفضیل پہلوں پر نہ نکلے گی اور یہ بھی ہے کہ فضل اون تینوں قرنوں کو باعتبار مجموع
قرن کے ہے نہ باعتبار فرد فرد اون کے کے اس صورت میں لا یدری اولہ خیر ام آخرہ سے صحابہ کا
کی تمام امت پر فضیلت میں نقصان لازم نہیں آتا اور دلیل عقلی بھی اسی کی مقتضی ہے کہ متقدمین کو متاخرین پر تفضیل
حاصل ہو اس لئے کہ یہ لوگ واسطہ ہیں درمیان پیغمبر اور جماعت متاخرہ کے کیونکہ انہیں کے ہاتھوں دین اسلام
کو غلبہ حاصل ہوا حضرت کا دین انہیں سے پھیلا انہیں کے ذریعہ سے علم نبوت اور احکام ملت پچھلوں کو پہنچے اسکی
اسکی مثال یوں سمجھنا چاہیے کہ ملت کا کام دیوار کی طرح ہے کہ ہر اینٹ متفرع ہے نیچے کی اینٹ پر نیچے کی اینٹ سے
اوپر کی اینٹ کو استقامت حاصل ہے اسی طرح نیو تک خیال کر لینا چاہیے اسی طرح ہر قرن متاخر نے شرائع اسلام
اور علوم و ہدایات میں مدد قرن متقدم سے حاصل کی ہے یہاں تک کہ یہ شارع تک پہنچا ہے جو خدا کی جانب سے
شریعت حقہ بے واسطہ لائی ہیں اور نواب صاحب نے اس کتاب میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے حق میں کہا ہے
در علم و ولایت بغایت رفیع ست اما چندانکہ خداوند تعالیٰ خواند را گذاشتہ دوگانہ او گذارند۔ اس اضافت میں اگر
مراد نواب صاحب کی یہ ہے کہ یہ دوگانہ سیدنا غوث اعظم کی عبادت سمجھکر ادا کیا جاتا ہے جیسا کہ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے
تو یہ رائے اون کی سراسر غلط ہے اور اونکو اس دوگانہ کی مطلقاً خبر نہ تھی اس دوگانہ کی نیت علمائے باعرفان
الفاظ کے ساتھ کرتے ہیں نویت ان اصلی رکعتین صلوۃ الاسرار تقربا الی اللہ تعالیٰ واقطعا عما
سواہ الخ نیت کرتا ہوں میں اس بات کی کہ پڑھوں میں صلوۃ اسرار کو واسطے نزدیکی اللہ تعالیٰ کے اور واسطے
چھوڑنے اون چیزوں کے جو اللہ کے سوا ہیں۔ نواب صاحب نے اسے حضرت غوث اعظم کا دوگانہ خیال کیا افسوس
جس شخص کو اوس نماز کی نیت تک نہ معلوم ہو وہ باطل کرنے کے درپے ہو۔ اسی کتاب کے صفحہ [illegible] میں شیخ وجیہ الدین
علوی گجراتی کے بہت سے فضائل و محامد لکھے ہیں اور اونکو مرتاض مسند نشین افادہ و افاضہ کہا ہے اور شہرت
و غریب عالم کو اون کے فیض سے منور بیان کیا ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اونکی ملاقات
سے مشرف ہوئے تھے اور بعضے اذکار و اشغال سلسلہ علیہ قادریہ کے اون سے حاصل کئے تھے مگر نواب صاحب کو
یہ معلوم نہ ہوا کہ یہ دوگانہ خاص انہیں شیخ وجیہ الدین نے اونہیں بتایا تھا اور اون اشغال سلسلہ شریفہ قادریہ میں سے

Marfat.com

یہ دوگانہ بھی تھا اگر نواب صاحب کو اس بات کی خبر ہوتی کہ دوگانہ غوثیہ بھی شیخ وجیہ الدین نے بتایا تھا تو شیخ علوی کی کبھی
ایسی ستائش نہ کرتے اور اون کے فیض کو طول وعرض مشرق ومغرب مین نہ پھیلاتے یہ جو کچھ تعریف لکھی ہے وہ صاحب
سبحۃ المرجان کی تقلید سے لکھی ہے عبارت سبحۃ المرجان کی یہ ہے ملاء شرق العالم وغربہ من لوامع البرکات
جسکا ترجمہ نواب صاحب نے یون کیا ہے سالہاے دراز بر مسند افادہ واستفاضہ بنشست وشرق وغرب عالم را از فیض
اقدس معمور ساخت - بلکہ اسی تقلید کی بدولت ہماری غلطی یہ کی ہے کہ اخبار الاخیار سے شیخ علوی کا سنہ وفات
۹۹۷ھ نقل کئے ہین اور مادہ تاریخ وفات سبحۃ المرجان سے نقل کیا ہے جو یہ ہے لھم جنات الفردوس نزلا -
حالانکہ عدد اسکے ۹۹۸ھ ہین خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس دوگانہ کو نماز غوثیہ اور صلوٰۃ الاسرار بھی کہتے ہین اور اہل سلسلہ کو
حضرت غوث اعظم سے پہونچا ہے تحفۃ القادریہ مؤلفہ ابو المعالی محمد مین کہ بہجۃ الاسرار وخلاصۃ المفاخر ومفتاح الاخلاص
گیلانی سے بنایا ہے ترکیب اس دوگانہ کی یون لکھی ہے کہ دو رکعتین پڑھے اول رکعت مین سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ
کافرون گیارہ بار اور دوسری رکعت مین سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے پھر پیغمبر خدا پر گیارہ مرتبہ
درود بھیجے اور نماز کو تمام کرنے کے بعد عراق کی طرف گیارہ قدم چلے اور گیارہ بار حضرت غوث اعظم کا نام لیکر اپنی حاجت
بیان کرے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے ترکیب اسکی بہجۃ الاسرار کے دونون خلاصون مین یون لکھی ہے کہ دو رکعتین پڑھے
کہ ہر رکعت کے اندر سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے پھر حضرت پر درود وسلام پڑھکر نماز کو تمام کرے
اور پیغمبر خدا کو یاد کرے اور مصلی کو چاہیے کہ نماز کے بعد گیارہ قدم بغداد کی طرف چلے اور حضرت غوث اعظم کا نام لے اور اپنی حاجت
یاد کرے اور التجا اور عاجزی حضرت غوث اعظم کی شان مین کرے - مین خیال کرتا ہون کہ اس نماز کی پوری حقیقت اور
حالت اگر نواب صاحب کو معلوم ہو جاتی تو شاید اونکی ارادت لفظی بھی درگاہ غوثیت سے جاتی رہتی اور آپکی تعریف
مین کبھی ایسا نہ لکھتے کہ در عالم ظاہری بمرتبۂ اجتہاد رسیدہ ودر باطن کمتر کسے بادمی تواند رسید اور اسی کتاب مین نواب صاحب
نے یہ بھی لکھا ہے کہ لفظ غوث الثقلین وقطب الاقطاب وغوث اعظم وامثال آن ہر چند بر زبان عامہ بسیارے از ترجمہ نویسان
دانشمند جاری شدہ اما خالی از کراہت وبدعت بلکہ نوعے از شرک نیست اسم اعظمش ہمین عبد القادر بسند است
کہ خبر از عبودیت تامہ او میدہد انتہے - نواب صاحب نے جو یہ کہا ہے کہ الفاظ غوث الثقلین وقطب الاقطاب اونکی
شان مین کراہت وبدعت بلکہ شرک سے خالی نہین سو اس دعوی پر کوئی دلیل نہین اور کسی طرح قابل قبول نہین
اول تو یہ ثابت کرنا چاہیے کہ لفظ غوث کا اطلاق سواے ذات باری کے اور ون پر ناجائز ہے اور یہ ثابت کرنا
مشکل ہے اللہ تعالی کے نود ونہ نامون مین سے بہت سے نام ایسے ہین کہ ذات واجب تعالی اور ذات مقدسہ اولیاء
اولیاء اکابر مشترک الاستعمال ہین اور محاورہ اور استعمال مین گفتگو کی بہت گنجایش ہے اور خود نواب صاحب نے
اس کتاب کے صفحہ ۲۰۰ مین سید طیب کے ترجمہ مین لفظ قطب نقل کیا ہے جبکہ سید موصوف کی ستائش

کیجا سکتی ہو تو کیا حضرت غوث اعظم کی شان [illegible] الاقطاب [illegible]
شیخ رحمۃ اللہ علیہ در غنیۃ الطالبین امام ابو [illegible] از مرجیہ [illegible]
حنفی المذہب نیست جز فلان انتہی اسمین علمائے محققین کو کلام ہے یہان تک [illegible]
کے قائل ہین کہ اس عبارت کو معاندین نے غنیۃ الطالبین مین اپنی طرف سے داخل کر دیا [illegible]
کلام ہو کہ غنیۃ الطالبین حضرت غوث اعظم کی تصنیف ہے اب مین سب قیل وقال سے درگذر کرکے [illegible]
مین ۷۳ فرقون کے ذیل مین مرجیہ کو بھی بیان کیا ہے اور مرجیہ کے ضمن مین اون کے [illegible]
حنفیہ کو بھی ان الفاظ کے ساتھ یاد کیا ہے اما المرجیہ فتفرقہا اثنا عشر فرقۃ الجہمیۃ [illegible]
والحنفیۃ واما الحنفیۃ فہم اصحاب ابی حنیفۃ النعمان ابن ثابت زعموا ان الایمان [illegible]
والاقرار باللہ ورسولہ وبما جاء من عندہ جملۃ الخ یہان سے خیال کرنا چاہیے کہ غنیۃ الطالبین [illegible]
اصحاب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو مرجیہ قرار دیا ہے جو ارجا کے قائل ہین یعنی اس بات [illegible]
اہل معاصی کو ضرور ثواب دیگا ایمان کے ہوتے کوئی معصیت ضرر نہین کرتی ہے جس طرح کہ [illegible]
نہین دیتی ہے اور نواب صاحب نے خاص امام ابو حنیفہ صاحب کا نام ذکر کیا حالانکہ اون کے [illegible]
بیان مین بڑا فرق ہے اور نواب صاحب نے جلد اول دین خالص مین ایک حدیث جبیر بن مطعم کی [illegible]
کی ہو نقل کرکے کہا ہے وقد ثبت من ہذا الحدیث ان الختم المشہور بین الناس [illegible]
عبد القادر شیئاً للہ لا ینبغی ان یقال ذلک لان فیہ الایتان باللہ شفیعاً [illegible]
وان کان کبیراً لاولیاء ولکن اللہ سبحانہ اکبر من کل کبیر واعلی من ان یستشفع بہ [illegible]
او فقیر نعم لو قال یا اللہ اعطنی شیئاً کذا وکذا للشیخ عبد القادر لکان جائزاً [illegible]
ترجمہ اسکا نواب صاحب نے رعایۃ الایمان مین یون کیا ہے اللہ پاک کو کسی [illegible]
شریک ہے حدیث جبیر ابن مطعم مین آیا ہے ایک اعرابی نے کہا اے رسول خدا ہمارے لئے پانی مانگیے [illegible]
تم پر اللہ کو فرمایا سبحان اللہ دیر تک یون ہی فرمایا کئے کہا ویحک انہ لا یستشفع باللہ [illegible]
کم بخت تو اتنا نہین جانتا کہ اللہ کو کسیکے پاس شفیع بنا کر نہین لیجاتے ہین اللہ کی شان اس سے بڑی ہے [illegible]
نواب صاحب لکھتے ہین کہ اس جگہہ سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ وہ ختم جس مین یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ [illegible]
درست نہین کیونکہ اس لفظ مین اللہ کو شفیع بنا کر سامنے شیخ کی لایا جاتا ہے [illegible]
ہان اگر یون کہتا یا اللہ اعطنی شیئاً او کذا للشیخ عبد القادر تو نزدیک بعض فقہا کے جائز ہوتا [illegible]
ہے ومن قال شیئاً للہ بعض یکفر + ویخشی علیہ الکفر بعض بقرب [illegible]

Marfat.com

کافر کہتے ہین اور بعض یہ تقریر کرتے ہین کہ اوسپر خوف کفر ہے اور درّ مختار مین بھی اسی کے اتباع سے کلمہ شیئاً للہ کو کفر لکھا ہے حالانکہ
ابن شحنہ نے شرح وہبانیہ مین لکھا ہے لعل وجھہ انہ طلب شیئاً للہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ غنی عن کل شیٔ والکل مفتقر
ومحتاج الیہ وینبغی ان یرجح عدم التکفیر فانہ یمکنہ ان یقول اردت اطلب شیئاً لاکرام اللہ تعالیٰ
انتہے یعنی شیئاً للہ کے کفر ہونے کی شاید یہ وجہ ہے کہ قائل نے یہ چیز اللہ تعالیٰ کے لئے مانگی حالانکہ حق تعالیٰ ہر چیز سے غنی ہے
سب چیز اوسکی محتاج ہے اور لائق یون ہے کہ اس قول مین عدم تکفیر کو ترجیح دی جائے اس لئے کہ اسکی تاویل یون ہو سکتی
ہے کہ قائل کہے کہ مین نے یہ ارادہ کیا کہ مین شے کو طلب کرون اللہ تعالیٰ کے اکرام کے واسطے۔ رد المحتار حاشیہ در المختار مین
علامہ شامی نے شارح وہبانیہ کے قول کے بعد کہا ہے قلت فینبغی ویجب التنبہ علی عن ھذہ العبارات وقد مر
ان ما فیہ خلاف یوم بالتوبۃ والاستغفار وتجدید النکاح لکن ھذا ان کان لا یدری ما تقول
اما ان قصد فالظاھر لا باس بہ انتہے یعنی جب شیئاً للہ کے کفر کا احتمال ہے تو اس سے بچنا جائز یا واجب ہے اور
قبل اس سے بیان ہو چکا ہے کہ جس بات مین علما کا خلاف ہے کہ بعضے اوسے کفر قرار دیتے ہون اور بعضے کفر نہین مانتے ہون
تو اوسکے مرتکب سے توبہ و استغفار کرانا چاہیے اور اوس کی عورت کا اوس سے نکاح از سر نو کرانا چاہیے مگر جو شخص شیئاً للہ کہے
اور اوسکے معنی اوس کے ذہن مین نہون اور یہ نہ سمجھے کہ مین کیا کہہ رہا ہون اوسوقت اوسکے کفر کا احتمال پیدا ہوتا ہے اور
اب اس حال مین اوس سے توبہ کرانا چاہیے اور نکاح کی بھی تجدید چاہیئے اور جبکہ کہنے والا اسکے معنی سمجھتا ہو اور اس کلام سے
اوسکا مقصود یہ ہو کہ مجھے اکرام الٰہی کی وجہ سے کچھ دو تو اس حالت مین کچھ مضائقہ نہین اور اسکا قائل کسی طرح کافر
نہین۔ اس تحقیق سے مستفاد ہوا کہ جو بعضے لوگ ہر ماہ کی ۱۱ تاریخ کو ختم غوثیہ پڑھتے ہین اوسمین درود شریف و سورہ فاتحہ
و الم نشرح و یسین وغیرہ پڑھتے ہین اور یہ جملہ پڑھتے ہین یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ تو یہ لفظ بطور
وظیفہ کے پڑھنا ناروا نہین۔ اسی لئے حضرت استاذنا و مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری نور اللہ مرقدہ نے ایک
سوال کے جواب مین کہا ہے کہ بطریق ورد کے جملہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ جائز ہے انتہی اور دوسرے
سوال کے جواب مین جناب موصوف یون فرماتے ہین کہ اگر شیئاً للہ کو اس معنی سے پڑھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے
کوئی چیز عطا کرو تو یہ معنی فاسد ہین کہ اسمین توہم حق تعالیٰ کے محتاج ہونے کا پیدا ہوتا ہے اور اگر مقصود یہ ہو کہ محبت
اکرام الٰہی کے کچھ دو تو یہ صحیح ہین اور اسمین کسی طرح کی ممانعت نہین اور بلا قصد معنی فاسد صحیح بطور عمل و تبرک
جائز ہے لیکن ترک اولیٰ ہے بہر حال حکم کفر بمجرد پڑھنے ان کلمات کے خلاف تحقیق ہے اور اوس [illegible]
اس بات مین بڑا فرق ہے اللہ کو کسی کے پاس شفیع بنا کر لیجانا اور ہے اور اکرام الٰہی کی وجہ سے کوئی چیز مانگنا اور یہی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس اعرابی کے سوال سے اس لئے برا مانا کہ ظاہر عبارت سے برابری کا قدرت مین [illegible]
کلام مین وہم پیدا ہوتا تھا اور وہ زمانہ شرک کے زور و شور کا تھا اسلئے حضرت نے منع کیا اور ختم غوثیہ والون کا [illegible]

Marfat.com

ہوتا ہے کہ اکرام الہی کی وجہ سے آپ ہمپر کچھ دیجیے اور اللہ سے ہماری [illegible]

قرب الہی کی علت موجبہ اور اوس مین ترقی کرنا

سیر آفاقی۔ سالک مجذوب۔ پیغمبر یا ولی کی روح

یاد رکھو کہ قرب الہی کی علت موجبہ جذب ہے یعنی اللہ تعالی بندے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور یہ جذب [illegible]
کے ہوتا ہے اسکا نام اجتبا ہے اللہ یجتبی الیہ من یشاء۔ اللہ چن لیتا ہے اپنی طرف جسکو چاہے [illegible]
حاصل ہوتا ہے اور یہ دو چیزین ہین ایک عبادت صحیحہ دوسری انسان کامل مکمل کی صحبت [illegible]
عبادات کی وجہ سے حاصل ہوا وہ برکات عبادت کہتے ہین۔ اور جو صحبت کے ذریعہ سے حاصل ہوا وہ [illegible]
پیر کی تاثیر ہے۔ یہ کلام علت فاعلی مین ہے اور علت قابلی ایک استعداد ہے کہ اللہ تعالی نے انسان مین رکھی ہے اور [illegible]
کلام پاک مین اوسکی خبر دی ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا۔ ابوہریرہؓ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ یعنی ہر ایک بچہ فطرت پر
پیدا کیا جاتا ہے یعنی اوسمین قبول اسلام کی استعداد ہوتی ہے مگر اوسکے ماں باپ یہودی یا نصرانی یا مجوسی کر دیتے ہین۔ استعداد
انسانون کی متفاوت ہین ابوہریرہؓ سے مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الناس معادن
کمعادن الذہب والفضۃ یعنی آدمی کان ہین جیسے سونے چاندی کی کانین یعنی اخلاق اور صفات مین متفاوت ہین
موافق استعداد ذات کے جیسے ایک کان ہے کہ اوسمین لعل و یاقوت پیدا ہوتے ہین اور اوس مین چاندی اور اور مین
اور اور مین لوہا پیدا ہوتا ہے اور قرب الہی سے روکنے والے نفس کے بد اخلاق اور عناصر کا خبث اور لطائف [illegible]
غفلت مین اور انسان کامل مکمل کی صحبت اور عادت سے یہ سب برائیان بھی جاتی رہتی ہین اسلئے ناقصون کو دو چیزون
کی ضرورت ہے (۱) کسب اور مراد اس سے یہ ہے کہ موافق تجویز شیخ کامل مکمل کے عبادات و ریاضات [illegible]
شیخ کامل مکمل کی کشش۔ یہ دونون چیزین نفس کو پاک صاف کر کے نسبت عطا کرتی ہین اور قرب الہی [illegible]
گڑھے سے نکالکر اوج افلاک پر چڑھا دیتی ہین [illegible] اکثر طریق سلوک کو جذب سے [illegible]
موانع کا دفع کرنا تحصیل مقاصد سے مقدم ہے۔ پس پیرون کو چاہیے کہ مریدون کو اذکار و ریاضات کرنے کے لئے [illegible]
اپنے نفس سے اونکی مدد کرتے رہین تاکہ عالم خلق و امر کے لطائف [illegible] کی وصاف ہو جائین۔ [illegible]
عالم الغیب و عالم الآخرۃ بھی ہے اور عالم الخلق نام ہے عالم جسمانی کا جب مرید کے نفس [illegible]
اور توکل اور توبہ اور صبر اور تمام اوصاف صدق و صفا اور مقامات عشرہ اوسکو حاصل ہو جائین اور [illegible]
کی قابلیت پیدا کرے تو اوسوقت پیر کو چاہیے کہ اوسکو خدا کی طرف جذب کرے اور قرب الہی عطا فرمائے ایسے سالک [illegible]

کرا کرتے ہیں اور اس سیر کا نام سیر آفاقی ہے جو کہ یہ سیر بہت دور دراز ہے اور اسکی بہت سے شعبے ہیں اس لئے حق تعالیٰ
نے خود ہو تشنہ کو العلم کا ایک جزو کے سالک کو چند مقامات میں دیکر اول ساتھ توجہ القاء ذکر کے لطائف عالم امر میں
کی جانب کرتے ہیں تاکہ قلب اور روح سے [illegible] اپنے اصل میں فانی و ہلاک ہو جائیں اور اسے سیر انفسی کا کرتے ہیں
اس سیر کے ضمن میں کثیر سیر آفاقی بھی حاصل ہو جاتی ہے اسلئے کہ لطائف عالم امر سے ساری ظلمتیں اور کدورتیں
برطرف ہو جاتی ہیں اور قرب بھی حاصل ہو جاتا ہے بعد اس کے تزکیہ نفس و تصفیہ قلب و قالب کے واسطے مرید کو
کرنے کے لئے حکم دیتے ہیں اور ادسکو ان ریاضات اور پیر کی امداد سے نفس و عناصر کا تزکیہ بھی حاصل ہو جاتا ہے [illegible]
سالک کو سالک مجذوب کہتے ہیں اور اس سیر کا نام اندراج النہایۃ فی البدایۃ ہے اس لئے کہ جذب جو آخر میں ہوتا ہے
وہ ابتدا میں مندرج ہو گیا اور جب بعد فنا ہونے لطائف عالم امر کے ریاضت کے لئے حکم کیا گیا اور صفات و شدت نفس کی
لطائف عالم امر کے نزدیک ہونے کی وجہ سے کم ہو گئی اس لئے ریاضت اوسپر آسان ہو گئی اور عبادت کا [illegible]
لطائف کے بعد زیادہ ہو گیا اس لئے یہ سیر سہل بھی ہے اور جلدی بھی واقع ہوتا ہے اور اگر ریاضت [illegible]
مر جاتا ہے تو مجرد مطلق نہیں ہوتا اس لئے کہ ذکر قلب ابتدائے صحبت ہی میں اوسے میسر ہو چکتا ہے اور [illegible]
حال یہ ہے کہ عبادات کامل سے قرب الٰہی اسطرح ترقی پاتا ہے کہ اصل [illegible] ہے اور عبادات ناقص سے [illegible]
ہوتا ہے لیکن غیر معتد بہ ہوتا ہے اس لئے کہ ناقصوں کی عبادات کا ثواب کاملوں کی عبادت سے بہت کم [illegible]
ہو چکا ہے کہ سارے عالم کی عبادت ولی کے عبادت کے مقابلہ میں [illegible] اور عکس کا حکم رکھتی ہے [illegible]
برکات میں بھی فرق ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ پیر جو مریدوں کو ریاضت اور مجاہدہ کے لئے حکم دیتے ہیں [illegible]
عناصر کا تصفیہ اور نفس کا تزکیہ ہوتا ہے [illegible] قرب مدنظر نہیں ہوتا بلکہ تصفیہ و تزکیہ بھی محض عبادت سے حاصل نہیں ہو سکتا
جب تک پیر کامل کی صحبت بھی اوس کے ساتھ نہ ہو [illegible] ناقص اور کامل دونوں اپنے سے زیادہ کامل کی صحبت سے
فیضیاب ہو سکتے ہیں جیسے حضرت یوشع اور اون کی مثل اور اون نے حضرت موسیٰ سے [illegible]
نہیں ہو سکتی بدون تاثیر صحبت کاملوں کے اس لئے تنہا عبادت سے اون کو [illegible]
اجتبا کہتے ہیں ان کے حق میں [illegible] نہیں کیونکہ ان کو حق تعالیٰ سے کوئی مناسبت نہیں [illegible]
وسیلہ ایک ایسے شخص کے جو باطن میں اللہ تعالیٰ سے مناسبت رکھتا ہو اور ظاہر میں بندگان خدا سے [illegible]
نہ تھا وہ واسطہ جو دونوں کا برزخ ہو وہ رسول ہے یا اوسکا نائب اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا [illegible]
ملائکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا من السماء ملکا رسولا۔ اگر زمین میں فرشتے [illegible] ہوتے
تو ہم اوپر کوئی فرشتہ پیغام لیکر آسمان سے اوتارتے۔ اسی لئے رسول علیہ السلام کی وفات کے بعد اون کا [illegible]
فیض نہیں پہنچ سکتا کیونکہ مناسبت میری موجود نہیں اس دوسرے واسطہ کی ضرورت ہے جو پیر کا نائب [illegible]

Marfat.com

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
عن کثیر بن قیس [illegible] حاتم [illegible]
ہونا پیغمبرون کا ممکنات اور واجب الوجود کے [illegible]
ہین بالواسطہ ہونا چاہیے اسی طرح پیغمبر اور امت کے درمیان [illegible]
کمال کو پہنچ جاتا ہے اور جناب الٰہی کے ساتھ اونکو نسبت [illegible]
فیض حاصل ہوتا ہے اور عبادات سے نفع پاتا ہے [illegible]
ہو کہ پیغمبر یا کسی ولی کی روح سے اوسکو فیض پہنچتا ہے اور اوسے مرتبہ [illegible]
اس لئے کہ اویس قرنی کو کہ بڑے درجہ کے تابعین مین سے ہین بے حاصل ہوئے صحبت غیر البشر [illegible]
حاصل ہوا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مسلم نے روایت کی ہے قال [illegible] رسول اللہ [illegible]
یقول ان خیر التابعین رجل یقال له اویس وله والدة وکان به بیاض فمروه فلیستغفر [illegible]
عمر نے کہا ہے کہ آنحضرت اپنے اصحاب سے فرمانے لگے کہ تابعین مین سے ایک عمدہ شخص [illegible]
موجود ہے اور اوس شخص کے بدن پر برص کا داغ ہے جب تمہاری اوس شخص سے ملاقات ہو تو اوسے [illegible] حضرت کی
استدعا کرنا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اہل خیر و صلاح سے دعا کرانا چاہیے اگرچہ طالب افضل [illegible]
دعا اون سے چاہنے کی ہدایت اسلئے فرمائی تھی کہ اون کا دل خوش ہو جاے اور یہ توہم اون کے دل سے [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے تخلف کیا اس لئے کہ اس حضوری سے دو طرف اپنی [illegible]
محروم رہے تھے اور اونکا آنا صحابہ کے پاس اس بات کے مخالف نہین اس لئے کہ اونھون نے [illegible]
مین نہ پایا جو اون کی ماں کی خدمت گذاری کرتا جب یہ موقع ملا تو صحابہ کے پاس [illegible]
کرتی ہے کہ اویس کثرت ثواب مین خدا کے نزدیک سارے تابعین سے [illegible]
بن سعید رح ہین اور مراد انکے افضل ہونے سے یہ ہے کہ حدیث علوم و احکام کے جاننے مین یہ افضل [illegible]
الاصول مین لکھا ہے کہ ابو عبد اللہ بن خفیف کہتے ہین کہ اہل مدینہ کہا کرتے تھے کہ [illegible]
اور اہل کوفہ کہا کرتے تھے کہ اویس افضل ہین اور اہل بصرہ حسن کو افضل [illegible]
لکھا ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے اکمال فی اسماء الرجال مین [illegible]
نے تذکرۃ الاولیا مین اور مولانا عبد الرحمن جامی نے شواہد [illegible]
اور حسن بصری کا ذکر تصوف کے طریق پر کیا ہے +

ریاضت کے ساتھ تاثیر صحبت مرشد بھی حصول [illegible] کے لئے

Marfat.com

اجتبا - ہدایت - مرادیت - مریدیت - جذب مطلق - بعد موت کے ترقی ہی نہین

ولایت تنہا بے تاثیر صحبت مرشد کے ازالہ رذائل نفس اور حصول ولایت کے لیے کافی نہین تاثیر صحبت انبیا کہ بالاصالت کمالات
نبوت رکھتے ہین کافی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اول ہی صحبت مین بشرطیکہ ایمان رکھتا ہو رذائل نفس دور ہوتے اور
اوس کے ساتھ کمالات نبوت و کمالات ولایت بھی حاصل ہوتے اور تاثیر صحبت اون شخصون کی بھی جو نبی تو نہین مگر کمالات
رکھتے ہین جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور جو اون کے مشابہ ہین واسطے دفعہ رذائل نفس اور حصول ولایت
کے کافی ہو مگر اتنی جلدی ان کی صحبت سے فائدہ نہین ہو سکتا کہ ایک دو صحبتین کفایت کر سکین بلکہ مدت کے بعد تاثیر پیدا ہوتی
ہے اور دوسرے اولیا کی تاثیر صحبت بدون ریاضت مرید کے کفایت نہین کر سکتی اور اگر صرف جذب کسی ولی سے حاصل ہو
بغیر ریاضت اور سلوک کے تو یہ اور بات ہے جذب الہی کا فائدہ کہ بے توسط کسی کے انبیا کے باب مین ہے صرف اجتبا ہے
اسی طرح وہ جو انبیا کے ذریعہ سے ہے اسکا فائدہ بھی صرف اجتبا ہے اور جو اولیا کے توسط سے ہے اوسکا فائدہ صرف
ہدایت ہے اور یہ فائدہ انابت پر موقوف ہے اور جو جذب اون لوگون کے ذریعہ سے کہ کمالات نبوت رکھتے ہین خواہ وہ اصحاب
ہون یا غیر اصحاب اسکا فائدہ اجتبا ہے جسکے ضمن مین ہدایت بھی کسیقدر ہوتی ہے یا ہدایت ہے کہ اوس کے ضمن مین کسیقدر
اجتبا ہوتا ہے اول کو مرادیت اور دوسری کو مریدیت کہنا لایق ہے واللہ یجتبی الیہ من یشاء ویھدی الیہ
من ینیب اللہ چن لیتا ہے اپنی طرف جسکو چاہے اور راہ دکھاتا ہے اپنی طرف اوس شخص کو جو رجوع لاتا ہے **مسئلہ**
جذب مطلق سے مراد اجتبا ہے جیسا کہ انبیا کو ہوتا ہے بسبب اوس مناسبت کے جو مبدء فیاض سے اون کو حاصل ہوتی ہے
اور یہ مرتبہ اولیا کو بھی حاصل ہے مگر اوسوقت کہ مناسبت پورے طور پر اللہ تعالی کے ساتھ اون کو پیدا ہو جاے اس لیے
کہ جذب مطلق سے رکنے والی عدم مناسبت ہے اور جب وہ مناسبت کے ساتھ بدل جاتی ہے تو یہ مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے
اس سے معلوم ہوا کہ صوفی جب سیر مرید کو پہونچتا ہے تو واصل ہوتا ہے اور دوسری منازل طے کر کے مقام محبوبیت کو
پہونچ جاتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے محبوب خدا کا ہو جاتا ہے اور اسوقت مین اوسکا اجتبا انابت
پر موقوف نہین رہتا جب اوسکو اور ترقیات حاصل ہونگی تو سیر مرادی مین ہونگی **مسئلہ** کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اجتبا
و جذب مطلق مرید کو بغیر سیر کی مدد کے میسر ہو جاتا ہے اس صورت مین مرید پیر سے افضل ہو جاتا ہے شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ
نے کہا ہے کہ کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ اللہ تعالی بندہ امی کو اپنی طرف جذب کر لیتا ہے اور اوسکے لیے کسی استاد کی حاجت
نہین چھوڑتا - ابو الحسن شاذلی سے کسی نے پوچھا تمہارا مرشد کون ہے جواب دیا کہ قبل اس سے عبد السلام بن مشیش تھے اب وہ
دریاؤن سے سیراب ہوتا ہون جنا ہون سے پانچ آدمی ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے اربعہ اور پانچ روحانی ہین
جبرئیل و میکائیل و عزرائیل و اسرافیل اور روح القدس مگر یہ ایسی حالت ہین کہ پیر سے افضل ہو جاے حق تعالی
پیر سے نہین چھٹ سکتا اور یہ جو ہمنے بیان کیا کہ ترقی قرب الہی مین تین چیز سے واقع ہوتی ہے (۱) برکات عبادات

Marfat.com

(۲) تاثیر مشائخ (۳) جذب مطلق بس یہ خیال کرو کہ [illegible]
ترقی ایک مقام سے دوسرے مقام کو یعنی ولایت صغریٰ سے ولایت کبریٰ کو عروج اور اوس سے ولایت [illegible]
نبوت تک نہیں حاصل ہو سکتی ہاں تاثیر صحبت سے ترقی ایک مقام سے دوسرے تک ہو کر مقام [illegible]
مطلق سے ترقیات ایک مقام سے دوسرے تک بہت ہی کم حاصل ہوتی ہے **فائدہ** شیخ محی الدین [illegible]
کہتے ہیں کہ شیخ ادحالدین حامد کرمانی شہر قونیہ میں میرے مکان پر فروکش تھے اونہوں نے بیان کیا کہ [illegible]
خواجہ یوسف ہمدانی ایک درویش کامل رہتے تھے جو ساٹھ برس سے زیادہ عرصہ سے ہمادہ پہری [illegible]
ایک دن اپنے زاویہ میں موجود تھے کہ دل میں باہر چلنے کے لئے خیال آیا مگر یہ نہیں جانتے تھے کہ کہاں جانا ہے [illegible]
ہوئے اور اوس کی باگ ڈھیلی کر دی کہ جہاں خدا چاہے اوسے پہونچا دے وہ گھوڑا اونہیں شہر سے باہر لایا اور ایک دریا [illegible]
ایک مسجد تھی وہاں لیجا کر کھڑا ہو گیا شیخ گھوڑے سے اوترے اور مسجد میں گئے تو کیا ایک نوجوان سر ڈالے بیٹھا ہے تو [illegible]
سر اوٹھایا ہے تو وہ ان اہلیت شناسا تھا اوس نے کہا اے ابو یوسف مجھکو ایک مسئلہ میں اشکال پیدا ہو گیا ہے اور [illegible]
شیخ نے اوسے حل کر دیا پھر اوس نوجوان نے کہا کہ جب مجھکو کسی مسئلہ میں اشکال پیدا ہو تو شہر میں آکر مجھ سے دریافت کر لیا کرو
مجھکو تکلیف مت دیا کرو شیخ نے کہا کہ اوس نوجوان نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ جب مجھے کوئی مشکل پیش آئیگی تو [illegible]
تیری مثل یہ ہے شیخ ابن العربی کہتے ہیں کہ میں نے اس بیان سے جانا کہ مرید صادق اپنے صدق کی وجہ سے پیر کی
طرف تحریک کر سکتا ہے **مسئلہ** اکثر صوفیہ کی یہ رائے ہے کہ بعد موت کے ترقی نہیں ہے اور دلیل اسپر یہ آیت ہے
یا ایہا الذین آمنوا انفقوا مما رزقناکم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ
والکافرون ہم الظالمون - یعنی اے ایمان والو خرچ کرو کچھ ہمارا دیا ہوا اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ
فروختگی ہے اور نہ دوستی ہے اور نہ سفارش اور جو منکر ہیں وہی گناہگار ہیں - مگر شیخ محی الدین کہتے ہیں کہ بعد موت کے
ترقی ہے اور ہمنے جنید اور شبلی اور بایزید کو فائدہ پہونچایا اونہوں نے ترقی کی لیکن معرفت خدا میں ترقی ممکن نہیں ہو سکتی
فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی - جو کوئی اس جہان میں اندھا ہے وہ اوس جہان میں بھی اندھا ہے - اور یہ حدیث
مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا مات الانسان انقطع عنہ عملہ یعنی جب
آدمی مرتا ہے اوسکا عمل موقوف ہو جاتا ہے - یہ حدیث شیخ کے کلام کے منافی نہیں اس لئے کہ جس ترقی کو شیخ نے ذکر کیا
وہ عمل کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ وہ فضل و رحمت الٰہی کی وجہ سے ہے اور حدیث میں یہ مراد ہے کہ [illegible]
یعنی آدمی عمل کرتا ہے کہ ثواب اوسکا ذخیرہ ہوتا ہے بعد مرنے کے لیکن آئندہ کو منقطع ہو جاتا ہے کیونکہ جب تک کرتا
پاتا تھا اب نہ کرے گا نہ پائے گا +

اصحاب [illegible] کی [illegible] کے [illegible]

اللہ تعالیٰ نے انسان مین اپنے قرب و معرفت کی استعداد رکھی ہے یہ استعداد ہدایت بالفعل کی مستلزم نہین ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین ہم نے آدمی کو اچھی ترکیب مین بنایا پھر ہم نے اوسکو سب سے نیچے پھینک دیا۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے مگر ماں باپ اوسکو یہودی یا نصرانی وغیرہ کر دیتے ہین۔ یہ ہم پیشتر بیان کر چکے ہین کہ باوجود اس فطرت کے استعداد افراد انسانی کی کیفیت مین مختلف ہے پس جیسے کانون مین اختلاف ہوتا ہے کہ جو قابلیت سونے مین ہے وہ لوہے اور تانبے مین نہین اور لوہے کی قابلیت سونے مین مفقود ہے اسی طرح افراد انسانی مین مختلف اور متغایر قسم کی استعدادین ہوتی ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لقد خلقکم اطوارا یعنی اللہ نے تمکو مختلف طور پر بنایا۔ صفات نفس و عناصر کی وجہ سے جو شدت و ضعف وغیرہ کی کیفیات افراد انسانی مین پیدا ہین یہ ہدایت و ضلالت دونون مین ظاہر ہوتی ہین پس اسی وجہ سے کسی شخص مین کم گمراہی ہوتی ہے کسی مین زیادہ اور کسی مین ہدایت کم ہوتی ہے کسی مین زیادہ یہ حدیث اسی مطلب پر دلالت کرتی ہے خیارکم فی الجاھلیۃ خیارکم فی الاسلام رواہ الشیخین عن ابی ھریرۃ یعنی جو کہ جاہلیت مین بہتر اور بزرگ تھے وہی اسلام مین بھی عزیز اور بزرگ ہین۔ یعنی جنکے جوہر ذات مین صفات تھین کہ اونکی وجہ سے جاہلیت مین ممتاز سمجھے جاتے تھے وہ اون صفات کی وجہ سے اسلام مین بھی مکرم و معزز ہوئے غایت یہ کہ جاہلیت مین کفر و ظلمت اور معصیت کے ساتھ ملوث تھے اور خواہشات نفسانی مین گرفتار ہو رہے تھے اور اب طہارت ایمان اور نورانیت طاعت و علم کے ساتھ منور ہوئے اور حق کے تابعدار بن گئے۔ احمد اور ترمذی نے انس رضی سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ارحم امتی ابوبکر واشدھم فی امر اللہ عمر واصدقھم حیاء عثمان۔ یعنی میری امت مین نہایت ترسناک ابوبکر ہین اور نہایت سخت اللہ کے کام مین عمر ہین اور تمام امت مین سب سے زیادہ با حیا عثمان ہین اور حضرت علی کی شان مین فرمایا اقضاھم علی یعنی حضرت علی احکام خصومت کو خوب جانتے ہین اور زید بن ثابت کے حق مین آیا ہے افرضھم زید بن ثابت یعنی تمام امت سے زیادہ فرائض دان زید بن ثابت ہین اور ابی بن کعب کی نسبت حدیث مین وارد ہوا ہے اقرؤھم ابی بن کعب یعنی سب سے زیادہ قاری ابی بن کعب ہین اور معاذ بن جبل کی نسبت فرمایا ہے اعلمھم بالحلال والحرام یعنی حلال و حرام سے زیادہ واقفکار معاذ بن جبل ہین۔ ابو سعید سے ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ یعنی حسن اور حسین دونون بہشت کے جوانون کے سردار ہین اور قرآن شریف مین صحابہ کی شان مین آیا ہے اشداء علی الکفار رحماء بینھم سخت ہین کافرون پر مہربان ہین آپس مین اور یہ تمام اقوال نص ہین اس بات مین کہ کیفیات انسانی مختلف ہین اور استعداد انسانی کے مختلف ہونے کا دوسرا سبب یہ ہے کہ انسان کے مرئی اسماے الٰہی کے ظلال ہین کہ انہین کی وجہ سے انسان کو تعین حاصل ہوتا

Marfat.com

ہر اسلئے یہ انسان کے تعین کے مبدء ہین اور ظل [illegible] مراتب ہین [illegible]
کی کمی بیشی مشیت الٰہی پر موقوف ہے - ان مین سے بعضے ظل اسم ہادی کے ہین [illegible]
کی وجہ سے ہر ایک فرد انسانی مین ہدایت و ضلالت ہوتی ہے [illegible]
کے تعین کا مبدء اسم ہادی کا ظل ہے وہ ہدایت کو پہونچتا ہے اور جسکا مبدء تعین [illegible] ظل
یہ بھی یاد رکھو کہ اگر کسی شخص کے تعین کا مبدء و سبب اسم ہادی کا ظل ہوتا ہے تو اسکے لئے [illegible]
مرتبہ ولایت کو بھی پہونچے ہان جسکو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس مرتبہ [illegible]
طور پر ظاہر ہوگا کہ جس شخص کا مبدء تعین یعنی ظل جتنا اپنی اصل سے کہ وہ اسم الٰہی ہے قریب ہوگا [illegible]
اعلیٰ و اشرف ہوگی **مسئلہ** اس دوسری قسم یعنی ضلال کی وجہ سے جو اختلاف استعدادون [illegible]
ثمرہ ولایت مین ظاہر ہوتا ہے خاص کر ولایت صغریٰ مین اور پہلی صورت کی وجہ سے جو اختلاف ہوتا ہے [illegible]
مقامات مین ظاہر ہوتا ہے اس لئے کہ ولایت صغریٰ مین جو اولیا کی ولایت ہے [illegible]
عالم امر کے ساتھ ہوتا ہے اور کچھ اسمین سے ولایت کبریٰ مین بھی ہوتا ہے اور ولایت کبریٰ کے [illegible]
بھی تعینات کا معاملہ نفس کے ساتھ ہوتا ہے ولایت کبریٰ انبیا کی ولایت کو کہتے ہین اور ولایت علیا مین جو ملائکہ کی
ولایت ہے تینون عناصر یعنی پانی ہوا آگ کے ساتھ معاملہ ہوتا ہے اور کمالات نبوت مین عنصر خاک کے ساتھ معاملہ
ہوتا ہے اور اس سے آگے وجدانی و ادراکی نہین +

اسمائے حسنیٰ اور اون کے اظلال

اللہ تعالیٰ کے لئے اسمائے حسنیٰ قرآن و حدیث سے ثابت ہین اور اوس ذات مقدس کی صفتین [illegible]
وجودی و سلبی - صفات وجودی کی دو قسمین ہین (۱) حقیقی محض جیسے حیات و بصارت [illegible]
حقیقی اضافی جیسے علم و قدرت - اور صفات سلبی اونہین کہتے ہین کہ نسبت سلب کی بدون باری تعالیٰ [illegible]
نہین پڑ سکتین جیسے جسم اور جوہر اور عرض کہ اللہ تعالیٰ کو تنہا ان کے ساتھ موصوف نہین کر [illegible]
کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ جسم ہے یا جوہر ہے یا عرض ہے جب سلب کو ان کے ساتھ ملا دیا [illegible]
یہ اللہ تعالیٰ کے صفت واقع ہو سکتی ہین مثلاً اللہ تعالیٰ [illegible] ہے نہ جوہر ہے نہ عرض ہے [illegible]
معلوم کرو کہ کشف اولیا سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اسماء و صفات الٰہی کے اظلال [illegible]
ذاتین انبیا و ملائکہ کے لئے تعین کا مبدء ہین اسی طرح یہ اظلال [illegible]
یہ نہین کہہ سکتے کہ عقل و شرع اسماء و صفات الٰہی کے لئے ظلال ہونا تجویز نہین کرتے [illegible]
تو یہ مثل کا وہم پیدا ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ اصل کامل [illegible] نہین اسی لئے [illegible]

Marfat.com

فرمایا ہے کہ اوس کے لئے ظل نہین ہے اور وجہ دفعیہ اعتراض کی یہ ہے کہ ظلال سے مراد یہ نہین ہے کہ اجسام کثیفہ ہون اور
وہ یہ کہ کسی چیز کا سایہ ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ مخلوقات الٰہی مین سے ایک قسم کے لطایف ہین جنکو اسماء و صفات الٰہی
کے ساتھ بخوبی نسبت حاصل ہے اور اس مناسبت کی وجہ سے وہ اسرار صفات الٰہی کے اور عالم کے درمیان واسطہ
ہین فیض وجود اور توابع وجود کے پہونچانے کے لئے یعنی انہین کے ذریعہ سے اسماء و صفات الٰہی سے عالم کو وجود
ملتا ہے اور اس مناسبت کی وجہ سے ان لطائف کو مجاز کے طور پر ظل کہنے لگے ہین یا سکر کی حالت مین ایسا خیال
کر لیا ہے جیسا کہ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس قسم کے علوم جن سے نسبت خدائے تعالیٰ اور اوس کی ذات کے
درمیان ثابت ہوتی ہے شرع سے ثبوت کو نہین پہونچتی یہ ساری باتین معارف سکریہ ہین سے ہین [illegible]
وبالاستقلال خدائے پاک کی ذات اور اوسکی صفات ثمانیہ حقیقیہ یعنی حیات - ارادہ - علم - قدرت - سمع - بصر - کلام
تکوین موجود ہین اور جو کچھ ان کے سوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ایجاد سے موجود ہوا ہے اور یہ سب ممکن و مخلوق [illegible]
ہے اور کوئی مخلوق اپنے خالق کا ظل نہین ظلیت عالم کا علم سالک کو راہ مین بہت کام آتا ہے اور کشان کشان اصل
کی طرف لیجاتا ہے - قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اس موقع پر لکھا ہے کہ حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ستر ہزار
حجاب نور و ظلمت کے ہین کہ اگر یہ حجاب دور ہو جائین تو اوس کے مونھ کی روشنی خلق کے انتہائے نظر تک [illegible]
سو شاید مراد ان حجابون سے یہی ظلال ہین اور مطلب حدیث کا یہ ہے کہ اگر ظلال پیدا نہوتے تو سارا عالم [illegible]
ہو جاتا کیونکہ رب العالمین کی ذات بے پرواہ ہے اور سبعون یعنی ستر کا لفظ جو حدیث مذکور مین آیا ہے اس سے تعداد
مراد نہین بلکہ کثرت مراد ہے اور یہ لفظ کلام عرب مین کثرت کے لئے مستعمل ہے اور اس حدیث مین جو نور و ظلمت کے حجاب کا
ذکر ہے وہ صوفیہ کے اس قول کا بڑا موئد ہے کیونکہ وہ کہینگے مومنین کے موجود ہونے کے اسباب حجابہائے نورانی ہین
اسم ہادی کا ظلال ہین اور کفار کی پیدائش کے اسباب حجابہائے ظلمانی ہین جو اسم مضل کے ظلال ہین انتہی تحقیق
یہ ہے کہ یہ استدلال تکلف سے خالی نہین اور ظل کا انکار بھی بے محل ہے اس لئے کہ حدیث صحیح مین سلطان کو ظل اللہ
کہا ہے بیہقی نے شعب الایمان مین ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان السلطان ظل اللہ
فی الارض یعنی بادشاہ سایہ خدا کا ہے زمین مین اور حدیث صحیح مین صلحائے امت کو ظل الٰہی کے تلے داخل ہونے کی
بشارت دی ہے نہایت یہ ہے کہ صوفیہ ظلال کی تاویل کرتے ہین اور علمائے ظاہری کے نزدیک تاویل کی ضرورت نہین
کہ خود خداوند تعالیٰ اور اوس کے رسول نے اس لفظ کو استعمال فرمایا ہے اور سید عبد السلام مشیشی نے جو کہا ہے
اللھم اجعل الحجاب الاعظم حیوۃ روحی وروحہ سر حقیقی وحقیقتہ جامع عوالم الحق
الحق الاول انتہی - یعنی اے اللہ حجاب اعظم کو میری روح کی زندگی کر دے اور اوسکی روح کو میری حقیقت کا سر [illegible]
اور اوسکی حقیقتون کو میرے عالمون کا مجموعہ کر دے یہان حجاب اعظم سے مراد ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

Marfat.com

بعد قول جو اس عبارت سے پیشتر ذکر کیا ہے دلالت کرتا ہے وحجابك الاعظم الذی [illegible]
تیرا حجاب تیرے پاس کھڑا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو حجاب اعظم سے اسلئے تعبیر کیا کہ حضرت [illegible]
علیہ وسلم کی تمام مخلوقات مین اول و اعظم ہے جیسا کہ صوفیہ نے حضرت کے اس قول مین بیان کیا ہے اول ما خلق
نوری اور اسی نور سے اور حقیقتین نکلین ہین پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت واسطہ ہے [illegible]
حقائق کے اور روح مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبی الانبیا ہے اس لئے کہ انبیا کی ارواح نے علوم [illegible]
اس روح پاک کے ذریعہ سے حاصل کئے پس جسطرح نبی ترجمان حق ہے اپنی قوم مین اور واسطہ ہے اللہ مین اور [illegible]
مین اسی طرح روح کرم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجمان حق ہے ارواح مین اور واسطہ ہے اللہ مین اور [illegible]
مسئلہ اسماء و صفات الہی کو تعینات کا مبدء کہتے ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی سارے عالم سے غنی ہے [illegible]
کی موجودات و ظلال اس کا فیض یعنی وجود و توابع وجود کے پہنچانے کے لئے واسطہ ہوتی ہین پس ہر شخص کا عین اور [illegible]
وجود کی فرع ہے یا عین وجود ہے پس اسماء و صفات الہی کو اشیا کی تعینات کا مبدء قرار دینا یہ ایک اصطلاح ہے اور [illegible]
وصفات اگرچہ خود بھی تعینات کا مبدء واقع ہو سکتی ہین لیکن ظلال کے پیدا کرنے اور اونکو فیضرسانی کا ذریعہ بنانے مین
کوئی حکمت ہوگی جسکو خدا ہی خوب جانتا ہے اگر عالم کے لئے خود اسماء و صفات الہی مبادی تعینات واقع ہوتے اور ظلال
توسط نہوتا تو سارا عالم انبیا و ملائکہ کی طرح معصوم ہوتا اور ہر ایک کی ذات کا مقتضی جذب مطلق ہوتا حالانکہ اللہ تعالی کے
صفات جمالی و جلالی کا مقتضی یہ ہے کہ بعضے آدمی مومن ہون اور بعضے کافر اور بعضے صالح اور بعضے فاسق [illegible]
وغیرہ وغیرہ صفات کے آثار ظہور مین آتے رہین اللہ تعالی فرماتا ہے ولو شئنا لآتینا کل نفس ھداھا ولکن
حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین۔ یعنی اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو ہدایت دیتے لیکن ہم
یہ بات مقرر کر چکے ہین کہ دوزخ کو آدمیون اور جنون سے بھرینگے +

انبیا اور ملائکہ کے مبادی تعینات مین تفاوت عالم مثال مین تمام عالم دائرہ کے طور پر نظر کشف مین معلوم پڑتا ہے۔ دائرہ ظلال۔ ولایت صغری [illegible] کبری۔ کمالات نبوت مین ترقی

انبیا اور ملائکہ کے مبادی تعینات مین یہ تفاوت ہے کہ صفات الہی مین دو اعتبار مبادی ہین ایک [illegible]
وجود حاصل ہو دوسرے یہ کہ ذات الہی کے ساتھ قائم ہین پس پہلے اعتبار سے [illegible]
اعتبار سے ملائکہ ہین۔ ملائکہ کی ولایت انبیا کی ولایت کی بہ نسبت جناب الہی کے ساتھ زیادہ قرب رکھتی ہے لیکن
ملائکہ کو اپنے مقام سے ترقی نہین ہے جیسا کہ اس ارشاد سے ثابت ہے وما منا الا لہ مقام معلوم [illegible]

Marfat.com

اوسکے لئے ایک مقام ہے مقرر اور انبیا کو مقام ملائکہ پر ترقی ہے بلکہ ان کے مقام سے اور اوپر بھی کہ وہ کمالات نبوت و رسالت
و اولوالعزمی وغیرہ مین ترقی ہین اسی لئے انبیا کو ملائکہ پر تفضیل دی جاتی ہے جیسا کہ عقیدہ اہل حق کا ہے اگرچہ بعضے اس کے
خلاف بھی ہین اور بسبب ریاضت و عبادت اور متابعت صاحب شریعت اور تاثیر صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
کہ بے واسطہ یا بواسطہ حاصل ہو صوفی اپنے مقام سے ترقی کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کی اقربیت کے مقام مین پہنچ جاتا ہے
کہ اوسکو اللہ تعالیٰ سے اتنا قرب میسر ہو جاتا ہے جتنا اوسکے اصل یعنی ظل کو ہے جو اس صوفی کے [illegible]
اسی وقت مین صوفی پر اطلاق ولی کا موافق اصطلاح کے ہوتا ہے اور مراتب قرب کے اگرچہ بے مثل ہین کہ اونکی کیفیت
بیان مین نہین آسکتی مگر عالم مثال مین تمام عالم دائرہ کے طور پر نظر کشفی مین معلوم پڑتا ہے اسکو عالم امکان کہتے ہین
اور عرش مجید قطر کی صورت پر دکھلائی دیتا ہے اور تلے کی قوس مین عناصر اربعہ اور نفس ناطقہ ہے اور اوپر کی
عالم امر اوپر کی قوس مین ظاہر ہوتے ہین اور دائرہ سے گذر جانے کے بعد ظلال اسماء و صفات بھی دائرہ کی صورت
مین دکھتے ہین اور صوفی اپنے آپ کو عالم مثال مین دیکھتا ہے گویا کہ سیر و ترقی کرتا ہے یہان تک کہ دائرہ ظلال مین
پہونچ جاتا ہے اور اپنی اصل سے مل جاتا ہے اور اپنے آپ کو اصل کے رنگ مین پاتا ہے اور اپنی ذات کو فانی
اور ہلاک دیکھتا ہے یہان تک کہ پھر کوئی اثر اور نشان اور اپنا ثبوت نہین پاتا اور اصل کے [illegible]
باقی جانتا ہے اسی سیر کا نام اصطلاح مین سیر الی اللہ ہے اور یہ دائرہ ظلال اولیا کی ولایت صغریٰ کا دائرہ ہے
اکثر اولیا نے اسی دائرہ ظلال کو دائرہ صفات بتایا ہے اور صفات کو ذات الٰہی کا عین بتایا ہے اور اس [illegible]
مین انا الحق بول اوٹھے ہین۔ پھر جب اپنے مبدء تعین سے ترقی کی اور دائرہ ظلال مین سیر واقع ہوئی تو اس [illegible]
سیر فی اللہ کہنے لگے اور حقیقت مین یہ سیر الی اللہ ہے۔ اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفات غیر متناہی ہین [illegible]
بھی اسی طرح غیر متناہی ہین۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق جو کچھ تمہارے پاس ہے
تمام ہو جاتا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے باقی رہنے والا ہے ؎ اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم [illegible]
گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم + مجلس تمام گشت و بپایان رسید عمر + ما ہمچنان در اول وصف تو ماندہ ایم [illegible]
صغریٰ مین کوئی مراتب ظلال کے موافق سیر کرے تو ابد الآباد تک تمام نہو لیکن ہر ایک مراتب ظلال [illegible]
مقدر مین یہ سیر کرتا ہے اور ظل کا ظل بھی ہوتا ہے اور پھر اس ظل کا ایک اور ظل ہوتا ہے اور اوسکی [illegible]
مراتب مقرر تعین اللہ کی مشیت پر موقوف ہین اور ہر ایک اوپر کا ظل تلے کے ظل کی اصل ہوتا ہے صوفی [illegible]
جسکی وجہ سے اوسکو تعین حاصل ہوا ہے پھر اس ظل کی اصل ایک اور ظل ہے پھر اسکی اصل اور ظل ہے اسی طرح [illegible]
خدا چاہے پس صوفی مراتب مین ترقی کرکے اپنی اصل تک پہونچ جاتا ہے اور وہان فنا ہو جاتا ہے اور پھر وہان سے [illegible]
ترقی کرکے اوس اصل کی اصل مین فنا ہو جاتا ہے اسی طرح جس ظل مین داخل ہوتا ہے اوسمین اپنے آپ کو فنا دیکھتا ہے اور

Marfat.com

اور اوس اصل کے جو جسکے ساتھ اپنے آپ کو چھپایا ہے اس
ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام + بعد ازاں کے اگر فنا ہے الٰہی صوفی کے شامل حال
کی متابعت کی وجہ سے دائرہ اسماء و صفات میں داخل ہو جاتا ہے اور یہ دائرہ
اسے دائرۂ اصول کہتے ہیں اور پھر اس میں سیر واقع ہوتی ہے اور صوفی اسکی کمال کرتا رہتا
ہیں اور اب ولایت کبریٰ میں شروع ہوتا ہے جو انبیا کی ولایت ہے دوسروں کو ولایت کبریٰ انبیا کی
نصیب ہوتی ہے اور لطائف پنجگانہ عالم امر کے عروج کی انتہا اسی دائرہ کی انتہا تک ہے یہ دائرہ اسماء و صفات
ہے اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اس سے آگے بھی عروج واقع ہوا تو یہ دائرۂ اصل حاصل ہو جاتا ہے اور
اوپر طے کر لینے کے بعد دائرۂ فوقانی ظاہر ہوتا ہے مجدد صاحبؒ کہتے ہیں کہ جو کہ یہاں قوس کے سوا کچھ اور
اوسی قوس پر اختصار کیا ہے اور اس میں شاید کوئی بھید ہوگا کہ اوسپر اطلاع نہ بخشی یہ تینوں اصول اسماء و صفات
ہوئے ذات الٰہی میں صرف اعتبارات میں ان تینوں اصول کے کمالات نفس مطمئنہ سے خصوصیت رکھتے ہیں اور نفس کو اسی
مقام پر اطمینان حاصل ہو جاتا ہے اور اسی مقام میں شرح صدر حاصل ہوتا ہے اور سالک اسلام حقیقی کے ساتھ مشرف
ہوتا ہے اور نفس رضا کے مقام پر پہنچ جاتا ہے یہ مقام منتہی ہے انبیا کی ولایت کا جسے ولایت کبریٰ کہتے ہیں مجدد صاحب
کہتے ہیں کہ جبکہ سیر یہاں تک حاصل ہو چکی تو خیال ہوا کہ شاید کام پورا ہو چکا غیب سے ندا ہوئی کہ یہ ساری تفصیل ہم نے ظاہر
کی تھی جو اوڑنے کا ایک بازو ہے اور اسم باطن ابھی باقی ہے جو اوڑنے کا دوسرا بازو ہے۔ اسم باطن سے جن اسماء کا
تعلق ہے وہ ملاء اعلیٰ کے تعینات کے مبادی ہیں اور ان میں سیر کا شروع کرنا ولایت علیا میں قدم رکھنا ہے یہ ولایت
ملائکہ کی ہے اور اس وقت میں ولی کو ولایت ملائکہ میں ترقیات حاصل ہوتی ہیں۔ مجدد صاحبؒ کہتے ہیں کہ اسم
و باطن کے دو بازو حاصل ہونے کے بعد جو اوڑنا شروع کیا تو معلوم ہوا کہ یہ ترقیات بالاصالۃ آگ اور ہوا اور پانی
عناصر کو نصیب ہیں کہ ملائکہ کو ان تینوں عناصر کی وجہ سے حاصل ہے جیسا کہ روایت کیا گیا ہے کہ بعضے ملائکہ آگ
برف سے پیدا ہوئے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں اس طرح مصروف رہتے ہیں سبحان اللہ من تحت ہیں
یعنی پاکی ہے اللہ کو جس نے آگ اور برف کو ایک جگہ جمع کیا۔ اور جب اس سے بھی اوپر سیر واقع ہوتی ہے
میں شروع ہوتا ہے یہ کمالات ذات مقدس انبیا کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں جو کامل لوگ انبیا کے تابع ہیں
نہایت ثابت قدم ہیں انکو بھی اس تبعیت کی وجہ سے کچھ ان کمالات میں سے حاصل ہو جاتا ہے
مگر وہاں بڑا حصہ ان کمالات میں سے حاصل ہو جاتا ہے اور لطائف انسانی کے
جن سے عنصر خاکی کے لئے ہے اور سارا عالم خلق و امر اسی عنصر خاکی کے تابع ہے اور چونکہ یہ عنصر
اس لئے خواص بشر خواص ملائکہ سے افضل ہوئے ہیں پھر دوسری حقیقت اس مقام میں ظاہر ہوتی

Marfat.com

کہ سارے کمالات ولایت صغریٰ و ولایت کبریٰ و ولایت علیا کے کمالات نبوت کے ظلال و مثال و شبح ہین اور دائرہ کمالات نبوت مین جب مرکز پر پہونچتے ہین تو وہ مرکز دائرہ کی صورت مین ظاہر ہوتا ہے اور یہ دائرہ کمالات رسالت کا ہی کہ بالاصالۃ انبیاے مرسل ہی کے ساتھ مخصوص ہی اور جو کسی کو حاصل ہوتا ہے تو انہین کی پیروی سے میسر ہوتا ہے اور جب اوس دائرہ ثانی کے مرکز پر پہونچتے ہین تو وہ مرکز بھی دائرہ کی صورت مین ظاہر ہوتا ہے یہ دائرہ بھی انبیاے اولوالعزم کے کمالات کا ہے اور سارا عالم گویا اعراض ہے کہ قیام اوس کا حق تعالیٰ کی صفات کے ساتھ ہی اور یہ منصب اوس شخص کو دیتے ہین جسکے ساتھ اشیا کا قیام ہی بعضے اولیا ایسے عالی رتبہ بھی ہوتے ہین کہ انبیا کے اتباع کی وجہ سے اونکو بھی یہ منصب عطا ہوتا ہے۔ مجدد صاحبؒ کہتے ہین کہ جب یہ سیر بھی مین نے پوری کرلی تو اب یہ خیال ہوا کہ اگر آگے قدم سیر کے لئے بڑھایا جاے گا تو عدم محض ہوگا مگر معلوم ہوا کہ ابھی مقصود حاصل نہین اور عنقا ہاتھ نہین لگا بلکہ ابھی تک اللہ تعالیٰ انتہا درجہ کی دوری اور بعد مین ہے اور دوری اوس جناب مقدس کو کچھ اسوجہ سے نہین ہے کہ وہ پردون کے پیچھے ہے اور حجابون کی آڑ مین ہے کیونکہ اس مقام تک کوئی پردہ باقی نہین رہتا سب اوٹھ جاتے ہین بلکہ اوس کا عظمت و جلال ادراک سے روکتا ہے۔ بعضے کامل مرد ایسے بھی ہوتے ہین کہ اونکو انبیا علیہم السلام کے طفیل سے بارگاہ عظمت و کبریا کے اندر بھی جگہ ملجاتی ہی اور جو معاملہ انبیا کے ساتھ کیا جاتا ہے وہی اون کے ساتھ بھی عمل مین آتا ہے اس مقام کا رئیس بھی عنصر خاک ہے ایسے مرتبہ کا آدمی ایک مدت دراز کے بعد ظاہر ہوتا ہے +

لطائف خمسہ عالم خلق و لطائف خمسہ عالم امر ہر ایک لطیفہ عالم امر کا جسم انسانی مین مقام اور ہر ایک لطیفہ عالم امر کی ولایت کسی اولوالعزم پیغمبر کے قدم کے تلے ہونا۔ اولیا کے قدمون کا تفاوت۔ لطائف کے رنگ عالم کبیر۔ عالم خلق اور عالم امر کے اجزا مراتب عشرہ۔ شیونات اور صفات مین فرق۔ ترقی مقامات مین اور نفس ناطقہ اور روح کا بیان اسم ذات کا ذکر ہر ایک لطیفہ مین جاری کرنا۔ سیر لطایف

شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد بن سعید بن شیخ احمد سرہندیؒ نے اور اکثر مشایخ طریقہ احمدیہ نے خطون مین لطائف خمسہ عالم خلق و لطائف خمسہ عالم امر کو بڑی خوبی سے بیان کیا ہے مین بھی ان مین سے کچھ مطالب مناسب مقام افذ کرتا ہون معلوم کرو کہ پانچ لطیفہ انسانی کہ قلب و روح و سر و خفی و اخفی ہین عالم امر سے ہین ان کا مقام فوق العرش ہی جسے لامکان کہتے ہین اور اسکا نام عالم ارواح بھی ہی حق تعالیٰ نے اپنی کمال قدرت سے اون لطایف کو بدن انسان سے تعشق و تعلق دیکر وہان سے نیچے اوتار کر ہر ایک کو اپنی خاص جگہ مین انسان کے بدن مین

جو اوس کے مناسب نہار کہا ہے لطیفہ قلب کی بائین [illegible]
اور اوسکی صورت صنوبری ہے ۔ روح کو جو قلب سے زیادہ لطیف ہے اوس کے [illegible]
سے بہتر ہے سینہ کے بیچ مین اور سر کو درمیان قلب اور اخفی کے اور خفی کو درمیان روح اور [illegible]
اس لطیفہ کی ولایت کسی اولوالعزم پیغمبر کے قدم کے تلے ہے چنانچہ قلب کی ولایت حضرت [illegible]
روح کی ولایت حضرت ابراہیم کی اور سر کی ولایت حضرت موسیٰ کی اور خفی کی ولایت حضرت عیسیٰ کی اور [illegible]
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کے تلے ہے اور اولیا کے قدمون کا تفاوت انہین لطیفون کی [illegible]
آدم کے تلے ہے اوسکو قلب کی ولایت حاصل ہوتی ہے اور وہ ولایت کے ایک درجہ کی استعداد رکھتا [illegible]
پانچ درجون مین سے اور جو حضرت ابراہیم کے قدم کے تلے ہے اوسکی ولایت روحی ہے اور اوسکو پانچ درجون مین سے [illegible]
کی ولایت کی استعداد ہے اور جو حضرت موسیٰ کے قدم کے تلے ہے اوسکی ولایت ولایت سری ہے اور وہ ولایت کے [illegible]
درجات خمسہ مین سے تین درجون کی استعداد رکھتا ہے اور جو حضرت عیسے کے قدم کے تلے ہے اوسکی ولایت ولایت خفی
اور وہ ولایت کے پانچ درجون مین سے چار درجون کی استعداد رکھتا ہے اور جو حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے
قدم کے تلے ہے اوس کی ولایت ولایت اخفی ہے جو سب ولایت کے درجون سے اعلیٰ ہے اور اس صاحب ولایت کو پانچون
درجون کی قابلیت ہے اور لطایف کے رنگ ہر شخص نے اپنے کشف و نظر کے موافق کہے ہین اور اونپر معاملات اور حالات کو
مقرر کیا ہے جو زیادہ مشہور ہے وہ یہ ہے کہ قلب کا نور زرد ہے اور روح کا نور سرخ ہے اور سر کا نور سفید ہے اور خفی کا نور
سیاہ ہے اور اخفی کا نور سبز ہے **مسئلہ** انسان جسکو عالم صغیر کہتے ہین اون دس اجزا سے مرکب ہے جن کی اصلین [illegible]
مین ہین اور عالم کبیر تمام کائنات کو کہتے ہین عالم خلق و امر دونون اس مین داخل ہین اون مین سے پانچ جزو عالم خلق [illegible]
ہین ایک نفس اور چار عنصر اور پانچ عالم امر سے ہین قلب اور روح اور سر اور خفی اور اخفی جس طرح چارون عنصر کی [illegible]
دنیا مین موجود ہے اسی طرح ان لطایف خمسہ کی اصلین عالم امر مین ہین اور لامکان مین عرش کے اوپر موجود ہین [illegible]
مین سے دل ایسا لطیفہ ہے جو عرش سے اوپر ہے اور باقی تمام اصول اسکے تلے ہے اسی لئے دل کو عالم خلق و امر [illegible]
قرار دیا ہے کیونکہ عالم خلق کی منتہا عرش ہے اور چونکہ عرش عالم خلق کی منتہا ہے اوس کا موخر عالم امر [illegible]
اوسکو ہی برزخ کہتے ہین اور اصل قلب سے اوپر اصل روح ہے اور اوس کے اوپر اصل سر اور اوسکے [illegible]
اوپر اخفی ۔ اللہ تعالیٰ نے ان لطایف کو عرش سے اوتار کر انسان مین رکھا پس لطیفہ قلب کو [illegible]
دی جو سینہ مین بائین طرف ہے اور عرف مین اوسے دل کہتے ہین ۔ اصل اس لطیفہ کی حق [illegible]
فنا اور تمکین کہتے ہین اسکا کمال یہ ہے کہ حق جل جلالہ کے فعل مین فانی ہو جائے [illegible]
سالک اپنے آپ کو مسلوب الفعل پائے گا اور اپنے افعال کو اللہ تعالیٰ کے افعال [illegible]

کنایہ ہے اور اسکا نشان یہ ہے کہ قلب ما سوی اللہ کو بالکل فراموش کر دیگا اور جب سالک فنائے قلب سے مشرف ہوا
اولیا کی جماعت مین داخل ہو گیا اور یہ فنا سے قلب بغیر طے کرنے دائرہ امکان کے کہ زمین سے عرش تک ہے اور بغیر قطع
کرنے ان مراتب عشرہ یعنی زہد صبر توکل رضا تسلیم قناعت لوگون سے یاس فقر فراغ ریاضت حاصل
نہین ہوتی اور جو شخص حضرت آدم کا مشرب رکھتا ہوگا اوسکا وصول درگاہ قدس کی طرف اسی لطیفہ کی راہ سے ہوگا
کیونکہ قلب مربی ہے ولایت حضرت آدم کا اور ایسے شخص مین ولایت کے پانچ درجون مین سے ایک ہی درجہ کی
کی استعداد ہوگی مگر پیر کامل کی کشش کی اور بات ہے اور فنائے قلب اوس تجلی افعالی کا اثر ہے جو اوسکی اصل ہے
کیونکہ قلب افعال الہی کا ظل ہے اسکے بعد بقائے قلب افعال ایزدی کا ٹکڑا ہے اس لئے کہ ہر ظل کو اپنی اصل کی طرف
اوسمین فنا ہونے کا اور اوس سے باقی ہونے کا اور لطیفہ روح کی اصل جو قلب سے بہت لطیف ہے حق کی صفات
ثبوتیہ ہین اور صفات ثبوتیہ کو افعال الہی کی بہ نسبت ذات الہی کی طرف ایک قدم کا قرب حاصل ہے سالک
فنا حاصل ہونے کے بعد جو تجلی صفاتی کے ساتھ مربوط ہے اپنی صفات کو اپنے مطالب پائیگا بلکہ جناب حق
کرے گا اور لطیفہ روح کی بقا یعنی صفات ثبوتیہ سے ہے اور یہ صفات مربی ہین ولایت نوحی اور ولایت ابراہیمی
کہ یہ دونون ولایتین روح اور صفات ثبوتیہ سے مربوط ہین ان دونون ولایتون مین صرف اختلاف اعتبارات کا فرق
ہے چنانچہ ولایت ابراہیمی تفصیلی ہے اور ولایت نوحی اوس سے مجمل ہے پس جو شخص ان دونون انبیا کا مشرب رکھتا ہے
سیر جناب قدس کی طرف اسی لطیفہ سے ہوگی مگر اول مراتب قلب کا قطع کر لینا ضرور ہے اور ولایت کے پانچون مرتبون
سے صرف دو مرتبون کے حصول کی استعداد ایسے شخص مین ہوگی اور پیر کی کشش کی اور بات ہے اور لطیفہ سر لطیفہ
سے بہت لطیف ہے اور اسکی اصل ذات حق تعالی کے شیونات ہین اور شیونات بمقابلہ صفات کے ذات حق کی طرف ایک
قدم نزدیک ہین۔ یہان سے ثابت ہوا کہ ذات حق تعالی کی طرف افعال الہی سے ایک قدم زیادہ قرب صفات ثبوتیہ کو
حاصل ہے اور شیونات صفات ثبوتیہ سے بھی ایک قدم زیادہ قرب اللہ تعالی کی طرف رکھتے ہین اور لطیفہ سر کی فنا و
بقا انہین شیونات سے متعلق ہے اور جو کوئی موسوی مشرب ہوگا اوس کا پہونچنا درگاہ قدس مین اسی لطیفہ کی راہ سے ہوگا مگر
اول لطیفہ قلب و روح کا طے کر لینا ضرور ہے اور اس لطیفہ والے کو ولایت کے پانچ مرتبون مین سے تین مرتبون کے
حصول کی استعداد ہوگی اور پیر کی کشش کی اور بات ہے اور شیونات اور صفات مین یہ فرق ہے کہ ان کی اصل
شیون اون مفہومات کو کہتے ہین جو ذات الہی مین مندمج یعنی داخل ہون وہ ایسے معانی نہین جو ذات الہی
پر معانی ذات الہی پر زائد ہوتے ہین وہ صفات کہلاتے ہین اور لطیفہ خفی لطیفہ سر سے بہت لطیف ہے
اسکی صفات سلبی ہین جن سے اللہ تعالی کی تنزیہ و تقدیس واجب ہے اور شیونات ذاتی اور صفات ثبوتی سے تعلق
رکھتی ہین اور اس لطیفہ کو فنا و بقا اپنی اصل سے ہے اور جو عیسوی المشرب ہوگا اوسکا جناب قدس مین داخل ہونا لطیفہ

کے ذریعہ سے ہوگی مگر پہلے اون تینون لطایف کا [illegible]
سے چار مرتبون کے حصول کی استعداد ہوتی ہے [illegible]
کہ تمام لطایف سے الطف و احسن ہے اور حضرت اطلاق سے نہایت قرب رکھتا [illegible]
وشیون اور اشارات و تنزیہات و تقدیسات کو اور یہ مرتبہ تنزیہ اور اصل [illegible]
اوسی مرتبہ مقدسہ کے تحت مین ہے اس مرتبہ والیکو پانچون مرتبہ حصول کی استعداد حاصل ہوتی ہے [illegible]
ولایت محمدی ہے اور مربی اس ولایت کا حقیقۃ الحقایق ہے اور یہ ولایت تمام ولایتون سے اعلی [illegible]
جمع ہوتی ہین اور اسمین معاملہ نفس سے پڑتا ہے اور اوسکی فنا اور بقا دونون اکمل ہین پھر معاملہ انکی اصلون سے [illegible]
کی اصلون سے پڑتا ہے یہان تک کہ منتہی ہوتا ہے ذات حق تعالی تک اور وہان ترقی فنا سے نہین بلکہ ایک [illegible]
اپنے مقام مین ظاہر کیا گیا ہے اور لطایف خمسہ عالم امر کا عروج ولایت کبری کے دائرہ تک ہے جو تین دائرون [illegible]
قوس کو شامل ہے جب اوس دائرہ سے ترقی کرے اور دائرہ اصل اور اصل الاصل مین سیر کرے تو نفس [illegible]
اور نفس کو پوری فنا اور کامل بقا اور شرح صدر اور اسلام حقیقی اور اطمینان کی حاصل ہو جانے کے بعد مقام [illegible]
ہوگی اسکے بعد جب ولایت علیا مین سیر ہوگی تو عنصر ناری و آبی و ہوائی سے معاملہ پڑے گا اور اگر وہان سے بھی [illegible]
کے فضل سے ترقی ہوئی تو کمالات نبوت مین سیر حاصل ہوگی اور معاملہ اجزاے ارضی سے پڑے گا اور جو یہان سے بھی
ترقی ہوئی خواہ وہ کمالات رسالت مین ہو یا حقایق ثلثہ یعنی حقیقت کعبہ و حقیقت قرآن و حقیقت نماز مین تو معاملہ اوس
ہیئت وحدانی سے پڑیگا جو اجزاے عشرہ عالم خلق و امر کا مجموعہ ہے اور اس مجموعہ کے ساتھ معاملہ [illegible]
جز کا جدا جدا بھی کمال حاصل ہوتا ہے بعد اسکے معاملہ انسانون کی سمجھ سے باہر ہے۔ شفاء العلیل [illegible]
احمد السرہندی اشغالٌ اخری فلنذکرھا بالاجمال اعلم ان اللہ تعالی خلق [illegible]
لطائف ھی حقائق مفرزۃ بحیالھا کما ھو ظاھر کلام الشیخ واتباعہ او جہات و اعتبارات [illegible]
الناطقۃ فھی تسمی باعتبار قلبا وباعتبار آخر روحا الی غیر ذلک وھو الذی اختارہ [illegible]
وصورتی صوری ھا فرسم دائرۃ وقال ھی القلب ثم دائرۃ اخری فی ھذہ الدائرۃ فقال ھی [illegible]
الدائرۃ السادسۃ وقال ھی انا وسمعتہ یقول بعضھا فی البعض انتھی۔ یعنی شیخ احمد سرہندی [illegible]
اور اشغال ہین ہم اون کو مجمل طور پر ذکر کرتے ہین معلوم کر کہ حق تعالی نے انسان مین چھ لطیفے پیدا کیے [illegible]
حقایق بذات خود جدا جدا ہین چنانچہ شیخ موصوف کے اور اون کے تابعین کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے [illegible]
نفس ناطقہ کے جہات اور اعتبارات ہین تو وہی نفس ناطقہ ایک اعتبار سے قلب کہلاتا ہے اور [illegible]
نام روح ہے وغیرہ وغیرہ اور یہی قول ہمارے والد مرشد کا مختار ہے اور مجکو اون لطایف کی صورت [illegible]

Marfat.com

ایک دائرہ یعنی کنڈل بنایا اور کہا کہ یہ دل ہے پھر اوس دائرہ کے اندر دوسرا دائرہ بنایا اور کہا کہ یہ روح ہے یہان تک
کہ چھٹا دائرہ لکھا اور کہا کہ یہ مین ہون یعنی حقیقت انسانی جسکو آدمی عربی مین انا تعبیر کرتا ہے اور فارسی مین من اور
ہندی مین مین بولتا ہے اور مینے والد سے سنا کہ فرماتے تھے بعض لطایف بعض کے اندر ہین اور یہ تو سابق اس سے
معلوم ہو چکا ہے کہ ہر لطیفے کو بدن کے بعضے حصہ سے ارتباط ہے اور جہان جہان لطایف خمسہ رہتے ہین وہ جگہین
بھی معلوم ہو چکی ہین چھٹا لطیفہ نفس سے مراد ہے اور اوس کا مقام دماغ کے پہلے حصے مین ہے جسے لبان اول کہتے
ہین - اخفی سب لطایف مین الطف اور احسن ہے اور روح الطف ہے قلب سے اور ہر ایک عضو مین جہان جہان
یہ لطایف رہتے ہین نبض کی مانند حرکت ہے تو مشایخ مجددیہ مین معمول ہے کہ ہمت اور توجہ سے اسم ذات کے ذکر کو
ہر لطیفے مین لطایف مذکورہ سے القا کرتے ہین اور حرکت کی محافظت کا حکم دیتے ہین اور توجہ سے ذکر کو
محسوس پاتا ہے اور اوسکے ساتھ اسم ذات کے ذکر کو ہر لطیفہ مین درجہ بدرجہ ارشاد فرماتے ہین اور ہر لطیفہ کا ذکر
قوی ہونے کے بعد نفی و اثبات کی تعلیم کرتے ہین کہ خیال کی زبان سے زیر ناف سے کلمہ لا کو دماغ تک پہونچاوے
اور کلمہ الٰہ کو داہنے مونڈھے پر یا پستان راست پر پہونچاوے اور کلمہ الا اللہ کو لطایف خمسہ پر پھیرتا ہوا دل پر
ضرب کرے - شیخ آدم بنوری کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد مرید کو اسم اللہ کی تعلیم کرے جو کہ اسم ذاتی ہے اور لطیفہ
قلب صنوبری کا ہو کر اوس لطیفہ نورانی کے باطن سے جو اوسمین امانت رکھا ہوا ہے اور اوسے قلب کہتے ہین اوسکا ذکر
جب مرید نے اسم ذات کے ذکر مین لذت پیدا کی تو نفی و اثبات کی تعلیم کو بطریق مذکور اکبس تک پہونچاوے پھر لطیفہ
روحی کے ذکر کی تعلیم فرماوے کہ جمعیت و لذت یہان بھی حاصل کرے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سالک کو ان دو لطیفون مین
تجلیات ظاہر ہوتی ہین مگر ان کا مغلوب نہو جائے بلکہ حق تعالیٰ کی تنزیہ کو نظر قلبی سے یقین کرے اسکے بعد تعلیم لطیفہ
سری کی کرے جب لذت و جمعیت خوب پیدا ہو جائے تو تعلیم لطیفہ خفی کے کرے بعد جمعیت اس لطیفہ کے اخفی کی تعلیم کرے
یہان بھی لذت حاصل کرے ان کی اصطلاح مین اس سیر کو سیر لطایف کہتے ہین جب تکرار سے سالک کو یہ سیر تمام ہو جائے
اور اپنی استعداد کے موافق اجمال یا تفصیل اس سیر کی حاصل ہو جائے تو پھر لطیفہ قلبی پر لائے اور تعلیم یادداشت
اسمی کی کرے اسلئے کہ پہلے اس سے تکرار اسمی نہ تھی اور یادداشت اسمی کا طریقہ یہ ہے کہ اسم اللہ کو قلب اندرونی سے
جو ایک نور مخفی ہے مد دراز کے ساتھ کھینچے جیسے تانبے کے برتن سے آواز نکلتی ہے اور جہان تک ہو سکے قطع نہ ہونے دے
اور جو قطع ہو تو پھر نئے سرے سے شروع کرے جب نسبت ایسی قوت پکڑ لے کہ اپنے قلب مین اکثر حسب لطایف مین اللہ
تمام بدن مین جو نورانیت کے ساتھ اوس آواز محض کو یکسان پائے تو ذکر لطایف جو بدن کے ذریعہ سے تھا تمام ہوا اب
لطایف کے ذکر مین جو بے واسطہ لفظون کے ہے کوشش کرنی چاہیے پھر بعد یادداشت اسمی کے مسمی کی تعلیم کرنی چاہیے
یعنی مکان خاص قلب کو نظر مین رکھکر لطیفہ نورانی مین نظر ڈالکر ایمان محض سے حق سبحانہ تعالیٰ کو حاضر سمجھے پھر نفی کرے

Marfat.com

مگر کیفیات اور جہات کو نظر سے گرادے اور کبھی اس امر سے غافل ہو کر غفلت [illegible]
مشاہدہ سر سے پاؤن تک گھیرے اور پورا استغراق پیدا ہو کہ سوا نور حق کے اپنی ذات کو اور غیر کو [illegible]
نور حق ہے اس نسبت مین اگر حق تعالی کے احاطہ اور معیت کے شہود کے غلبہ کے سبب اشیا کو عین حق پاے [illegible]
اصطلاح مین توحید وجودی کہتے ہین اور جو اشیا کو گم کیا اور جمال ذو الجلال کا مشاہدہ اشیا کے اندر حاصل کیا اور [illegible]
نظر سے گرادیا تو توحید شہودی کہتے ہین۔ یاد رکھو کہ یہ دونون مرتبے ولایت خاصہ مین کہ اولیاے امت کی ولایت [illegible]
ہین اور اس سے پہلے جو تجلیات وغیرہ سیر لطایف سے یادداشت اسی تک پیش آتی ہین اولیا کی اصل ولایت مین [illegible]
پہلی ولایت کامل ہے بہ نسبت دوسرے کے۔ سالک چاہیے کہ ان مشاہدات و تجلیات سے لذت پاکر بے پروا نہ [illegible]
بلکہ طالب ترقی کا ہو کہ اسکے آگے بھی ترقیات ہین +

مستحسنات صوفیہ

مستحسنات صوفیہ سے مراد یہ ہے کہ اس قوم نے چند باتون کو اپنے اجتہاد سے وضع کرکے مستحب قرار دیکر طالبون کے اصلاح حال کے لئے اختیار کرلیا ہے اور کوئی دلیل ظاہر سنت مطہرہ سے اون مستحسنات پر صوفیہ کے پاس نہین ہے جیسے خرقہ کا پہننا اور خانقاہ کا بنانا اور چلہ مین بیٹھنا وغیرہ وغیرہ اور ان کی غرض اس سے یہ ہے کہ مریدان رسوم کی پابندی کرکے باطن کو اون کے جمعیت حاصل ہووے اور آفات سے بچین اور اون کے محفوظ رہین رابطہ محبت الہی کو استحکام حاصل ہو اور نظیر اسکی مسائل اجتہادیہ فقہ اور اون کے اصول کا استخراج ہے اسی طرح کتب کا تصنیف کرنا علوم سکھانا شیخ احمد دلی اللہ نے فرمایا ہے نسبت صوفیہ کی غنیمت کبری ہے اور رسوم ان کے کسی لایق نہین صوفیہ کے رسوم کئی طرح کے ہین خرقہ خانقاہ چلہ وغیرہ جنکو مین یہان بیان کرتا ہون +

خرقہ۔ خرقہ رنگین۔ درویش کو کوئی خاص لباس اپنے لئے مقرر نہ کرلینا چاہیے

صوفیہ مریدون کے حال [illegible] ابتدا تصرف کرتے ہین تو اون سے معمولی لباس [illegible]
اوترا کر دوسرا جامہ پہناتے ہین اور سنت مین سے کوئی سند اسپر نہین بجز حدیث ام خالد بنت خالد بن سعید [illegible]
کے جو ابوداؤد نے روایت کی ہے قالت اُتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بثیاب فیہا خمیصۃ سوداء
فقال من ترون اکسو ھذہ فسکتوا فقال ایتونی بام خالد فاتی بھا فالبسھا بیدہ فقال ابلی و
اخلقی مرتین وجعل ینظر الی علم الخمیصۃ ویشیر بیدہ الی ویقول یا ام خالد ھذا سنا یا ام خالد
ھذا سنا یعنی ایکبار چند کپڑے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاے گئے اون مین ایک سیاہ [illegible]
کہ مین اسکو کسے اوڑھاؤن صحابہ خاموش رہے آپ نے فرمایا کہ ام خالد کو بلا لاؤ وہ بلائی گئین آپ نے [illegible]
اوڑھا دی اور دو بار کہا کہ یہ کپڑا پرانا ہو پھر آپ اوس کے کنارون کی دھاریان ملاحظہ کرنے لگے اور اپنے [illegible]

Marfat.com

گریبان سے اور فرماتے تھے اے ام خالد یہ وہ اربان کیا اچھا ہے جن اس روایت ... صوفیہ کی [illegible]

کہ نہایت بھدی ... رضی اللہ تعالی نے جو یہ فرمایا ہے یا ایہا المزمل قم ... اے کپڑا ... بیٹھ والے کھڑا ہو اور [illegible]

قم اللیل - ای کپڑا اوڑھنے والے رات کو کھڑا رہ اگر یہ دلیل ہو اس بات پر کہ اللہ تعالی نے حضرت کو [illegible]

... حضرت علی کو بخشا ... کتاب صحیح بخاری ... میں حضرت علی ... [illegible]

کہا ... رسول اللہ صلی اللہ ... [illegible]

تعالی ... [illegible]

... [illegible]

... بیٹھ ... [illegible]

خود اپنے کام میں ... [illegible]

بیان کی ہیں ایک خرقہ ارادت دوسرا خرقہ تبرک ... ولایت ... ان کی ... [illegible]

نزدیک کوئی قسم شارع سے ثابت نہیں - محدثین نے اسکا انکار کیا ہے ... حسن بصری ... [illegible]

اگرچہ صوفیہ نے اسکے ثابت کرنے میں بڑی کوشش کی ہے ... [illegible]

... اور اسی طرح کے اور محدثین صوفیہ کے اقوال ... [illegible]

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا عائشہ ان اردت اللحوق بی ... [illegible]

ایاک و مجالسۃ الاغنیاء ولا تستخلفی ثوبا حتی ترقعیہ - یعنی ... [illegible]

چاہتی ہو ... دنیا کے سامانوں میں سے ... [illegible]

کی صحبت سے بچتی رہو اور کپڑے کو پرانا نہ سمجھو ... جب تک ... [illegible]

غریب ہے اور اسکی سند میں صالح بن حسان ہے ... حدیث ... [illegible]

مرقعہ کی اور اونسے زہد کی ... اور دولتمندوں سے گریز کی ... [illegible]

حدیث سوید بن وہب کی کہ انہوں نے ایک شخص سے نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ... [illegible]

... باپ سے نقل کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من ترک لبس ثوب جمال وھو ... [illegible]

تواضعا کساہ اللہ حلۃ الکرامۃ رواہ ابو داؤد - یعنی جو شخص لباس ... [illegible]

مقدرت ہو اور ایک روایت یوں ہے کہ لباس ... [illegible]

نہایت پاک جوڑا عطا کرے گا - اسمیں شک نہیں کہ اس سنت کی پابندی ... [illegible]

کہ حضرات مشائخ و صوفیہ سے ہوتی ہے ... دوسرے لوگوں ... [illegible]

ثابت نہین مگر چونکہ اسمین بہت سے فوائد ہین اور سنت کے مزاحم بھی نہین ہی اسلئے مستحسن ہے کیونکہ مصالح طریقی کا اتباع مشروع ہے وجہ یہہ کہ ملبوسات مین ایک قسم کا مزہ ہے پس جو لباس نفس کو پہننے کی عادت ہوئے تو اسمین ضرور اوسکو مزہ حاصل ہوگا۔ پس اس لباس صوری کے تغیر سے عادت مین تغیر پیدا ہوجاتا ہے اور تغیر عادت مین تغیر عبادت ہی دوسرا فائدہ یہہ ہی کہ ایسے لباس پہننے سے اخوان الشیاطین اور دنیادارون کی صحبت سے امن رہتی ہی اس لئے کہ وہ اپنی مرضی کے موافق لباس نہین پاتے تو اوس شخص سے ملتفت نہین ہوتے اور یہہ بھی ہے کہ لباس صوری پیر کی ولایت کا سایہ ہی جو مرید کے وجود پر پڑتا ہے اور شیطان اہل ولایت کے سایہ سے بھاگتا ہے اس لئے حدیث مین آیا ہے ان الشیطان لیفرق من ظل عمر یعنی شیطان حضرت عمر کے سایہ سے بھاگتا ہے۔ اور مرید کے لئے جس طرح صحبت اخیار کی واجب ہی تاکہ رنگ اونکا حاصل کرے اسی طرح تصوف کی ابتدا مین اشرار سے جدائی بھی واجب ہے تاکہ اخیار کی صحبت قبول کرنے کی طرف دل مائل رہی اور خرقہ رنگین کا مسئلہ اسی مسئلہ کی فرع ہے اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ خرقہ سفید کے میلے ہونے کے بعد اوسکے دہونے مین اہل معاملات و مراقبات کو پریشان خاطری ہوتی ہے اگرچہ حدیث مین وارد ہے خیر ثیابکم الابیض یعنی عمدہ کپڑا تمہارا سفید ہے۔ مگر جو لوگ رات دن عبادت الہی مین مستغرق ہین اونکو کپڑے کے ہمیشہ سفید رکھنے مین اوقات کی محافظت نہین ہوسکتی اور اوراد و اشغال مین خلل پڑے گا اس لئے انکو رنگین کپڑا پہننا چاہیے اس لئے کہ نوافل کی فضیلت لباس کے سفید رکھنے سے بدرجہا زائد ہے اور جبکہ ایک فضیلت کی مباشرت سے دوسرا افضل ترک ہوتا ہے تو اوس فضیلت کا ترک کرنا فضیلت ہی اگرچہ اس کام کے لئے سیاہ جامہ موزون ہے کہ اوسپر ہر قسم کا میل کھپ جاتا ہے مگر بعضے کہتے ہین کہ سیاہ رنگ اوس کے لئے مناسب ہی جو ظلمات صفات نفس مین ڈوبا ہوا ہو اور اہل ارادت کا حال ایسا نہین ہے اس لئے کہ برکت پرتو نور ارادت و طلب حق نے جو اون مین موجود ہے اون کی ظلمت وجود کے کچھہ حصہ کو دفع کردیا ہے اسلئے ان کے لئے سیاہ کپڑا پہننا نامناسب ہے اور چونکہ ابھی بالکل ظلمات نفوس سے فراغت نہین پائی ہے اور پورے طور پر صفائی حاصل نہین ہوئی ہے اسلئے سفید کپڑا بھی نہ پہننا چاہیے بلکہ ان کے لئے جامہ نیلگون مناسب ہے کیونکہ یہہ رنگ نور و ظلمت اور صفا و کدورت سے ملکر بنتا ہے سفید کپڑا اون مشائخ کو چاہیے جو بالکل کدورت صفات سے چھٹ گئے ہون بعضے کہتے ہین کہ مرید کے لباس کا رنگ شیخ کی رائے پر ہے جیسا وہ مناسب وقت دیکھے ویسا تجویز کرے اور کسی خاص لباس کو بطور تمغہ درویشی کے شہرت کے لئے استعمال کرنا مستحسن نہین اسلئے کہ درویشی منجملہ دربالی نہین اور نہ فقیری شعبدہ بازی و نقالی ہی بلکہ مراد اس سے یہ ہے کہ دل دنیا سے نہ لگائے اور عقبیٰ کی طرف میل کرے اور اسکے آثار یہہ ہین توکل رضا استقامت خلاد ملا مین اور یہہ کرامت سب سے فوق ہے اور ہر طاعت سے بالا ہے اگر یہ مرتبہ کسی کے نصیب مین ہے تو اسکے لئے اظہار کی ضرورت نہین خود بخود لوگون کو معلوم ہوجائے گا زاہل حقیقت مین وہ ہے جسکا نفس ناطقہ ذات صرف کی طرف کہ تمام اضافات سے منزہ اور جملہ اعتبارات سے مبرا ہے متوجہ ہو اور ایمان حضرت غیب الغیب پر پیدا کرے

Marfat.com

اور حواس عشرہ کو کہ آلات ہین اور مظہر ہین صفات کے اللہ تعالی کی صفات سے بہرہ یاب کرے اور جس چیز کی شرع شریف نے
اجازت دی ہے اوسمین سے بقدر اپنے حصے کے لیلے اور بطور حلال کے اوس سے نفع اوٹھاے اور جس چیز کی شرع مین مخالفت
آئی ہے اور حرام ہوگئی ہے اوس سے بچے اور اپنی مغفرت اسی مین سمجھے اور مشتبہات مین وقوف کو اپنی عادت کرے اور
سمجھ لے کہ اگرچہ یہ بھی منعم حقیقی کے نعمات مین سے ہے لیکن میرا اوسمین حصہ نہین رکھا ہے اور میرے لیئے اوسمین نام نہین
رکھا ہے پس اوس کی طرف دست درازی کرنا اوس چوری کے مشابہ ہے جسکی سزا ہاتھ کا ٹنا ہے پس جس شخص کی یہ حالت
ہوگئی وہ حق و باطل سے رہا ہوگیا ایمان اوس کا کامل ہوگیا اللہ کی نعمت اوسپر تمام ہوگئی اس سعادت کے حصول کے
بعد اوسکو اگر کچھ دنون دنیا مین زندہ رکھین اور دوسرون کی ہدایت کا آلہ بناوین تو بڑی خوش نصیبی ہے ورنہ خود
وہ مرتبہ کمال کو پہونچ ہی چکا ہے اور جو کچھ اوسکی پیدائش سے مقصود تھا وہ اوسکو حاصل ہو چکا ہے خالص دوست
بن گیا ہے اوس نے روٹی یہان کی کھائی اور کام وہان کا کیا دنیا اور اہل دنیا کو داؤن دیگیا پس شہرت کے لیئے لباس
اختیار کرنا خیال خام ہے کیونکہ عنقریب عنقا کی طرح نظرون سے غایب ہو جائے گا اور ہما کی طرح بے نشان رہجائیگا
پس دنیا کی گمنامی و ناموری دونون برابر ہین نہ یہان کی شہرت و قبولیت کام کی نہ عدم شہرت و نامقبولیت سے
کوئی حرج ناموری تلاش کرنا مثل نگین کی روسیاہ ہونا ہے اور بلند آوازی چاہنا مثل ڈھول کے دور سے خوش کرنا ہے
اسلیئے کپڑون مین تکلف کرنے کے درپے نہو اور صورت ایسی نہ بناے کہ خواہ مخواہ درویش معلوم ہو اگر کسی کو اللہ تعالے
بے قصد عمدہ لباس کے ساتھ آراستہ کرے تو کیا مضایقہ ہے اوس کے کار باطن مین کوئی خلل اس سے نہین پڑ سکتا
س خواہ مخواہ اپنی صورت بگاڑنا ژولیدہ موی پریشان روے نہونا چاہیئے کہ اسمین اللہ تعالی کی نعمت کا کفران ہے
اور زاہدان خشک کی طرح صوف پوشی کا مقید نہونا چاہیئے کہ یہ معرفت الہی سے بعید ہے قل من حرم زینۃ اللہ
التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق - یعنی تو کہہ کس نے اللہ کی زینت اور کھانے کی پاکیزہ چیزین ممنوع
کی ہین جنکو اللہ نے اپنے بندون کے لیئے پیدا کیا ہے - جو کچھ موجود ہو جلد کھالے اور جو کچھ پہنا مین پہن لے یہ دنیا
مہمان خانہ ہے جیسے کہین رہے - مرزا مظہر صاحب نے کہا ہے کہ بمزہ کھانے کو اگر شکر گذاری کے لیئے کسیقدر مزیدار کرلین
تو مضایقہ نہین بلکہ یہ اچھا ہے اور جو لوگ مزیدار کھانے کو پانی ملا کر بدمزہ کر لیتے ہین یہ عجیب معلوم ہوتا ہے اسلیئے کہ بمزہ
کھانے سے تو دل سے شکر ادا نہین ہو سکتا ہان ظاہر زبان کے ساتھ شکر کے الفاظ نکلتے ہین اور زبانی شکر شکر کی
صورت ہے شکر کی حقیقت نہین بلکہ زبانی شکر صبر کا ایک شعبہ ہے کہ معنی اسکے نفس کا قید کرنا اور روکنا ہین پس یہ
معنی مستلزم ہین شکر کے خلاف کو اور اتباع سنت کے بھی خلاف ہین حالانکہ نفس کی مخالفت کے لیئے سنت کی
اتباع ہی بہت سخت ہے اور اس کھانے کی جو تجلی خاص ہے اوس کی بھی حق تلفی لازم آتی ہے ایکبار مرزا صاحب کے
سامنے کسی نے کھانے کو بمزہ کر لیا ان کو ناگوار گذرا اور کہا کہ اس کھانے کی تجلی کا خون تمنے اپنی گردن پر لیا اور اس قسم کی

[illegible] حرکات شدہ صوفیوں کی شان سے نہیں اسی طرح جا نفیس کو جلا اور صاف کر لینے اور عمدہ لباس پہن کر [illegible]
یہی صفت ہے جو نعمت خداوندی کی شکرگذاری کا ترک اور طریقہ سنت کی مخالفت لازم آتی ہے۔

خانقاہ

خانقاہ کا بنانا اور پھر اس بات کے ساتھ مخصوص کرنا کہ اس میں خاص صوفیہ ہی رہیں ایک نئی رسم ہے کہ سنت صحیح [illegible]
اس کا بانی [illegible] خانقاہ کہ اول دنیا میں بنی وہ ملک شام کا ایک شہر ہے جس کا نام رملہ ہے بنا [illegible]
[illegible] ایک [illegible] امیر نے بنوایا تھا اور سبب اس کا یہ تھا کہ وہ امیر [illegible] کو گیا تھا اسنے درویشوں کو دیکھا کہ
[illegible] ایک دوسرے کو گلے لگایا اور رہن بیٹھ گئے اور جو کچھ کھانے کو پاس تھا وہ دونوں نے نکالا اور کھایا
[illegible] اس کی انکی اصلیت اور حالت چند حالوں میں [illegible] دریافت کیا کہ وہ دوسرا شخص کون [illegible]
[illegible] اور اب وہ کہاں کو گیا اب دریا کہ مجھ کو حال معلوم نہیں امیر نے متعجب ہو کر کہا
[illegible] تھی کہ تم نے اس کا باہم بتا دیا درویش نے کہا کہ [illegible] امیر نے کہا کہ تمہارے [illegible]
[illegible] ہو یا کوئی ایسا مکان [illegible] کہ میں تمہارے لئے [illegible]
[illegible] بنا دی۔

[illegible] کے ساتھ مناسبت [illegible]
[illegible] اور کوئی شخص [illegible]
[illegible] اور اون کو اضافت [illegible]
[illegible] کی کیفیت کو خانقاہ کی کیفیت [illegible] کا [illegible] صوفیہ کے
[illegible] ایک [illegible] مسجد [illegible] ایک [illegible] کوئی جدا
مسجد [illegible] اور [illegible] وہ مقصود تھا جو خانقاہ سے ہوتا ہے پھر جو کہ مراد اس مکان سے [illegible]
[illegible] کے ساتھ مشغول ہونے کو اور خلق سے عزلت حاصل ہونے کو [illegible] کوئی ثواب اور اجر [illegible]
[illegible] کرنے اور عادات کی قسم سے ہے نہ عبادات کی اس لئے اسکو اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں مصابح [illegible]
[illegible] کہا ہے کہ خانقاہ کا اس وضع پر بنانا جو اسکی اصل وضع ہے [illegible] اسلام کی زینتوں میں سے ایک [illegible]
[illegible] اس قاعدہ میں [illegible] بوجہ کم ہو جانے علوم صوفیہ کے پیدا ہو گئے ہیں تو اس سے اصل وضع [illegible]
[illegible] اور خانقاہ بنانے میں بڑے بڑے فائدے ہیں۔ ایک یہ کہ ایسی جماعت کے
[illegible] کا مکان ہے جن کے لئے [illegible] ہے مگر۔ دوسرے باہم صحبت اور اجتماع حاصل ہوتا ہے [illegible]
دوسرے کے احوال یا طاعت ایک دوسرے کی رغبت ہوتی ہے اسلئے ہر ایک ڈٹ کر عبادت اور ذکر [illegible]

اہل خانقاہ دو قسم کے لوگ ہیں مسافر و مقیم ہر دو قسم کے لوگ ہیں **اہل خدمت اہل صحبت اہل خلوت**
اور مناسب یہ ہے کہ جو کوئی مسافر خانقاہ میں اترے اور یہ معلوم ہو جائے کہ وہ یہاں کے رہنے کے قابل نہیں ہے اور سلوک کا
کھانے کے بعد شہر میں کلام کے ساتھ وہاں سے رخصت کریں۔ بخاری نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی
قال فی المسجد فقام الناس فقال لهم النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعوہ وهریقوا علی بولہ سجلا من ماء
او ذنوبا من ماء فانما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین یعنی ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر مسجد نبوی میں
پیشاب کر دیا لوگ اس پر چلائے آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور جہاں اس نے پیشاب پر دیا ہے اوس جگہ ایک ڈول پانی
پانی ڈال دو تم کو آسانی پیدا کرنے کے لئے بھیجا ہے تنگی میں ڈالنے کے لئے نہیں بھیجا۔ سجل سین مہملہ کے کسرہ
کے ساتھ ڈول کو کہتے ہیں ذنوب ذال معجمہ کے ضم کے ساتھ بھرا ہوا ڈول یا کسی قدر خالی ہو اور ذنوب ذال معجمہ
کے فتحہ کے ساتھ ڈول کو کہتے ہیں ہو اہل خانقاہ کو چاہیے کہ کھانے کے بعد اپنے
کے باب میں اسی طرح حدیث کا مطلب حاصل کریں اور ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا ناجائز ہے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور اسی کو افضل جانتے تھے یہی وجہ ہے کہ صحابہ کی تعریف
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی بات ہے کہ ان کو صحابہ فرمایا ہے **خیر الامۃ** ہے طریقہ طریق کو فضیلت حاصل ہوتی ہے
اور صحابہ کی صحبت بہتر ہے اور اس کی حالت پر غالب ہے اور اس میں نفس اپنے دین کی سلامتی کے لئے خلوت
اور اگر خلوت کے وقت ملائکہ کی مراد ان کے عہد نبوت سے قبل اور بعد کے بعض اس سے
اور اگر خلوت کے وقت ملائکہ کی مراد ان کے عہد نبوت سے قبل اور بعد کے بعض اس سے
قبل وحی سے قبل خلوت پسند کرتے تھے اور غار حرا میں جاتے تھے اور وہاں ذکر الٰہی
مشغول رہتے اور خلوت کی صورت ایک ایسا مجموعہ ہے کہ اس میں آفات نفس و ریاضات سے بنا ہے (الف)
کھانا کم کھانا (ب) کم سونا (ج) کم بولنا (د) لوگوں سے نہ ملنا (ہ) ذکر الٰہی میں مشغول رہنا (س)
دل میں خطرات نہ آنے دینا (ص) ہمیشہ مراقب رہنا۔ صوفیہ کی سند طریقت کے بانی صدیقہ ہیں
عائشہؓ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے قالت اول بدئ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی
الرؤیا الصادقۃ فی النوم فکان لا یری رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح ثم حبب الیہ الخلاء
وکان یخلو بغار حراء فیتحنث فیہ وہو التعبد اللیالی ذوات العدد قبل ان ینزع
الی اہلہ ویتزود لذلک ثم یرجع الی خدیجۃ فیتزود لمثلہا حتی جاءہ الحق وہو فی غار
حراء فجاءہ الملک فیہ الحدیث۔ بی بی صاحب فرماتی ہیں کہ ابتدا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
دیکھا کرتے تھے اور آپ جو خواب دیکھتے وہ اسی طرح ظہور میں آتی جیسے صبح کے وقت کی سپیدی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

خلوت اختیار کی اور آپ نے خلوت کے لئے غار حراء کو پسند کیا وہین متعدد راتون مین عبادت مین مشغول رہنے لگے (تحنث عبادت کرنے کو کہتے ہین) اور اپنی ضروریات کی چیزین آپ وہین لیجایا کرتے تھے تاکہ مکان کو نہ آنا پڑے پھر آپ اپنے مکان کو لوٹتے اور یہان سے اوسی قدر راتون کے لئے ضروری سامان لیجایا کرتے یہان تک کہ اوس غار مین آپ پر حق اوترا اور رب العالمین کے پاس سے فرشتہ پیغام لیکر آیا۔ اور صوفیہ نے خلوت کے لئے خاص چلہ اسلئے اختیار کیا ہے کہ حدیث مین آیا ہے من اخلص للہ اربعین صباحا ظہرت ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ۔ یعنی جس نے خالص دل سے اللہ کو چالیس دن یاد کیا اوس کے دل سے زبان کی طرف حکمت کے دریا موجین مارنے لگتے ہین۔ اور آدم علیہ السلام کے پتلے کی مٹی کا چالیس دن تک خمیر ہوا تھا اور موسیٰ علیہ السلام نے میقات پر چلہ کو پورا کیا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ واتممناھا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس راتونکا وعدہ کیا تھا اور ہمنے اون کے ساتھ اور دس راتین پوری کین۔ تب اللہ کی مدت چالیس رات کی پوری ہوئی +

تسبیح کا بیان

تسبیح کا رواج بھی بہت ہے اس لئے مین یہ مناسب سمجھتا ہون کہ اس بارے مین بھی تھوڑا سا لکھون اور اوسکے ثبوت اور سلسلے کو بیان کردون سُبحہ بضم اول ڈورے مین پرے ہوئے دانون کو کہتے ہین۔ عرف مین اسی کا نام تسبیح ہے اور تسبیح کے معنی لغت مین سبحان اللہ سبحان اللہ کہنا اور خدا کو پاکی کے ساتھ بیان کرنا ہے اور مجازاً ڈورے پروے ہوئے دانون کو کہتے ہین اور یہ استعمال ذی آلہ کا اسم کا ہے آلہ پر یس قسم مجاز کی ہے۔ سیوطی نے لکھا ہے کہ بعضے سلف اسے مذکر بھی کہتے تھے اور بعضون نے اس کا نام حبل الوصل اور بعضون نے رابطۃ القلوب بھی رکھا تھا۔ سعد بن ابی وقاص سے ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم نے روایت کی ہے انہ دخل مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی امرأۃ وبین یدیہا نوًی او حصًی تسبح بہ فقال الا اخبرک بما ھو ایسر علیک من ھذا او افضل الحدیث۔ یعنی سعد کہتے ہین کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے پاس پہونچا اور اوس کے آگے کھجور کی گٹھلیان یا کنکریان تھین شک راوی کو ہوا ہے کہ گٹھلیان تھین یا کنکریان وہ عورت اون کے ساتھ سبحان اللہ کو کہتی تھی حضرت نے فرمایا کیا مین تجھکو ایک ایسی چیز نہ بتادون جو اس کام سے زیادہ آسان اور بہتر ہو۔ شیخ عبدالحق دہلوی نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہے کہ اس طرح کی تسبیح جو اب متعارف ہے حضرت کے زمانہ مین نہ تھی یعنی گٹھلیون اور سنگریزون پر پڑھتے تھے اور بعضے ڈورے مین گرہین دیتے جاتے تھے لیکن یہ حدیث اس تسبیح کے جائز ہونے کے لئے اصل صحیح ہے کیونکہ حضرت نے جائز رکھا اور ظاہر ہے کہ تسبیح متعارف اوسی کے حکم مین ہے کیونکہ پروے ہوئے دانون اور بغیر پروے ہوئے دانون کی گنتی کے باب مین کوئی فرق نہین ہے اور جو کوئی یہ کہتا ہے کہ تسبیح کا گننا بدعت ہے اوس کا قول قابل اعتبار نہین ہے اور مشائخ نے کہا ہے کہ یہ کوڑا ہے شیطان کے لئے۔ ملا علی قاری نے مرقات مین شرح حدیث مذکور مین

Marfat.com

کہا ہے کہ یہ عمدہ اصل ہی تسبیح کے جواز کے لیئے کیونکہ نبی علیہ السلام نے اس عورت کے فعل کو برقرار رکھا منع نہ کیا اور اسمین کوئی فرق نہین کہ دانے بکھرے ہوئے رہین یا کسی ڈورے مین پرو لیئے جائین اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہی قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعقد التسبیح - یعنی مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اونگلیون پر سبحان اللہ کو پڑھتے تھے اور ابو داؤد نے ایک روایت مین یمینہ اور زیادہ کیا ہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سیدھی ہاتھ کی اونگلیون پر سبحان اللہ کو پڑھتے تھے - اور ترمذی کی روایت مین بیدہ کا لفظ ہے اور ترمذی نے کنانہ غلام آزاد کردہ بی بی صفیہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھین دخل علیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین یدی اربعۃ آلاف نواۃ اُسبح بھا قال لقد سبحت بھذہ الا اعلمک باکثر مما سبحت فقلت بلی قال قولی سبحان اللہ عدد خلقہ - یعنی بی بی صفیہؓ کہتی ہین کہ میرے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے میرے ہاتھون مین چار ہزار گٹھلیان تھین جن سے مین ثنائے الٰہی کرتی تھی حضرت نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ تسبیح الٰہی کرتی ہو کیا مین تمکو ایک ایسی چیز نہ بتاؤن جو اس سے زیادہ بہتر ہو جس سے تم تسبیح کرتی ہو مین نے عرض کی کہ فرمائیے حضرت نے ارشاد کیا سبحان اللہ عدد خلقہ (یعنی پاکی ہے اللہ کو اوسکی مخلوق کی تعداد کی برابر) کہا کرو - ترمذی کہتے ہین کہ یہ حدیث غریب ہی اسناد اسکی معروف نہین اور حاکم اور طبرانی نے بھی اوسکو روایت کیا ہے اور حاکم اور ترمذی وغیرہ نے بسیرہ بنت یاسر سے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نساء المؤمنات علیکنّ بالتسبیح والتہلیل والتقدیس واعقدن بالانامل فانھن مسئولات مستنطقات ولا تغفلن فتنسین الرحمۃ یعنی اے ایمان والی عورتو تم سبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ اور سبحان الملک القدوس یا سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح کا کہنا لازم کرو اور انگلیون پر تسبیحات مذکورہ کو گنو اس لیئے کہ اون سے قیامت مین سوال ہوگا اور وہ گویا کرائی جائینگی اور تم غافل مت ہو یعنی ذکر مت چھوڑو اگر ذکر چھوڑوگے تو ثواب سے محروم ہوگے - اس سے معلوم ہوا کہ انگلیون پر پڑھنا اذکار کا افضل ہے اگرچہ تسبیح پر پڑھنا بھی جایز ہے - محمد حجازیؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہی اور ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد اور نسائی نے بھی اسکو روایت کیا ہے اور حاکم نے اسکو صحیح بتایا ہے اور ابو داؤد نے کتاب النکاح مین ابو نضرہ سے روایت کی ہے کہ مجھسے قتادہ کے ایک شیخ نے بیان کیا ہے تشویت اباھریرۃ بالمدینۃ فلم ار رجلاً من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشد تشمیرا ولا اقوم علی ضیف منہ فبینما انا عندہ یوما وھو علی سریر لہ کیس فیہ حصًی او نوًی واسفل منہ جاریۃ لہ سوداء وھو یسبح بھا حتی اذا نفد ما فی الکیس القاہ الیھا فجمعتہ فاعادتہ فی الکیس فرفعتہ الیہ فقال الا احدثک عن رسول اللہ الخ یعنی مین ابوہریرہ کے مکان پر مدینہ مین جاکر مہمان ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مین اون سے بڑھکر کوئی مہمان نوازنہ تھا مین نے ایک دن اونکو دیکھا کہ ایک تخت پر بیٹھے تھے اور پاس ایک

Marfat.com

تھیلی کی تھی جسمین گٹھلیان یا کنکریان بھری تھین اور حبشی عورت تلے کھڑی تھی اور حضرت ابوہریرہ اونپر ذکر الٰہی کرتے تھے
جب وہ تھیلی مین سے کل نکل گئین تو اوس خالی تھیلی کو اوس عورت کے سامنے ڈالدیا اوس نے پھر اوس مین وہ بھر دین
اور حضرت ابوہریرہ کو تھیلی دیدی اور ابن سعد کی روایت مین آیا ہے کہ ابوہریرہ جن گٹھلیون پر تسبیح الٰہی کرتے تھے
وہ آپس مین رگڑتے رگڑتے ایسی ہوگئی تھین کہ بعضی گٹھلیون کا بعضا حصہ سفید نکل آیا تھا اور امام احمد بن حنبل نے
اپنی مسند کی کتاب زہد مین یونس بن عبید کی ماں سے روایت کی ہے کہ میرے پڑوس مین ابوصفیہ رہتے تھے وہ کنکریون پر
حمد و ثنا سے الٰہی کرتے تھے اور ابن عساکر نے ایک روایت مین ذکر کیا ہے کہ ابوصفیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام
آزاد کردہ کے لئے ایک نطع یعنی چمڑا بچھایا جاتا جس مین کنکریان ہوتین اون سے وہ سبحان اللہ دوپہر تک پڑھا کرتے پھر وہ
اوٹھا لیا جاتا پھر ظہر کی نماز کے بعد وہ بچھایا جاتا اور اون سے شام تک یاد الٰہی کرتے۔ اس روایت کو بغوی نے بھی
معجم الصحابہ مین ذکر کیا ہے اور عبداللہ محمد بن سعد بصری کاتب واقدی نے حکیم سے روایت کی ہے ان سعد بن
وقاص کان یسبح بالحصی یعنی سعد کنکریون پر سبحان اللہ پڑھا کرتے تھے اور ابن ابی شیبہ نے سعد کے اک غلام
آزاد کردہ سے روایت کی ہے ان سعدا کان یسبح بالحصی والنوی۔ یعنی سعد کنکریون اور گٹھلیون پر سبحان اللہ پڑھا
کرتے تھے اور امام احمد نے اپنی مسند کی کتاب زہد مین قاسم بن عبدالرحمن سے روایت کی ہے کان لابی الدرداء نوی من نوی
العجوۃ فی کیس فکان اذا صلی الغداۃ اخرجہ فلم یسبح بہ حتی یتغدی۔ یعنی ابودرداء کے پاس عجوہ
کی (ایک عمدہ قسم کی کھجور ہے) گٹھلیان ایک تھیلی کے اندر تھین جب صبح کی نماز پڑھتے تو اوس سے سبحان اللہ پڑھتے یہان تک
کہ سب تھیلی کی گٹھلیان ختم ہوجاتین۔ اور ابن شیبہ نے روایت کی ہے کہ ابوسعید خدری کنکریون پر سبحان اللہ پڑھا کرتے تھے
ان تمام آثار و اخبار سے ثابت ہوگیا کہ انگلیون پر گن کر ذکر الٰہی کرنا یا کنکریون اور گٹھلیون پر گننا مستحب ہے کسی طرح ممنوع نہین
اور ظاہر ہے کہ گٹھلیون وغیرہ پر اس طرح پڑھنا کہ وہ بکھری ہوئی ہون اور اس طرح پڑھنا کہ وہ کسی ڈورے مین پروئی ہوئی ہون
دونون ایک سے کسی طرح غرض نہین اور جبکہ پہلی صورت جائز ہے تو دوسری بھی جائز ہوگی بلکہ آثار صحابہ سے یہ بھی ثابت ہے
کہ وہ دانے تسبیح کے استعمال مین لاتے تھے چنانچہ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء مین ابوہریرہ کے پوتے نعیم سے روایت
کی ہے کہ میرے دادا کے پاس ایک ڈورا تھا جس مین ایک ہزار گرہین لگی ہوئی تھین جب تک وہ اون گرہون پر سبحان اللہ
اور حمد نہین کر لیتے تھے نہین سوتے تھے۔ اور ابن سعد نے طبقات مین جابر سے روایت کی ہے کہ ام ہانی سے ایک عورت نے
بیان کیا کہ فاطمہ بنت امام حسین بن حضرت علی کے پاس ڈورے پر جسمین گرہین لگی ہوئی تھین سبحان اللہ پڑھا کرتی
[illegible] سے ظاہر ہوگیا کہ [illegible] تسبیح کے لئے یہ دونون جائز ہے اس لئے کہ ڈورے مین گانٹھین دیکر استعمال
[illegible] ہے یا لکڑی کے دانے یا گٹھلیان پرونے مین کوئی فرق نہین جیسے کہ ڈورے مین گانٹھین دیکر
[illegible] جاتی ہین دونون مین کوئی تفاوت نہین ہوتا بلکہ دیلمی نے مسند الفردوس مین

Marfat.com

سند طویل کے ساتھ حضرت علی سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نعم المذکر السبحۃ یعنی اچھی یاد دلانے والی سبحہ ہے پس سیوطی کی رائے رسالۂ منحۃ فی السبحہ میں یہ ہے کہ اس حدیث میں سبحہ سے مراد یہ تسبیح متعارف ہے مگر بعض محققین یہ کہتے ہیں کہ عجب نہیں کہ سبحہ سے مراد یہاں صلوٰۃ نافلہ ہو کیونکہ لفظ سبحہ اس معنی میں بھی آیا ہے اور یہ جو سبحہ اس زمانہ میں معروف ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھی بھی نہیں اس حدیث کی شرح میں من توضاء فاحسن الوضوء ثم اتی الجمعۃ فاستمع وانصت غفر ما بینہ وبین الجمعۃ وزیادۃ ثلثۃ ایام ومن مس الحصا فقد لغا رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ۔ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا پھر نماز جمعہ میں حاضر ہوا اور خطبہ سنا (اگر قریب تھا) اور چپ رہا (اگر دور تھا) تو بخشے جاتے ہیں اس کے لئے وہ گناہ جو اس جمعہ کے اور اس سے پہلے جمعہ کے درمیان میں ہوئے ہیں بلکہ اس سے بھی تین دن زیادہ کے گناہ مغفور ہو جاتے ہیں اور جس نے کنکریوں کو چھوا تو یہ فعل عبث ہوا ملا علی قاری نے مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں کہا ہے کہ کنکریوں سے چھونے سے زمین کا سجدہ کے لئے برابر کرنا مراد ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ چھونے سے یہ مراد ہے کہ تسبیح پھیرے اور دانوں پر شمار کرے جیسا کہ طیبی نے ذکر کیا ہے مگر یہ قول صحیح نہیں اس لئے کہ یہ تسبیح مشہور و معروف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں رائج نہ تھی غرضکہ اس تحقیق سے یہ ثابت ہے نعم المذکر السبحۃ میں سبحہ سے مراد صلوٰۃ نافلہ ہے تسبیح کا احتمال قابل تسلیم نہیں مگر یہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگرچہ سبحہ متعارف حضرت کے عہد میں نہ تھی مگر حدیث مذکور میں سبحہ سے بھی تسبیح مراد لینے میں کوئی خرابی نہیں اس لئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی چیزوں کی خبر دی ہے جو آپ کے زمانہ کے بعد پیدا ہوئی ہیں اور ہونگی شاید یہ بھی اسی قسم سے ہے کہ آپ نے اس تسبیح عرفی کی نسبت اس حدیث میں خبر دی ہو اور اس حدیث کی صحت میں کلام کرنے سے تسبیح کے جواز میں نقصان نہیں آسکتا اس لئے کہ فضائل اعمال کے معاملات میں ضعیف حدیث بھی معتبر ہے اسی لئے سیوطی نے اس حدیث کے ساتھ استدلال کیا ہے۔ اور ملا علی قاری نے بھی مرقات میں باب الذکر بعد الصلوٰۃ میں اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ حضرت علی سے سند ضعیف کے ساتھ مرفوعاً روایت کی گئی ہے نعم المذکر السبحۃ اور ابن حجر نے لکھا ہے کہ ذکر الٰہی گٹھلیوں اور کنکریوں پر کرنے کے باب میں صحابہ اور تابعین اور امہات المومنین سے بہت سی روایات آئی ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کو کرتے دیکھا اور اوس سے منع نہ فرمایا مقرر رہا۔

شاہ ولی اللہ نے سلاسل اولیاء اللہ میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب تسبیح کی سند میں لکھتے ہیں کہ مجھکو تسبیح سید عمر شیخ عبداللہ بصری مکی کے نواسے نے دی ہے اور کہتے تھے کہ مجھکو تسبیح میرے نانا شیخ عبداللہ نے دی ہے اور شیخ عبداللہ کو شیخ کے پیر محمد بن محمد سلیمان مغربی نے دی ہے وہ کہتے تھے مجھکو ابو عثمان خزائری نے دی ہے اونکو ابو عثمان

Marfat.com

مقری سے پہونچی ہے اور ابو عثمان کو سید احمد [illegible] سے پہونچی ہے اون کو
سے پہونچی ہے اون کو ابو العباس احمد بن ابو بکر رواد سے اونکو محمد بن [illegible]
لغوی صاحب قاموس سے اونکو جمال الدین یوسف بن محمد دمیری سے اونکو تقی الدین [illegible]
مجد الدین عبد الصمد بن ابو الحبش مقری سے اونکو اپنے والد سے اونکو ابو الفضل محمد بن ناصر [illegible]
سمرقندی سے اونکو ابو بکر محمد بن علی سلامی حدادی سے اونکو ابو نصر عبد الوہاب بن عبد اللہ [illegible]
علی بن حسن بن قاسم صوفی سے تسبیح پہونچی ہے - ابو الحسن کہتے ہین مجھکو تسبیح ابو الحسن مالکی سے پہونچی ہے اور [illegible]
ہاتھ مین تسبیح دیکھکر اون سے عرض کی کہ اے حضرت ابھی تک آپ ہاتھ مین تسبیح رکھتے ہین اونہون نے کہا [illegible]
اپنے پیر و مرشد جنید کو اسی طرح دیکھا ہے اور مین نے اون سے کہا تھا کہ حضرت ابھی تک آپ تسبیح ہاتھ مین [illegible]
تو جواب دیا کہ مینے اپنے پیر سری بن مغلس سقطی کو اسی طرح دیکھا تھا اور سری فرماتے تھے کہ مینے اپنے پیر معروف کرخی کے
ہاتھ مین تسبیح دیکھی تھی اور مینے بھی اون سے یون ہی دریافت کیا تھا جس طرح تم نے مجھسے دریافت کیا ہے تو اونہون نے
ارشاد کیا کہ ہم نے اسی طرح اپنے مرشد بشر حافی کے ہاتھ مین تسبیح دیکھی تھی اور مین نے اون سے اسی طرح استفسار کیا تھا
جیسا کہ تم نے مجھسے دریافت کیا ہے تو وہ فرمانے لگے کہ مینے اپنے پیر عمر مکی کے ہاتھ مین تسبیح دیکھی تھی مینے بھی اسی طرح اون سے
سوال کیا تھا جس طرح تم نے مجھسے سوال کیا ہے وہ فرمانے لگے مینے اپنے پیر حسن بصری کے ہاتھ مین تسبیح دیکھی تھی اور
اون سے مین نے عرض کیا کہ اے حضرت آپ باوجود اس قدر عظمت و شان کے اور ایسی اعلیٰ درجہ کی عبادت کے ابھی تک
اپنے ہاتھ مین تسبیح رکھتے ہین اونہون نے کہا کہ ہاں ایک شئے ہے کہ ہم ابتدا مین اس کا استعمال کرتے تھے تو مجھے انتہا
مین بھی ترک نہ کیا مین اس بات کو پسند کرتا ہون کہ ذکر الٰہی دل اور ہاتھ اور زبان سے کرون - سالم بن عبد اللہ بن
سالم بصری مکی نے رسالہ امداد مین کہا ہے کہ شیخ ابو العباس رواد کہتے ہین کہ حسن بصری کے قول سے ظاہر ہے کہ تسبیح
صحابہ کے عہد مین موجود تھی اور ابتدا حسن بصری کی اصحاب رسول اللہ کے ساتھ تھی کیونکہ جب وہ پیدا ہوئے تو حضرت عمر
کی خلافت مین سے ابھی دو برس باقی تھے اور انہون نے حضرت عثمان و حضرت علی و طلحہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا تھا اور جب
باغیون نے حضرت عثمان کو مدینہ مین محصور کرکے ماہ ذیحجہ ۳۵ھ ہجری مین شہید کیا تو اوس زمانہ مین [illegible]
تھے اور عمر ان کی چودہ برس کی تھی اور انہون نے حدیث کی روایت بہت سے صحابہ مثل حضرت عثمان و حضرت علی و [illegible]
حصین و معقل بن یسار و ابو بکرہ و ابو موسیٰ و ابن عباس و ابن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے کی ہے مگر اون کی صحبت حضرت
سے روایت کرنے مین خلاف مشہور ہے شیخ عابد نے کہا ہے کہ سخاوی کہتا ہے کہ اس سلسلہ کو اکثر اہل [illegible]
کیا ہے اور رہا اس کی روایت کا علی ابو الحسن صوفی پر جن کی نسبت مشہور ہے کہ یہ دل سے ذبح کیا گیا [illegible]
روایت حسن بصری سے مفصل ہے اور مفصل سے مراد وہ روایت ہے کہ جسکے [illegible]

Marfat.com

کہ اس مین شک نہین کہ حسن بصری تک تسبیح کا سلسلہ اور کئی طریقون سے سخاوی وغیرہ نے پہونچایا ہے اور سیوطی نے ایک
اور طریق سے ابو الفضل بن ناصر تک اس سلسلہ کو ملا کر پھر آگے سند مذکور کے ساتھ پہونچایا ہے - یافعی مؤلف مرآۃ الجنان
ارشاد و تطریز مین لکھتے ہین کہ ایک بزرگ نے جنید کے ہاتھ مین تسبیح دیکھکر کہا کہ باوجودیکہ آپ ایسا مرتبہ رکھتے ہین پھر بھی
ہاتھ مین تسبیح رکھتے ہین جواب دیا کہ یہ ایک ایسا طریق ہے جسکی وجہ سے مین اللہ تک پہونچا ہون اسے چھوڑنے کو جی نہین
چاہتا اور مینے خواب مین آنحضرت کے پاس دو تسبیحین دیکھی تھین - ملا علی قاری مرقات مین کہتے ہین کہ بعضے مشایخ کا
قول یہ ہے کہ تسبیح شیطان کے حق مین کوڑا ہے اور جس کسی نے اسکو بدعت خیال کیا ہے اوس کا قول مردود ہے -
حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی مین بعد ذکر حدیث سعد کے لکھا ہے کہ تسبیح عرفی مین کوئی بات ایسی نہین جو مکروہ جاننے کے قابل
ہو اور در المختار مین بھی لکھا ہے لا باس باتخاذ السبحۃ بغیر ریاء کما بسطہ فی البحر - یعنی تسبیح کے استعمال
کرنے مین جو ریاکاری کے لئے نہو مضائقہ نہین جیسا کہ بحر الرائق مین اسکی تفصیل کی ہے - اور بحر الرائق مین حدیث سعد کے
ذکر کے بعد کہا ہے کہ اس قسم کی احادیث سے ثابت ہے کہ تسبیح معروف کے استعمال کرنے مین شمار ذکر الٰہی کے لئے
کوئی مضائقہ نہین کیونکہ تسبیح عرفی مین صرف اسی قدر زیادتی کیجاتی ہے کہ دانون کو ڈورے مین پرو دیا جاتا ہے
سو اس قدر زیادتی سے مضمون حدیث مین کوئی خرابی لازم نہین آتی اور اس قدر زیادتی ممنوع سمجھنے کے قابل نہین ہو سکتی
ہان اگر تسبیح کے استعمال سے ریاکاری مقصود ہو تو بیشک البتہ ممنوع ہونے کے قابل ہے -
اور بعض آدمی تسبیح کے رکھنے پر اس طرح شبہات کرتے ہین کہ تسبیح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین نہ تھی پس بدعت ہوگی
اور حدیث مین آیا ہے کلّ محدثٍ بدعۃٌ وکلّ بدعۃٍ ضلالۃٌ رواہ احمد و ابو داؤد والترمذی و ابن ماجۃ یعنی ہر نئی بات
جو نئی بات ہے بدعت ہے اور جو بدعت ہے گمراہی ہے - جواب اسکا یہ ہے کہ جس بدعت کی نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
گمراہی کا حکم کیا ہے وہ بدعت شرعی ہے کہ نہ قرون ثلثہ مین پائی گئی ہو اور نہ ادلہ اربعہ مین سے کسی دلیل سے اوسکا ثبوت
نکلتا ہو اور عبادت مین کثرت کرنا بدعت نہین اور تسبیح کا استعمال ایسا نہین اسلئے کہ احادیث سے اذکار الٰہی کا مطلقاً
گننا ثابت ہوا ہے - دوسرے حسن بصری نے تسبیح کو استعمال کیا ہے - تیسرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے بھی
نعم المذکر السبحۃ ایک طور پر تسبیح ثبوت کو پہونچتی ہے - چوتھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب مین بعض اکابر کو تسبیح کا
جواز ثابت ہوا ہے پس تسبیح کا ناجائز ہونا کسی طرح ثابت نہین ہوتا دیکھو ابن مسعود کہتے ہین ما رآہ المسلمون حسنا
فھو عند اللہ حسنٌ - یعنی جو چیز مسلمانون کو اچھی معلوم ہو وہ اللہ کے نزدیک بھی بہتر ہے - اس حدیث کو احمد اور بزار
اور طیالسی اور طبرانی اور ابو نعیم وغیرہ نے روایت کیا ہے بلکہ امام محمد نے موطا کے باب قیام رمضان مین کہا ہے کہ
یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور پوری حدیث اس طرح ہے ما رآہ المومنون حسنا فھو عند اللہ حسنٌ و
ما رآہ المسلمون قبیحا فھو عند اللہ قبیحٌ پس علماے حنفیہ وغیر حنفیہ کے نزدیک یہ حدیث مرفوع ہے اور ایک جماعت

Marfat.com

کہتی ہی کہ ابن مسعودؓ پر موقوف ہے - اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب صحابہ و تابعین [illegible]
تسبیح رائج تہی اور سب نے اسکو پسند کیا تو یہ گمراہی کیسے ہو سکتی ہے - **دوسرا اعتراض** یہ ہی کہ تسبیح [illegible]
ریاکاری کا شبہہ ہی اس لئے اس سے بچنا چاہیے اور جواب اسکا یہ ہے کہ اگر دافع مین ریا کے لئے تسبیح [illegible]
ممنوع ہے اور تسبیح ہی پر کیا موقوف ہے ہر کار مباح مستحب جسمین ریا کا شائبہ ہو وہ ممنوع ہے مگر جبکہ ریا کا [illegible]
ہے - **تیسرا اعتراض** یہ ہی کہ اگر کوئی خوبی تسبیح مین معلوم ہوتی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے ضرور استعمال فرماتے
اور اپنے اصحاب کو بہی اسکا شوق دلاتے جواب اس کا یہ ہے کہ یہ بات نہین ہے کہ جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
نہ کیا وہ ناجایز ہے اس لئے کہ جس چیز کی طرف رغبت کی یا اوسے مقرر کیا یا کسی کی نظیر آپ کے سامنے پائی گئی مدعی [illegible]
خالی نہین - پس جن فقہا نے تسبیح کو بدعت کہا ہے اور برا جانا ہے اون کا قول نامقبول ہے -
بلکہ تسبیح مین کئی خوبیان ہین (۱) اللہ تعالی کا ذکر اسکی وجہ سے زیادہ کیا جاتا ہے (۲) یاد الہی کا باعث ہے اس لئے
کہ جب انسان اسکو دیکہہ لیتا ہے تو اوسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ یاد الہی کا آلہ ہے (۳) اس مین جماعت صوفیہ
اور علما و محدثین کی تقلید ہے - احمد اور ابو داود نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
من تشبہ بقوم فھو منھم یعنی جو شخص کسی قوم کے ساتہہ مشابہت پیدا کرلے تو وہ اوس قوم مین سے ہے یعنی
اوس کے لئے گناہ و خیر اوس قوم کی سی لکہی جاتی ہین - یہ کلمہ جامع ہے بہت سی باتون کو یعنی مشابہت عام ہے خواہ اخلاق
مین ہو یا افعال مین یا لباس مین ہو یا کہانے مین ہو یا پینے مین ہو یا رہنے مین ہو یا مکان بنانے مین ہو وغیرہ وغیرہ
(۴) تسبیح سے بہت سے ایسے اذکار ادا ہو سکتے ہین جن کا شمار انگلیون پر دشوار ہے اور اگر اون اذکار مسنونہ کو
انگلیون پر شمار کیا جاے تو دل کو مشغولی پیدا ہو اور خشوع جاتا رہے - نوری ہمیشہ تسبیح ہاتہہ مین رکہتے تہے اون سے کسی نے
کہا اتستجلب الذکر یعنی کیا ذکر کو کہینچنا چاہتے ہو جواب دیا لا بل استجلب الغفلۃ یعنی ذکر کو کہینچنا نہین چاہتا
بلکہ غفلت کو دور کرنا چاہتا ہون +

صوفیہ کے احوال

صوفیہ کے احوال بہت سی چیزین ہین (۱) مشائخ کا ادب رکہنا اون سے مخالفت نہ کرنا (۲) توحید (۳) کرامات
اولیا (۴) معرفت (۵) محبت (۶) شوق (۷) خواب (۸) موت کے وقت کے احوال (۹) خوان کی
مجلس - پہلی تین باتون کا ذکر تو اوپر اس کتاب مین ہو چکا ہے باقی ہر ایک حال کی تفصیل علیحدہ علیحدہ ذکر کرتا ہون +

معرفت

اللہ تعالی فرماتا ہے وما قدروا اللہ حق قدرہ - یعنی اونہون نے اللہ کو پورا نہ جانچا - اسکی تفسیر صوفیہ نے اسطرح
کی ہی ما عرفوا اللہ حق معرفتہ - یعنی اونہون نے اللہ کو اچہی طرح نہ پہچانا - قشیری نے کہا ہے کہ معرفت علم کی [illegible]

Marfat.com

پس ہر علم معرفت ہے اور ہر معرفت علم اور ہر عالم باللہ عارف ہے اور ہر عارف عالم ان دونون لفظون کا مفہوم و مطلب لغت مین ایک ہے اور صوفیہ کی اصطلاح مین عارف اوس شخص کی صفت ہے جو حق سبحانہ و تعالی کو اسما و صفات سمیت جانتا ہو اور اپنے معاملات مین صادق ہو اور بد اخلاقیان اور برائیان اوسکی جاتی رہی ہون اور ہمیشہ ان کے حالات کا نگران ہو اور خدا کی طرف متوجہ ہو اور اپنے حالون مین خدا کے ساتھہ راست باز ہو اور تمام نفس کی خواہشین اوس سے جاتی رہی ہون اور اپنے دل مین خدا کے سوا کسی دوسری چیز کا خطرہ نہ آنے دے جب خلق سے اجنبی ہو گیا اور نفس کی آفات سے بری ہو گیا اور تمام خواہشون اور چیزون سے پاک ہو گیا اور ہمیشہ خدا کے ساتھہ مناجات رکھنے لگا اور ہر وقت خدا تعالے کی طرف اوسکو رجوع حاصل ہو گیا اور اللہ تعالی کی طرف سے اوسپر اسرار کا الہام ہونے لگا وہ شخص عارف ہے اور اوسکا حال معرفت ہے۔ مصباح الہدایت مین مذکور ہے کہ معلوم مجمل کی جزئیات کو تفصیلوار جاننے کا نام معرفت ہے۔ مثلاً علم نحو مین یہ جانے کہ ہر ایک عامل لفظی و معنوی کا یہہ عمل ہے تو اس اجمالی طور پر جاننے کو علم نحو کہتے ہین اور جب عبارات کے پڑھنے کے ضمن مین بے غور و فکر ہر ایک عامل کو تفصیلوار جاننے لگے اور اون کے استعمالات کے مواقع اچھی طرح معلوم کرنے کے مثالین نکالنے لگے اور عبارات کے درمیان اون کے حالات پر مطلع ہوتا رہے اور یہ سمجھہ لے کہ یہ مقام اس عامل کے لانے کا ہے اور اوس کے لانے کا نہین اس کا نام نحو کی معرفت ہے اور اسکو فکر و تامل کے ساتھہ جاننے کا نام تعرف نحو ہے اور اس سے غافل ہونے کو باوجود علم کے سہو و خطا کہتے ہین۔ پس اولاً اجمالی طور پر یہ جان لے کہ موجود حقیقی اور فاعل مطلق اللہ تعالی ہے تو اسکا نام علم توحید ہے اور اسکے بعد جو کچھہ حالات گذرتے ہین اور جو کچھہ حوادث پیش آتے ہین اور جو کچھہ کام ہوتے رہتے ہین ان تمام واقعات مین ذات الہی کو اس طرح پہچان لے کہ تمام حالات اور واقعات مختلف اور متضاد کو من جانب اللہ سمجھے مثلاً کہین ضرر پہونچتا ہے کہین نفع حاصل ہوتا ہے کسیکو دیتے ہین کسی کو نہین دیتے کہین قبض واقع ہوتا ہے کہین بسط پیدا ہوتا ہے ان سب کا فاعل بے توقف اور بے تامل اللہ پاک کو جانے اور سمجھے کہ وہی نافع وہی ضار ہے وہی معطی وہی مانع ہے وہی قابض ہے وہی باسط ہے۔ اسے معرفت الہی کہتے ہین۔ پہلی صورت توحید مجمل علمی تھی اب مفصل عینی ہو گئی۔ بدون اسکے معرفت الہی اور عارف کا اطلاق کسی پر صحیح نہین اور اگر اول مین اس سے غافل ہو مگر جلد یہ علم اوسپر کھلجاے اور فاعل مطلق کو روابط اور وسائط کی صورتون مین پہچان لے تو ایسے شخص کو متعرف کہتے ہین عارف نہین کہتے اور اگر بالکل غافل ہو اور وسائط و روابط اور حق تعالے مین فرق نہ کر سکے جتنے کام دنیا مین جاری ہین اون کی تاثیرات کو ان ظاہری واسطون اور رابطون کی طرف منسوب کرے تو ایسے شخص کو ساہی و لاہی اور مشرک خفی کہتے ہین مثلاً کوئی شخص صوفی کی کسی بات پر انکار کرے اور صوفی اوس شخص سے رنجیدہ ہو تو یہہ صوفی لاہی و ساہی ہے اس لئے کہ اوس نے یہہ نہین پہچانا کہ یہہ انکار بھی فاعل مطلق کی جانب سے ہے اگر یہہ پہچان لیتا تو کبھی اوسپر خفا نہوتا۔

اور معرفت الٰہی کے لیئے مراتب مقرر ہین (۱) ہر کام کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے [illegible]
واقع ہو تو یہہ سمجھے کہ اوسکی کسی صفت کا نتیجہ ہے (۳) اللہ تعالیٰ کی مراد کو [illegible]
صفت الٰہی کو اپنی معرفت کی صورت مین پہچانے اور اپنے آپ کو علم و معرفت بلکہ [illegible]
جنید سے کسی نے دریافت کیا کہ معرفت کیا ہے بولے المعرفة وجود جهلك عند بيان [illegible]
جان لینے کے بعد اپنے آپ سے غافل ہو جانے کا نام معرفت ہے۔ سائل نے کہا زیادہ [illegible]
هو العارف والمعروف یعنی وہی پہچاننے والا ہے اور وہی پہچانا گیا ہے۔ اور سہل عبداللہ تستری نے [illegible]
المعرفة هي المعرفة بالجهل یعنی جہل کے پہچان لینے کا نام معرفت ہے اور جتنا مراتب قرب مین زیادہ [illegible]
ہوتی ہے عظمت الٰہی کے آثار زیادہ کھلتے جاتے ہین اور جناب باری کی معرفت کے معاملے مین حیرت [illegible]
بڑھتی جاتی ہے اور یہہ جو کچھ بیان ہوا یہہ بھی علم معرفت ہے نہ معرفت اس لئے کہ معرفت وجدانی چیز ہے [illegible]
مشکل ہے لیکن علم معرفت کا مقدمہ ہے پس معرفت بے علم کے محال ہے اور علم بے معرفت کے سراسر وبال

محبت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فسوف یاتی اللہ بقوم یحبهم ویحبونه یعنی اللہ آگے لائیگا ایک ایسی قوم کو جن سے وہ محبت رکھتا ہے اور وہ لوگ اوس سے محبت رکھتے ہین۔ مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ کسی بندے سے محبت رکھتا ہے تو جبریل سے فرماتا ہے کہ مین فلان بندے سے محبت رکھتا ہون تو بھی اوس سے محبت رکھ الحدیث عبادہ بن صامت سے بخاری نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من احب لقاء الله احب الله لقاءه ومن كره لقاء الله كره الله لقاءه یعنی جو شخص اللہ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اوسکی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو مکروہ جانتا ہے اللہ بھی اوسکی ملاقات کو مکروہ جانتا ہے۔ یہان سے خیال کرو کہ محبت کا کتنا بڑا مرتبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محبت کی گواہی دی ہے اور اس بات کو بیان کیا ہے کہ مین اپنے بندہ سے محبت رکھتا ہون۔ اللہ تعالیٰ کی تو یہہ صفت ہے کہ وہ بندے سے محبت رکھتا ہے اور بندے کی یہہ صفت ہے کہ وہ اللہ سے محبت رکھتا ہے۔ علما کے نزدیک محبت ارادہ ہے مگر صوفیہ کے نزدیک ارادہ نہین ہے اس لئے کہ ارادہ حدیم سے متعلق نہین ہو سکتا مگر یہہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قرب و تعظیم کے ارادہ پر حمل کرین اور محبت رحمت سے خاص ہے اگر خدا چاہے کہ بندے کو ثواب اور انعام پہونچائے تو اسکا نام رحمت ہے اور اگر یہہ چاہے کہ اوسکو اپنے قرب اور احوال علیہ کے ساتھ خصوصیت بخشے تو اسے محبت کہا کرتے ہین اگرچہ ارادہ ایک ہی صفت ہے مگر اوس کے تمام تعلقات کی وجہ سے مختلف ہین۔ صوفیہ نے محبت کی تعریف طرح طرح سے بیان کی ہے بعض نے کہا ہے محبت اسے کہتے ہین کہ ہمیشہ دل سے مائل رہنا اور تمام [illegible]

Marfat.com

ترجیح دینا اور اوسی کو اختیار کرنا اور حبیب کے ساتھ ہر وقت موافقت رکھنا صفات محبوب مین محو ہوجانا اوسکی ذات مین محبوب کا ثابت ہوجانا اور دل کا مرادات رب سے موافقت کر لینا اور باوجود سرگرم خدمت گذاری ہونے کے ترک حرمت کا خوف لگا رہنا اور نفس کو مستقل رکھنا اور حبیب کی طرف سے قلیل کو بہی کثیر جاننا طاعت مین مصروف رہنا مخالفت سے بچنا اور اوسکی صفات کا صفات محبوب کے ساتھ بدل جانا کسی نے مجنون کو خواب مین دیکھا اور اوس سے دریافت کیا کہ تیرے ساتھ حق تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ مجھکو بخشدیا اور تمام محبین پر مجھے حجت بنا دیا - یہ جواب دلیل ہے اس بات پر کہ مجنون کا عشق لیلی کے ساتھ مجازی تہا اور حقیقت مین محبوب اوس کا حق تعالیٰ تہا ؎ دلیل عشق حقیقی ست عشقہاے مجاز + بآفتاب رسد شبنم از نظارۂ گل + جنید نے کہا ہے کہ محبت انتہا درجہ کا میل ہے بدون پہونچنے مقصود کے اور ایک تشویش ہے کہ محبوب کی طرف سے دل مین پڑجاتی ہے یا فتنہ ہے کہ دل مین مراد کی طرف سے پیدا ہوجاتا ہے ابو علی دقاق نے اسکے معنی حبك الشئ یعمی ویصم (یعنی آدمی کو کسی شے کی محبت ہوتی ہے تو اندہا اور بہرا ہوجاتا ہے) یون بیان کئے ہین یعمی عن الغیر غیرۃً وعن المحبوب ھیبۃً یعنی غیر کو تو غیرت کی وجہ سے نہین دیکھہ سکتا ہے اور محبوب کو اوسکی ہیبت کی وجہ سے یحییٰ بن معاذ نے ایکبار ابو یزید کو لکھا سکرت من کثرۃ ما شربت من کأس محبۃ یعنی مین نے اس کثرت سے مئی محبت الٰہی کے جام لئے ہین کہ بیہوش ہو رہا ہون - ابو یزید نے جواب مین لکھا غیرك شرب بحور السماوات والارض وما روی بعد ولسانہ خارج ویقول ھل من مزید - یعنی تمہارا غیر دریاے آسمان و زمین کو چڑہا گیا ہے اور پہر بہی سیراب نہین ہوا زبان اوسکی پیاس کے مارے نکلی ہوئی ہے اور کہتا ہے کچہہ اور بہی ہے اور یہ شعر لکھے ؎

عجبت لمن یقول ذکرت الصفی ۔۔۔ وھل النسی فاذکر ما نسیتُ

تعجب ہے مجھے اوس شخص سے جو یہ کہے کہ مینے دوست کو یاد کیا اور کیا مین دوست کو بہولتا ہون پس مین یاد کرتا ہون اوسکو جسکو مین بہولا ہوا ہون -

اموت اذا ذکرتك ثم احیا ۔۔۔ ولولا حسن ظنی ما حییتُ

مرجاتا ہون مین جسوقت یاد کرتا ہون تجھکو پہر زندہ ہوجاتا ہون - اور اگر میرا گمان نیک ہوتا تو مین زندہ نہین ہوتا

فاحیا بالمنے واموت شوقاً ۔۔۔ فکم احیا علیك وکم اموتُ

زندہ ہوتا ہون مین تیری آرزو سے اور مرتا ہون مین شوق کی وجہ سے + پس مین کبہی تجہپر مرتا ہون اور کبہی جیتا ہون

شربت الحب کاسا بعد کاس ۔۔۔ فما نفد الشراب ولا روِیتُ

شراب محبت کے جام پر جام مینے پی لئے + مگر نہ شراب نبڑی اور نہ مین سیراب ہوا -

عبداللہ بن مبارک نے کہا ہے جسکو کچہہ بہی محبت عطا ہوئی اور اوسکو اوس قدر ڈر نہین دیا گیا تو سمجھ لینا چاہیے کہ

Marfat.com

وہ فریب دیا گیا ہے اور بعضے کہتے ہین محبت بیہوشی ہے جس سے بغیر دیدار محبوب کے ہوش مین نہین آسکتا اور [illegible]
دیدار کے وقت حاصل ہوتی ہے وہ بیان سے باہر ہے ؎ مست می بیدار گردیم شب ۔ مست ساقی روز محشر
ذو النون کے پاس لوگون نے محبت کا چرچا کیا پہلے کہا عن ھذہ المسئلۃ لا تسمعھا النفوس منھا
یعنی رکو اس مسئلہ سے تاکہ لوگ اوسکو نہ سن لین اس ذکر کو چھوڑ دو ۔ پھر یہ شعر پڑھا ؎

الخوف اولیٰ بالمسی اذا اتاہ والحزن

خوف و ملال گناہگار کے لئے بہتر ہے ۔ جبکہ وہ پریشان ہو ۔

والحب یجمل بالتقی وبالنقی من الدرن

محبت پرہیزگاری اور پاکیزگی کے ساتھ اچھی ہوتی ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام احوال عالیہ کا مبنا محبت پر ہے
جس طرح سارے مقامات شریفہ کی بنیاد توبہ پر ہے اور چونکہ محبت خالص موہبت یعنی بخشش ہے اس لئے اون سارے احوال
جو اوسپر مبنی ہین مواہب کہتے ہین ۔ اور محبت اسے کہتے ہین کہ باطن کو کسی خوبی پر میل پیدا ہو پس اگر وہ میل صفات کی خوبی
ہو تو یہ محبت عام ہے اور جو محبت خوبی ذات کی وجہ سے پیدا ہو تو وہ محبت خاص ہے ۔ محبت عام مین یہ ہوتا ہے کہ برائیونکو
چھوڑ کر خوبیان چن لیتے ہین اور محبت خاص مین نہ کچھ باقی رہتا ہے اور نہ چھوٹتا ہے ۔ ابوداؤد و ترمذی نے روایت
کی ہے کہ حضرت نے فرمایا اللھم اجعل حبک احب الی من نفسی ومالی واھلی ومن الماء البارد ۔
یعنی اے اللہ اپنی محبت کو میرے نزدیک میری جان اور مال اور اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی پیارا کر دے ۔ اس حدیث
مین اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے اور محبت کے لئے کئی علامتین ہین اون مین سے **ایک** علامت یہ ہے
کہ محب کے دل مین سوا محبوب کے اور کسی چیز کی محبت نہو خواہ وہ دنیا کی ہو یا آخرت کی اور تم خیال کرو کہ کیسے ہو سکتا ہے کہ
ایک دل مین دو محبتین جمع ہون ؎

در خلوت دوست جان نگنجد	شادی و غم جہان نگنجد	چشمت کشد و لبت دہد جان	مرگ آید و در میان نگنجد
اے خواجہ تو مرد خود فروشی	رخت تو درین دکان نگنجد	ما را چہ مجال در حریمت	سر نیز بر آستان نگنجد
	یا دوست گزین کمال یا جان	یک خانہ دو میہمان نگنجد	

دوسری علامت یہ ہے کہ محبوب کے ملنے کے جو ذریعہ ہین اون کو پسند کرتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
یحببکم اللہ تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری پیروی کرو ۔ **تیسری** علامت یہ ہے کہ محبوب کے ملنے سے
اولاد اور مال بھی روکتے ہون تو اون سے بچتا ہے انما اموالکم واولادکم فتنۃ تمہارے مال اور اولاد خراب
کرنے والے ہین ۔ **چوتھی** علامت یہ ہے کہ محبوب کے ذکر پر نہایت گرویدہ ہو اوسی کا چرچا ہر وقت رکھے یہان تک کہ
اگر فرداً اوسکی طبیعت اس فعل پر اوسکو ندامت کرے تو بھی اس ذکر سے بیزار نہو بلکہ دوڑا پڑتا ہے **پانچوین** علامت

Marfat.com

یہ ہے کہ محبوب کی فرمانبرداری میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نکرے تمام امور میں اُسکا مطیع رہے
کسی طرح محبوب کی رضامندی سے مخالفت نکرے کسی نے رویم سے دریافت کیا کہ محبت کیا چیز ہے جواب دیا الموافقة
فی جمیع الاحوال یعنی تمام حالات میں موافقت رکھنا کوئی حالت پیش آوے بکشادہ پیشانی اُسے قبول کرنا
دلپر کوہ ملال نہ آنے دینا اور رویم نے یہ شعر بھی اُس موقع پر کہا تھا ؎ ولو قلت لی مت سمعا وطاعة
وقلت لداعی الموت اهلا ومرحبا ؛ اے محبوب اگر تو مجھکو یہ کہے کہ مرجا تو میں اس حکم کی تعمیل کو بڑی خوشی
کے ساتھ حاضر ہوں اور ملک الموت کو کہدوں اہلاً ومرحباً۔ اہل عرب کی عادت ہے کہ جب کوئی دوسرے آتا ہے
تو اہلاً ومرحباً بطور اظہار خوشی کے کہتے ہیں اور جب کسی کے حکم کے لئے اظہار فرمانبرداری منظور ہوتا ہے تو
کہتے ہیں سمعاً وطاعةً یعنی سنتے ہیں اور فرمانبرداری کو حاضر ہوں۔ رابعہ بصری کا کلام ہے ؎
تعصی الاله وانت تظهر حبه ؛ هذا لعمری فی القیاس بدیع ۔ نافرمانی کرتا ہے تو اللہ کی حالانکہ تو ظاہر کرتا
ہے محبت اُسکی قسم ہے اپنی جان کی یہ بات قیاس میں نادر ہے۔

لو کان حبک صادقا لاطعته ؛ ان المحب لمن یحب مطیع

اگر تیری محبت سچی ہوتی تو ضرور تو اُسکی اطاعت کرتا۔ تحقیق محبت رکھنے والا جو ہے محبت رکھنا ہے
اُسکا مطیع ہوتا ہے۔ تمام احکام قضا وقدر اور تمام کائنات کے ادوار سب اسی محبت کے قانون پر
جاری ہیں اگر اسکا سلسلہ درمیان میں نہ ہوتا تو وجود کو بھی ظہور نہ ہوتا۔ ؎ محبت سے کہ دل امید ہے
آرام ؛ وگرنہ کیست کہ آسودگی سے خواہد ؛ محبت کا معاملہ بڑا نازک اور باریک ہے اسکا بیان سہل نہیں محبت
محمود ہے اور عشق مذموم ہے یہی وجہ ہے کہ عشق کا لفظ قرآن وحدیث میں نہیں پایا جاتا ہے ؎ عشق ہے کہ
زلف کا مصرع دراز ؛ عشق رو ہے حسن کا آئینہ ساز ؛ عشق ہے قفل دل تنگ چمن ؛ عشق ہے بوئے گل
ورنگ چمن ؛ عشق بازی کا سنا ہے حال ؛ پوچھو اور سنو کہ ہے اُسکی کمال ؛ دل کی منزل ہے وہ آگاہ
ہے ؛ اُس کو ہر آشنا میں راہ ہے ؛ دل سے سامان کتنا بند عشق کا نام ؛ نوا دا [illegible]
کون اُسکا ہمنشین غمخوار ہے ؛ ایک دیوانہ خیال یار ہے ؛ کسی کو عشق اور اُسکی ماہیت [illegible]
میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ [illegible] اور اُسکی [illegible]
اور اس کی تعریف کی ہے اور بعضوں کا [illegible]
ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ [illegible]
کسی حسین وجمیل صورت کی [illegible] شدت [illegible]
قابلیت کے ساتھ اکثر نفسوں میں موجود ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] رکھی ہو اور بیشک یہ خصلت عمدہ ہی خاصکر جبکہ اسکا وقوع مبادی فاضلہ سے کسی عمدہ غرض کیلئے ہو۔
[illegible] کہ اکثر اہل ملک کے نفوس جو علوم اور صنایع اور آداب و ریاضات کے ساتھ متصف ہین اس
عشق لطیف سے جو محبوب کے عمدہ شمائل سے پیدا ہوتا ہی خالی ہین اور کسی ایسے شخص کو جسکا قلب لطیف اور طبع رقیق ہی
[illegible] اور نفس رحیم ہو ہمنے ایسا نہین پایا کہ اس عشق سے اپنے اوقات عمر مین فارغ ہو ہان جو نفوس
غلیظ اور دل سخت اور طبایع بری ہین وہ اس قسم کے عشق سے خالی پائے جاتے ہین اور ایسے بزرگون نے امرد و نسا
[illegible] پر اسلئے اقتصار کیا ہی کہ عورتون کے عشق مین فساد پیدا ہونے کا احتمال ہی اسوجہ سے کہ طبایع حیوانی
کا یہان تقاضا یہ ہوتا ہی کہ باہم مباشرت کی جائے جیسا کہ حیوان کی ہر نوع مین یہ قوت موجود ہی اور یہ تقاضا
طبایع مین اسلئے موجود ہوتا ہی کہ نسلین باقی رہین اور صورتین ہیولات مین جنس و نوع کے ساتھ محفوظ رہین اور
جو عشق لطیف لطیف لوگون مین ہوتا ہی اسکی غرض یہ ہوتی ہی کہ لڑکون کو تادیب اور بچون کو تربیت اور عورتون
کو [illegible] تعلیم علوم جزئی و صنایع دقیق و عمدہ آداب کی حاصل ہو اور اشعار موزون اور نغمات و نکت اور قصے
اور عجیب و غریب حکایتین کہ جو کمالات نفسانی کا سرمایہ ہین سیکھین اسلئے کہ لڑکے اور لڑکیان جب اپنے
والدین کی تعلیم سے فارغ ہو چکتے ہین تو پھر استاد کی تعلیم اور حسن توجہ و التفات کی محتاج ہوتے ہین کہ یہ لوگ انسے مہربانی
اور اشفاق اور محبت کے ساتھ پیش آکر یہ کمالات سکھائین بس عنایت ربانی نے مردون کے دلون مین خصوصاً
عورتون کی محبت کا بیج بو دیا ہی جو انکو اس بات کی طرف متوجہ کرتا ہی کہ نفوس ناقصہ کی تکمیل و تربیت و تادیب مین کوشش
کرین اگر یہ غرض ملحوظ نہین ہوتی تو اللہ تعالی محبت و رغبت کو اکثر طرفا و عرفا علما کے دلون مین بے فائدہ نہ ڈالتا
اس لئے نفوس لطیف و قلوب رقیق مین اس عشق کے وجود ہونیکا ضرور ایک بڑا فائدہ حکمی ہی اور ان فضائل کے لحاظ سے
معلوم ہوتا ہی کہ عشق انسان کو ایک علی وجہ کی فضیلت ہی قباحت نہین رکھتی جمال انسانی کا شیدائی جب ایسے فضائل
رکھتا ہی تو ہی جمال انسانی مین تبعاً جمال و جلال الٰہی موجود ہین اسی طرف اشارہ ہی اس آیت مین لقد خلقنا
الانسان فی احسن تقویم ہمنے بنایا آدمی کو خوب سے خوب انداز پر اور دوسری جگہ کہا ہی ثم انشاناہ خلقا
آخر فتبارک اللہ احسن الخالقین یعنی پھر پیدا کیا ہمنے اسکو ایک نئی پیدائش مین بڑی برکت والا ہی اللہ بہتر
پیدا کرنیوالونکا خواہ اس پیدائش سے مراد صورت ظاہر و کالبد ہو یا نفس ناطقہ اسلئے کہ ظاہر باطن کا عنوان ہی اور صورت
حقیقت کی مثال ہی اور بدن اپنے تمام اجزا سمیت نفس اور صفات نفس کے مطابق ہی اور مجاز دنیا حقیقت کا پل ہی اسلئے
سبب اس عشق نفسانی شخص انسانی کا باعث شہوات حیوانی کی افراط نہین ہوتی بلکہ اچھی صورت اور عمدہ تربیت اور اعتدال
مزاج اور حسن اخلاق تعاطی حرکات اور افعال زیبا اسکا باعث واقع ہوتے ہین تو ہمنے فضائل مین شمار کرتے ہین اسلئے
کہا ہی کہ عشق مین منفعت ہی وہ نفس کو منور اور لطیف کرنے مین سریع الاثر ہی اور تفصیل اس مقام کی یہ ہی کہ عشق دو طرح

Marfat.com

کا ہوتا ہی حقیقی و مجازی عشق حقیقی اللہ تعالی اور اسکی صفات و افعال کے ساتھ محبت رکھنے کا نام اور مجازی کی دو قسمیں
ہین نفسانی و حیوانی عشق نفسانی وہ ہی کہ عاشق معشوق کے جوہر نفس مین مشابہت ہونیکی وجہ سے پیدا ہو اور یہ اکثر
معشوق کی وجہ سے پیدا ہوتا ہی اسلیے کہ نفس کا اثر ہی اور عشق حیوانی وہ ہی کہ شہوت بدنی اور طلب لذت جسمی کی وجہ سے
پیدا ہو اور اس مین زیادہ تر شدت خوبی ظاہر معشوق اور اُس کے رنگ اور اشکال اعضا پر ہوتی ہی اسلیے کہ یہ بدن کا کام ہی اور پہلی
عشق لطافت نفس اور صفات نفس کی وجہ سے پیدا ہوتا ہی اور دوسرا نفس امارہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہی اور پہلی قسم مین نفس کو خوف
اور حزن اور رونا اور نرم دلی اور صفائی فکر پیدا ہوتی ہی اور دوسری قسم مین فسق و فجور اور حرص فسق پر بڑھتی ہی پہلی قسم مین عشق
حقیقی کی طرف متوجہ ہو جانا آسان ہی اور دوسری مین بہت سی چیزون سے انقطاع کرنیکی ضرورت پڑتی ہی بلکہ ایک کو محبت
دوسرے کی طرف پیدا ہوتی ہی اور یہ بھی یاد رہے کہ اگرچہ عشق فضائل مین سے شمار پاتا ہی مگر اُن فضائل مین سے کہ جو کوئی اسکے ساتھ
متصف ہوتا ہی تو عقل مجرد اور نفس حیوانی کے درمیان اسکا ٹھکانا ہی اور ان دونون مین متوسط واقع ہوتا ہی اور عشق ہر ایک
محمود و شریف آدمی کے لیے ہر وقت اور ہر حال مین فضیلت نہین بلکہ اس کو اسوقت استعمال کرنا چاہیے جبکہ سلوک عرفانی کے دامان
مین ہو اور نفس اسی وقت ہو غفلت مین نہ پڑا ہوا ہو شہوات حیوانی کے کوچہ سے دور ہو اور جب نفس کو عادت الٰہی کی طرح ڈال دیا ہو
اور عقل بالفعل علوم کلیہ پر محیط ہو جائے اور علائق دنیوی جو ملک سے اتصال پیدا ہو جائے اسوقت عشق سے عارف کو روکنا
روکنا نازیبا ہے کیونکہ جب پل اُتر کر عالم حقیقت تک پہنچ گیا تو پھر لوٹنا بیکار ہی شاید اسی وجہ سے عشق کی طرح دوم جس کا نام
کیا ہو یا اس سبب سے کہ عشق پاک شہوت جسمیہ سے مشابہ ہوتا ہی بہر صورت عشق صفات نفوس مین سے ہی نہ صفات ابدان
مین سے یہ خلاصہ ہی بیان اسفار اربعہ صدر الدین شیرازی کا۔ فائدہ عشق مجازی کی دوا کے لیے آتش الٰہی
دونون مین ملاقات نہو تاکہ آب وصال حرارت دل کو نہ بجھا دے اسلیے کہا ہی کہ جسکو عشق شور انگیز ہو اس مین طریقہ اسکا
اگرچہ وہ راہ تقوی و نور صفا مین ہو لیکن طریق محبت مین سوز و گداز سے عجیب ذوق حاصل ہی مین حدیث شریف مین ہے
مغیث نام ایک آدمی بی بی عائشہ کی لونڈی بریرہ پر جسکا نام بریرہ تھا عاشق ہو گیا جب بریرہ بازار کو نکلی اسکے پیچھے پیچھے
اور آہ و زاری کرتا حضرت صلعم کو اسپر رحم آیا اور بریرہ سے سفارش کی کہ اسکے ساتھ نکاح کرے بریرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر
اس معاملہ مین وحی آپ پر آئی ہے تو مجھے قبول ہی ورنہ مین مختار ہون اور اسکی صورت سے بیزار ہون مقصود دعوی محبت
ہے والدارمی۔ بوعلی سینا کا ایک رسالہ اقسام عشق کے بیان مین ہی جسمین لکھا ہی کہ عشق مجردات و فلکیات و عناصر و معادن
و نباتات و حیوانات سب مین پھیلا ہوا ہی یہانتک کہ علمائے ریاضی نے کہا ہی کہ اعداد متحابہ مین بھی اعداد
ایکدوسرے سے محبت رکھتا ہی اور سیما اقلیدس نے قلم بند نہین کیا تھا اُنھون نے زیادہ کیا ہی اور کہا کہ
اور اصحاب عدد کہتے ہین کہ اس خاصیت کو محبت مین ایک جیسا اثر ہی اور محبت ہی کا قول ہی اور عشق لفظ ایزد
وجہا اللہ علی کل ذی روح یحصل بہ اللذۃ العظمی التی لا تجد علی مثالہا الا تبلک الا نفسہ وہی موجودۃ فی الحقیقۃ

Marfat.com

[illegible] عن اربابها فما اهمال عاشق الا مستدل به على قلة علمه من الخلق ولذلك كان اشرف المذاهب في الدنيا
[illegible] الذين زهدوا فيها مع كونها مباحة والمآل الى الآخرة مع كونها مخبرا بهم عنها بعبارة لفظ انتهى۔ یعنی عشق
ایک [illegible] شوق ہے کہ اللہ نے ہر ذی روح پر لازم واجب کیا ہے کہ عشق کی وجہ سے انہیں بڑا مزہ
[illegible] محبوب کی الفت سے اور کسی طرح حاصل نہیں کر سکتے تھے اور یہ الفت نفس میں موجود ہے اور اسکے
مراتب [illegible] کے نزدیک مقرر ہیں پس کوئی آدمی نہیں مگر کسی ایسی چیز پر عاشق ہے جس سے اپنے
[illegible] اور اپنا مشرب [illegible] کرتا ہے اسی لئے ان لوگوں کا رتبہ دنیا میں اشرف ہے جنہوں نے
[illegible] چھوڑ دیا ہے اور آخرت کی طرف مائل ہو گئے ہیں [illegible] ذکر ہی سنا ہے۔ ؎
[illegible] سودای ترا عقل مجرد مجمل ۔ بسیار جہان عزت بنی دل بدارند
[illegible] صوفیوں کی عقل [illegible] اچھی صورتوں کی عشق میں مبتلا ہوئے ہیں شیخ محی الدین
[illegible] کہا ہے کہ شیخ روزبہان نے ایک کاسنہ والی عورت پر عاشق ہو گئے اور پھر
[illegible] اسلئے عرب میں [illegible] اپنا مشرب [illegible] کرتا ہے اسلئے ان لوگوں کا رتبہ دنیا میں اشرف ہے جنہوں نے
[illegible] اور کہا کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ میں [illegible]
[illegible] ہوں پھر حنیفہ کی [illegible] کرتے ہیں اور کہا کہ [illegible] حنیفہ سے کہا کہ [illegible] دیدار [illegible] میں
[illegible] حنیفہ حال مسکرا کر [illegible] اور روزبہان کی [illegible] گزاری کی [illegible] پھر اس حال کے [illegible] ہونے کے بعد روزبہان
[illegible] حنیفہ کا عشق [illegible] اور صوفیہ کی لباس میں [illegible] اپنا خرقہ [illegible] لیا۔ ؎ عاشقان را [illegible]
[illegible] ہم ادست ۔ غیر معشوق ار تماشائی بود عشق نبود ہر زہ سرائی بود [illegible] کہتے
ہیں [illegible] بقربة على ساحل بحر مصر فبقيت اياما لا آكل ولا اشرب الا ما شاء الله حتى كثرت ناره
العشق وكنت انفس نارا فكلما تنفست ثار نار تخرج من السماء تحرق نفسي ناداً خلقني [illegible]
وبين [illegible] فكنت ادري من اين [illegible] ان ذلك شاهدي في السماء۔ یعنی ملک مصر میں دریا
[illegible] ایک گاؤں ہے وہاں میں ایک عورت پر عاشق ہو گیا بہت دنوں تک یہی حالت رہی کہ [illegible]
عشق کے [illegible] اور آتش عشق نے یہاں تک غلبہ کیا کہ میرے سانس سے آگ نکلنے لگی جب
میرے سانس سے آگ نکلتی تو آسمان سے بھی ایک آگ میرے سانس کے مقابل نکلتی اور یہ دونوں آگیں میرے اور آسمان
کے درمیان [illegible] اور یہ میں نہیں سمجھتا کہ یہ دونوں کہاں سے ملجاتی ہیں پس میں نے جان لیا کہ یہ میرا معشوق
ہے آسمان میں۔ شیخ فخر الدین عراقی نے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ ؎ ای ز عشاق گرم بازارت ۔ بہ زمن عالمے
خریدارت ۔ من کہ تا زنم ز عشق تو لاف ۔ نیست دعوی این سخن بگزاف ۔ یکے از عاشقان حال

Marfat.com

بود نجم الاکابر کبریٰ ب مولانا عبد الرزاق نے شرح منازل السائرین میں کہا ہے العشق عبد القوی بسبب
فی تلطیف السر والاعداد للعشق الحقیقی فانہ یحمل الہموم ہادا اعداد للقلب لتحمل اعباء الفرقۃ وتلذذ بمشقت المحبوب
ویسہل التعب والمشقۃ فی طاعتہ واحتمال الہموم وکان العشق المنہی عنہ من جملۃ الشہوۃ فانہ سوء ظن
من تسلط الی الکفر فی استحسان شمائل بعض الصورۃ وعبادۃ للنفس الامارۃ فی تحصیل مشتہاہا وعلی ہذا النوعین
یعنی مدح العشق الصوری وذمہ فی کلام بعض العرفاء واہل اللہ یعنی پاک عشق جس میں بے غرضی ہو تو اسبب
سے پاک رہنے کا اور عشق حقیقی کے لئے آمادہ کرنے کا اسلئے کہ وہ غم اٹھاتا ہے اور تکلیف
فراق سے جلتے ہیں اور ایک ذلیل جیسا ہوتا ہے [illegible]
کی مشقت کرنے میں لذت ملتی ہے تکلیف آسان ہوتا ہے [illegible]
معلوم ہوتی ہے خیال اس عشق کے بدلنا بہ شہوات کی [illegible]
میں فکر کرنے سے پیدا ہوتا ہے اور نفس کی [illegible]
کرتا ہے انہیں دونوں قسموں کی بہت عشق صوری کی [illegible]
اور دوسری قسم مذموم اور دونوں کو عشق مجازی کہتے ہیں۔

شعر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے [illegible]
[illegible] آتا ہے اور احادیث نبویہ میں آیا ہے [illegible]
ابن السائب عن ابیہ یعنی میں تجھے [illegible]
شوق سے کہتے ہیں کہ دلوں میں محبوب کی ملاقات کا [illegible] شوق [illegible]
وہاں نے شوق اللہ تعالیٰ میں ذوق کیا ہے اور کہا ہے کہ شوق محبوب کی ملاقات [illegible]
اور اشتیاق نہیں جاتا ہے [illegible]
پیدا ہوتا ہے وہ بالکل ہی [illegible]
کی علامت یہ ہے کہ موت میں راحت سمجھے اور کہیں [illegible]
سے کاٹ دے ابو علی نے کہا ہے کہ [illegible]
[illegible] ای میرے رب بسبب شوق کے [illegible]
خواب میں [illegible]
[illegible]

میری محبت کے نشہ مین ہی میری ملاقات کے بغیر ہوش مین نہین آویگا اور یہ ایک روایت مین ہی یہ معروف کرخی
ہی دنیا سے اللہ تعالی کا مشتاق نکلا ہی۔ اسلئے اللہ تعالی اُسکی طرف دیکھنا روا رکھتا ہی۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ
اہل قرب کا شوق محجوبین کے شوق سے کامل ہوتا ہی مشتاقون کو موت مین جو مزہ آتا ہی وہ کسی چیز مین نہین آتا
اسلئے کہ روح پر یہ بات منکشف ہوتی ہی کہ اللہ تعالی تک پہونچنگی۔ جنید سے کسی نے دریافت کیا کہ اسکا کیا
سبب ہے کہ محبت وقت ملاقات محبوب کے رونے لگتا ہی کہا کہ شدت شوق کی وجہ سے نہایت سرور اور وجد پیدا ہوتا ہی
سے رونا آجاتا ہی۔ عوارف کے ترجمہ مین مذکور ہی کہ محبان صفات کو شوق اس بات کا ہوتا ہی کہ محبوب لطف
و رحمت و احسان فرماوے اور محبان ذات کو اس بات کا شوق ہوتا ہی کہ ملاقات اور وصال اور قرب حاصل
ہو ایسا شوق کم لوگون کو ہوتا ہے۔ ایک صاحب کا قول ہی کہ بہت سے عبدالرحمن و عبدالرحیم و عبدالکریم ملتے
ہین مگر عبداللہ ایک بھی نہین ملتا۔ یعنی رحمت و کرم کے بہت سے طالب ہین اور خدا کے طالب کم ہین۔ خدا کے
لئے یہی بہت ہی کہ اُنکی ملاقات جناب باری سے ہو جاوے اسکے سوا کسی چیز کی طلب اُنکو نہین انتہی۔ واضح رہے
کہ اگرچہ طلب خدا کا مرتبہ طلب جنت کے مرتبے سے اعلی و افضل ہی مگر شارع علیہ السلام نے فرمایا ہی ان احب الاسماء الی اللہ
عبداللہ و عبدالرحمن رواہ مسلم عن ابن عمر۔ تحقیق تمہارے ناموں مین زیادہ پسند اللہ کو عبداللہ و عبدالرحمن ہی اور
اس سے معلوم ہوا کہ دونون حالتین پسندیدہ ہین۔ اگرچہ عبداللہ کے عبدالرحمن کے مقدم ہونے مین اُسکے لئے ایک طرح کی فضیلت
ظاہر ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ رسالت و نبوت موقوف ہوئی میرے بعد
کوئی رسول و نبی نہوگا۔ تو یہ بات صحابہ پر شاق گذری آپنے اُنکی تشفی کے واسطے فرمایا الا المبشرات یعنی میرے
بعد مبشرات ہونگے صحابہ نے عرض کیا مبشرات کیا ہی یا رسول اللہ آپنے فرمایا الرؤیا الصالحۃ یراہا المسلم و ہو جزء من اجزاء
النبوۃ یعنی مبشرات مسلمانون کی خواب کو کہتے ہین اور یہ نبوت کے اجزاء مین سے ایک جزء ہی جیسا کہ ترمذی نے انس
سے روایت کیا ہی مراد حضرت کی یہ ہی کہ میرے مرنے کے سبب سے وحی منقطع ہو جاوے گی اور کوئی ایسی چیز باقی
نہین رہیگی جس سے واقعات آیندہ پر واقفیت حاصل ہو۔ اور بخاری و مسلم نے انس سے روایت کی ہی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی الرؤیا الصالحۃ جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ۔ یعنی سچی خواب نبوت کے
چھیالیس ٹکڑون مین سے ایک ٹکڑا ہی اور بعضے اس کلام کا یہ ہی کہ وحی بطور خواب کے حضرت سرور کائنات کو چھ ماہ تک
ہوتی تھی اور مدت نبوت کے ۲۳ سال ہی اور چھ ماہ کو ۲۳ سال کے ساتھ وہ نسبت ہی جو چھ کو چھیالیس کے ساتھ
ہی اور خواب ایک قسم کی کرامت ہی اللہ تعالی فرماتا ہی لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا و فی الآخرۃ اُنکے لئے خوشی
ہی دنیا کی زندگی مین اور آخرت مین موطا مین لکھا ہی کہ عروہ کہتے تھے کہ اس آیت مین مراد بشری سے سچی خواب
ہی کہ خود دیکھے یا کوئی اور اسکے لئے دیکھے اور یہ تفسیر حدیث نبوی مین بھی آئی ہی چنانچہ امام احمد نے موطا مین

Marfat.com

عطا بن یسار سے مبشرات کے معنی اسی طرح روایت کئے ہین - اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
الرویا الصالحۃ من اللہ والحلم من الشیطان رواہ البخاری والمسلم عن ابی قتادۃ یعنی اچھی خواب اللہ کی طرف
سے ہی اور بری خواب شیطان کی طرف سے اور تعبیر رؤیا کے مرتبے بہت عالی ہین بعض خوابین تعبیر کی محتاج نہین
ہوتین ظاہر پر چھوڑ دینے کے قابل ہوتی ہین بیہقی نے دلائل النبوۃ مین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ
امام حسین کی شہادت کے دن مینے رسول اللہ صلی اللہ کو نہایت پریشانی کی حالت مین خواب مین دیکھا
اور حضرت کے پاس ایک شیشہ خون سے بھرا ہوا تھا مینے عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون یہ کیا ہے
فرمایا یہ خون ہے حسین اور اُنکے ہمراہیون کا - اور امام غزالی نے احیاء العلوم کے اواخر مین لکھا ہے کہ حضرت
نے عبد اللہ بن عباس کو یہ جواب دیا تھا کہ تمھین نہین معلوم کہ میری امت نے بعد میرے کیا کیا میرے بیٹے حسین
کو قتل کیا یہ خون اُسکا اور اُسکے دوستون کا ہے اسکو اللہ کے پاس لے جاتا ہون ۲۴ دن کے بعد امام حسین
کے قتل کی خبر آئی - شیخ نصر اللہ بن یحیی کہ بڑے ثقہ اور نیک گزرے ہین کہتے ہین کہ ایکدن مینے خواب مین حضرت علی
کی زیارت کی اور اُنسے عرض کیا کہ آپنے فتح مکہ کے دن فرمایا تھا من دخل دار ابی سفیان فہو آمن تو ابو سفیان
کے گھر پہونچ گیا وہ مامون ہے - اور اولاد ابو سفیان نے آپکے فرزند کے ساتھ کربلا مین کیا کیا فرمایا کہ تمھارے
صیفی کے شعروں کو جانتے ہو مینے عرض کیا نہین جانتا فرمایا کہ اٹھ سے جا کہ سن لو آنکھ کھلی تو مین اُسکے
پاس گیا اور یہ سارا قصہ بیان کیا وہ بہت رویا اور کہا کہ خدا کی قسم مجھسے کسی نے ابھی تک ان شعروں کو نہین
سنا ہے آج ہی رات کو نظم کئے ہین پڑھے - ؎ ملکنا فکان العفو منا سجیۃ فلما ملکتم سال بالدم اطلح
ہم مالک ہوئے معاف کرنا ہماری عادت ہوگیا - اور جب تم مالک ہوئے تو بہا خون بہا دیا ؎
وحللتم قتل الاسارٰی وطالما ؎ غدونا علی الاسرٰی نعفو ونصفح - اور تم نے حلال جانا قتل کرنا
قیدیون کا - اور ہمنے جب صبح کی قیدیون پر یعنی قیدی ہمارے ہاتھ آئے تو معاف کیا اور درگزرے ؎
وحسبکم ہذا التفاوت بیننا ؎ وکل اناء بالذی فیہ ینضح - ہمارا تمھارا یہی فرق کافی ہے اور ہر برتن مین
جو کچھ ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے - اس روایت کو ابن صباغ مالکی نے فصول مہمہ مین ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ابن
صیفی کا لقب قیس بن سعد ہے - اور بعضی خوابین تعبیر کی محتاج ہوتی ہین - ایک سالک نے خدا کو خواب مین دیکھا
کہ اُسکی طرف التفات نکیا اور اُسکے منہ پر طمانچہ مارا جب پیر سے یہ خواب بیان کی تو اُسنے دریافت کیا کہ
یہ حالت کہان واقع ہوئی کہا گھر کی دہلیز مین پیر نے کہا وہ جگہ غصبی ہے جب تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ
مسجد تھی اُسے جلا دیا تھا اور حق شرعی خدا تعالی کی صورت مین رکھا بلکہ کبھی انبیا اور صدیقین بھی تعبیر خواب
مین غلطی کر جاتے ہین چنانچہ شیخ اکبر نے فصوص الحکم مین کہا ہے کہ حضرت ابراہیم کو تعبیر خواب مین غلطی واقع ہوئی

Marfat.com

کہ گوسفند کے ذبح کرنے کے لئے خواب میں حکم ہوا اور اسکو ذبح کیا ہوا اسکے بیٹے حضرت ابراہیم کی صورت
میں دکھایا اور یہ تعبیر اسکی نہ ہوئی کہ اور یہ خیال کر لیا کہ بیٹے کے ذبح کرنے کے لئے مامور ہیں اور دلیل اس مدعا
پر یہ ہے کہ جو کچھ انھوں نے خواب میں دیکھا تھا وہ عالم رؤیا میں ظاہر ہوا تو ثابت ہوا کہ یہ خواب ضرور قابل تعبیر
تھی کہ حضرت ابراہیم سے اس خواب کی تعبیر کی تحقیق ضرور ہے کہ انکے بیٹے کا ذبح ہونا وقوع میں
آجاتا اور یہ کچھ نہیں ہے کہ جب ذبح کرنا تو موافق خواب کے ہو ہی چکا تھا تو خواب ظاہر ہونے کی
کہ انبیاء کی خواب میں غیر ہوتی ہے کیونکہ جب ہم نے تعبیر کی اصل قرار دیا ہے اور یہ بات ثابت ہو چکی ہے
تعبیر ہم نے سوا اس کے کچھ نہیں کہا کہ خواب کی تعبیر کا مطلب صحیح تشخیص کرنا ہے اور اگر یہ
تعبیر نہ ہو تو ہم کہتے ہیں کہ خواب کی تعبیر میں اسکے معنی ہیں کہ انبیاء اور اولیاء
دیکھتے ہیں خواب میں کچھ اور اور کچھ وہاں کے معنی ہوتے ہیں اور کچھ وہاں کے معنی ہوتے ہیں
پس اگر تعبیر کا مطلب یہ ہو کہ اسی کام کے لئے حکم ہوا ہے تو انبیاء کے خواب میں بھی اکثر ایسے
ہوتے ہیں کہ جن کی تعبیر کی ضرورت پڑتی ہے اور بخاری و مسلم و ترمذی و ابوداؤد نے ابن عباس سے روایت
کی ہے کہ ایک آدمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ آج رات میں نے خواب میں دیکھا کہ بادل روشن
و شہد برستا ہے اور لوگ اسکو چن رہے ہیں بعضے زیادہ اور بعض کم مگر ایک رسی ہے جو زمین سے آسمان
تک ملی ہوئی ہے کہ کوئی اس کو پکڑ سکتے ہیں پس ایک آدمی نے اس کو پکڑا اور چڑھ گیا دوسرے نے
پکڑا اور چڑھ گیا پھر ایک آدمی نے پکڑا اور چڑھ گیا پھر ایک آدمی نے پکڑا اور چڑھ گیا پھر اور آ.....
دوسرا آدمی نے پکڑا اور چڑھ گیا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا اور اوپر چلا گیا حضرت ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ مجھے اجازت
دیجئے کہ اسکی تعبیر بیان کروں فرمایا کہ بیان کرو حضرت ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ بادل روشنی اسلام ہے اور روغن و شہد قرآن ہے کہ بعضے
اس کا کچھ حصہ لیتے ہیں اور بعضے زیادہ لیتے ہیں اور رسی وہ حق ہے کہ جسپر آپ ہیں آپ نے اسے پکڑ لیا اور اللہ نے آپکو اوپر
اٹھا لیا پھر ایک دوسرا آدمی پکڑے گا اور اوپر چلا جائیگا پھر اور آدمی پکڑے گا اور وہ حق متمسک
ہو جائیگا اور اسکا پیٹ پھٹ جائیگا یا رسول اللہ فرمائیے کہ میں صحیح ہوں یا غلط فرمایا کہ بعضا حصہ اسکا صحیح
ہے اور بعضا غلط ہے حضرت ابوبکر نے قسم دی کہ بیان فرمائیے میں کونسی بات ہے حضرت نے فرمایا کہ قسم مت دو اور جسکو پیغمبر خدا کو
اس صورت میں دیکھا ہو تو اسنے ضرور پیغمبر خدا کو دیکھا اور شیطان حضرت کی صورت پر نہیں ہو سکتا ابوہریرہ سے
[illegible] فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی یعنی جس شخص نے مجھکو خواب میں دیکھا
[illegible] شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا ہے اسلئے
[illegible] ترمذی اور [illegible] بخاری و مسلم نے ابوقتادہ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے

فرمایا ہے من رانی فقد رای الحق یعنی جسنے مجھکو خواب مین دیکھا تو اوس نے امر ثابت واقعی کو دیکھا اور وہ مین ہی ہون شیطان
بندے کی متخیلہ مین میری صورت کے ساتھ تصرف نہین کرسکتا۔ نووی نے شرح مسلم مین کہا ہے کہ فقد رای الحق سے مراد رؤیت
صحیح ہی اور حضرت کو خواب مین دیکھنا دو طرح پر ہے ایک رویاے الٰہی ہے اور وہ اس طرح ہے کہ دیکھنے والے کی روح مثل آئینہ کی
ہوتی ہی اور عالم قدس کے ساتھ مناسبت کلی پیدا کرلیتی ہے اور اسوجہ سے حضور سرور عالم کی روح کے انطباع کے قابل ہوجاتی
ہی ایسی خواب نہایت عمدہ ہی اور کم واقع ہوتی ہی۔ دوسری رویاے ملکی ہی اور اس طرح ہے کہ دیکھنے والا جناب رسالت مآب کے
ساتھ کمال محبت کہنے کی وجہ سے اپنی محبت کی صورت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کے ساتھ متمثل دیکھے یا کوئی شخص درود
وسلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ بھیجتا رہی اوس تعظیم وتکریم کی صورت کو جناب سرور کائنات کی صورت معائنہ کرے لیکن
جب کسی نے حضرت کو خواب مین دیکھا اور کوئی حکم قرآن وحدیث کے خلاف اون کی زبان سے سنا تو سمجھنا چاہیئے کہ اوس نے
حضرت کو خواب مین نہین دیکھا بلکہ اوس کے ساتھ ابلیس نے فریب کیا حضرت کی شکل کے ساتھ دیکھنے والا متمثل نہین
ہوا ہے اور ایسا مغالطہ اکثر اہل علم کو واقع ہوا ہے اور جو کوئی ایسی صورت خواب مین دیکھے جو آپ کی دنیا کی صورت کے
بالکل مخالف ہو یا بعض وجہون مین مخالف ہو اور بعض مین موافق اور یہ یقین ہو کہ یہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہین یا دیکھنے
والا کہے کہ یہ پیغمبر علیہ السلام ہین تو اوس نے حقیقت مین جناب رسول مقبول کو نہین دیکھا بلکہ اپنی نسبت کی صورت کو
شرع کے ساتھ دیکھا ہے پھر جسنے ساری وجہون کے ساتھ مخالف دیکھا تو وہ ساری وجہون کے ساتھ شرع کے مخالف ہی
اور جسنے کہ کسیقدر مخالف دیکھا تو وہ شخص کسی قدر شرع کے مخالف ہی +

اب تھوڑے سے حالات اولیاء اللہ کی خوابون کے سند کسی نے سفیان ثوری کو خواب مین دیکھا اور اون سے دریافت کیا
کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ مجھپر رحم کیا پھر ابن المبارک کا حال پوچھا بولے وہ اپنے رب کے پاس
دو بار پہونچے ہین۔ اور ابو سہل زجاجی کو خواب مین دیکھا اور وہ وعید دائمی کے قائل تھے ان سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ
نے تمہارے ساتھ کیا کیا بولے جیسا ہم جانتے تھے اوس سے بہت سہل پایا اور حسن شیبانی کو خواب مین دیکھا اور اون سے
دریافت کیا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا کہنے لگے کریم سے سوا کرم کے کیا ظہور مین آتا ہے اور حبیب
عجمی کو خواب مین دیکھا اور اون سے کہا تم اے حبیب عجمی مرگئے اونہون نے کہا کہ ہمارا عجمی پن جاتا رہا اور نعمت باقی رہی
مالک بن انس کو خواب مین دیکھا اور اون کا حال دریافت کیا کہا مجھکو بسبب اوس ایک کلمہ کے بخش دیا جسکو [illegible]
جنازہ دیکھنے کے وقت کہا کرتے تھے اور وہ یہ ہی ہے ان الحی الذی لا یموت ابو سہل صعلوکی کو خواب مین دیکھا
کہ نہایت اچھی حالت مین تھے پوچھا کیا حال ہے اور یہ حالت تمکو کس طرح حاصل ہوئی کہا حق تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن
رکھنے کی وجہ سے اس مرتبہ کو پہونچا ہون حافظ کو کسی شخص نے خواب مین دیکھا اور اون سے استفسار کیا کہ تمہارے ساتھ حق تعالیٰ
نے کیسا برتاؤ کیا جواب دیا ؎ فلا تکتب بحظك غير شيئ + ليسرك في القيامة ان تراه + اپنے حظ

بجز اوس چیز کے مت لکھ جو قیامت کو تجھے خوش کرے حضرت نے ابلیس کو خواب مین دیکھا کہ ننگا کھڑا تھا جنید نے کہا کہ تجھکو
شرم نہین آتی بولا کہ مین کس سے شرماؤن بھلا لوگ آدمی کب ہین آدمی وہ ہین جو مسجد شونیزیہ مین رہتے ہین کہ اونہون
نے مجھکو دغا کر دیا ہے اور میرے جگر کو جلا دیا ہے جنید مجھکو مسجد مذکور مین گئے دیکھا کہ کئی آدمی زانو پر سر رکھے ہوئے متفکر بیٹھے
ہین جنید کو اونھون نے دیکھکر کہا کہ کہین تمکو اوس ناپاک کی بات دھوکے مین نہ ڈالے بناجی نے کہا کہ ایک دن ایک چیز
کی مجھے خواہش پیدا ہوئی خواب مین مجھسے کہا گیا کہ کیا آپ صاحب ارادہ کو یہ بات مناسب ہے کہ اپنے بندون کو ذلیل
کرے اور وہ اپنے مولا سے جو چاہتا ہے وہ پائے گا ابن الجلاء کہتے ہین کہ مین مدینہ مین آیا اور مجھکو فاقہ تھا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر گیا اون سے عرض کی کہ مین آپ کا مہمان ہون مجھکو اونگھ آگئی خواب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجھکو ایک روٹی عطا کی آدھی کھانے پایا تھا کہ بیدار ہو گیا باقی آدھی مینے اپنے ہاتھ مین پائی عتبہ نے خواب مین
حق کو دیکھا عرض کی اے عتبہ مین تمپر فریفتہ ہون ایسا کام مت کیجیو جسکے سبب سے میری تمہاری ملاقات نہو سکے
عتبہ نے کہا کہ مینا کو مین ملاقات دیکھا ہون جس مین رجوع نہین ہے تاکہ تجھسے ملاقات ہو ایوب سختیانی ایک مکان کے دروازے
کھڑے ہوئے تھے ایک گنا ہگار کا جنازہ ادھر سے نکلا یہ اندر گھس گئے تاکہ اوسپر نماز پڑھنے سے بچین ایک شخص نے شب کو خواب مین
اوس مردہ کو دیکھا دریافت کیا کہ اللہ تعالی نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا بولا مجھے بخشدیا اور ایوب سے کہنا قل لو انتم
تملکون خزائن رحمۃ ربی اذا لامسکتم خشیۃ الانفاق اگر تمہارے ہاتھ مین میرے رب کے رحمت کے خزانے
ہوتے تو مقرر بند کر رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہو جائین جس شب کو مالک دینار دنیا سے گذرے ایک بزرگ نے
خواب مین دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہین اور آواز غیب سے ہوتی ہے کہ مالک بن دینار جنت کے
رہنے والون مین سے ہو گئے کسی نے داؤد طائی کی انتقال کی شب کو خواب مین دیکھا کہ ایک نور پھیلا ہوا ہے
اور فرشتے آسمان سے اوترتے اور چڑھتے ہین اونسے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے جواب دیا کہ آج کی رات داؤد
نے دنیا سے کوچ کیا ہے جنت کو اون کی روح کے داخل ہونے کے لیے آرائش کیا ہے کرز بن دبرہ کا انتقال ہوا تو
خواب مین دیکھا کہ فرشتون کے ہاتھ سفید مکلف کپڑے پہنکر قبرون سے نکلے ہین اون سے دریافت کیا گیا کہ یہ
کیا [illegible] کرز کے استقبال کے لیے تیار ہو رہی ہین یوسف بن حسین کو ایک شخص نے خواب مین دیکھا
[illegible] دریافت کیا کہ اللہ تعالی نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا بولے کہ مجھے بخشدیا سائل نے کہا کس وجہ سے
[illegible] وجہ سے کہ مین نے بکی باتون کو ہزل کے ساتھ کبھی نہین ملایا تھا اوزاعی کو کسی شخص نے خواب مین دیکھا
[illegible] کہ درجہ سے بڑا درجہ کسیکا نہین پایا اون کے دوسرے نمبر پر محزونون کا درجہ ہے زبیدہ کو کسی نے
[illegible] دریافت کیا کہ تمپر کیا گذرا بولین کہ مین بخشدی گئی سائل نے کہا کیا اس وجہ سے کہ تم نے مکہ
[illegible] کی تھی بولین صرف یہی بات کی وجہ سے مجھے بخشا ہے سفیان ثوری سے کسی نے خواب مین

Marfat.com

دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ واقع ہوا بولے پہلا قدم میں نے صراط پر رکھا اور دوسرا جنت میں رکھا میں نے بشر حافی کو
خواب میں دیکھا اور اون سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا بولے مجھے بخش دیا اور فرمایا کہ تجھ پر غم
نہیں آتی ہے کہ مجھے اسقدر ڈرتا تھا ابو سلیمان دارانی کو خواب میں دیکھا اور اون سے حالات دریافت کئے کہنے لگے
کہ میری بخشش ہوگئی اور کوئی چیز صوفیہ کے اشارات سے زیادہ مجھے مضر نہ پائی گئی ہے صوفی کہتے ہیں کہ ایک دن
مجھکو اپنے عیال کے نان ونفقہ اور محتاجی کی وجہ سے بڑی فکر تھی شب کو خواب میں ایک رقعہ میں نے دیکھا جس میں
یہ مضمون لکھا ہوا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یا ابن الموفق اتخشے الفقر وانا [illegible]
تم فقر سے ڈرتے ہو حالانکہ میں تمہارا رب موجود ہوں جب آخر شب کا وقت ہوا تو ایک آدمی [illegible]
اور کہا اسے لے اے ضعیف الیقین ابوبکر کتانی کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک نہایت حسین [illegible] دریافت
کیا تم کون ہو بولا میں تقویٰ ہوں میں نے دریافت کیا تیرا مسکن کہاں ہے بولا ہر دل عارف میں [illegible] ہر میں نے ایک
بدصورت سیاہ فام وحشت ناک عورت دیکھی اوس سے دریافت کیا تو کون ہے بولی میں حسد ہوں میں نے دریافت کیا تیرا
ٹھکانا کہاں ہے بولی میں ہر ایک شاد وخرم دل میں رہا کرتی ہوں بیدار ہوا تو میں نے عہد کر لیا کہ کبھی کسی سے حسد نہ کروں گا مگر یعقوب
غلبہ کے شبلی کو خواب میں دیکھا اور اون سے دریافت کیا کہ تم پر کیا گذرا جواب دیا کہ اللہ پاک نے مجھ سے بہت کچھ مناقشہ کیا
یہاں تک کہ میں مایوس ہونے لگا جب اوسنے میری باس کو دیکھا تو مرحمت فرمائی اور بخش دیا ابو سعید خراز کہتے ہیں کہ میں نے ابلیس کو
خواب میں دیکھا لاٹھی اوٹھائی کہ اوسے ماروں بولا میں اس سے کبھی نہیں ڈرتا میں تو اوس سے ڈرتا ہوں جو دل میں رہتا
ہے ابو عثمان مغربی سے خواب میں کہا گیا کہ فقر میں خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیئے ایک ذرہ بھی اوسکے خلاف نہ کرنا چاہیئے
اس قسم کی سچی اور عمدہ خوابیں بہت سی ہیں کہ اہل سلوک اور اہل علم کے باب میں صلحا اور اتقیا دیکھتے رہتے ہیں

صوفیہ پر دنیا سے سفر کرنے کے وقت کیا گذرتا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الذین تتوفٰھم الملائکۃ طیبین جنکی جان لیتے ہیں فرشتے اور وہ شادان ہوں یعنی
نفس ایسے مولا کی طرف مصروف ہیں کہ وہ موت سے خوش ہوتے ہیں اور مولا کے پاس جانا اون پر شاق نہیں گذرتا
مسلم نے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات سے تین دن قبل فرماتے تھے لا تموتن
احدکم الا وھو یحسن الظن باللہ یعنی تم میں سے ہر ایک آدمی کو چاہیئے کہ وہ ایسی حالت میں مرے کہ اللہ کے
ساتھ اوس کا گمان نیک ہو اور بیہقی نے شعب الایمان میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرمایا تحفۃ المومن الموت مومن کا تحفہ موت ہے یعنی مومن کے حق میں مرنا بمنزلہ تحفہ کے ہے اللہ کی طرف
کا اسکے سبب سے ثواب اور درجات آخرت کو پہنچتا ہے اور بریدہ سے ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا المومن یموت بعرق الجبین یعنی مومن پیشانی کے پسینے سے مرتا ہے مراد اس سے یہ ہے کہ مومن پر موت

کی وجہ سے شفقت اور شدت نہین ہوتی صرف اسی قدر ہوتا ہے کہ پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے اور انس سے ترمذی نے
روایت کی ہے دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی شاب وھو فی الموت فقال کیف تجدک قال ارجو اللہ یا رسول اللہ
وانی اخاف ذنوبی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یجتمعان فی قلب عبد فی مثل ھذہ
المواطن الا اعطاہ اللہ ما یرجو وامنہ مما یخاف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان کے پاس اوسکی جان کنی
کی حالت مین گئے حضرت نے اوس سے دریافت کیا کہ تو اس وقت اپنے کو کس طرح پاتا ہے اوسنے کہا اے رسول خدا
مین اللہ سے امید رکھتا ہون اور باوجود اسکے اپنے گناہون سے ڈر رہا ہون آپنے ارشاد کیا کہ ایسے وقت مین جب بندے
کے دل مین امید و بیم جمع ہوتے ہین تو اللہ اوسکو وہ چیز دیتا ہے جسکی وہ امید رکھتا ہے اور اوسکو اس چیز سے امن مین رکھتا
ہے جس سے وہ ڈرتا ہے۔ غرضکہ سالکون کا حال نزع کے وقت مین مختلف ہے بعض پر ہیبت غالب ہوجاتی تھی اور بعض پر امید
غالب ہوتی تھی اور بعض پر ایسی چیز ظاہر ہوتی کہ اون کو اچھی طرح سکون اور اعتبار حاصل ہوجاتا ابو محمد جریری کہتے ہین کہ
نزع کے قریب مین جنید کے پاس بیٹھا ہوا تھا جمعہ کا دن تھا قرآن پڑھتے تھے ختم کے بعد کہنے لگے کہ اس وقت مجھے زیادہ
قرآن پڑھنے کے کون لائق ہے کہ میرے اعمال کا صحیفہ لپیٹا جاتا ہے اور ابو محمد مروی کہتے ہین کہ جس شب شبلی نے
انتقال کیا مین اون کے پاس موجود تھا وہ یہ بیتین پڑھتے تھے ؛

کل بیت انت ساکنہ غیر محتاج الی السرج

جس گھر مین تو موجود ہے وہ چراغون کی احتیاج نہین رکھتا ہے۔

وجھک المامول حجتنا یوم یاتی الناس بالحجج

تیری ذات پاک جسکی امید کی گئی ہے اوس دن ہماری دستاویز ہے جسدن لوگ حجتین پیش کرینگے۔
حمدون قصار نے یہ وصیت کی تھی کہ سکرات کے وقت مجھکو عورتون مین مت رکھیو۔ بشر حافی سے نزع کے وقت
کسی نے کہا کیا تم حیات کو پسند کرتے ہو جواب دیا کہ زندگی کو تو نہین پسند کرتا مگر اللہ کے پاس جانا سخت ہے۔ امام
حسن بن علی علیہما السلام وفات کے وقت روئے کسی نے کہا آپ کیون روتے ہین۔ فرمایا ایسے سردار کے پاس
جاتا ہون کہ جسکو کبھی نہین دیکھا ہے۔ بلال جب مرنے لگے تو اونکی بی بی بولین واحزناہ (یعنی افسوس ہے) بلال نے
کہا بل واطرباہ غدا نلقی الاحبۃ محمدا وحزبہ یعنی بڑی خوشی کا مقام ہے کہ میں کل دوستون یعنی محمد صلی اللہ
علیہ وسلم اور اونکی جماعت سے ملاقات کرونگا عبداللہ بن مبارک نے وفات کے وقت آنکھ کھولی اور ہنسے اور کہا
ایسے ہی دن کے واسطے عمل کرنا عمل کرنے والون کو چاہیے۔ مکحول شامی پر غمگینی چھائی رہتی تھی مرض موت مین ہنسے
پاس کے آدمیون نے اس خندہ کا سبب پوچھا جواب دیا کہ مین کیون نہ ہنسون جس چیز سے کہ ہمیشہ بچتا رہا تھا وہ
جدائی کی گھڑی نزدیک ہے اور جس چیز کی امید رکھتا تھا اوس کی ملاقات کا وقت ہے۔ جنید سے کسی نے دریافت کیا

Marfat.com

اسکا کیا سبب ہی کہ ابوسعید خراز اپنی موت کے قریب بہت کچھہ وجد کرنے لگے تھے جواب دیا کہ اس مین تعجب کس بات کا ہی
اون کی روح اشتیاق کی وجہ سے اوڑنے لگی تھی ایک فقیر ممشاد دینوری کے پاس آیا اور سلام علیک کے بعد کہا کہ کوئی
شاداب جگہہ بھی یہان ہی کہ وہان پر ان مری اوسکو ایک جگہہ بتادی جہان پانی کا چشمہ موجود تھا اوس نے وہان
جاکر وضو کیا نماز ادا کی اور پھر اوسجگہہ پر لیٹ گیا اور مرگیا ممشاد سے انتقال کے وقت حاضرین نے کہا کہ لا الہ الا اللہ
کہو اونہون نے اپنا منہ دیوار کی طرف کرکے کہا مینے اپنے کل کو تیرے کل مین فنا کردیا یہی جزا ہے اوسکی جو تجھسے محبت رکھتا ہی
ابو محمد رویم سے جان کنی کے وقت کہا کہ کلمہ پڑھو بولے کہ یہ وہ چیز ہے کہ ہم نے اسکو پہچان لیا ہی اور اسی کے ساتھہ ہم فنا ہوتے
یحیی معاذ سے ایک شخص نے موت کے وقت کہا کہ کہو اشھد ان لا الہ الا اللہ وہ بیٹھہ گئے اور موجودین مین سے
ہر ایک کا ہاتھہ پکڑ کر کلمہ کہا اور مرگئے ابوعلی رودباری نے موت کے وقت آنکھہ کھولدی اور کہا یہ آسمان کے دروازے
کھولے گئے ہین یہ جنتین آراستہ کیگئی ہین اور یہ کہنے والا کہہ رہا ہے اے ابوعلی ہمنے تمکو مرتبہ اعلی پر پہونچایا ہے اگرچہ
تم وہان نہین آئے ہو یہ کہا کہ پہلی بات ظاہر ہے اور دوسری مین اشکال ہے احمد بن نصر سے کسی نے سکرات کی حالت
مین کہا کہ کلمہ شہادت کہو اوسکی طرف دیکھکر بولے بیحرمتی مت کر ابوالحسن نوری سے کہا گیا لا الہ الا اللہ کہو جواب دیا
کیا مین اوسکی طرف عود نہین کرسکتا ابوعلی دقاق نے صبح کے وقت کہا یارب کب تک تو مجھکو دنیا مین رکھیگا آفتاب اچھی طرح نکلنے
نہین پایا کہ مرگئے ابوعلی رودباری کہتے ہین کہ ایک جوان کو مین نے جنگل مین دیکھا اوس نے کہا کیا اوسکو یہ بات کافی نہین ہے
کہ اپنی محبت مین مجھکو مصروف کیا یہان تک کہ بیمار کردیا مجھکو پھر وہ مرنے لگا مینے اوس سے کہا لا الہ الا اللہ کہو اوس نے
یہ شعر پڑھے ؎

ایا من لیس لی عنہ وان عذبتنی بدّ

اے وہ ذات جس سے میرے لئے چھٹکارہ نہین - اگر وہ مجھپر عذاب کرے -

ویا من نال من قلبی منالا مالہ حدّ

اور اے وہ ذات جو پہونچی ہے میرے دل مین - ایسا پہونچنا جسکی کوئی حد نہین ہے -

قوالی کی مجلس

یاد رکھو کہ سماع یعنی قوالی جمہور کے نزدیک جایز ہے یہان تک کہ اہل نقل کی ایک جماعت نے اسپر اتفاق اجماعی کیا ہے
اور اجماع کا دعوی علی الاطلاق اسکی حرمت پر صحیح نہین بعضے کہتے ہین کہ راگ ذکر الہی سے روکتا ہے اور گناہونکی
خواہشات پیدا کرتا ہے ہان جس طبیعت مین یہ خرابیان پیدا نہ کرے بلکہ اوسمین محبت الہی کا جوش ڈالدے اوس کے
حق مین بہتر ہین - خواجہ بہاء الدین نقشبند کہ سنت رسول کے نہایت متبع تھے کہا کرتے تھے نہین یہ کام کرتا اور
نہ اس سے انکار کرونگا - بعضے اہل حدیث کہتے ہین کہ سماع مشتبہات مین سے ہے اور حدیث صحیح مین آیا ہے

Marfat.com

کہ مومنین شبہات کے پاس رک جاتے ہین اور شبہات کا ترک کرنے والا اپنے دین و ناموس کا بری رکھنے والا ہے اور کسی چیز کے
آس پاس گھومنے والے کی نسبت یہ کھٹکا ہے کہ وہ اوسمین گر پڑے خصوصًا جبکہ گانے بجانے مین ناز و کرشمہ اور غمزہ و اشارہ
اور ہجر و جمال اور وصال اور فراق و اشتیاق اور شراب و کباب کی تعریف اور معشوقون کی مدح اور بعضے ممنوعات کی توصیف
وغیرہ ایسی باتین جمع ہین کہ جن کے سننے سے کچھ نہ کچھ خرابی خیالات مین پیدا ہوتی ہے گو گناہی طبیعت مین اس طرف سے
انقطاع اور ذات الہی کی طرف رجوع ہو شوکانی نے کہا ہے وکم لهذه الوسيلة من قتيل دمه مطلول وسهم
بهيم وغرامه وهيامه مكبول ولا سيما اذا كان المغني حسن الصوت والصوت كالمرأة الحسناء والغلام
الجميل وما كان الواقع في زمن العرب في الغالب الا باشعار فيها ذكر الحرب وصفات الطعن والضرب و
مدح الشجاعة والكرم والتشبيب بذكر الديار والنعم فليحذر المتحفظ لدينه الراغب في اسلامه
فان للشيطان حبائل ينصب لكل انسان منها ما يليق به وربما كان الغناء على الصفة المذكورة من
اعظم حبائله الجنث ولا سيما لمن كان في زمن السيئة فان نفسه تميل الى المستلذات الدنيوية
بالطبع الخ یعنی بہت سے مقتول ایسے ہین کہ بسبب اس سماع و غنا کے اون کا خون معاف ہے اور بہت سے ایسے تیر
ہین کہ اوسکی شیفتگی اور پریشانی کے غمون کی وجہ سے قید مین ہین خصوصًا جبکہ گانے والا خوبصورت اور خوش آواز ہو جیسے
حسین عورت اور خوبصورت لڑکا اور عرب مین گانا بجانا صرف اون اشعار کے ساتھ ہوا کرتا تھا جن مین لڑائی کے حالات
اور نیزہ بازی کی صفات اور شمشیر زنی کے معاملات مذکور ہوتے تھے اور شجاعت و سخاوت کی مدح اور مکانون اور گھوڑون
اور اونٹون وغیرہ چوپایون کی تعریف بیان ہوتی تھی پس اوس شخص کو جو اپنے دین کی حفاظت کرتا ہو اور اسلام کی طرف
رغبت رکھتا ہو گانے بجانے سے بچنا چاہیے اس لیے کہ شیطان کے پاس بہت سے قسم کے جال ہین وہ جیسا آدمی دیکھتا ہے
اوسی کے لایق جال لگاتا ہے اور اکثر اس طرح کا گانا بجانا فریب خیانت کا سبب ہوتا ہے خاصکر اوس شخص کے حق مین جو
برائی کے زمانہ مین ہو اور ابن تیمیہ نے کہا ہے اما النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه فعباد تهم اما الله
به من الصلوات والقراءة والذكر والدعاء ونحو ذلك والاجتماعات الشرعية ولم يجتمع النبي
صلى الله عليه وسلم على استماع غناء قط لا بكف ولا بدف ولا تواجد ولا سقطت بردته بل كل
ذلك كذب باتفاق اهل العلم بحديثه ولم يكن الصحابة ولا التابعون لهم باحسان ولا سائر
الاكابر من ائمة الذين يعتبرون هذا طريقا الى الله ولا يعدونه من القربات والطاعات بل
يعدونه من البدع المذمومة وهو بمنزلة الخمر يورث النفوس من تاثير الخمر وانما غاية
الذاكر اذا لزم الاستقامة انتهى ما حاصله یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اون کے اصحاب کی عبادت وہ چیزین
تھین جو کہ اونکے لیے اللہ نے حکم دیا ہے جیسے نماز پڑھنا قرآن کی تلاوت کرنا خدا کا ذکر کرنا دعا کرنا اور شرعی ملاقات

Marfat.com

کرلو وہ جمع ہوا کرتے تھے اور کبھی حضرت گانے بجانے کی مجلس میں جمع نہیں ہوئے خواہ وہاں گانا بجانا بغیر دف وغیرہ کے
ہوتا یا ان کے ساتھ اور نہ اونہوں نے کبھی وجد کیا اور نہ کبھی کوئی کپڑا اون کے جسم کا ایسی حالت میں گرا محدثین کے
نزدیک یہ سب جھوٹی باتیں ہیں اور نہ صحابہ اور نہ تابعین اور نہ ائمہ دین نے اس کام کو اللہ کے حاصل ہونے کا طریق
سمجھا اور نہ اسکو معاملات قرب و طاعات میں سے شمار کیا بلکہ جس نے یہ جانا تھا اور سماع و غنا منزلہ شراب کے
ہیں بلکہ نفسوں میں شراب سے زیادہ اثر کرنے والے ہیں اعلیٰ درجہ کی کرامت یہ ہے کہ شرع پر مستقیم ہو اور شیخ ابن تیمیہ
مذکور ہو الحجج القاطع للنزاع فی امر الرقص والسماع استدعی تفصیلاً ذکر فی عوارف المعارف
واحیاء العلوم وخلاصۃ ما اجاب بہ العلامۃ الفیروز ابادی کما یاتی انشاء اللہ تعالیٰ

ما فی التواجد ان صحت من رجل ولا التمایل ان اخلصت ریاء
فقمت تسعی عبد رجل ذی فطن دعاہ مولاہ ان یسعی علی الراس

یعنی قوالی کے اب میں اگر کوئی ساعت ایک ساکت ہو جائے اور مزاج جاتا رہے تفصیل کو چاہتا ہے عوارف المعارف
اور احیاء العلوم سے اسکو اگر کوئی چاہے اور خلاصہ اسکا کمال الشافعی ان دو شعروں میں بیان کرتا ہے جنکا مطلب
یہ ہے کہ وجد کرنے میں کوئی حرج نہیں اگر کسی شخص کو حاصل ہو اور رقص میں کوئی مضائقہ نہیں اگر تجھ میں اخلاص ہو تو
کھڑا ہوا پاؤں سے دوڑنے کے لیے اور جس شخص کو کہ اسکا مولا بلائے سر کے بل دوڑے اسکا
شافعی نے کیا ہے والرخصۃ فیما اذا کان بلا اصغاء علی الملاہی السماع الصادر عن الصالحین
اوقاتہم الواجب لاعمال الساکین لضبط النفس عن قبائح الافعال فہم لا یسمعون الا
ولا یشتاقون الا الی ذکر اللہ فاذا ذکروہ باحوالہم وشکروہ باحوالہم وشہدوہ باحوالہم
استراحوا فی حضرۃ قربہ ساکرا الذی غلب علیہم الوجد بغلباتہ وشربوا من موارد ارادتہ فہم
من طرفہ طوارق الہیبۃ فی ذہاب منہم من برقت لہ بوارق اللطف فتحرک وطاب ومنہم من
طلع علیہ الحب من مطلع القرب فسکر وغاب وہذا ما تیسر لی فی الجواب انتہی یعنی جو لوگ
قوالی میں شریک ہونے اور گانا بجانا سننے کی اجازت دی گئی ہے وہ ایسے عارفوں کے لئے ہے جن کے اوقات
کے لیے منضبط ہیں اور اونہوں نے اپنے نفسوں کو برے کاموں سے روک لیا ہے ایسے لوگ کسی چیز کو
کی طرف سے سنتے ہیں اور اونکو سوا اللہ کے کسی کا اشتیاق نہیں ہے جب اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو وہ ذکر کرنا اور
شکر کرتے ہیں تو چلاتے ہیں اور جب اوسکی توحید بیان کرتے ہیں تو روتے ہیں اور اوسکو دیکھتے ہیں تو راحت پاتے ہیں
اور جبکہ اوسکے حضرت قرب میں چرتے ہیں تو تیرتے ہیں اور وہ معاملات اوس وقت ظہور میں آتے ہیں جس وقت وجد اونپر
غالب ہوتا ہے اور اوسکے ارادات کے گھاٹوں میں سے سیراب ہوتے ہیں پس اون عارفین میں سے جسپر ہیبت طاری ہوتی ہے

Marfat.com

ہو وہ گر پڑتا ہے اور پگھل جاتا ہے اور جسپر لطف الہی کی بجلی چمکتی ہے وہ جھومتا ہے اور خوش ہوتا ہے اور جسپر مطلع قرب الہی مین سے
سب طلوع کرتی ہے وہ بیہوش ہوجاتا ہے اور گم جاتا ہے یہ جواب علامہ شامی نے اپنی طرف سے دیا ہے ابو حفص حداد نے
کہا ہے کہ جب مرید کو سماع کا شایق پائے تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اوسمین خرابی اور بطالت باقی ہے کسی نے ابو بکر رازی سے
سماع کا حال پوچھا تو فرمایا کہ وہ فتنہ انگیز اور طرب خیز ہے اس سے بچتے رہنا چاہیے۔ شاہ محمد یحیی الہ آبادی معروف
بشیخ خوب اللہ نے شرح وصایا مین کہا ہے کہ ایک شخص قوالی سننے والون کا بڑا معتقد تہا مجھسے بہی بارہا اصرار کرتا کہ
آپ بہی قوالی مین چلئے اور کہتا تہا کہ سلطان المشائخ نظام الدین اولیا بہی اس سے شوق رکھتے تہے ایک دن مجبور
ہوکر مینے کہا کہ اون مین صرف یہی ایک کمال تہا یا اور بہی کوئی کمال تہا بولا معاذ اللہ آپ یہ کیا کہتے ہین اون کے کمالات
احاطۂ بیان سے باہر ہین تب مینے جواب دیا کہ اون کمالات کی تحصیل مین تم نے کوشش نکی اور صرف یہی ایک کمال
اون کا سیکھ لیا کہ گانا بجانا سننے لگے وہ شخص شرما گیا اور پہر کبھی ایسی بات زبان پر نہ لایا ایک شخص نے جو اسکا بڑا شایق
تہا اوسکی کراہت کا حال ایک درویش سے پوچھا اوس نے جواب دیا کہ آنحضرت کے موجبات خوشی و ناخوشی سب معلوم ہین
اگر نہ معلوم ہون تو کتب معتبرۂ حدیث و سیر سے معلوم کرلینا چاہیے ملاحظہ کرو کہ قوالی کے وقت نماز کا وقت تنگ ہوگیا اور
مکروہ ہونے لگا اور قوال اعورہ دار ہے اور سامع اس فکر مین ہین کہ ہمکو وجد آئے تاکہ ہمکو اہل مجلس ارباب ذوق مین سے
سمجھین اور معتقد ہون اور اس مجلس مین عورت و مرد حاضر ہون یا کہین دور کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہون اور ایسے وقت
مین قوالی ہو تو فرمائیے کہ حضرت ایسی چیز کو دیکھکر پسند کرتے یا ناپسند اگر رنجیدہ نہوتے تو مبارک رہے اوسمین مشغول
رہنا چاہیے اور اگر یہ جانتے ہو کہ حضرت اس فعل سے خوش نہوتے تو پہر کونسا ایسا مسلمان ہے کہ اون کی نارضی بلکہ
مکروہ طبع کام کا ارتکاب کریگا۔ مصباح الہدایت مین لکھا ہے انصاف یہ ہے کہ اس زمانہ مین سماع قابل اسکے ہوگیا ہے
کہ اوس سے انکار کیا جاوے اور وہ سراسر وبال ہوگیا ہے اکثر مجلسین اس وقت خواہشات نفسانی اور حظوظ طبعی
کے لئے مقرر ہوتی ہین صدق و اخلاص کا اب نام نہین رہا ہے پہلے جس طرح حال کی ترقی کے لئے قوالی ہوتی تہی اب یہ
کوسون دور ہے بعض اسلئے اوس مجلس مین شریک ہوتے ہین کہ کہانا جو پکے گا وہ کہانے کو ملیگا یا شیرینی پائینگے
بعض لہو و لعب و عیش و عشرت کے لئے شرکت کرتے ہین اور بعضے کسی اور قسم کے نفع کی توقع سے شرکت کرتے ہین اور
بعضے وجد اور تعلیم کے ظاہر کرنے کو جاتے ہین اور کچھ اس نیت سے شریک ہوتے ہین کہ ہمارا شمار مشائخ کے گروہ مین
ہوتا رہے عوام کا کچھ حال بڑھے اور یہ ساری باتین وبال اور گمراہی کا موجب ہین اہل دین اس وجہ سے سماع سے
انکار کرتے ہین اور جس مجمع مین ایسی باتین موجود ہون اوس سے صفائی باطن اور جمعیت خاطر اور ترقی حال کیا
خاک حاصل ہوگی اور یہ خرابی خاص اسی وقت مین نہین ہے سید الطائفہ جنید کے عہد مین بہی جس وقت مین اولیاء اللہ
نہایت کثرت سے تھے موجود تہی انتہی۔ صاحب کشاف نے اس آیت کی تفسیر مین قل ان کنتم تحبون اللہ

Marfat.com

ہون کہ یکلخت دنیا سے دل برداشتہ ہو جائین ان کا نام متنزہد ہے اور زاہدون کے ساتھ جھوٹی مشابہت رکھنے والے وہ لوگ ہین کہ اس غرض سے دنیا کو ترک کرین کہ لوگ ہمین اچھا جانین اور اس پردے مین دنیا کے مراتب و مناصب کو حاصل کرین اور ان کے حالات ظاہری سے لوگون کو یہ اشتباہ ہوتا ہے کہ واقعی تارکان دنیا ہین بلکہ کبھی یہ خود بھی اس اشتباہ مین پڑ جاتے ہین اور گمان کرتے ہین کہ جب ظاہر مین ہمکو دنیا طلبی کی غرض نہین تو واقعی ہم نے دنیا کو ترک کر دیا ہے یہ لوگ مرائیہ کہلاتے ہین (۶) اور فقرا سے سچی مشابہت رکھنے والے وہ لوگ ہین کہ اون کا ظاہر فقر کے رسوم سے آراستہ ہو اور باطن مین بھی حقیقت فقر کے طالب ہون لیکن ابھی تک دنیا کی آرایش اور دولت کے بطرز مبلان ہو اور تکلف کے ساتھ فقر پر صبر کرتے ہون اور فقر حقیقی کو اللہ کی خاص نعمت جانین اور اوسپر اللہ کا شکریہ ادا کرتے ہین اور فقرا سے جھوٹی مشابہت رکھنے والے وہ لوگ ہین کہ ظاہر مین تو فقرا کی سی حالتین پیدا کرین اور باطن مین فقر کی طلب انکو نہو اس دعوے سے اونکی غرض صرف یہ ہو کہ لوگ ہمین قبولیت کی نظر سے دیکھین یہ لوگ بھی مرائیہ کہلاتے ہین (۷) اور خادمون سے سچی مشابہت رکھنے والے وہ لوگ ہین کہ بندگان خدا کی ہمیشہ خدمت کرتے ہون اور دل سے یہ چاہتے ہون کہ ہماری خدمت کسی دنیاوی غرض کی پابند نہو لیکن ابھی تک زہد کے مرتبہ کو نہ پہونچے ہون پس اس وجہ سے کبھی تو نور ایمان کا غلبہ ہو کر بعضی خدمات خالص نیت سے ادا ہون خاص اللہ کی خوشنودی کے لئے اور کبھی غلبہ نفسانی کی وجہ سے ریاکاری کے ساتھ خدمت کرین اور جو لوگ مخدوم ہونے کے مستحق ہین اون کی خدمت تعریف اور شاباش کی غرض سے کرین اور بعضے ایسے شخصون کی جو خدمات کے لایق ہین خدمت نہ کرین ایسے شخص کو متخادم کہتے ہین اور جھوٹی مشابہت خادمون سے رکھنے والے وہ لوگ ہین کہ اون کی غرض خدمت سے آخرت کا ثواب نہو بلکہ اس حیات سے دنیاوی منافع چاہتے ہون اور جس سے کام نکلتا نہ دیکھین اوسکی خدمت چھوڑ دین ایسے شخص کو مستخدم کہتے ہین (۸) اور عابدون سے سچی مشابہت رکھنے والے وہ لوگ ہین کہ اپنی اوقات کو عبادت مین مستغرق رکھین مگر طبیعت کے تقاضے باقی ہون اور نفس کو ابھی مراتب تزکیہ حاصل نہونے کی وجہ سے اون کے اعمال و اوراد مین فتور پڑتا رہے یا ابھی عبادت کی لذت تو حاصل نہوئی ہو مگر جبر دل پر کرکے عبادت کرتے رہین ایسے شخص کو متعبد کہتے اور عابدون سے جھوٹی مشابہت رکھنے والے وہ لوگ ہین کہ وہ عبادت قبولیت طاعت کے لئے کرتے ہون اور ثواب آخرت پر یقین نہ رکھتے ہون اور جب تک انکو یہ نہ معلوم ہو جائے کہ لوگون کو ہماری عبادت کی خبر ہے تب تک عبادت نہ کرین یہ بھی مرائیہ ہین +

عارف متعرف غافل نفس کی تین حالتین نفس کی صفات ذمیمہ روح - ارادہ کی تطبیق کہ اول عقل پیدا ہوئی قلم یا نور محمدی - عقل کے مراتب قوت نظری قوت عملی اعتدال و عدالت

اللہ تعالیٰ کی معرفت اس بات کے ساتھ مشروط اور مربوط ہے کہ نفس کی معرفت بھی حاصل ہو جیسا کہ حدیث مین آیا ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ جسنے اپنے نفس کو پہچان لیا اوسنے اپنے رب کو پہچان لیا پس جو نفس کی بُری صفت مجمل طور پر معلوم ہوا اور جب وہ نفس کے اندر آئی اور اوسکے ظاہر ہوتے ہی سمجھ لے کہ یہ عادت بُری ہے اور ترک کر دے مثلاً کسی نے یہ جان لیا کہ تکبر اور حسد بُرا ہوتا ہے اور یہ نفس کے اخلاق ذمیمہ مین سے ہین اور جب اوسکے نفس مین تکبر یا حسد پیدا ہو دے تو فوراً پہچان جاوے کہ یہ عادت بُری ہے اس وجہ سے ترک کر دے اور پھر کبھی اوسکو نفس مین نہ آنے دے تو ایسے شخص کو عارف کہتے ہین اور یہ پہچان اوس پہلے علم اجمالی کی تفصیل ہے اور معرفت نفس اسی سے مراد ہے اور اگر باوجود اوس علم اجمالی کے جب نفس مین وہ عادت ظہور کرے اور اول وہلہ مین اوسکو اسکا حال معلوم نہو سکے بلکہ کچھ عرصہ کے بعد اوسکو یہ خیال پیدا ہو کہ یہ عادت میرے نفس مین بُری پیدا ہوگئی ہے اور اوسے چھوڑ دے تو ایسے شخص کو متعرف کہتے ہین اور اگر اپنے نفس مین آنے کے بعد کسی طرح نہ پہچان سکے تو ایسا شخص غافل کہلاتا ہے اور وہ علم مجمل کسی طرح اوسکے لئے مفید نہین بلکہ بے کار ہے عارف کا وظیفہ یہ ہے کہ قضائے الٰہی پر راضی رہے اور متعرف کا شیوہ یہ ہے کہ اوسپر صبر کرے اور غافل کا شیوہ یہ ہے کہ قضائے الٰہی سے کراہت اور اضطراب ظاہر کرے۔ نفس ذات کو کہتے ہین اور کبھی نفس ناطقہ انسانی پر نفس کا اطلاق ہوتا ہے یعنی نفس بولتے ہین اور نفس ناطقہ مراد ہوتا ہے اور نفس ناطقہ خلاصہ ہے اجزائے ترکیب بدن کا کہ اوسے روح حیوانی طبعی کہتے ہین اور روح علوی انسانی سے جو نور اسپر فائض ہوتا ہے اوس نور کی وجہ سے نفس ناطقہ پر فجور و تقویٰ کا الہام وارد ہوتا ہے وَنَفْسٍ وَمَا سَوّٰىهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰىهَا قسم نفس کی اور جیسا کہ اوسکو ٹھیک طور پر بنایا پھر اوس مین اوسکی بدکاری اور پرہیزگاری ڈالدی۔ نفس کو اوسکے تمام صفات کے ساتھ جان لینا مشکل ہے اس لئے کہ اوسکی صفات رنگارنگ ہین اور وہ دم بدم اور ساعت بساعت ایک نئی شکل مین ظہور کرتا ہے نفس امارہ اور لوامہ اور مطمئنہ انہین صفات کی وجہ سے اوس کے نام مقرر ہو گئے ہین ابتدا مین جب وجود انسان اوسکے قبضۂ اقتدار اور تصرف و حکومت مین ہوتا ہے تو اوسے نفس امارہ کہتے ہین اور جب درمیان مین وجود انسان دل کے قبضہ مین آجاتا ہے اور نفس بھی دل کی اطاعت کر لیتا ہے مگر کسی قدر اوسمین خودی اور تمرد اور کچھ اوسکے صفات باقی رہتی ہین اور اس وجہ سے ہمیشہ اپنے آپکو ملامت کرتا رہتا ہے تو اوسے نفس لوامہ کہا کرتے ہین اور جب آخر کار بالکل اطاعت قبول کر لیتا ہے اور کسی طرح اوسکو دل کے ساتھ نزاع باقی نہین رہتا دل کے ساتھ مخالفت کرنے سے اطمینان پیدا ہو جاتا ہے اور جو کچھ دل اوسے حکم دیتا ہے بڑی خوشی کے ساتھ تعمیل کرتا ہے اور کراہت رضا کے ساتھ بدل جاتی ہے تو اوسے نفس مطمئنہ کہتے ہین اور ابتدا مین جب تک نفس مین اوصاف رذیلہ اور خواہشات باقی رہتی ہین تو یہ چاہتا ہے کہ روح و قلب دونون کو عالم علوی سے عالم سفلی پر جو اوسکا مقام ہے کھینچ لے اسی لئے طرح طرح کی زینتون کے ساتھ اپنے آپکو ان کی نظرون مین ظاہر کرتا ہے اور اس کام مین

Marfat.com

شیطان نفس کی مدد کرتا ہے اور زبان اشارت مین دل اوس لفظ کو کہتے ہین جسکی وجہ سے دائرہ وجود کمال پاتا ہے اور
ازل و ابد اوسمین جمع ہوگیا ہے اور جمال و جلال الہی نے اوسپر تجلی فرمائی ہے اور روح و نفس کا ازدواج اوسی کے
وجود کا نتیجہ ہے اور ملک و ملکوت مین ارتباط اوسی کی صورت پر نظر ڈالنے کے لئے ہوا ہے جب نفس روح سے جدا ہوا
تو دونون کی طرف سے عشق ظاہر ہوا اور دونون کے عشق ملنے سے قلب کی صورت مین صمدیت پیدا ہوئی اور دل
برزخ کے طور پر دریائے نفس اور دریائے روح کے درمیان مین حائل ہوگیا اور دونون کی جگہ پر ٹھہر گیا تاکہ اون مین سے
کوئی خروج مین ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اون کو روکے اور حد معین سے تجاوز نہ کرنے دے کما قال اللہ تعالی
اسی طرف اشارہ ہے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ ۔ چلائے دو دریا ایک دوسرے سے
بہکر چلتے ہین اون کے درمیان مین ایک پردہ ہے جسکی وجہ سے ایک دوسرے پر زیادتی نہین کرنے پاتا ۔ عرش عالم کبیر
مین قلب اکبر ہے اور دل عالم صغیر مین عرش اصغر ہے سارے دل عرش کے اجزا مین داخل ہین جیسے ارواح جزئی کلی
خاص خاص روحین روح اعظم کے تحت مین اور نفوس جزئی نفس کلی کے تحت مین ہین اور اس دل کی ایک صورت ہے
جیسے کہ عرش کی صورت ہے اور وہ صورت ایک گوشت کا ٹکڑا ہے صنوبری شکل پر کہ بدن مین الٹی جانب رکھا ہوا ہے
اور حقیقت دل کی وہی لطیفہ ربانی ہے جسکا ذکر ہمنے اوپر کیا اور اوسکی اس صورت اور حقیقت کے درمیان نفس ناطقہ اور
روح حیوانی واسطہ ہے اس لئے کہ حقیقت دل کی لطافت خالص ہے اور اوسکی صورت بالکل کثافت ہے اور لطیفہ
اور کثیف مطلق کے درمیان کسی طرح مناسبت نہین اور نفس ناطقہ اور روح حیوانی کو چونکہ ایک مناسبت لطافت
ہے اور ایک مناسبت عالم کثافت کے ساتھ ہے اس لئے دونون دل کی صورت اور حقیقت مین واسطہ ہوگئی تاکہ
حقیقت دل سے صادر ہوا دل نفس کو پہونچے اور وہ اوسی مناسبت لطافت کی وجہ سے تو لیلے اور مناسبت کثافت
کی وجہ سے روح حیوانی کو پہونچا دے اور ایسے ہی روح حیوانی مناسبت لطافت کی وجہ سے تو اوسکو لیلے اور مناسبت
کثافت کی وجہ سے صورت دل کو دیدے اور اوس سے تمام بدن مین پہونچے جس طرح اللہ تعالی کا فیض حقیقت
حقیقت عرش پر پہونچتا ہے اور اوس کے ذریعہ سے صورت عرش کو حاصل ہوتا ہے اور وہان سے ساری دنیا مین
آتا ہے جسوقت کہ قلوب اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور اسی حالت مین دل اور عرش مین محاذات واقع ہو جاتی ہے
تو دل کی حقیقت کو عرش کی حقیقت سے فیض حاصل ہوتا ہے اور دل کی صورت کو عرش کی صورت سے فیض
ہے پس جملہ قلوب عرش سے فیضیاب ہوتے ہین ۔ اور سوا نفس کے اور کوئی چیز بدن انسان مین صفات ذمیمہ
اخلاق سیئہ کا منشا و معدن نہین اسی طرح اخلاق حسنہ و صفات حمیدہ کا منبع و منشا روح ہے
ہوس کی تابعداری کہ ہمیشہ لذات حسی کے طلب مین سرگرم رہے اور طبیعت کی مراد کا تابع ہو
نفس کو اپنا معبود سمجھے (۲) نفاق (۳) ریاکاری (۴) دعوی الوہیت یعنی اپنی ہستی کو

Marfat.com

اور لوگون پر حکومت کی طلب اور اون سے اپنے امر و نواہی کی اطاعت چاہنا (۵) خود بینی و تکبر (۶) بخل و امساک (۷) حرص (۸) تلون مزاجی اور کسی ایک بات پر قرار نہ پکڑنا (۹) چیز کو محنت حاصل کرنا پھر اوس چیز سے جلدی بیزار ہو جانا (۱۰) طاعات و عبادات مین سستی و کسل کرنا۔ یہ ساری نفس کی صفات ذمیمہ ہین کہ اس مین بھی زیادہ بُری عادتین اوس مین موجود ہین مگر یہ دسون سب کی اصل ہین اور یہ دسون بُرائیان ان باتون سے جانی رہتی ہین ہوا و ہوس کی تابعداری زہد اور محبت الٰہی سے نفاق صدق سے اور ریا اس بات کے پہچان لینے سے کہ خلق کی مقدار نہایت قلیل ہے اور دعویٰ الٰہیت تجلی صفات الٰہی سے اور خود بینی حقارت نفس کے پہچان لینے سے اور بخل نور یقین کے غلبہ سے اور حرص تقویٰ اور ورع سے اور تلون مزاجی صبر سے اور جلدی بیزار ہو جانا وظائف شکر سے اور کسالت ریاضت و مجاہدات سے زائل ہوتی ہے اور بعد معرفت الٰہی کے کوئی معرفت نفس کی معرفت سے زیادہ اشرف اور نافع نہین اسی لئے حق تعالیٰ کی معرفت اوسکی معرفت کے ساتھ مشروط ہے جیسا کہ حدیث مین آیا ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اگر یہان نفس سے نفس ناطقہ مراد ہے تو یہ مطلب ہے کہ جو کوئی اپنے نفس کو عبودیت کے ساتھ جان لے وہ پروردگار کو صفت ربوبیت کے ساتھ جانتا ہے اور اگر اس حدیث مین نفس کو ذات کے معنی مین لین تو یہ مراد ہے کہ جو کوئی اپنی ذات و حقیقت کو اس طرح جانتا ہے کہ مین اپنے سارے اجزاے وجود پر محیط ہون اور سارے لشکر ملکی و شیطانی و حقایق روحانی و جسمانی کو اپنی ذات کے احاطہ مین کہ عالم صغیر ہے جانتا ہے ایسا شخص یہ بھی بخوبی جان لیتا ہے کہ عالم کبیر مین ذات مطلق کو بھی یہی نسبت سارے اجزاے وجود موجودات روحانی و جسمانی و ملکی و شیطانی جنی و انسی کے ساتھ حاصل ہے اور جیسا کہ یہ شخص روح جزی و قلب جزی و نفس جزی و عقل جزی کو اپنی ذات کے احاطہ مین جانتا ہے اسی طرح روح اعظم و قلب اعظم یعنی عرش و نفس کلی و عقل کلی کو ذات مطلق کے ساتھ احاطہ کے اندر پاتا ہے اور کوئی ذات اس صفت کے ساتھ ساری کائنات کی ذاتون مین سے سوا نفس کے موصوف نہین پس نفس کی معرفت اللہ تعالیٰ کی معرفت کی دلیل ہے۔ اور روح ایک ایسی چیز ہے کہ اوسکی معرفت نہایت مشکل ہے ارباب مکاشفات نے اوس کے ظاہر کرنے سے عبارت کی ہے کچھ کچھ بطور رمز و اشارات کے کہدیا ہے اس سے بہتر اور اعظم اللہ کے نزدیک موجودات مین سے کوئی شے نہین ہے اللہ نے اوسکو اپنی طرف منسوب کیا ہے کہ کہا ہے من روحی و من روح ما آدم کبیر خلیفہ اول اور ترجمان الٰہی اور مفتاح وجود اور قلم ایجاد اوسی کے ہاتھ مین ہے کریم نے عالم خلق مین اوسکو اپنا خلیفہ بنایا اور خزاین اسرار کی کنجیان اوسکے سپرد کین اور بحر الحیات مین اوسکو اپنی خلافت کی خلعت سر جاری کر دی تاکہ اسمین سے فیض حاصل کر کے اجزاے دنیا مین پہونچاے یہی کلمات الٰہی ہین تو نکلتے ہین مقدس الٰہی سے لیکر عالم خلق مین پہونچاتی ہے کرامت الٰہی نے روح کو دو نظرین عطا کی ہین ایک واسطے مشاہدہ جمال قدرت ازلی کے لئے اور دوسری ملاحظہ جمال حکمت لم یزلی کے واسطے نظر اول سے مراد عقل فطری

Marfat.com

ہے اور یہ صاحب اقبال وخوش بخت ہے اور نتیجہ اسکا محبت الٰہی ہے اور دوسری نظر سے مراد عقل خلقی ہے اور یہ بدبخت
ہے نتیجہ اسکا نفس کلی ہے جو فیض کہ روح اعظم کو ذات مقدس سے پہونچتا ہے نفس کلی اوسے قبول کرتا ہے اور اس
اجمال کی اوس مین تفصیل واقع ہوتی ہے اور روح اضافی یعنی روح اعظم اور نفس کلی مین فعل وانفعال اور قوت و
ضعف کی وجہ سے ذکورت وانوثت کی نسبت ہے اور دونون مین تعشق پیدا ہوگیا ہے اور مل گئے ہین اور ان کے ازدواج
سے موجودات پیدا ہوئے پس ساری مخلوقات نتیجہ ان دونون کا ہے اور نفس نتیجہ روح کا ہے اور روح نتیجہ امر کا ہے اس لئے
کہ اللہ تعالیٰ نے روح کو بغیر کسی سبب کے پیدا کیا اور جملہ مخلوقات روح کے توسط سے پیدا ہوئی اس آیت مین الا لہ
الخلق والامر انہین دونون چیزون کی طرف اشارہ ہے امر مراد روح سے ہے اور خلق مراد نفس سے ہے اور چونکہ
ہر خلیفہ بہت سے مختلف اوصاف رکھتا ہے اس لئے فضل الٰہی نے روح کو خلافت ایجاد مین سارے اسما وصفات جمالی
وجلالی کا خلعت عطا کیا اور جب ایجاد کا دائرہ نقطۂ انتہا پر پہونچگیا اور نقطۂ ابتدا سے ملگیا تو روح کی صورت آئینہ
وجود آدم خاکی مین منعکس ہوئی اور جملہ اسماے صفات الٰہی آدم مین ظاہر ہوگئے وعلّم آدم الاسماء کلھا۔ یعنی
سکھائے آدم کو سارے نام۔ اسی بات کی طرف اشارہ ہے اور فرشتون کو خطاب ہوا انی جاعل فی الارض
خلیفۃ تحقیق مین زمین مین ایک نایب بنانے والا ہون۔ اور ملائکہ کو حکم ہوا کہ اوسکو سجدہ کرین کیونکہ ملائکہ مین یہ جمعیت
وکمال نہ تھا بعضے ملائکہ صرف صفت جمال کا مظہر ہین اور یہ ملائکہ رحمت ہین اور بعضے ملائکہ صرف صفت جلال کا مظہر ہین
اور یہ ملائکہ قہر وغضب ہین اور آدم صفت جمال وجلال دونون کا مظہر ہے اس مین مہر وقہر دونون اوصاف ہین یہی مطلب ہے
اس قول الٰہی کا خلقت بیدی مینے آدم کو اپنے دونون ہاتھون سے بنایا اور بیہقی نے شعب الایمان مین جابر سے روایت
کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتون سے حضرت آدم کی نسبت کہا خلقتہ بیدی ونفخت فیہ من روحی یعنی مین نے
آدم کو اپنے دونون ہاتھون سے پیدا کیا اور اوس مین اپنی روح کو پھونکا۔ آدم نے حق تعالیٰ کو تمام اسما کے ساتھ پہچانا ہے
اور فرشتون نے صرف اوس اسم کے ساتھ پہچانا ہے جس جس کے وہ مظہر واقع ہوئے ہین اسی لئے اونہون نے کہا ہے سبحانک
ما علم لنا الا ما علمتنا تو سب سے پاک ہے ہمکو معلوم نہین مگر جتنا سکھایا ہے اور آدم کا وجود صورت روح کا مظہر ہے
عالم غیب مین جسکا نام روح تھا اوس نے عالم شہادت مین آدم علیہ السلام مین ظہور کیا اور حوا کا وجود صورت نفس کا
مظہر ہے جسکا نام عالم غیب مین نفس تھا اوس نے عالم شہادت مین حوا مین ظہور کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وخلق منہا زوجہا
اور اوسی سے بنایا اوسکا جوڑا حوا کا آدم سے پیدا ہونا نفس کی روح سے پیدا ہونے کی مثال ہے نفس وروح کی ذکورت وانوثت
کی نسبت سے آدم وحوا کی صورت مین انتقال کیا ہے آدم وحوا کا وجود روح ونفس کے وجود کی نقل ہے اور جس طرح یہ
دونون روح ونفس کے ازدواج سے صادر ہوئے ہین اوسی طرح ان کی ذریات جو آدم کی صلب مین ودیعت تھے آدم وحوا
کے ذریعہ سے پیدا ہوئے اور آدم وحوا کے وجود مین سے دوسری نقل ازدواج روح جزی ونفس جزی

Marfat.com

سبب سے ہر ایک شخص انسانی مین سے منتقل ہوگئی اور مرد کی صورت روح کلی کی صورت سے جو صفت نفس سے آمیز ہو رہی تھی مستفاد ہوئی اور عورت کی صورت نفس کلی کی صورت سے جو صفت روح سے مل رہی تھی ظاہر ہوئی اور اسوجہ سے کوئی نبی عورت کی صورت پر مبعوث نہین ہوا اس لیئے کہ نبوت کو تفوس بنی آدم مین تصرف اور دنیا مین تاثیر حاصل ہے پس نبوت ذکورت کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے۔ قیصری نے شرح فصوص مین کہا ہے کہ بعضی روحین کلی ہوتی ہین اور بعضی جزی انبیا کی روحین کلی ہین اور ارواح انبیا کی کلی ہونے سے یہ مراد ہے کہ ان لوگون کی روحین اون لوگون کی روحون پر مشتمل ہوتی ہین جو اون کے حکم مین داخل ہوتی ہین اور اون کی امت بنتی ہین جسطرح اسلمے کلیہ مین اسلمے جزیہ داخل ہوتے ہین اسی مطلب کیطرف اللہ تعالی نے اس قول مین اشارہ کیا ہے ان ابراھیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا۔ تحقیق ابراہیم اللہ کی ایک فرمانبردار امت تھا۔ اور جسطرح زبان دل کی ترجمان ہے اسی طرح عقل روح کی ترجمان اور مفسر ہے جو معنی کہ روح پر غیب سے مکشوف ہوتے ہین اور اونکو بالمشافہ دیکھتی ہے اور چاہتی ہے کہ اونکی خبر دل کو دے تو عقل اس معنی کو روح سے لیکر دلکو پہونچاتی ہے اور اسکی تفسیر و تقریر دل کے روبرو کرتی ہے مگر بعضے معانی مدرکہ روح کی ایسے بھی ہوتی ہین کہ عقل اونکو دلیل کہونے اور بیان کرنے سے عاجز آتی ہے جسطرح دل کے ایسے بہت سے مفہوم ہوتے ہین کہ زبان اون کی تقریر نہین کرسکتی پس جو ایسے معانی روح کے ہوتے ہین کہ عقل اونکو نہین کہو سکتی وہ روح کے اسرار کہلاتے ہین کہ دل کو اون کی اطلاع نہین اور جو معانی دل کے ایسے ہوتے ہین کہ اونکی تفسیر سے زبان قاصر ہے وہ دل کے اسرار کہلاتے ہین اور مخاطب کو اونپر اطلاع نہین ملتی یہی وجہ ہے کہ بعضے ایسے لوگ جو صرف عقل کے متبع تھے جیسے فلاسفہ وغیرہ وہ بہت سے ارواح انبیا کی مدرکات پر مطلع نہ ہوسکے اون سے محروم رہے اور اون کا انکار کیا اس لئے کہ ساری مدرکات روح عقل کے احاطہ مین نہین سما سکتے اور عقل اگرچہ ساری مخلوقات مین اکرم و اشرف ہے اور عالم کی پیدائش کے بارے مین اسکو مرتبہ صدر حاصل ہے حکما کا قول ہے اول ما خلق اللہ العقل جو چیز اللہ نے اول پیدا کی وہ عقل ہے لیکن روح کا مرتبہ اسکے مرتبہ سے زیادہ ہے اس لئے کہ عقل کو صدارت اور اولیت عالم خلق مین حاصل ہے اور روح عالم امر سے شوینہ عالم خلق سے اور نیز قیام عقل کا روح کے ساتھ ہے نہ روح کا قیام عقل کے ساتھ۔ عقل کی تمثیل روح کے ساتھ ایسی ہے جیسے نور آفتاب کی قرص آفتاب کے ساتھ اسلئے کہ نور آفتاب اگرچہ شریف ہے لیکن قرص آفتاب کے ساتھ قائم ہے اور جسطرح نور آفتاب سے محسوسات کی صورتین زمین مین ظاہر ہوتی ہین اسی طرح نور عقل سے معلومات و معقولات کی صورتین دل مین روشن ہوتی ہین۔

فائدہ حکما کے اس قول مین اول ما خلق اللہ العقل اور ان احادیث مین اول ما خلق اللہ نوری یعنی اول جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے و اول ما خلق اللہ القلم یعنی اول جو چیز اللہ نے پیدا کی وہ قلم ہے بڑا اختلاف ہے کہ ان تینون چیزون مین سے ہر ایک کا اول مخلوق ہونا لازم آتا ہے اس لئے بعضون نے ان اقوال مین توفیق

Marfat.com

اس طرح دی ہے کہ اول جو چیز پیدا ہوئی وہ اس حیثیت سے کہ مجرد ہے اپنی ذات کو اور اپنے مبدء کو جانتے ہی عقل کہلاتی ہے
اور اس وجہ سے کہ وہ تمام عالم کے پیدا ہونے اور علوم کے انعکاس اور حروف بننے میں واسطہ ہے قلم کہلاتی ہے اور اس حیثیت
سے کہ وہ انوار نبوت کے حاصل کرنے کے لئے واسطہ واقع ہوئی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے اور نفس حیوانی کیلئے
خواہ انسان ہو یا غیر انسان تین قوتیں جدا جدا ہیں جنکی وجہ سے اوس سے مختلف آثار و افعال صادر ہوتے ہیں **قوت نطق**
جسے نفس ملکی بھی کہتے ہیں اس سے معقولات کا ادراک ہوتا ہے اور افعال کے مصالح و مفاسد میں تمیز پیدا ہوتا ہے اور تمام حیوانوں
میں سے اس قوت نطق کے ساتھ نفس انسان ہی مختص ہے اس لئے اسے نفس ناطقہ کہتے ہیں اور حیوان ناطق سے انسان کی
تعریف حیوان ناطق ہیں ادراک کلیات ہے اور تکلم و گویائی نہیں ہے ورنہ گونگا آدمی ہے چاہیئے کہ آدمی نہو اور طوطا و مینا
کہ آدمی نہیں ہیں چاہیئے کہ آدمی ہوں اور قوت نطق کو قوت عقلی بھی کہتے ہیں اور اسکے بھی دو نام ہیں جب یہ کلیات کو ادراک
کرتی ہے اور اون میں حکم ایجابی یا سلبی لگاتی ہے تو اسے قوت نظری یا عقل نظری کہا کرتے ہیں اور جب صناعات کو انتظام
امور معاش کے واسطے استنباط کرتی ہے اور افعال کے مصالح و مفاسد میں تمیز کرتی ہے تاکہ انکو کرے یا نہ کرے تو قوت عملی یا
عقل عملی کہتے ہیں اور قوت ناطقہ کی ان دو قسموں کی طرف منقسم ہونے کی وجہ سے علم حکمت کی دو قسمیں قرار پائی ہیں
ایک نظری دوسری عملی عقل نظری کا کام احکام کلی ہیں خواہ وہ صادق ہوں یا کاذب اور عقل عملی کا کام افعال جزئی ہیں خواہ
وہ خیر ہوں یا شر اور حسن ہوں یا قبیح یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ نفس ان دونوں میں مؤثر ہے بلکہ عقل عملی سے خود ہی متاثر
ہو جاتا ہے اور علامت اوسکی تغیرات حالات بدن کے ذریعہ سے ظاہر ہو جاتی ہے چنانچہ جب عقل عملی کے وسیلے سے نفس
خیر ناک امور جزئی کو جنکے سبب اوسپر مخفی ہوتے ہیں ادراک کرتا ہے تو اوسمیں ہیئت انفعالی پیدا ہو جاتی ہے اور منبسط
اوسپر دلالت کرتی ہے اسی طرح خوف اور غم اور شک وغیرہ امور جزئی سے نفس منفعل ہو جاتا ہے تو حالت اوسکی اور
افسردگی کے آثار بدن میں ظاہر ہونے لگتے ہیں اور عقل نظری کے چار مرتبے ہیں اول نفس ناطقہ کے نقص سے پایا جاتا
ہے پہلا مرتبہ **عقل ہیولانی** کہلاتا ہے اس مرتبہ میں صرف نفس کو معقول کے قبول کرنے کی استعداد حاصل ہوتی ہے
مگر معقول کے مفہوم اور صورت کا اوس کے آئینہ ذہن میں ابھی عکس منطبع نہیں ہوتا اور یہ اطفال کی حالت ہے کہ انکو
ابتدائے پیدائش میں استعداد محض ہوتی ہے اور معقولات کے حاصل ہونے کا زمانہ بہت دور ہوتا ہے دوسرے مرتبہ کا
نام **عقل ملکی** یا عقل بالملکہ ہے اس میں بعض ضروریات کا علم بھی آجاتا ہے اور یہ بھی استعداد پیدا ہو جاتی ہے
کہ ضروریات معلومہ کے ذریعہ سے نظریات کو سیکھ سکے جسقدر جزئیات کا احساس بذریعہ حواس اور قوی
اوسی قدر اس مرتبہ میں ترقی آتی جاتی ہے تیسرے مرتبہ کو **عقل فعلی** یا عقل بالفعل کہتے ہیں [illegible]
ہیں اون کے ذریعہ سے اس وقت میں نظریات کے استنباط کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے جب چاہے تو اپنی ضروریات سے
نظریات حاصل کر سکے چوتھا مرتبہ **عقل مستفاد** ہے اس وقت میں نفس کے سامنے تمام نظریات جنکو اوس نے

Marfat.com

ادراک کیا ہے حاضر رہتے ہین کبھی وقت غایب نہین ہوسکتے اور عقل ہی پر تکلیف کا مدار ہی مگر جس عقل پر تکلیف کا مدار ہے
وہ وہ عقل بالملکہ ہی اور علم اس طرح ہے کہ معلوم عالم کے سامنے حاضر ہے جیسے ہمکو اپنی ذات اور اپنی صفات کا
علم اسے علم حضوری کہتے ہین اور اگر اس طرح ہی کہ عالم مین معلوم کی صورت حاصل ہوتی ہی تو اس علم کو علم حصولی
کہتے ہین اور کلیات وجزئیات کا مدرک نفس ہی مگر کلیات کی صورتین اور جزئیات مجردہ کی صورتین خود نفس کی
ذات مین مرتسم ہوتی ہین اور جزئیات مادی کی صورتین اوس کے آلات مین مرتسم ہوتی ہین بعض کی راے
یہ ہی کہ اس صورت کی اور معلوم کی ماہیت ایک ہے اختلاف صرف اصلی اور ظلی یعنی غیر اصلی مین ہی یہی راے
صوفیہ کی اور میر سید شریف کی ہی اور بعضے کہتے ہین کہ دونون کی ماہیت مین اختلاف ہی اور متکلمین نے وجود ذہنی کا
انکار کیا ہے اون مین سے بعض کی مراد انکار سے یہی ہے کہ دونون کی ماہیت مختلف ہی لیکن اکثر کہتے ہین کہ صورت
عقلیہ کوئی چیز نہین بالکل انکار کرتے ہین اور حکیم فرفوریوس صاحب الباغوجی ومصاحب سکندر یونانی کہتا
ہی کہ نفس اور صورت معقولہ دونون ایک ہین پس اگر چہ حکیم دونون حقیقتون کو متحد مانتا ہے تو یہ راے اوس کی
غلط ہی کیونکہ دو چیزون کا متحد ہونا محال ہی اور شیخ بوعلی سینا نے اشارات مین فرفوریوس پر بڑی تشنیع کی ہے
مگر کتاب مبدء ومعاد مین خود بھی اس بات کا قائل ہوگیا ہے اس وجہ سے تلویحات مین شیخ مقتول نے
بوعلی سینا پر بڑا رد کیا ہے محقق طوسی نے عذر کیا ہے کہ شیخ نے کتاب مبدء ومعاد کے اول مین لکھدیا ہے کہ مین اسکو
فرفوریوس کی راے کے مطابق لکھتا ہون اور بعضے کہتے ہین کہ نفس صورت معلوم کے ساتھ متشکل ہوجاتا ہے
اور کہا ہی کہ جس طرح موم مین صورت کسی چیز کی بن جاتی ہے اسی طرح عقل مین صورت شے کی ہوجاتی ہی اور آئینہ
مین جو کسی شے کا عکس پڑتا ہے وہ اس کے خلاف ہے کیونکہ آئینہ صورت کے ساتھ متشکل نہین ہوسکتا اور عقل
مثل موم کے متشکل ہوجاتی ہی (۲) قوت غضبی جسے نفس سبعی بھی کہتے ہین یہ قوت منافع کے حاصل کئے جانے
کا اور کھانے پینے اور جماع وغیرہ کی لذتون کے طلب کرنیکا سبب ہی (۳) قوت شہوی جسے نفس بہیمی بھی کہتے ہین
یہ قوت مضرتون کے دفع کئے جانے اور خوفناک کامون پر پیش قدمی کرنے اور ترفع اور تسلط کا شوق پیدا
ہونے کا سبب ہے۔ ان پچھلی دونون قوتون مین حیوان اور انسان سب شریک ہین یہ سب مین موجود ہین
اور قوت شہوی وغضبی اور قوت غاذیہ [illegible] وقوت تولید وغیرہ مین یہ فرق ہے کہ اون دونون مین ارادہ بھی
موجود ہی اور ان مین ارادہ نہین پھر جو کچھ تاثیر وتصرف کرتی ہین وہ طبعی ہے ارادی نہین اسی لئے اون کے کمالات
اوس سے زائد نہین ہوسکتے جو فطرت مین پڑے ہوئے ہین اور قوت نطق اور قوت غضبی اور قوت شہوی مین
نفس کے لئے ایک امر متوسط ہے کہ اوسکا نام اعتدال ہے اسی اعتدال کی وجہ سے نفس کو فضیلت حاصل ہوتی
ہی قوت نطق کا اعتدال حکمت ہی اور اسکی دو طرفین افراط وتفریط ہین افراط مکاری وحیلہ گری ہے اور

تفریط بیوقوفی ہے اور قوت غضبی کا اعتدال شجاعت ہے اور اوسکی دو طرفین تہور یعنی حد سے زیادہ مردانگی اور بزدلی ہے اور قوت شہوی کا اعتدال عفت ہے اور اوسکی دونون طرفین بدکار ہونا یا رجولیت کا نہونا ہے خلاصہ یہ ہے کہ قوت عقلی کی تہذیب سے حکمت حاصل ہوتی ہے اور قوت عقلی کی تہذیب سے شجاعت اور قوت شہوانی کی تہذیب سے عفت اور سب کے ملنے سے ایک مزاج معتدل متوسط پیدا ہوجاتا ہے اوسے عدالت کہتے ہین اور اس مقام کو اخلاق ناصری مین دوسری عبارت مین بھی بیان کیا ہے اور یہ حکمت کہ ہمنے ذکر کی اوس حکمت سے غیر ہے جسکو نظری اور عملی کی طرف تقسیم کرتے ہین شیخ نے آخر شفا مین کہا ہے راس هذه الفضائل عفة وشجاعة ومجموعها العدالة وهي خارجة عن الفضيلة النظرية ومن اجتمعت له معها الحكمة النظرية سعد ومن فاز مع ذلك بالخواص الطبعية كاد يصير ربا انسانيا ويكاد ان يحل عبادته بعد الله وهو السلطان العام الارضي وخليفة الله فيه انتهى یعنی اصل ان فضائل کی عفت اور حکمت اور شجاعت ہے اور تمام کا مجموعہ عدالت ہے اور یہ فضیلت نظری سے علیحدہ ہے اور جس آدمی مین عدالت کے ساتھ حکمت نظری بھی ہو تو وہ سعید ہے اور پھر جسکو ان فضائل کے ساتھ خواص طبعی بھی معلوم ہون تو قریب ہے کہ وہ تمام انسانون کا رب ہو اور خدائے پاک کے بعد اوسکی عبادت حلال ہوجائے اور وہ روے زمین کا سلطان اور اللہ کا نائب ہو انصاف یہ ہے کہ چراغ عقل کے ذریعہ سے راہ حق نہین معلوم ہوسکتی اور برہان کے وسیلہ سے مطلب اصلی نہین مل سکتا آفتاب نبوت طالبون کے دل پر نہ چمکے مقصد تک راستہ طے نہ ہو سکے قل ان کنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری پیروی کرو۔

مصطفی گفتہ علی را کاے علی	شیر حق پہلوانی پُر دلی	لیک بر شیری مکن ہم اعتمید	اندر آ در سایۂ ظل ہمید
خوش درآ در سایۂ آن عاقلے	کش نبارد برد از رہ ناقلے	ظل او اندر زمین چون کوہ قاف	روح او سیمرغ بس عالی طواف
گر بگویم تا قیامت حال او	ہیچ او را منقطع او غایت مجو	در بشر روپوش گشت آفتاب	فہم کن واللہ اعلم بالصواب

وہ شخص نفسانی پیچون اور شیطانی وسوسون سے بچا ہے جسپر فضل الہی ہو اور سالکان مسالک طریقت اور راہ رو ممالک حقیقت کا قدمبوس ہو +

بوقیاسات عقل یونانی	نرسد کس بذوق ایمانی	عقل خود کیست تا بمنطق و رائے	رو بدو یا بتا بب [illegible]
گر بمنطق کسے ولی بودے	شیخ سینا ابو علی بودے	چشم عقل از حقایق ایمان	ہست چون چشم [illegible]

فلاسفہ یونان اور علماے اسلام کے نفس و روح کے باب مین اقوال قل الروح من امر ربی کی تفسیر تجرد نفس کا مسئلہ اور سوای انسان کے

اور حیوانات کو بھی ادراک کلیات حاصل ہے یا نہین اور نطق کے معنی اور ارواح
ابدان سے پیشتر پیدا ہوئی ہین یا اون سے قبل اور روح بے جسد کے
نہین رہ سکتی وہ برزخ جہان روح بعد مفارقت بدن کے رہتی ہے

اب تھوڑی سی تحقیقات فلاسفہ یونان و علماے اسلام کی نفس و روح کے باب مین لکھتا ہون اور اونکی
مذاہب کو کہتا ہون۔ علی بن عیسیٰ نے کہا ہے کہ ہر بدن کے لئے ابدان حیوانیہ مین سے روح اور بدن ہے یعنی ہر حیوان
روح و بدن سے مرکب ہے مگر بعض وہ ہین جن مین روح ہی بدن پر غالب ہے اور بعض وہ ہین جن مین جسمانیت روحانیت
پر غالب ہے۔ شیخ بو علی نے رسالہ معراجیہ مین کہا ہے کہ مراد روان سے نفس ناطقہ ہے اور جان سے مراد روح حیوانی
ہے۔ جمہور فلاسفہ کے نزدیک عقل اور روح ایک چیز ہے اور فلاسفہ کے نزدیک نفس ناطقہ بھی روح کا نام ہے اور
اور وہ ایک جوہر ہے کہ ذات اوسکی مجرد ہے مادہ سے مگر فعل اوسکا مادہ کے ذریعہ سے واقع ہوتا ہے اور لفظ انا یا
من یا من سے اوسی کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ نفس ناطقہ اگرچہ بالذات روح سے متحد ہے لیکن
اعتباری ضرور ہے اس لئے کہ لطیفہ مدرکہ انسانی کو اس وجہ سے کہ وہ بدن سے تعلق رکھتا ہے اور اوسکا مدبر
نفس ناطقہ کہتے ہین اور اس اعتبار سے کہ اوسے عالم قدس کی طرف بھی توجہ ہے روح کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین
کہ عقل اور نفس ناطقہ مین فرق ہے عقل نفس ناطقہ کی قوت کا نام ہے حقیقت مین فاعل نفس ناطقہ ہے اور عقل اوسکا
آلہ ہے جس طرح عقرا فن درزی کا آلہ ہوتا ہے اور بعضون نے کہا ہے عقل اور ذہن اور نفس تینون ایک چیز ہین فرق
اعتباری ہے اس لئے کہ درک کرنے کی وجہ سے عقل کہتے ہین اور متصرف ہونے کی وجہ سے نفس کہتے ہین اور اس وجہ سے
کہ ادراک کے ساتھ علوم اور معارف کے ادراک کرنے کے لئے مستعد ہے ذہن کہتے ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ ذہن نفس کی
قوت کا نام ہے جو شامل ہے حواس ظاہری اور باطنی کو اور علوم کے سیکھنے کے لئے مددگار ہے قرآن
مجید مین ہے یسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی الخ یعنی رسول اللہ لوگ آپسے سوال روح کا کرتے
ہین آپ کہیے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے۔ جہال و ملحدین اس آیت مین ظاہر معنی سے یہ گمان کرتے ہین کہ
خدا وند علام اس سوال کے جواب مین عاجز ہو گیا اس لئے کہ لوگ حقیقت روح سے سوال کرتے تھے تو جواب اسکا
یہ تھا کہ حقیقت روح کو بیان کیا جاتا مگر یہ کہنا مناسب تھا کہ امر رب سے ہے اور خدا کو اس سوال کا جواب معلوم تھا
اور اوسنے صریح سوال کا جواب بیان فرمایا اور یہ جو فرمایا ہے وما اوتیتم من العلم الا قلیلا یعنی تم لوگون
کو علم کم دیا گیا ہے یہ کلام بھی عجز پر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ جب جواب سے عاجزی ہوتی ہے تو دوسرے کو کلمات
ایسے ہی کہتے ہین اور جو ظاہر ضرور کہتے ہین پس یہ کلمہ یعنی سائل کو کم علمی کی طرف منسوب کرنا اوس حال مین

Marfat.com

کہ سوال وجواب نحویہ واقع نہو محض عجز پر دلالت کرتا ہے اس شبہ کا جواب چند طور سے ہے **اول** اعراض جواب سے
اس لئے ہوا کہ خداوند علام اس بات کو جانتا تہا کہ مصلحت سائلین کی اعراض جواب مین تہی اور اگر جواب تحقیقی دیا
جاتا تو فساد وعناد اونکا بڑھ جاتا کیونکہ سوال بہی استفادہ کی راہ سے نہ تہا بلکہ تمرد وفساد کی وجہ سے تہا اور اکثر
ایسا ہوتا ہے کہ بعض سوال کے جواب مین اعراض کرنا سائل کے لئے مفید ہوتا ہے اور جواب حقیقی اس کا موجب زیادتی
تحیر ہوتا ہے توضیح اسکی یہ ہے کہ سائل کو باریک باتونکا سوال کرنا تو آسان ہوتا ہے مگر چونکہ جواب تحقیقی کے سمجھنے کی قابلیت
نہین ہوتی اس لئے اعراض اسکے جواب سے یا جواب اقناعی واجمالی بہتر ہوتا ہے کیونکہ اگر مباحث حکمیہ کی باریکیان
اوس سے بیان کی جائین تو بسبب اسکے کہ اوسکو سمجھنے کی قابلیت حاصل نہین ہے اوسکی حیرت بڑھ جائے گی اور خبط
ہو جائے گا اور جہلائے عرب جنکو شہوات حیوانیہ وحرکات شہوانیہ مین مبتلا ہونے کے سوا کوئی کام نہ تہا اور جسپر قرائن
امرء القیس شاہد ہین اور کسی قسم کا علم نہین رکہتے تہے ایسے وحشی اور جاہل لوگ باریک مسائل ومباحث کتاب النفس کو
کیونکر سمجھ سکتے پس ان کا جواب انکی فہم ناقص کے موافق یہی جواب اقناعی واجمالی ان کے حال کے مناسب تہا اگر
رسول اللہ کوئی مسئلہ حکمی جواب مین بیان فرماتے تو وہ غبی وجاہل لوگ معاذ اللہ حضرت کو مجنون کہتے بدون اس کے
کہتے چہ جائے کہ کوئی موقع پاتے ۔ اور جبائی نے لکہا ہے کہ یہود نے قریش سے یہ کہا تہا کہ ہماری کتاب مین یہ لکہا ہے
کہ نبوت کی علامت یہ ہے کہ سوال روح کے جواب سے اعراض کرے پس اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اعراض فرماوین
تو نبی ہین اور اگر جواب تحقیقی دین تو نہین ہین چنانچہ جواب سے یہ اعراض اس تصدیق نبوت کے لئے تہا پس یہ اعراض
ان کے حق مین بہتر تہا کہ اون کے اسلام کا موجب تہا ۔ حقیر کہتا ہے کہ اس روایت مین تنظر ہے کیونکہ بیان حقائق
افضل دلائل نبوت ہے حتی کہ موافق تحقیق میر باقر داماد قبسات مین یہ دلیل افضل ہے دلائل معجزہ سے اور نہ بیان کرنا اسکا
باعث ضعف دعوائے نبوت ہے اگر غرض صحیح سے خالی ہو اور یہ غرض اعراض جو مروی ہے محض لغو ہے توجیہ اعراض کیلئے
مناسب نہین ہے کیونکہ خدا پر واجب نہین ہے کہ قوم یہود کی لغویات ومفتریات وزیادات کی متابعت کرے ۔ دوم لوگون نے
جناب رسالت مآب سے سوال کیا تہا کہ روح حادث ومخلوق ہے یا نہین ہے پس جواب وارد ہوا کہ مخلوق وحادث ہے
اس لیے کہ امر کے معنی فعل کے بہی اکثر مستعمل ہین پس معنی یہ ہوئے کہ روح رب کا فعل ہے یعنی مخلوق خدا وحادث ہے
یہ جواب سید مرتضی نے کتاب درر وغرر مین ایراد کیا ہے اور میرے نزدیک یہی عمدہ جواب ہے اور یہ جواب
دونون مذہبون پر منطبق ہے یعنی حدوث وقدم نفس دونون مسلک کے موافق ہے کیونکہ اذا اطلق الامر الالہی جو روح کے
قدم کا قائل ہے وہ بہی نفس کو مجعول واجب جانتا ہے اور حادث ہونے مین روح کے کسی دیندار کو شبہ نہین ہے
اسواسطے کہ قدیم سوائے ذات الہی کے اور کوئی نہین ہے قل الروح من امر ربی کے ایک معنی لطیف اور
بہی ہین جو مناسب تجرد نفس سے ہین وہ یہ کہ من امر ربی یعنی من عالم الامر والبقاء لا من عالم الخلق والفناء

Marfat.com

یعنی روح عالم مجردات سے ہے اس عالم کو عالم الغیب وعالم الانوار وعالم الآخرۃ وعالم الامر کہتے ہین خود قرآن مین
الا لہ الخلق والامر یعنی عالم جسمانی وعالم روحانی دونون اوسکے مجعول ہین اور روح کی تحقیق مین مذاہب مختلفہ
بہت سے ہین (۱) روح عبارت ہی اس ہیکل مخصوص سے جسکو بدن کہتے ہین یہ رائے جمہور متکلمین کی ہی (۲)
روح قلب کا نام ہی یعنی وہ پارۂ گوشت جو بشکل صنوبری سینہ مین واقع ہے اور مبدء ہے روح حیوانی کا مذہب
تحقیق پر اور یہ جو جالینوس نے کہا ہے کہ روح حیوانی دماغ مین ہے یہ غلط ہے اس لئے کہ دماغ سرد ہے اور روح
گرم (۳) روح دماغ سے عبارت ہے مگر محققین کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ جو لوگ قائل اسکے ہین کہ روح قلب و
دماغ کا نام ہی مراد انکی روح قلبی و دماغی یا قوت حیوانی ونفسانی ہی نہ جسم قلب و دماغ اختلاف تعبیرات مین ہے
جو غیر معتد بہ ہی چنانچہ شرح مواقف مین ہے المذاہب الثالث انہ قوۃ فی الدماغ وقیل فی القلب
(۴) عبارت ہی اجزاے لایتجزے سے جو قلب مین ہین اور یہ مذہب ابن راوندی اور اوسکے اتباع کا ہے (۵)
عبارت ہی اعضاے اصلیہ سے اور یہ ہڈیان اور رگین اور پٹھے ہین اور بعضے کہتے ہین اعضاے اصلی وہ ہین جو منی سے
پیدا ہوتے ہین تفصیل اسکی طب نظری مین ہے (۶) عبارت ہے مزاج سے (۷) عبارت ہے اوس جسم لطیف
سے جو بدن مین ساری ہے اس طرح جس طرح تیل فتیلہ مین اور پانی مٹی مین یہ مذہب نظام کا ہے (۸) پانی کا نام ہے
(۹) آگ جو جزو بدن انسانی ہی اور حرارت غریزی بھی بعضون نے اسکو کہا ہے (۱۰) روح نام ہوا کا ہے
جو مجاری مثل ناک ومنہ سے اندر جاتی ہے اور سانس اسکو کہتے ہین اور یہ مذہب مختار جالینوس امام الاطبا ہے۔
مسئلہ روح مین تفصیل اسکی رد و قدح کی شرح قانون مین مذکور ہے اور یہ مذہب جمہور اطبا کی اصطلاح کے خلاف ہی
کیونکہ اون کے نزدیک روح اس طرح پیدا ہوتی ہی کہ خون جب دل کے بائین حصے مین پہونچتا ہے اور اوس مین حرارت
پاکر لطیف ہوجاتا ہے تو بعضے اجزا اس خون لطیف کے بخار لطیف بن جاتے ہین اسی کا نام روح ہے (۱۱) روح
عبارت ہی خدا سے (۱۲) روح نام عناصر اربعہ کا ہے (۱۳) روح نام صورت نوعیہ کا ہے جو قایم مادۂ بدن مین ہے
اور یہ مذہب طبیعین کا ہی (۱۴) روح عبارت ہے قواے ثلثہ سے قوت حیوانیہ جو قلب مین ہے قوت نفسانیہ
جو دماغ مین ہی قوت نباتیہ وطبیعیہ جو جگر مین ہے (۱۵) روح عبارت اخلاط اربعہ خون وبلغم وصفرا وسودا سے
ہے اگر کماً وکیفاً معتدل ہون (۱۶) روح نام خلط خون کا ہے مگر خون معتدل اس لئے کہ اعتدال وکثرت خون کے
موجب قوت حیات ہوتی ہی (۱۷) تفسیر مجمع البیان مین ہے کہ بعضون نے کہا ہے کہ روح عرض ہے۔ پس بعضون
نے یہ اختیار کیا ہے کہ وہ حیات بدن کا نام ہے جس سے محل مین استعداد قدرت وعلم واختیار کی آتی ہے اور
بعضون نے کہا ہے کہ وہ ایک معنی قلبی ہی (۱۸) اسواری نے بعض علما سے نقل کیا ہے کہ خدا نے روح کو چھ چیزون
سے پیدا کیا ہے جوہر، نور، خوشبو، بقا، حیات وعلم وعلو سے اس لئے کہ جب تک روح بدن مین رہتی ہی تو بدن

Marfat.com

نورانی رہتا ہے آنکھون سے دیکھتا ہے اور کانون سے سنتا ہے اور جب بدن سے نکلجاتی ہے تو بدن بد بو ہو جاتا ہے اور جب تک
بدن مین رہتی ہے باقی رہتا ہے اور جب مفارقت کرتی ہے تو خراب اور فانی ہو جاتا ہے اور اسی سے حیات بدن ہے کہ جب
نکل جاتی ہے تو میت ہو جاتا ہے اور جب تک بدن مین باقی رہتی ہے تو علم رہتا ہے اور جب نکلجاتی ہے تو وہ مفقود ہو جاتا
ہے اور تا بقا اسکے بدن عالی و لطیف رہتا ہے اور بعد مفارقت یہ بات نہین رہتی (۱۹) روح ایک ایسا جوہر ہے
جسکی ذات مادہ اور مادیات سے مجرد ہے مگر اوسکے افعال مادیات مین ہوتے ہین اسی وجہ سے یہ جوہر مجرد بدن سے متعلق
ہوتا ہے اور تعلق اسکا بدن سے صرف اسی قدر ہے کہ اوسمین تدبیر اور تصرف کرتا ہے اور موت اسکے بدن سے قطع تعلق کا
نام ہے اور یہ مذہب فلاسفہ الہین کا ہے جو معاد روحانی نفس کے لئے ثابت کرتے ہین اور بعض علمائے اہل سنت بھی
اس مذہب پر ہین مثل فاضل عارف شیخ ابو حامد غزالی اور محقق دوانی اور راغب اصفہانی اور شیعہ مین سے محقق خواجہ
نصیر طوسی اور شیخ اجل مفید و شیخ ابن بابویہ و کلینی و سید مرتضی اور ہر طبقہ مین خاص خاص علمائے شیعہ کا تصریح
داماد و مولانا صدر الدین شیرازی بھی قول رہا ہے اور قدمائے معتزلہ مین سے معمر بن عباد سلمی وغیرہ علمائے متکلمین کا یہی
یہی مسلک ہے اگر کسی مقام تصانیف شیخ مفید و سید مرتضے مین جسمیت روح کا قول پایا جاتا ہے تو مراد اس سے نفس ناطقہ
نہین ہے بلکہ روح لطیف بخاری ہے جو مصطلح و مستعمل طب ہے اور ایک جانب قلب مین لطیف خون سے بنتی ہے اور صوفیہ
مکاشفین اور حکمائے اشراقین بھی تجرد کے قائل ہین قال شیخ الاشراق قدس اللہ روحہ فی کتاب
ھیاکل النور و کیف یتوھم الانسان ھذہ الماھیۃ القدسیۃ جسما و اذا طربت طربا روحانیا
یکاد یترک عالم الاجسام و یطلب عالم ما لا یتناھی قال المحقق الدوانی فی شرحہ ھذا مما ینتفع
ارباب البصیرۃ من ذوی النفوس المشرقیۃ و ایضا قال رحمہ اللہ فی الھیاکل و لو کنت انت ھذا
البدن او جزءا منہ لتبدلت انانیتک کل حین و لما حاذا الجوھر المدرک منک فانت انت کما
بیدیک۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ بدن و اجزائے بدن ہمیشہ ابتدائے ہنگام ولادت سے آخر عمر تک تبدل و تغیر مین
ہین اور ہر لحظہ مین جزو بدن تصرفات قوائے غاذیہ وغیرہ کی وجہ سے بدلتا رہتا ہے حالانکہ ہویت باقی رہتی ہے یعنی یہ
کہتے ہین کہ یہ شخص وہی ہے جو صبح کو تھا پس اگر نفس جسم ہوتا تو انانیت و ہویت ہر وقت مین بدلتی جاتی حالانکہ ایسا نہین ہے
اس دلیل سے حکمائے اشراق و حکمائے قدیم تجرد نفوس حیوانیہ بھی مثل فرس و بقر وغیرہ ثابت کرتے ہین اور شیخ الاشراق
بعض اشارات صاحب محاکمات سے معلوم ہوتا ہے کہ نباتات کے لئے بھی نفوس مدرکہ ہین اور ثانی گو بظاہر ممکن
لیکن محال نہین ہے اور اول یعنی حیوانات غیر انسان کے لئے بھی نفوس مجرد ہونا تو صحیح ہے مگر جمہور شائبین اسکے منکر ہین
لیکن رئیس مشائین اسلام ابن سینا سے جب اسکے شاگرد حکیم بہمنیار نے اس مطلب پر دلیل طلب کی کہ کس دلیل سے
ثابت ہوتا ہے کہ سوائے انسان کے دوسرے حیوانات کے لئے نفوس مجرد نہین ہین تو شیخ نے عجز اپنا ظاہر کیا اور اقرار

Marfat.com

کیا کہ اس بارہ مین تفرقہ انسان اور دوسرے حیوانات مین سخت مشکل ہے قیصری نے شرح فصوص مین لکھا ہے
ما قاله المتاخرون من ان المراد بالنطق ادراك الكليات لا التكلم مع كونه مخالفا لوضع
اللغة لا يفيدهم لانه موقوف على ان النفس الناطقة للانسان خاصة ولا دليل لهم على
ذلك ولا شعور لهم بان الحيوانات ليس لها ادراك الكليات والجهل بالشئ لا ينافي وجوده
وامعان النظر فيما يصدر عنه من مثل العجائب يوجب لها ان يكون ادراك الكليات انتهى
یعنی متاخرین نے یہ جو کہا ہے کہ مراد نطق سے انسان کی تعریف حیوان ناطق مین ادراک کلیات ہے اور تکلم نہین ہے
تو باوجودیکہ یہ لغت کے مخالف ہے مفید نہین ہے کیونکہ یہ موقوف اس بات پر ہے کہ سوائے انسان کے
دوسرے حیوانات کے لئے نفوس ناطقہ مجردہ نہین ہین اور نہ انکو اس بات کا علم حاصل ہے کہ اور حیوانات مین
ادراک نہین پایا جاتا اور کسی شے کا جہل ہونا اوس کے معدوم ہونے پر دلالت نہین کرتا پس اگر ہمکو علم اس بات کا
حاصل نہو کہ دوسرے حیوانات مدرک کلیات ہین تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ نفس الامر مین اون کو ادراک
نہین ہے بلکہ عجائب و غرایب افعال حیوان مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو بھی ادراک کلیات حاصل ہے مگر زیادہ
تر محققین اہل سنت و جماعت مذہب تجرید کے مخالف ہین اس لئے کہ اون کے نزدیک مجرد موجودات مین سے
سوا خدا کے کوئی چیز نہین ہے اور مجرد اصطلاح حکما مین اوس شئ کو کہتے ہین کہ نہ کسی جوہر کا محل ہو اور نہ کسی جوہر کا
حال ہو اور نہ ایسے جوہرون سے بنا ہو اور علماے امامیہ مین سے بھی ایک جماعت نے مثل سید نعمت اللہ جزائری
مؤلف انوار نعمانیہ اور محدث مجلسی وغیرہ کے اس مسلک کو اختیار کیا ہے اور امام فخر الدین رازی بھی اسی مذہب کے
موید ہین اور کتاب ہاے آسمانی و احادیث نبوی و دلائل عقلی و مکاشفات ذوقی بھی اس مذہب کے شاہد ہین۔
اور مولانا بہائی نے کتاب کشکول کے مقام ثانی مین جو مذہب فخر الدین رازی نقل کیا ہے کہ وہ قائل تجرد نفس
انسانی کے ہین اور یہ مذہب اون کا ہے تو میرے نزدیک ابھی تک یہ امر ثابت نہین ہے اس لئے کہ صریح اقوال
انکی کتاب شرح اشارات مین اسکے خلاف پر سراسر دلالت کرتے ہین اور انکے حکما کو جو قائل تجرد نفس ناطقہ کے
ہین اس طرح پر رد و قدح باطل کیا ہے کہ جسکے مافوق کوئی حد ابطال و نقض کی متصور نہین ہے اور بعد تردید کوئی دلیل
جدید تجرد پر قایم نہین کی تاکہ معلوم ہوتا کہ مذہب ان کا تجرد نفس کا ہے علاوہ اسکے تفسیر کبیر مین میل شدید جسمیت
نفس کی طرف کیا ہے چنانچہ نص عبارت اوسکی یہ ہے من الناس من يقول الروح عبارة عن اجسام نورانية
سماوية لطيفة الجوهر على طبيعة ضوء الشمس وهو مذاهب قوى شريف يجب التامل فيه
فانه انما يليق بالطائفة الذين ورد في الكتب الالهية من احوال الموت والحيات۔ یہ عبارت مجلد پنجم
تفسیر رازی طبع ہند جو اخیر تصنیف اونکی ہے اور معنی اسکے یہ ہین کہ بعضے آدمی کہتے ہین کہ روح اجسام نورانی فلکی ہین

سے ہے (یعنی اوس مین تغیر و تبدل واقع نہین ہوتا اور یہ مطلب نہین ہے کہ وہ فلک کا حصہ و جزو ہے بلکہ جس طرح فلک
قابل تغیر و تبدل نہین ایسے ہی یہ جسم نورانی بھی نہین) اور اوس کا جوہر نہایت لطیف ہے یہان تک کہ اپنی لطافت کی
وجہ سے اجسام مین حرکت اور نفوذ محسوس نہین ہوتا اور وہ روشن ہے مانند روشنی
آفتاب کے جسکی وجہ سے حس و ادراک حاصل ہوتا ہے اور ظلمت ہٹ جاتی رہتی ہے اور یہ مذہب نہایت عمدہ ہے کیونکہ
یہ مطابق ہے اوس بیان کے جو روح کی نسبت کتب مقدسہ آسمانی مین وارد ہے کہ روح بدن مین داخل ہوتی ہے
اور اوس مین سے نکلتی ہے۔ اشراقین کا مذہب یہ ہے کہ نفس ازلی یعنی قدیم ہے اور فقہا کے نزدیک یہ کفر ہے اور
مشائین کا مذہب یہ ہے کہ جب نطفہ کو کمال استعداد حاصل ہو جاتی ہے تو اوس وقت مین مبدء فیاض سے اوس نطفہ پر
نفس فایض ہوتا ہے اور قرآن مین جو آیا ہے ونفخت فیہ من روحی یعنی پھونکون مین اوس مین اپنی روح سے اسی
بات کی طرف اشارہ ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو اشراقین و مشائین کے مذہب مین کوئی نزاع نہین اس لیے کہ مبدء
فیاض کو نفوس کے ساتھ وہ نسبت ہے جو ابر کو قطرہائے بارش کے ساتھ ہوتی ہے اگر ابر قدیم ہے تو کہہ سکتے ہین کہ قطرے بھی
قدیم ہین اس لیے کہ ابر عین قطرہ ہے اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ قطرے حادث ہین اس لیے کہ صورت قطرون کی اوس وقت
بنتی ہے جبکہ وہ ابر سے جدا ہوتے ہین اور شک نہین کہ مبدء فیاض قدیم ہے پس نفوس کو ایک اعتبار سے قدیم اور دوسرے
اعتبار سے حادث کہہ سکتے ہین اور جیسے نفس ناطقہ اور روح حیوانی کے لیے [illegible]

کاشی نے اصطلاحات مین کہا ہے الروح فی اصطلاح القوم ھی اللطیفۃ الانسانیۃ المجردۃ وفی اصطلاح
الحکماء ھو البخار اللطیف المتولد فی القلب القابل لقوۃ الحیات والحس والحرکۃ ویسمی ھذا فی اصطلاح
الاطباء والمتوسط بینھما المدرک للکلیات والجزئیات القلب ولا یفرق الحکماء بین القلب والروح
الاول ویسمونھما النفس الناطقۃ - یعنی روح صوفیہ کی اصطلاح مین لطیف انسانی ہے جو مجرد ہے اور حکماء کی
اصطلاح مین وہ بخار لطیف ہے جو دل مین پیدا ہوتا ہے اور قوت حیات و حس و حرکت کو قبول کرتا ہے اور اوس کا
نام اون کی اصطلاح مین نفس ہے اور روح نفس کے درمیان متوسط کہ کلیات و جزئیات کو ادراک کرتا ہے دل ہے
اور حکما نے دل اور روح انسانی مین کوئی تفریق نہین کی ہے اور ان دونون کا نام نفس ناطقہ رکھا ہے [illegible]
نے تعریفات مین لکھا ہے کہ روح انسانی ایک لطیفہ ہے انسان مین سے جو عالم اور مدرک ہے اور [illegible]
ہوئی ہے یہ لطیفہ عالم امر سے اوترتا ہے عقلین اوسکے بھید کے دریافت کرنے سے عاجز ہین کبھی مجرد ہوتا ہے اور کبھی بدن
مین داخل ہوتا ہے اسکو روح اعظم بھی کہتے ہین اور یہ ذات الہی کا اوسکی ربوبیت کی حیثیت سے مظہر ہے اور وہ بخار لطیف
جو دل مین پیدا ہوتا ہے روح حیوانی کہلاتا ہے اور قیصری نے کہا ہے کہ نفس ناطقہ اس طرح بدن مین ساری ہے جیسے
وجود مطلق موجودات مین دائر سائر ہے اور ایک وجہ سے عین بدن ہے اور دوسری وجہ سے غیر بدن ہے اور

Marfat.com

شیخ جنید نے کہا ہے کہ لفظ قرآن اور جسم انسان دونون توام ہین اور معنی قرآن و حقیقت انسان کے بھی توام ہی ہین
اور مناسب اس بات کے ہے یہ کہ قرآن کے سات بطن ہین اور حقیقت انسان بھی سلوک مین سات مرتبے ہین
علما کا اس بات مین اختلاف ہے کہ ارواح ابدان کے ساتھ پیدا ہوئی ہین یا اون سے پیشتر جو یہ کہتا ہے کہ جان بدن
کے ساتھ پیدا کی گئی ہے اوسکی دلیل یہ آیت ہے ثم انشاناہ خلقاً آخر۔ پھر ہمنے اوسکو پیدا کیا دوسری پیدائش
بعض تفاسیر مین لکھا ہے کہ مراد اس سے نفس کا بدن پر قابض ہونا ہے لیکن محققین نے اس قول کو رد کیا ہے اس لئے
کہ جائز ہے کہ مراد اس سے نفس کا بدن کے ساتھ متعین ہونا ہو اور یہ بھی ایک طرح کا انشا یعنی پیدا کرنا ہے اور جسکی یہ
رائے ہے کہ روح بدن سے قبل پیدا ہوئی ہے اوسکی دلیل یہ خبر ہے خلق اللہ الارواح قبل الاجسام بالفی عام یعنی
اللہ تعالی نے ارواح کو اجسام سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا ہے مگر یہ خبر قابل تسلیم نہین ہے اس لئے کہ غریب ہے اور
اگر اوسکو تسلیم بھی کرین تب بھی کہہ سکتے ہین کہ مراد ارواح سے یہان ملائکہ علوی ہون۔ امام غزالی نے اسکی اسطرح
تاویل کی ہے غرضکہ کسی طرف تعین نہین ہے اور متقدمین نے کسی طرف اتفاق نہین کیا ہے۔ بعض عرفا نے اسکو بڑی تفصیل سے
بیان کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ہر چیز کی حیات کا مبدا تین چیزین ہین ایک نسمہ کہ روح حیوانی ہے مانند آگ کے جلتے ہوئے
کوئلے ہین دوسرے نفس ناطقہ تیسرے روح سماوی کہ آدم علیہ السلام کی ذریات مین اوسکی نمایش موجود ہے پس
نفس ناطقہ دونون حادث ہین جب ابدان حادث ہوتے ہین تو اون کے ساتھ ہی حادث ہوتے ہین اور روح سماوی
ابدان کے حدوث سے بہت زمانہ قبل سے موجود تھی اور روح بے جسد کے نہین رہ سکتی جب بدن عنصری سے جدا ہوتی ہے
تو دوسرے ایک جسد مثالی عالم برزخ مین ملجاتا ہے جسے بدن مکتسب کہا کرتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے من ورائہم
برزخ الی یوم یبعثون۔ یعنی اون کے پیچھے پردہ ہے جس دن تک اوٹھائے جاوین۔ عبدالرحمن نے اپنے باپ
کعب بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ان ارواح المؤمنین فی طیر خضر
تعلق بشجر الجنۃ (رواہ ابن ماجہ) یعنی مومنون کی روحین سبز جانورون کے قالب مین بہشت کے درختون پر رہینگی۔
ابو جعفر طوسی نے تہذیب الاحکام مین یونس بن ظبیان سے نقل کیا ہے کہ ایک بار مین حضرت امام حسن کے پاس
بیٹھا ہوا تھا کہ اونھون نے پوچھا آدمی ارواح مومنین کے بارے مین کیا کہتے ہین مین نے جواب دیا کہ سب پرندون کے
پوٹون مین ہونگے قندیلون مین عرش کے تلے فرمایا کہ سبحان اللہ آدمی اوس سے بزرگ ہے کہ اوسکی روح پرند کے پوٹے
مین ہو تو اوسکی روح کو ویسا ہی قالب ملتا ہے جو قالب دنیا مین اوس کے لئے ہو کہا تا
ہے [illegible] باب ۲۲۱ مین کہا ہے کہ وہ برزخ کہ روح بعد مفارقت بدن کے وہان
منتقل ہوتی ہے [illegible] درمیان عالم ارواح و عالم اجسام کے ہے اور اوسکو غیب مجالی کہتے ہین
[illegible] کہ جب امکان کا مشاہدہ کرین اور حوادث آیندہ سے واقف ہون

Marfat.com

بہت ہین بخلاف غیب مجالی کے کہ مکاشفہ احوال موتی کے بہت کم حاصل ہوتا ہے وصایائے فتوحات مین مذکور ہے
کہ شیخ ابوالربیع رانی نے سنا تہا کہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ستر ہزار بار کلمہ لا الہ
الا اللہ اور آتش دوزخ سے کسیکے آزاد ہونے کی نیت کرے تو وہ آزادی حاصل ہو جاتی ہے اور اونہون نے یہ ذکر کیا
تہا ایک آدمی اوسکو ضیافت مین لیگیا وہان ایک جوان صاحب کشف بہی موجود تہا کہانا کہاتے مین رو پڑا اور کہا اپنی آنکہ
دوزخ مین دیکہتا ہون ابوالربیع نے اپنے دل مین اوس ذکر کو اوسکی ماں کی نجات کا وسیلہ کیا جوان نے اوسی وقت
کہا کہ الحمد للہ میری ماں کو آتش دوزخ سے نجات ملگئی ۔

معاد کے باب مین اقوال

معاد کے باب مین زیادہ پانچ قولون سے ممکن نہین (۱) فقط معاد جسمانی کا ثبوت یہ قول اکثر متکلمین کا ہے جو بجز
نفس ناطقہ کے منکر ہین (۲) معاد روحانی کا ثبوت یہ قول فلاسفہ مین کا ہے (۳) معاد روحانی جسمانی
دونون کا ثبوت یہ قول جمہور اہل سنت و اکثر متاخرین امامیہ اور بہت سے صوفیہ کا ہے اور یہ کہتے ہین کہ انسان اصل
مین نفس ناطقہ ہے اور یہی نفس مکلف مطیع و گناہگار ہے اور اسی پر عذاب و ثواب ہوتا ہے اور بدن اسکا آلہ ہے
بدن کے خراب ہو جانے کے بعد باقی رہتا ہے جب خدا چاہے گا اسکو زندہ کرے تو نفس کے تعلق بدن [illegible]
اور نفس اوسمین تصرف کرے گا جیسے دنیا مین کرتا تہا (۴) معاد جسمانی کا قول یہ ہے کہ معاد روحانی [illegible]
فلاسفہ طبعیین کا ہے (۵) دونون باتون مین توقف [illegible] مجکو معلوم نہوا کہ نفس مزاج ہے کہ موت کے بعد معدوم ہو جاتا ہے اور [illegible]
باقی رہتا ہے اور معاد دونون کا ممکن ہے یاد رکہو کہ فلاسفہ کا کلام [illegible] انکو [illegible]
ہین اور تحقیق یہ بات ہے جو انبیا نے بیان کیا [illegible] اور وہ یہ ہے کہ [illegible] کے ساتہ [illegible]
برزخ اور [illegible] رحمت و [illegible] پہنچے گی اس قول کے [illegible] اول قول ہے [illegible]
کہا ہے المعنی فی ہذہ المسئلۃ ہو انہ تعالی عالم بجمیع الجزئیات والکلیات [illegible]
الممکنات فیکون لا محالۃ قادرا علی خلق الجنۃ والنار وعلی ایصال معاد [illegible]
الی المطیعین والمذنبین واما تفاصیل تلک الاحوال فلا یکون [illegible]
الاحادیث الکثیرۃ [illegible] تمام جزئیات و کلیات کو جانتا ہے [illegible]
تو ضرور اوسکو جنت و دوزخ کے ایجاد کرنے پر اور گناہگارون کو [illegible] ثواب [illegible]
ان باتون کی تفصیل [illegible] کے بیان کے [illegible] معلوم [illegible]

ایمان کی بحث اور اوس کے درجے

Marfat.com

ایمان لانا اوس شئ پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیون پر نازل کی ہے دو قسم ہے **ایک** ایمان لانا آدمی کا اپنے رب کے بیان پر **دوسری** قسم ایمان لانا غیب پر سو جو ایمان اپنے رب کے بیان پر ہے اوسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی بادشاہ کے دربار مین جاے اوسوقت کہ وہ وزیر کو خلعت وزارت کا دے اور مہمات ملکی کا حاکم کرے اور اوسکو بھیجے کہ رعایا کو ان احکام کی خبر کردے اور اوس کے بیان کے ذریعہ سے رعیت کو مکلف کرے اور وہ شخص یہ سب کچھہ دیکھہ رہا ہے اور سن رہا ہے اوسنے آنکھون سے خلعت دیتے دیکھا اور کانون سے سنا جو بادشاہ نے فرمایا اور اوسے یاد ہے جب مکلف کیا تو یہ شخص حاضر ایسے حاضر ہونے سے وزیر نہین ہو جانے کا اور نہ لوگون کی طرف مبعوث ہو جاے گا لیکن دیکھکر مکلف ہو گیا اور مامور ہو گیا اور جو ایمان بالغیب لائے اوسکی مثال ایسی ہی جیسے ایک اندھا ہے اوسکو انکھیارے نے خبر دی کہ آفتاب چمکا اوس نے اس بات کا اس طرح یقین کر لیا کہ برعکس اوسکے اوسکے دل مین نہین بلکہ کوئی احتمال ضعیف بھی نہین ہے لیکن اوس کے دل کو یقین اوس آنکھون والے کے خبر دینے سے ہوا ہے اور کامل وہ آدمی ہے جسکو دونون قسم کا ایمان حاصل ہو ایسے شخص کو حق تعالیٰ سے اس طرح ارتباط ہوتا ہے کہ کوئی درمیان مین واسطہ نہین ہوتا اور اس ارتباط سے اوسپر وہ سب علوم مترشح ہوتے ہین جو اللہ نے اپنے نبیون پر نازل کئے اور اس نے اونپر یقین کیا کیونکہ اپنے رب کے بیان پر اوسکو ایمان تھا ایسے شخص کو اللہ اپنی حفاظت مین رکھتا ہے اور یہ شخص اس حفاظت الٰہی کو جانتا ہے اور اس بات کا خیال رکھتا ہے کہ اگر اس سے الگ ہوا تو جہنم میرا ٹھکانا ہے اور وہ موافق اسکے علم الٰہی کا محقق ہے اور سوا اسکے اوس کے لئے تدلی ہے مقابل عوام کے جسکا ایمان بالغیب ہے اور ایسا شخص شریعت کی حفاظت کرتا ہے مخبر صادق کی خبر پر یقین رکھتا ہے اور مخبر صادق کا مطیع و منقاد رہتا ہے۔ لیکن جب پہلی قسم کی ایمان کے نور چمکتے ہین تو دوسری قسم کے ایمان کے نور چھپ جاتے ہین۔

تنبیہ یاد رکھو کہ ایمان کے سات دورے ہین **پہلا دورہ** ایمان حقیقی ہے کہ اسے کہتے ہین کہ جس قدر شر اور برائیان بسبب طغیان قوت عاقلہ و عاملہ کے طبیعت مین ہون اونکو مٹا دینا اور رکن اسکا دو چیزین ہین ایک یہ کہ اللہ کا شریک کسی کو نہ عبادت مین کرے اور نہ استعانت مین۔ دوسری یہ کہ بری خصلتین چھوڑ دے اور عبادت پر نہایت رغبت کے ساتھ ثابت قدم رہے جب اس حالت کی اشاشت دل مین آجاتی ہے تو پھر نہین نکل سکتے اور اسی ایمان کے کچھہ اوپر ستر شعبے ہین جیسا کہ بخاری و مسلم نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے الایمان بضع وسبعون شعبة اعلیٰھا قول لا الٰہ الا اللہ وادنیٰھا اماطة الاذی عن الطریق یعنی ایمان کی کچھہ اوپر ستر شاخین ہین ان مین سے افضل لا الٰہ الا اللہ کا کہنا ہے اور کمتر ادنیٰ مین سے ہے یہ کہ راستے مین سے ایذا کی چیزین دور کرے۔ اور یہ ایمان بڑھتا بھی ہے اور گھٹتا بھی ہے **دوسرا دورہ** شرح صدر ہے اور اسکی حقیقت یہ ہے کہ نفس انسانی کا جوہر جذب الٰہی کے صدمہ کی وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے اور نشانی اسکی یہ ہے کہ دنیا کی طرف سے اعراض کرکے عاقبت کی طرف متوجہ ہونا اسکے ضمن مین بعض کو توحید محبت اور بعض کو دوام مشاہدہ میسر ہوتا ہے اور اس دورے کے تمام ہونے پر بعض ذکیون کو لطایف سنہ معلوم ہوتے ہین **تیسرا دورہ** قرب نوافل ہے

بخاریؒ نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمیشہ میرا بندہ میرا
قرب نوافل کے ساتھہ چاہتا ہے یہان تک کہ میرا محبوب ہوجاتا ہے تو مین اوسکے کان بن جاتا ہون جن سے وہ سنتا ہے
اور اوسکی آنکھین ہوجاتا ہون جن سے وہ دیکھتا ہے اور اوسکے ہاتھہ ہوجاتا ہون جن سے وہ پکڑتا ہے اور اوسکے پاؤن
بن جاتا ہون جن سے وہ چلتا ہے اور بخاری کی اس روایت کے سوا اورون نے یہ بھی روایت کیا ہے اور اوسکا دل
ہوجاتا ہون جس سے وہ سمجھتا ہے اور اوسکی زبان ہوجاتا ہون جس سے وہ کلام کرتا ہے اور اسکا بھید یہ ہے کہ نفس ناطقہ
کا جوہر ٹوٹ جاتا ہے اور یہ کئی طور پر ہوتا ہے ۱۔ اللہ تعالیٰ نفس ناطقہ مین تجلی فرمائے خارج مین متحقق ہو اور یہ مقام حضرت
غوث اعظم کا ہے ۲۔ جذب الٰہی کا ثبوت نفس کی سختی کا مقابلہ کرے یہان تک کہ اوسکو بالکل بیکار کردے سوای صورت
کے کچھہ اور اوس مین سے باقی نرہے یہ مقام خواجہ نقشبند کا ہے ۳۔ نفس کا تقرر ذات الٰہی مین نیست و نابود ہوجائے اور
یہ بات روشن ہوجائے کہ نفس کا تقرر ذات الٰہی کی شرح اور نمونہ ہے اور یہ حالت شیخ احمد ولی اللہ کو عطا ہوئی تھی اور
یہ مقام پرتو ہے حسین بن منصور حلاج کی معرفت کا اور اس مقام مین عبادت یہی ہے کہ حضوری حاصل ہوجاتی ہے اسی کا
نام تجلی ذاتی ہے **چوتھا دورہ** حکمت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا یعنی جسکو
حکمت ملی بہت خوبی ملی اور قرب وجود یہی ہے اور کنہ اسکی یہ ہے کہ بندہ اپنی اوس ہیئت پر باقی رہتا ہے جسپر اوسکا عین ثابتہ
ازل الآزال مین تھا یعنی اسکے موجود ہونے سے قبل جو علم اسکا اللہ کو تھا اور وہ صورت علمیہ اللہ سے قربت کی منزلت مین
تھی اور تمام برائیون اور گناہون سے پاک تھی سو اسی حال پر بندہ باقی رہتا ہے اس مقام مین جب بندہ پہونچ جاتا ہے
تو تمام علوم سابقہ حاصل ہوجاتے ہین اسماے الٰہی اور موجودات اور قرب باللہ اور شرع اور معاد اور عجائبات انسان
کے علوم منکشف ہوجاتے ہین اعلیٰ درجہ کی وجاہت اور شہرت عالم اور خاص مین قبولیت میسر ہوتی ہے **پانچوان
دورہ** قرب فرائض ہے۔ حدیث قدسی مین جو آیا ہے ما تقرب الی عبدی بشیٔ احب الی الخ یعنی میرے
جس بندے نے فرائض کے ذریعہ سے جو مجھکو بہت محبوب ہین میرا قرب حاصل کیا۔ اس حدیث مین اسی حدیث کی طرف
اشارہ ہے اور کنہ اسکی حق کا بندے کے عین ثابتہ مین تجلی وجوبی کے ساتھہ جو خارج مین متحقق ہے ظہور فرمانا ہے اس مقام
مین بندے کا دل اور بدن دونون طاعت الٰہی کے لئے مستعد ہوتے ہین خیال غیر جاتا رہتا ہے اور یہ لوگون کو
یہی مقام قرب الٰہی کے راستے دکھاتا ہے اللہ کے سوا دوسرون کی عبادت کرنے سے اونکو روکتا ہے اور کسی کے ساتھہ
رابطہ محبت باقی نہین رہتا مگر اللہ کے واسطے لوگون سے محبت رکھتا ہے دنیاوی کامون اور غرضون کے لئے لوگون سے
غرض نہین رکھتا یہ مقام مرزا مظہر صاحب کا ہے **چھٹا دورہ** قرب ملکوت ہے اور ماہیت اس دورہ کی یہ ہے
کہ وہ مقام صادق آجائے جسنے اوس کے سینہ سے طلوع کیا ہے یعنی تجلی الٰہی کہ اوسکے عین ثابتہ مین متحقق ہوئی ہے اون اسماء
کے ساتھہ متحقق ہوئی ہے جنہون نے ملائکہ مقربین و انبیاء مرسلین کے سینون سے طلوع کیا ہے اور اون کے انوار و کمالات

تنبیہ

اوسکے اندر ظاہر ہوئے ہین یہہ جو ابوہریرہؓ سے مسلم نے روایت کی ہے اذا احب اللہ عبدا دعا جبریل فقال انی احب
فلانا فاحبہ الحدیث یعنی جب اللہ اپنے کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو پکارتا ہے جبریل کو اور فرماتا ہے کہ تحقیق
مین دوست رکھتا ہون فلان شخص کو تو بھی اوسکو دوست رکھ اسی دورے کی طرف اشارہ ہے **ساتوان دورہ**
کمال ہے حدیث شریف مین جو آیا ہے کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الا مریم بنت عمران واسیۃ امرأۃ
فرعون وخدیجۃ بنت خویلد وفاطمۃ بنت محمد (تیسیر الوصول جلد دوم قسم ثانی ذکر خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ
عنہا) یعنی مردون مین سے کامل بہت ہوئے عورتون مین سے کوئی کامل نہین ہوئی سوا ان چار کے ۱ بی بی مریم ۲ آسیہ
زوجہ فرعون ۳ بی بی خدیجہؓ ۴ بی بی فاطمہؓ اسی طرف اشارہ ہے اور ماہیت اس دورے کی یہ ہے کہ بندہ اون
صفات کے ساتھ متحد ہو جاے جو آدمیون مین پیدا ہوئے ہین اور زبان حال کے ساتھ خدا اور رسول کی طرف متوجہ ہوا دیکھے
دورہ کمال گویا اون چھ دورون کا مجموعہ ہے کہ سب ملکر یہ کمال بندہ کو ہاتھ آیا ہے اور صورت مقدسہ اوسپر فائض
ہوئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدا و انتہا اسی دورے مین ستھی اور اس دورے کی یہ خاصیت ہے کہ جو شخص
اس دورے مین داخل ہو جاتا ہے وہ حقانیت کا لباس پہن لیتا ہے یعنی اوسکے سارے قوی و طبعات فانی ہو جاتے
ہین اور تمام صفات حق کا ظہور ہو جاتا ہے اوسکی ذات کی سب نسبتین باقی رہتی ہین اوسمین اللہ ہی اللہ کا ظہور
ہوتا ہے کہ اوس کے ساتھ دوستی مین اللہ کے دوستی اور اوس کے ساتھ دشمنی مین اللہ کے ساتھ دشمنی ہوتی ہے
اور اوس کو اللہ کہتے ہین ولما ابتدأت بناھذہ الدورۃ وانا جالس بعد العصر کانہ طلب منی
الناس حتی صرت مجردا عریانا ثم حضر تجلی من تجلیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام
(۲) والبست لباس الحقانیۃ فضاقت الغیبۃ وقالت حی حی ثم اطرأت فکان
صدر الحقانیۃ مجملا ثم افیض الوابل المستدل بمرور غیثی وعن یمینی وعن شمالی وعن
حیث ما کان الا الدین عن نفسہ وما اقت الصمل ورعن وصفہ والحمد للہ رب العالمین انتہی
یہ دورہ شروع ہوا اوس وقت مین بیٹھا ہوا تھا عصر کا وقت گذر چکا تھا مجھے یہ معلوم ہوا کہ گویا میرا
لباس اوتر گیا اور مین ننگا ہو گیا پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلیات مین سے ایک تجلی آئی اور میری ہستی جاتی
رہی اور مین نے حقانیت کا لباس پہن لیا اس سے میری جان تنگی مین پڑ گئی اور کہنے لگی ہے ہے حق
حق پھر مجھے اطمینان حاصل ہو گیا تو حقانیت کا فیض مجملاً پہنچا تھا بعد اسکے فیض کی جھڑی بندھ گئی کہ ہر ایک
طرف سے فیض پہنچنے لگا اور اس فیض کے مال اور وصف کا بیان کسی دل و زبان سے ممکن نہین ہے اور یہ کمال
اوسی شخص کو حاصل ہو سکتا ہے جو ظاہر و باطن مین رسول کا نہایت متبع ہو +

کبھی اللہ اپنے کسی دوست سے وعدہ کرتا ہے اور پھر اوس وعدہ کو پورا نہین کرتا

Marfat.com

کبھی وعدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کسی اہل اللہ سے پھر نہین ظاہر کرتا اوس کام کو اوس وعدہ کے موجب باوجودیکہ الہام الٰہی
حق ہے تو یہ بات اکثر لوگون کو تعجب مین ڈالتی ہے اور اس تعجب کے دفع کرنیمین مشائخ نے کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ اکثر
اوقات لطف الٰہی اس بندے پر ہوتا ہے کہ ایک اچھا وعدہ کرتا ہے جس سے اسے رغبت ہے اوس کا انتظار کرتا ہے پھر
وہ وعدہ وفا نہین ہوتا تو یہ بندہ محنت کی محبت سے ترقی کرکے منعم کی محبت اختیار کرتا اور افعال کی حب کو چھوڑکر ذات و صفات
کی حب کی طرف مائل ہوتا ہے غرضکہ وعدہ وفا نکرنا عیب نہین ہے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ ہر عیب سے واجب ہے کیونکہ اکثر وفا نکرنا
بخل و غرور و فریب ہوتا ہے اور یہ عیب ہے اور اللہ تعالیٰ عیب سے پاک ہے اور بندہ پر جب لطف منظور ہوتا ہے اور اوسکی
ترقی خداے پاک چاہتا ہے تو ایسا کرتا ہے پس اللہ کی طرف سے وعدہ وفا نہونا بندے کے تقرب و ترقی کا سبب ہے
تو یہ صفت کمال ہوئی اور اسکے لئے بہت سی نظیرین موجود ہین اون مین سے ایک نظیر یہ ہے کہ کسی لفظ کو عبارت مین
اوسکے محل کے واسطے ضرورت رعایت قافیہ کے مقدم و مؤخر کردیا جاتا ہے اسی طرح جب کسی لفظ کے حقیقی معنی لینے مین
خوبی اور عمدگی نہین ہوتی تو اوسکی جگہ مجاز کو استعمال کرتے ہین پس ہم اگر دونون باتون کو قرآن شریف کی عبارت
مین باوجود اون باتون کو اضطرار اور عدم قدرت پر حمل کرین تو یہ عیب ہے اور اگر ہم یہ کہین کہ قرآن شریف لغت
قریش مین نازل ہوا ہے اور اونکے محاورہ مین تقدیم و تاخیر بسبب رعایت قافیہ دنا و امثالہ جائز ہے یا مجاز کو کسی
کے لیے استعمال کرتے ہین اور قرآن لغت قریش مین نہایت فصاحت و بلاغت کے درجہ پر نازل ہوا ہے اور یہ باتین
اوس مین محاورہ کی مناسبت کی وجہ سے کی گئی ہین اضطرار کی وجہ سے نہین بلکہ اون باتون کے
لغت مین جیسے وہ جانتے ہین تاکہ اونمین غور کرین جس قدر غور کرنے کا حق ہے تو یہ صفت کمال ہے غرضکہ شارع
نے یون توجیہ کی ہے +

سلسلۂ پیران طریقت کے جدا جدا ہونے کا سبب

یاد رکھو کہ پیران طریقت بطور مجتہدان شریعت کے ہین یعنی جیسے مقصود اصلی مجتہدان شریعت کا قرآن و حدیث سے
شریعت کا نکالنا ہے جس مین لوگ حلال و حرام اور نیک و بد سے واقف ہوین اور ہر ایک کا طریقہ احکام نکالنے کا
اور فہم جدا جدا اون کے زمانے کے لوگ جدے ہین اس سبب سے اختلاف واقع ہوا اور فی الحقیقت اختلاف
ایسے ہی پیران طریقت کا مقصود اصلی تحصیل محبت اور وصول الی اللہ اور طریقہ اوسکا
اوس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کیا ہے پس ہر ایک نے مطابق حال
متوجہ ہوا اور جو نسبت اوسپر وارد ہوئی اوسی کو طریقہ تصور کیا نسبت اور رسول کی تعلیم کے شروع کیا اسی
وجہ سے طریقے پیران طریقت کے مختلف ہوئے اور یہ اختلاف [illegible] اوسکی طرف [illegible]

اوس مین کہتے ہین الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلق۔ یعنی طریقے اللہ کی طرف پہونچنے کے اتنے ہین جتنی خلق کی سانسین ہین۔ یہ ۱۴ طریقے جنہین ۱۴ خانوادے بہی کہتے ہین اصل سب طریقون کی ہین۔ مناقب الاولیا مین کہا ہے کہ حسن بصریؒ ان چودہ خانوادون کے پیر ہین اس لئے کہ حبیب عجمی اور عبدالواحد بن زید دونون اونکے خلیفہ ہین سو نو خانوادے حبیب سے توسل رکہتے ہین اور پانچ عبدالواحد سے اور مالکؒ دینار بہی اون کے خلیفہ ہین۔

تنبیہ نسبت دو طور پر ہوتی ہے ۱ نسبت صحبت کی کہ مِن وَعَن عالم شہادت مین ثابت ہوتی ہے ۲ نسبت اویسیت کی اور یہ روحی فیض ہوتا ہے اور اویسیت کی نسبت بہی قوی اور صحیح ہے ایسے شخص کو اویسی کہتے ہین جیسے شیخ علی فارمدی کو بہت سے مشایخ سے نسبت صحبت حاصل ہے جن مین سے دو بہت بڑے کامل ہین ایک ابوالقاسم قشیری رسالہ قشیریہ کے مصنف اور دوسرے ابوالقاسم گرگانی اور شیخ علی فارمدی کو روحی فیض ابوالحسن خرقانی سے ہے اور اون کو بایزید بسطامی کی روحانیت سے اور اونکو امام جعفر صادق کی روحانیت سے تربیت ہے چنانچہ رسالہ قدسیہ مین خواجہ محمد پارسا نے ذکر کیا ہے۔

(۱) **خانوادہ زیدیان** - یہ طریقہ خواجہ عبدالواحد بن زید سے نکلا ہے یہ بزرگ حسن بصری کے خلیفہ تہے اور حضرت کمیل بن زیاد مرید امیر المومنین حضرت علیؓ سے تربیت اور خرقۂ خلافت پایا تہا یہ خواجہ کمیل اور حسن بصری اون چار بزرگون مین سے ہین جو چار پیر کہلاتے ہین اور باقی دو پیر حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام ہین۔

(۲) **خانوادۂ عیاضیان** - یہ خانوادہ خواجہ فضیل بن عیاض خلیفہ خواجہ عبدالواحد کی طرف منسوب ہے۔

(۳) **خانوادہ ادہمیان** - اس خانوادہ کے مربی ابراہیم ادہم مرید خواجہ فضیل عیاض ہین جنہین سید الطائفہ جنید بغدادی مفاتیح القلوب کہتے تہے اور امام ابوحنیفہ مولانا و سیدنا ابراہیم کہا کرتے تہے لوگون نے اون سے کہا کہ آپ جب ہمیشہ حق کے ساتہ مشغول رہتے ہین تو حدیث کیون نہین پڑہا کرتے جواب دیا کہ صرف ایک اس حدیث سے ابہی تک فارغ نہین ہوا ہون ترک الدنیا رأس کل عبادۃ مگر یہ حدیث ان الفاظ کے ساتہ کتب احادیث مین مروی نہین ہے شاید بالمعنی آئی ہو حذیفہ مرعشی انکے خلیفہ تہے۔

(۴) **خانوادۂ ہبیریان** - اسکے منشا خواجہ ہبیرۃ البصری ہین جو مرید اور خلیفہ حذیفہ مرعشی کے تہے۔

(۵) **خانوادۂ چشتیان** - یہ خانوادہ خواجہ علو ممشاد دینوری چشتی سے ملتا ہے اور خواجہ علو ممشاد دینوری کو رتبہ خواجہ ہبیرۃ البصری سے پہونچا ہے۔ دینور کے رہنے والے تہے۔ بغداد مین نشو و نما پایا نام ان کا خواجہ علو تہا اور لقب کریم الدین تہا۔ اقتباس الانوار مین لکہا ہے کہ ممشاد دینوری اور خواجہ علو ممشاد دینوری ایک ہین اور مرآۃ الاسرار مین دونو کو علیحدہ علیحدہ لکہا ہے اور انتباہ مین کہا ہے کہ مشایخ چشتیہ کے شجرون مین شیخ علو ممشاد دینوری لکہتے ہین اور اوسکا مقتضی یہ ہے کہ شیخ ممشاد و شیخ علو ایک شخص ہو اور بعضون

کے کلام سے ظاہر ہے کہ اس سلسلہ مین شیخ علو ہے اور وہ ممشاد سے جدا ہین علو بکسر عین مہملہ و سکون لام ہے ابتدا اس
خانوادہ کی خواجہ ابو اسحاق سے ہے جو علو دینوری کے خلیفہ تھے جب ملک شام سے خواجہ ابو اسحاق اپنے پیر کی خدمت مین
مرید ہونے کی غرض سے حاضر ہوئے تو اونہون نے دریافت کیا کہ تمہارا کیا نام ہے عرض کیا ابو اسحاق شامی حضرت علو دینوری
نے فرمایا کہ آج سے تمکو چشتی کہا کرینگے تم چشت کے خواجہ ہو پھر مرید کرکے اور خرقہ خلافت دیکر چشت مین رہنے کا حکم دیا یہ
قصبہ چشت مین جاکر رہے جو دو منزل ہرات سے درہ کوہ مین واقع ہے اور اب اوسکو شاقلان کہتے ہین اور خواجہ
ابو احمد ابدال نے کہ مشایخ چشت کے سرخیل ہین اون سے صحبت اور تربیت حاصل کی اور ہندوستان مین طریقہ
چشتیہ کے امام خواجہ بزرگ سید معین الدین بن سید غیاث الدین حسنی حسینی سنجری ہین یہ اول اون اولیاء اللہ مین سے
ہین جنہون نے اقلیم ہند مین سلسلہ ولایت قایم کیا بزرگان چشت کا ولایت ہند کی گردن پر بڑا حق ہے اس لیے
کہ سلطان محمود غزنوی نے حضرات چشتیہ ہی کی ہمت بندھانے سے ہندوستان پر غزا کرنے کی کمر ہمت باندھی تھی اور
غزاے سومنات مین خواجہ محمد بن خواجہ ابو احمد چشتی بنفس نفیس سلطان کے ساتھ ہندوستان کو آئے خواجہ معین الدین
سنہ ۵۸۳ھ مین اجمیر مین پرتھی راج کے عہد مین آئے تھے اور اونہین کی بددعا کی وجہ سے سلطان شہاب الدین غوری
کے ہاتھ سے پرتھی راج شکست پاکر اسیر ہوا اور اس زمانہ سے اسلام نے ہندوستان مین استحکام پایا اور کفر کی جڑ
اوکھڑنے لگی اس لیے حضرت خواجہ کو ساتوین صدی کا مجدد کہتے ہین - خواجہ صاحب کو خواجہ عثمان ہارونی سے بیعت
تھی اور اونکو حاجی شریف زندنی سے اونکو خواجہ قطب الدین مودود چشتی سے اون کو اپنے والد خواجہ یوسف بن محمد
بن سمعان چشتی سے اون کو اپنے ماموں خواجہ محمد چشتی سے اونکو اپنے والد خواجہ ابو احمد ابدال چشتی سے اون کو خواجہ ابو
اسحاق شامی سے اور خواجہ صاحب کو سنجری اس لیے کہتے ہین کہ سیستان کے رہنے والے تھے سنجری بکسر سین مہملہ و
سکون جیم و راے معجمہ منسوب ہے سجستان کی طرف جو معرب ہے سیستان کا - شفاء العلیل مین لکھا ہے چشتیون کے یہان
ایک نماز ہے جسکو صلوٰۃ المعکوس کہتے ہین ہمنے سنت مصطفویہ اور اقوال فقہا سے ایسی اصل اوسکی نہین پائی جس سے ہم
اوسکی تقویت کرین اسی لیے ہمنے اوسکو ذکر نہین کیا اور علم اوسکے جواز اور عدم جواز کا خدا کے نزدیک ہے چشتیہ کے
یہان ایک اور نماز ہے کہ اوسکو صلوٰۃ کن فیکون کہتے ہین اس لیے کہ مطلب برآری مین اوسکی تاثیر نہایت جلد اور قوی
ہے اور اوسکی ترکیب یہ ہے کہ جسکو سخت حاجت پیش آوے تو چاہیے کہ چارشنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کی راتون
دو رکعتین ادا کرے پہلی رکعت مین سورۂ فاتحہ ایکبار اور قل ہو اللہ سو بار پڑھے اور دوسری رکعت مین سورۂ فاتحہ
ہو اللہ ایکبار اور سو بار یون کہے اے دشواریون آسان کرنے والے اور سو بار یون کہے [illegible]
کرنے والے اور سو بار استغفار کرے اور [illegible] اے حضور قلب پھر جب سحری
رات ہو تو بھی یہی کرے جو مذکور ہوا پھر کپڑے یا ٹوپی کو سر سے اوتارے اور اپنی آستین کو گردن مین ڈالے اور روئے

Marfat.com

اور حق تعالیٰ سے دعا کرے پچاس بار تو بالضرور انشاء اللہ دعا اوسکی مستجاب ہوگی۔ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے حاشیہ مین فرمایا ہے کہ بعضے ناواقفون نے اعتراض کیا ہے کہ آستین گردن مین ڈالنا کیونکر جایز ہوگا حالانکہ ادعیہ ماثورہ مین یہ ثابت نہین ہم جواب دیتے ہین کہ چادر کا الٹنا پلٹنا نماز استسقا مین رسول علیہ السلام سے ثابت ہے تاکہ حال عالم کا بدل جاوے تو اسی طرح آستین گردن مین ڈالنا امر مخفی کے اظہار کے واسطے یعنی تضرع کے یا اظہار گریہ حال کے حصول مقصود سے کیونکر ناجایز ہوگا +

(۶) **خانوادۂ عجمیان** - یہ خواجہ حبیب عجمی سے ملتا ہے جو خواجہ حسن بصری کے خلیفہ تھے۔

(۷) **خانوادۂ طیفوریان** - یہ بایزید بسطامی سے ملتا ہے جن کا نام طیفور ہے ابو یزید بسطامی اصحاب رائے یعنی قیاس و اجتہاد مین سے تھے مگر اس وجہ سے کہ اونپر دروازہ ولایت کھل گیا اوسمین مذہب چھپ گیا امام جعفر صادق کے خادم تھے شیخ الاسلام ابو اسمٰعیل انصاری ہروی نے کہا ہے کہ بایزید پر ڈھیرون جھوٹ باندھا ہے ایک یہ کہ مین آسمان پر چڑھا عرش پر ٹھہرا۔

(۸) **خانوادۂ کرخیان** جو خواجہ معروف کرخی سے ملتا ہے معروف کرخی کا شمار صوفیہ کے اول طبقہ مین ہے سنہ دو سو مین انتقال کیا ہے۔ نواب صدیق حسن خان نے تقصار مین سعدی کا یہ شعر لکھا ہے ؎ شنیدم کہ در کرخ تربت بسے ست + بجز گور معروف معروف نیست + پھر کہا ہے اما جامی قبر او در بغداد نوشتہ مین کہتا ہون کہ کرخ بغداد کا ایک محلہ ہے کوئی بغداد سے علیحدہ بستی نہین معروف نے بہت سے پیرون سے فیض حاصل کیا ہے اون مین سے اعلیٰ درجہ کے دو شخص ہین ایک امام علی بن موسیٰ رضا علیہما السلام دوسرے داؤد طائی جنید کہ ۱۶۵ھ مین انتقال ہوا داؤد طائی نے حبیب عجمی کی صحبت پائی تھی اور حبیب نے حسن بصری کی اور حسن بصری نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اوٹھائی تھی جن مین سے ایک انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین +

(۹) **خانوادۂ سقطیان** جو خواجہ سری سقطی مرید و خلیفہ معروف کرخی سے ملتا ہے۔

(۱۰) **خانوادۂ جنیدیان** جسکے سر حلقہ جنید بغدادی ہین جو اپنے ماموں سری سقطی کے مرید تھے۔

(۱۱) **خانوادۂ گازرونیان** - جو خواجہ ابو اسحاق گازرونی سے ملتا ہے اور یہ مرید و خلیفہ عبداللہ خفیف کے تھے اور وہ خواجہ محمد رویم کے مرید و خلیفہ تھے اور وہ خواجہ جنید بغدادی کے۔

(۱۲) **خانوادۂ طوسیان** - یہ خانوادہ علاء الدین طوسی کی طرف منسوب ہے کہ شیخ وجیہ الدین ابو حفص بن مکرم بن عمویہ کے مرید تھے +

(۱۳) **خانوادۂ سہروردیان** یہ خانوادہ ضیاء الدین ابو نجیب عبدالقادر سہروردی مؤلف کتاب

Marfat.com

آداب المریدین سے شروع ہوا ہے یہ مرید شیخ وجیہ الدین ابوحفص کے تھے جو چار واسطہ سے جنید کے مرید ہین اور شیخ ابونجیب شیخ احمد غزالی سے بھی خرقہ خلافت رکھتے تھے جو پانچ واسطہ سے ابوحفص عمر بن محمد عبری کے مرید ہین شیخ ابونجیب کا انتقال ۵۶۳ھ مین ہوا ہے شیخ شہاب الدین سہروردی ان کے بھتیجے اور مرید تھے اور فرقۂ سہروردیہ کا طریق ہندوستان مین مخدوم بہاء الدین زکریا مرید حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی جہت سے شائع ہوا ہے اور خراسان مین شیخ نجیب الدین علی بن بزغش (بضم بائے موحدہ وسکون زائے معجمہ وضم غین معجمہ وسکون شین معجمہ) مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کی جہت سے پھیلا ہے عوارف المعارف ورشف النصائح واعلام التقی وغیرہ شیخ شہاب الدین کی تصنیفات سے ہین اور اوراد واشغال واعمال اس طریقہ کے عوارف المعارف مین لکھے ہوئے ہین اور کتاب الوصایا القدسیہ مؤلفہ شیخ زین الدین خوافی مین بعض آداب اس طریقہ کے مذکور ہین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے اون کے حق مین فرمایا تھا انت آخر المشہورین بالعراق تصوف مین عوارف بھی نہایت عمدہ کتاب ہے شیخ سعدی شیرازی ان کے مرید تھے ان کے حق مین کہتے ہین۔

مرا پیر دانائے مرشد شہاب — دو اندرز فرمود بر روئے آب

یکے آنکہ بر خویش خود بین مباش — دگر آنکہ بر غیر بدبین مباش

سعد الدین حموی سے کسی نے پوچھا کہ ابن عربی کو کس طرح پایا کہا کہ بحر مواج ہے اسکی انتہا نہین پھر سائل نے کہا سہروردی کو کیسا پایا جواب دیا کہ نور متابعت حضرت رسالت پناہ سہروردی کی پیشانی مین چمکتا ہے ان کا انتقال ۶۳۲ھ مین ہوا تھا اور شہاب الدین مقتول سہروردی اور ہین اور یہ مولانا شمس الدین تبریزی کے مرید تھے حکمت مشائیان واشراقیان مین متبحر تھے جب حلب مین پہونچے تو ملک ظاہر بن ملک صلاح الدین ان کے معتقد ہو گئے اس بات سے فقہا کو حسد پیدا ہوا اور اون کے خلل عقیدے پر فتوی دیکر ۵۸۶ھ یا ۵۸۷ھ یا ۵۸۹ھ مین قتل کرا دیا۔

(۱۴) خانوادۂ فردوسیان یہ خانوادہ شیخ نجم الدین کبریٰ کی طرف مشہور ہے جو شیخ وجیہ الدین کے اشارہ سے ابونجیب سہروردی کے مرید ہوئے اور اونہین سے خرقۂ خلافت پہنا شیخ نے فرمایا کہ تم مشائخ فردوس ہو اوس دن سے خانوادۂ فردوسیان پیدا ہوا۔ یہ بیان مطابق انوار العارفین کے ہے اور تاریخ سرجان مالکم مین بھی مذکور ہے کہ فردوسیہ مریدان نجم الدین فردوسی ست واو خلیفۂ ابونجیب سہروردی ست۔ اور انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین لکھا ہے کہ شیخ معتقد نجم الحق والدین ابوالجناب احمد بن عمر بن محمد خوارزمی خیوقی معروف بالکبریٰ مشہور ولی تراش دو جہتون سے سلسلہ تصوف مین خلافت حاصل ہے ایک تو اونہون نے شیخ عمار بن یاسر کی صحبت پائی اور اون سے تصوف کو حاصل کیا اونہون نے شیخ ابونجیب عبدالقاہر بن عبداللہ سہروردی سے کہ ممشاد دینوری مرید جنید بغدادی تک یہ سلسلہ پہونچتا ہے اور دوسری جہت سے یہ کہ اونہون نے صحبت پائی اور اصل خرقہ پہنا اور طریقہ

Marfat.com

عاسل کیا شیخ اسمٰعیل قصری مرید محمد بن مالکیل سے (بہ سکون لام وکسر کاف وسکون یاے تحتانی اور بعض نسخون مین بجاے لام اول نون ہے) جن کا سلسلہ شیخ کمیل بن زیاد تک پہونچتا ہے اور خرقہ اصل سے مراد یہ ہے کہ تبرک کی جہت سے نہ علوم ظاہری مین محی السنۃ کے شاگرد رشید تھے اور طلب علم کے زمانہ مین جسکے ساتھ مناظرہ کرتے اوسپر غالب آتے اس لئے لوگ اونکو خاصۂ کبری کہنے لگے جسکے معنی بڑی آفت کے ہین اور یہ نسب اس آیت سے ماخوذ ہے فاذا جاءت الطامۃ الکبریٰ پر لفظ طامہ تو گیا اور فقط کبری رہگیا اور ان کے طریقہ کو **کبرویہ** کہا کرتے ہین اور ولی تراش اس لئے انکا نام ہے کہ غلبۂ حال مین سب پر زور ڈالنے والی ہوجاتا۔ ابوالجناب نون کی تشدید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو خطاب دیا تھا اس طریقے کے شعبے بہت ہین اون مین سے بہت مشہور ترکستان و کشمیر وغیرہ مین سید علی ہمدانی کا شعبہ ہے اور بہت نادر اوسکا خرقہ کبرویہ نوربخشیہ کی جہت سے ہے شیخ کے مرید بہت تھے مگر اون مین سے چند مرید یگانۂ عصر گذرے ہین جیسے شیخ مجدالدین ابن ادمی۔ شیخ سعدالدین حموی شیخ بابا کمال جندی و شیخ رضی الدین علی لالا و شیخ سیف الدین باخرزی و شیخ نجم الدین رازی و شیخ جمال الدین گیلی۔ ان خانوادون سے چالیس اور خانوادے پیدا ہوگئے ہین اون مین سے جسقدر مشہور ہین وہ بیان ہوتے ہین۔

(۱) **خانوادہ قادریہ غوثیہ** یہ خانوادہ حضرت شیخ الاسلام محی الدین ابومحمد عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی کی طرف منسوب ہے اور طریقہ قادریہ کے بہت سے شعبے ہین اور بہت یکا طریقہ اہل حدیث کے نزدیک شعبہ اکبریہ ہے شیخ محی الدین ابن عربی کی جہت سے اور عوام مین بہت مشہور شعبہ جیلانیہ ہے سادات جیلان کی جہت سے اور یمن مین بہت مشہور طریقہ قادریہ کا شعبہ سہروردیہ ہے اور کتاب غنیۃ الطالبین و فتوح الغیب و مجالس ستین مین اصل طریقہ انکا مفصل مذکور ہے اور مجالس ستین حضرت شیخ جیلانی کے ملفوظات ہین اور حضرت شیخ اپنے وقت کے مجدد تھے چنانچہ ابن رجب حنبلی کے طبقات مین سنہ نوسو کے اخیر تک کے مجتہدین و مجددین مثل ابن تیمیہ و حافظ ابن القیم اور ابن قدامہ مقدسی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ کا ذکر بہت بسط کے ساتھ لکھا ہے۔ اور حضرت غوث اعظم کو طریقہ ابوسعید مخرمی (بضم میم و تشدید راے مہملہ) سے ملا ہے اونکو ابوالحسن قرشی سے اون کو ابوالفرج طرطوسی سے اون کو ابوالفضل عبدالواحد تمیمی سے اونکو اپنے باپ شیخ عبدالعزیز تمیمی سے اون کو ابوبکر شبلی سے اور اونکو جنید بغدادی سے اور جو بعضے شجرہ نویس حضرت غوث اعظم کے لئے سلسلہ نسب کا ثابت کرتے ہین اوس مین بقول مؤلف انباء جاے گفتگو ہے اس لئے کہ کوئی ایسا قرینہ نہین پایا جاتا کہ باطن کی تربیت اس سلسلہ مین ہوئی ہو۔

(۲) **خانوادہ یسویہ** اس خانوادے کی ابتدا حضرت خواجہ احمد یسوی پیر ترکستان سے ہے جو خواجہ ابوعلی فارمدی کے خلیفہ سوم ہین جن کا سلسلہ جنید بغدادی تک پہونچتا ہے۔ رشحات مین لکھا ہے کہ ترک انکو اتالیسوی کہا کرتے تھے یسی ایک شہر ہے ترکستان مین اوس کے باشندے ہین۔

Marfat.com

(۳) **خانوادۂ نقشبندیہ**۔ اسکا ظہور خواجہ بہاء الدین نقشبند محمد بن محمد بخاری سے ہوا اون کے پیر محمد بابا سماسی ہین اور خواجہ نقشبند محمد بابا سماسی کے خلیفہ میر سید محمد کلال کی صحبت مین رہے ہین اور خواجہ محمد بابا سماسی کے پیر خواجہ علی رامیتنی ہین جنکا لقب اس سلسلہ مین عزیزان ہے اون کے پیر خواجہ محمود ابو الخیر فغنوی اور اون کے پیر خواجہ ریوگری اور اون کے پیر خواجہ عبد الخالق غجدانی ہین اور اون کے پیر خواجہ یوسف ہمدانی ہین اور اون کے پیر خواجہ علی فارمدی ہین اگرچہ کئی واسطہ سے جنید بغدادی کے مرید ہین عبد الخالق غجدانی کے وصایا مشہور ہین جنپر شیخ غوث اللہ آبادی نے شرح لکھی ہے ۷۹۱ھ مین خواجہ نقشبند کا انتقال ہوا تھا خواجہ محمد پارسا و یعقوب چرخی اون کے خلفا مین سے ہین۔ طریقہ نقشبندیہ مطابق کتاب و سنت کے ہے جنکا ثبوت قطعی ہے اور جو کچھ منطبق قطعی پر ہو وہ بھی قطعی ہے پس یہ طریقہ قطعی ہے۔ یہ طریقہ قرن اولی کے مشابہ ہے کہ جس مین بالکل تصرف نہین ہوا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت مجدد نے فرمایا ہے کہ قیامت تک ہمارا طریقہ رہے گا بشرطیکہ اوس مین کوئی بدعت کی بات مل نہ جائے مولوی روم فرماتے ہین

؎ تو نقش نقشبندان را چہ دانی + تو شکل پیکر و جان را چہ دانی + ہنوز از کفر و ایمانت خبر نیست + حقائقہای ایمان را چہ دانی

مولوی جامی رح ؎ قدر دل و گل بادہ پرستان دانند + نے خود منش و تنگدستان دانند + از نقش تو ان لبہوسے بے نقش شدن + این نقش غریب نقشبندان دانند + طریقہ نقشبندیہ کے بھی بہت سے شعبے ہین ہندوستان مین دو جہت شائع ہین ایک تو خواجہ محمد باقی کی جہت سے اور دوسرا میر ابو العلی اکبر آبادی کی جہت سے اور ماوراء النہر مین مخدوم اعظم مولانا خواجگی کی جہت سے مشہور ہے اور ان سب مین بہت مشہور بموجب تصوف کے رسالون کے اور اشغال قوم کے بیان مین شعبہ جامیہ ہے اور پھر خواجہ محمد باقی کی جہت سے بہت سے شعبے ہین اون مین سے دو شعبے بہت مشہور ہین ایک شعبہ شیخ محمد معصوم خلف شیخ احمد سرہندی کا جو اپنے باپ سے بیعت رکھتے تھے اور دوسرا شیخ آدم بنوری خلیفہ شیخ احمد سرہندی سے جو خواجہ محمد باقی کے مرید و خلیفہ تھے اور ان دونون شعبون مین ایسے اشغال ہین جو مقتدین کے طریقے مین نہ تھے۔ شیخ تاج الدین سنبھلی خلیفہ خواجہ محمد باقی کا ایک رسالہ ہے مختصر اشغال نقشبندیہ مین اوسمین لکھا ہے کہ حضرات نقشبندیہ کا عقیدہ وہی ہے جو عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ہے اور طریقہ اون کا یہ ہے کہ ہمیشہ عبودیت مین رہین جو بغیر ادائے عبادات کے متصور نہین اور وہ عبارت ہے اس سے کہ ہمیشہ حق تعالی کے خیال مین رہنے سے غیر کا شعور بالکل جاتا رہے بلکہ اس بات کا بھی ذہول ہو جائے کہ مجھکو وجود حق کے ساتھ حضوری حاصل ہے۔ اور یہ سعادت عظمی جذبۂ الہی کے حاصل نہین ہو سکتی اور طریق جذبہ مین کوئی بہت قوی سبب نہین سوا ایسے شخص کی صحبت کے جو جذبہ کے ہو شیخ ابو علی دقاق نے کہا ہے کہ درخت خود بخود اگتا ہے اوس سے پھل نہین حاصل ہوتا اور یہ اوس تربیت کا ثمرہ ہے تو اوس مین لذت نہین ہوتی اور سنت الہی اس بات پر جاری ہے کہ ہر ایک کام کسی سبب کے ذریعہ سے ہو تو جیسے ظاہر تناسل بے ماں اور باپ کے نہین حاصل ہوتا اسی طرح توالد معنوی کا حاصل ہونا بغیر مرشد کے مشکل ہے۔ اور طریقہ وصول الی اللہ

کے بطور حضرات نقشبندیہ کے تین ہین **پہلا طریقہ** ذکر ہے اور **دوسرا طریقہ** وصول کے سبب اور معرفت کے حصول مین بہت آسان اور بہت قریب ہے اور توجہ اور مراقبہ ہے اور **تیسرا طریقہ** صحبت ہے اوس شیخ سے جو مشاہدہ کے مقام کو پہونچا ہوا ہے اور تجلیات ذاتیہ سے متحقق ہوا ہے اور مشایخ نقشبندیہ کی چند اصطلاحات ہین جن پر نقشبندون کے طریقے کی بنا ہے بعضے کلمون مین تو اون کے اشغال کی طرف اشارہ ہے اور بعضون مین اون کی تاثیر کی شرطون کی جانب اشارہ ہے اور وہ یہ ہین ۱ ہوش در دم ۔ ۲ ۔ نظر بر قدم ۔ ۳ ۔ سفر در وطن ۴ ۔ خلوت در انجمن ۵ ۔ یاد کرد ۔ ۶ بازگشت ۔ ۷ نگہداشت ۸ یادداشت ۔ یہ آٹھ کلمے خواجہ عبد الخالق غجدوانی سے منقول ہین اور اون کے بعد تین اصطلاحین خواجہ نقشبند سے مروی ہین ۱ وقوف زمانی ۲ وقوف قلبی ۳ وقوف عددی ۔

ہوش در دم کے معنی یہ ہین کہ ہر سانس کے ساتھ بیدار اور ہوشیار رہے خیال رکھے کہ نہ غفلت سے کوئی سانس داخل ہو اور نہ غفلت سے کوئی سانس نکلے ۔

نظر بر قدم سے یہ مراد ہے کہ سالک کو چاہیئے کہ اوسکی نظر قدم پر ہو شہر مین چلے پھرے یا جنگل مین پھرے اسلئے کہ اوسکی نظر متفرق نہو جائے اور جسے نہ دیکھنا چاہیے اوسے نہ دیکھے اس لئے کہ نقوش مختلفہ کا دیکھنا اور تعجب انگیز رنگون پر نظر کرنا سالک کی حالت کو بگاڑ دیتا ہے اور اوس سے روکتا ہے جس کی وہ طلب مین ہے اور نظر ہی کے حکم مین ہے لوگون کی آواز اور اون کی باتون کی طرف کان لگانا اور یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ سالک کی نظر اول ہی مرتبہ سلوک کی انتہا پر ہو یعنی فقط حضرت ذات کی طرف اوسکی نظر ہو اور احتمال ہے کہ مراد اس سے یہ معنی ہو جو شیخ ادہم نے فرمایا ہے ادب المسافر ان لا یجاوز ہمتہ قدمہ یعنی مسافر کا ادب یہ ہے کہ اوسکی ہمت کا قدم پیچھے نہ پڑے ۔

سفر در وطن کا مطلب یہ ہے کہ سالک اپنی طبیعت بشری مین سے سفر کرے یعنی بری صفتون کو چھوڑ کر اچھی اختیار کرے اور بعضون نے کہا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ غیب کو شہادت مین دیکھے ۔

خلوت در انجمن اسے کہتے ہین کہ سالک بظاہر خلقت کے ساتھ ہو اور باطن مین خالق کے ساتھ ہاتھ کام مین اور دل حق کی طرف رجوع ہو ۔ بزرگون نے کہا ہے کہ اس طریقہ مین جمعیت ہے مجلس مین اور تفرقہ ہے خلوت مین ۔

یاد کرد سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ اوس ذکر کی تکرار رکھے جسکو مرشد سے سیکھا ہے یہان تک کہ حق جل شانہ کی حضوری حاصل ہو جائے ۔

بازگشت رجوع کرنا اور پھرنا مراد اس سے یہ ہے کہ ہوئے سے ذکر کے بعد تین بار یا پانچ بار مناجات کی طرف رجوع کرے اور اللہ سے یون دعا کرے کہ اے رب میرے تو ہی میرا مقصود ہے مینے دنیا اور آخرت کو تیرے ہی لئے چھوڑا اپنی نعمت کو مجھپر پورا کر اور وصال اپنا مجھکو نصیب فرما ۔

نگاہداشت عبارت ہے اس رجوع کی حفاظت سے ۔

Marfat.com

یادداشت ذکر مقدس کے رہبران کا نام ہے جو بلا ذریعہ تخیلات اور الفاظ کے ہو۔

وقوف زمانی سالک جب سلوک کے درمیان مین آوے تو چاہیے کہ اپنی ذات کا تھوڑی تھوڑی دیر مین تفحص کرتا رہے اس طرح کہ ہر ساعت کے بعد تامل کرے کہ اس ساعت مین غفلت آئی یا نہین سو اگر غفلت آگئی ہو تو استغفار کرے اور آیندہ کو اوسکے چھوڑنے کا ارادہ کرے اسی طرح مدام تفحص کرتا رہے یہان تک کہ دوام حضور کو پہونچ جاوے

وقوف عددی یعنی ذکر قلبی مین تعداد کی رعایت مدنظر رکھے اور خیال رکھے کہ اوس کے دل نے کتنی بار ذکر کیا ہے تاکہ اس خیال مین مبتلا ہونے سے متفرق خطرے نہ آوین۔

وقوف قلبی اس سے مراد ہے کہ قلب اللہ جل شانہ کے ساتھ ایسی وجہ سے حاضر اور ہوشیار رکھے کہ دل کو غیر حق سے کچھ غرض نہو اور یون بھی کہا ہے کہ ذاکر اپنے قلب سے واقف ہو یعنی ذکر کے درمیان قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو جسکو مجازاً قلب کہتے ہین اور بائین طرف پستان کے مقابل ہے اور دل کو ذکر سے اور ذکر کے مفہوم سے مہمل اور بیکار نہ چھوڑے ذکر سے دفع غفلت مقصود ہے اور یہ حاصل نہین بدون وقوف قلبی کے۔

اور نقشبندیہ مین طریقہ احمدیہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی خلیفہ خواجہ محمد باقی باللہ بن قاضی عبد السلام سے علاقہ رکھتا ہے اور خواجہ محمد باقی باللہ نے خواجہ امکنگی سے اونہون نے مولانا درویش محمد سے اونہون نے مولانا زاہد سے اونہون نے خواجہ عبید اللہ احرار سے اونہون نے مولانا یعقوب چرخی اور خواجہ علاء الدین عجدوانی سے اور ان دونون بزرگون نے بلا واسطہ و بواسطہ خواجہ نقشبند سے صحبت پائی اور خلافت حاصل کی اور شیخ احمد صاحب کے فضل و کمال کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مرزا مظہر جان جانان اون کے طریق پر تھے۔ اور معمولات مظہریہ مین لکھا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ حضرت مرزا مظہر صاحب کے طریقہ کو بوجہ سنت سنیہ کے بہت پسند کرتے تھے اور خود بڑے بڑے القاب کے ساتھ لکھتے تھے اور حاجی محمد افضل الہ آبادی کہ محدث تھے کہتے تھے کہ مرزا مظہر صاحب سنت مین اعلیٰ درجہ کا رتبہ رکھتے تھے اور قدم اون کا اس باب مین مستقیم تھا اور کلام ان دونون بزرگون کا شاہد عادل ہے اس بات پر کہ حضرت مرزا صاحب کو اتباع سنت اور جادہ شریعت و طریقت مین پورا حصہ حاصل تھا۔

جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع مین ایک حدیث زید ابن جابر کی نقل کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یکون فی امتی رجل یقال لہ صلۃ یدخل بشفاعتہ الجنۃ کذا وکذا یعنی میری امت مین ایک آدمی پیدا ہوگا جسے صلہ کہا کرینگے اوسکی شفاعت سے جنت مین اسقدر آدمی ہونگے۔ شیخ بدر الدین نے کتاب حضرات القدس مین ذکر کیا ہے کہ یہ بشارت حضرت مجدد الف ثانی کے وجود کی ہے اس لئے کہ وہ درمیان صوفیہ اور علما کے صلہ یعنی پیوند تھے کہ فریقین کے اختلاف و عداوت وجود کو اختلاف لفظی کی طرف راجع کر دیا ہے اور آپ تحریر فرماتے ہین الحمد للہ الذی جعلنی صلۃ بین البحرین ومصلحۃ بین الفئتین اور اونکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے کہ تمام

تمہاری شفاعت سے اتنے ہزار آدمی بخشے جاوینگے اس حدیث کے مصداق وہی ہین اور اس مدت ہزار سال مین کوئی اور اس لقب کے ساتھ ملقب نہین ہوا ہے اور اس استنباط کی نقلیات اور کشفیات سے تائید ہوتی ہے حظیرۃ القدس مین نواب سید صدیق حسنخان نے مجددون کی بحث مین کہا ہے و این مجددان در ہر قطر از اقطار ارض گذشتہ اند چہ عرب و چہ عجم مثلاً در ہند شیخ احمد سرہندی مجدد مسلک صوفیہ بودہ اند و شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مجدد تقدم سنن بر فقہ و مولانا محمد اسمٰعیل شہید مجدد عمل بالحدیث و در یمن حافظ محمد بن ابراہیم وزیر مجدد سنت و سید محمد بن اسمٰعیل امیر مجدد اتباع و قاضی محمد علی شوکانی مجدد توحید و سنت انتہی۔ اسی وجہ سے شیخ احمد صاحب سرہندی کے خانوادہ کو **مجددی** کہتے ہین مگر شاہ ولی اللہ صاحب کے زمانہ مین یہ خانوادہ احمدیہ کہلاتا تھا چنانچہ انہون نے انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین لکھا ہے ملا محمد دلیل ذکر کردہ اند کہ بجانب امیر موسیٰ بہٹی کوٹی یکے از بزرگان خانوادۂ احمدیہ این ملفوظ نوشتہ بودند انتہی اور شبلی مین بھی شیخ احمد سرہندی کے سوا اس لقب کو ذکر نہین کیا۔ اور شاہ غلام علی صاحب نے بھی سبحۃ سارہ مین اس خانوادہ کو خانوادۂ احمدیہ کے ساتھ یاد کیا ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی کو اوائل مین شیخ احمد مجدد الف ثانی کے ساتھ عقیدت و صفائی نہ تھی مگر آخر مین اپنے اون خیالات سے رجوع کر لیا تھا اپنے ایک خط مین خواجہ حسام الدین خلیفہ خواجہ باقی باللہ کو لکھتے ہین کہ درین ایام صفائی فقیر بخدمت میان شیخ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ از حد متجاوز ست و اصلا پردۂ بشریت و غشاوۂ جبلیت بمیان نماندہ و قطع نظر از رعایت طریقہ و انصاف و کم عقل کہ باین چنین عزیزان بزرگان بدنباید بود در باطن بطریق ذوق و وجدان و غلبہ چیزے افتادہ کہ زبان از تقریر آن لال ست سبحان اللہ مقلب القلوب و مبدل الاحوال شاید ظاہر بینان استبعاد کنند من نمیدانم کہ حال چیست و بچہ سوال ست انتہی۔ شیخ احمد صاحب ۹۷۱ھ ہجری مین پیدا ہوئے اور ۱۰۳۴ھ مین انتقال کیا شیخ عبدالاحد بن شیخ محمد بن شیخ احمد سرہندی کے طریقہ احمدیہ مین بہت عمدہ مکتوب ہین اور نقشبندیہ طریقہ مین طریقہ **احسنیہ** رسول سے بہت قریب ہے اور یہ طریقہ منسوب ہے شیخ آدم بنوری کی طرف جو شیخ احمد سرہندی کے خلیفہ ہین۔

(۴) **خانوادہ نوریہ** جو شیخ ابوالحسن نوری کی طرف منسوب ہے جنکا نام احمد بن محمد تھا اور ابن نوری عرف اور یہ سری سقطی کے مرید اور خلیفہ تھے۔

(۵) **خانوادہ خضرویہ**۔ یہ خانوادہ خواجہ خضرویہ سے شروع ہوا ہے جو خواجہ حاتم اصم کے مرید تھے اور وہ شقیق بلخی کے اور وہ ابراہیم ادہم کے۔

(۶) **خانوادہ شطاریہ**۔ یہ خانوادہ عبداللہ شطاری کی طرف منسوب ہے جو شیخ محمد عارف کے خلیفہ تھے شیخ عبداللہ شطار شیخ شہاب الدین سہروردی کے اولاد مین سے ہین سلسلۂ ارادت شیخ عبداللہ کا پانچ واسطے سے شیخ نجم الدین کبریٰ تک پہونچتا ہے۔ مرآت الاسرار مین لکھا ہے جو اول سلسلۂ طیفوریان مین شطار کے ساتھ ملقب ہوا

Marfat.com

وہ شیخ عبداللہ ہین شطار کے معنی لغت مین تیز رو ہین اور صوفیہ کی اصطلاح مین علم شطار ایک قسم کے شغل باطنی کو کہتے ہین جسکے کسب سے فنا فی اللہ اور بقا باللہ حاصل ہوتی ہین شیخ عبداللہ کو چونکہ اسکا زیادہ کسب تھا اس لئے شیخ محمد عارف نے یہ لقب عطا کیا جب یہ لقب اونہین ملا تو سلسلہ شطاریہ پہلا قلہ منڈ ڈین شیخ عبداللہ شطار کا مزار ہے شیخ بدہن شطاری اونکی اولاد مین سے سلطان سکندر کے عہد مین اس طریقہ مین بڑے مشہور تھے شیخ محمد غوث گوالیاری ان کے اکمل خلفا مین سے تھے اس ملک مین انہین کی جہت سے یہ طریقہ جاری ہے اور انتباہ مین ہے کہ فی الحقیقت شیخ محمد غوث گوالیری سے پہلے کچھ اس طریقہ کی شہرت اس ملک مین نہ تھی اور ہندوستان مین جو پہلے جاری ہوا عبداللہ شطار سے ہوا اور جسنے پہلے یہ طریقہ جاری کیا ہے وہ شیخ محمد خدا قلی ماوراء النہری ہین کتاب جواہر خمسہ مؤلفہ شیخ محمد غوث گوالیاری اسی طریقہ کے اعمال و اشغال مین ہے اور دعاے سیفی بھی وہین سے ہے اور ابو یزید بسطامی کی روحانیت کے ذریعہ سے امام جعفر صادق کی روحانیت تک اسکا سلسلہ ختم ہوتا ہے اور ابو الحسن خرقانی اس سلسلہ کے رجال مین سے ہین -

(۷) **خانوادہ حسنیہ بخاریہ** کہ سادات کے ذریعہ پہونچتا ہے لطایف اشرفی مین لکھا ہے کہ صوفیہ کے تمام فرقون کا منشا اور تمام سلاسل کی جڑ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہین خصوصاً اونکا خاندان عالی اور سادات کا سلسلہ اور سلسلہ سادات بخاریہ کی نسبت کا منشا اور اس سلسلہ کے سید المتاخرین سید جلال الدین حسین بخاری ہین جن کا لقب مخدوم جہانیان جہان گشت ہے چونکہ بخارا مین رہتے تھے اس لئے سید جلال الدین بخاری کہتے ہین اور سادات بخاریہ ان کی طرف منسوب ہین ان کے دادا کا نام بھی سید جلال الدین بخاری ہے اور سید جلال سرخ کے نام سے مشہور ہین سید جلال سرخ شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا کے مرید تھے اور بخارا سے بکر مین آئے اور سید بدیع الدین بکری کی دختر سے نکاح کیا تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ نسب اونکا کہ امام علی ہادی تک یون پہونچتا ہے سید جلال سرخ ابن سید علی بن جعفر بن محمد بن احمد بن محمود بن عبداللہ بن علی اشقر بن جعفر بن امام علی ہادی اور تذکرۃ السادات مین جعفر زکی ملقب بکذاب کے بعد تین باپ ذکر کئے ہین یعنی جعفر بن محمود بن احمد بن عبداللہ بن علی اشقر اور منبع الانساب مین یون لکھا ہے جعفر بن محمد بن محمود بن احمد بن عبداللہ اور انوار العارفین مین یون ذکر کیا ہے جعفر بن محمد بن احمد بن عبداللہ اور رسالہ زیدیہ مین ایک جگہ لکھا ہے جعفر بن محمود بن احمد بن عبداللہ اور دوسری جگہ لکھا ہے جعفر بن محمد بن محمود بن احمد بن محمود بن عبداللہ اور خزانہ جلالی مین لکھا ہے جعفر بن محمد بن محمود بن احمد بن عبداللہ اور رسالہ اشرفی مین محمد بن محمود کو درمیان سے ساقط کر دیا ہے غرضکہ ایک نسب کی دوسرے سے متفق نہین اور یہ اختلاف اس طرح ہے جیسے نسب بنوی مین عدنان کے بعد اختلاف ہے غرضکہ سید جلال سرخ کے بعد اونکے بیٹے سید احمد کبیر سجادہ نشین ہوئے جن کے دو بیٹے مریم بنت سید مجاہد الدین کے بطن سے پیدا ہوئے ایک مخدوم جہانیان جہان گشت دوسرے سید صدر الدین راجو قتال مخدوم جہانیان جہان گشت کو اجازت و خلافت کچھ اوپر تین چالیس مشایخ سے حاصل ہوئی ہے مگر پورے طور پر تربیت و ارشاد شیخ رکن الدین ابو الفتح سہروردی اور شیخ نصیر الدین

Marfat.com

محمود چشتی سے پائی ہے اور اون کے خاندان مین اب تک یہی دو سلسلے جاری ہین سہروردی چشتی اور تیسرا خانوادہ حسینیہ بخاریہ ہے پھر اون کے بعد مقامات مذکورہ خلافتہاے متعددہ کے ساتھ میر سید اشرف جہانگیر سمنانی کو پہونچی اور یہہ سلسلہ سادات بخاریہ کا سلسلۃ الذہب ہے اسلئے کہ اس سلسلہ مین سوائے اہل بیت نبوت کے کوئی دوسرا درمیان مین نہین ہے کیونکہ سید جلال الدین حسین بخاری مخدوم جہانیان جہان گشت جنکی طرف خانوادۂ حسینیہ بخاریہ منسوب ہے سید احمد کبیر بخاری کے مرید تھے اور وہ سید جلال اعظم بخاری کے اور وہ سید ابو المؤید بخاری کے اور وہ سید جعفر بخاری کے اور وہ سید محمود بخاری کے اور وہ سید احمد کے اور وہ سید عبد اللہ کے اور وہ سید علی اشقر کے اور وہ امام علی کے جنکا لقب ہادی و عسکری اور کنیت ابو الحسن اور عرف نقی نون سے ہے اور انہون نے اپنے باپ محمد کی صحبت پائی ہے جنکا لقب جواد اور تقی تاے فوقانی سے ہے اور کنیت ابو جعفر ہے اور انکو ابو جعفر ثانی بھی اسوجہ سے کہتے ہین کہ یہہ کنیت امام محمد باقر کی بھی ہے اور اونہون نے اپنے باپ علی سے تربیت پائی ہے جنکا لقب رضا و مرتضی و صابر و رضی و وفی و کنیت ابو الحسن ہے اور امام علی نے اپنے باپ موسی کی صحبت پائی ہے جنکا لقب کاظم و کنیت ابو الحسن و ابو ابراہیم ہے اور امام موسی نے اپنے باپ جعفر کی صحبت مین تعلیم پائی تھی جنکا لقب صادق اور کنیت ابو عبد اللہ ہے اور اونہون نے اپنے والد امام محمد سے تہذیب باطنی حاصل کی تھی جنکا لقب باقر اور کنیت ابو عبد اللہ ہے اور امام محمد نے اپنے باپ علی سے تعلیم حاصل کی تھی جنکا لقب زین العابدین اور کنیت ابو بکر و ابو الحسن و ابو محمد ہے اور امام زین العابدین نے اپنے والد امام حسینؑ کی صحبت پائی تھی اور اونہون نے حضرت علی مرتضی سے حاصل کیا تھا اور جناب مرتضی نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا۔

(۸) **خانوادۂ زاہدیہ** یہہ سلسلہ خواجہ بدر الدین زاہد سے چلا ہے جو مرید و خلیفہ خواجہ فخر الدین زاہد کے تھے جنکا واسطہ خواجہ ابو محمد رویم کے ذریعہ سے سید الطائفہ جنید بغدادی تک پہونچتا ہے۔

(۹) **خانوادۂ انصاریہ** یہہ خانوادہ شیخ الاسلام خواجہ عبد اللہ انصاری ہروی سے منسوب ہے جو خواجہ ابو الحسن خرقانی کے خلفا مین سے تھے۔

(۱۰) **خانوادہ صفویہ** یہہ سلسلہ شیخ صفی الدین اسحاق اردبیلی سے جاری ہے جو مرید و خلیفہ و داماد شیخ زاہد ابراہیم گیلانی کے تھے جنکا سلسلہ شیخ ابو نجیب نجم الدین سہروردی سے جنید بغدادی تک پہونچتا ہے۔

(۱۱) **خانوادۂ مدینیہ** جو شیخ ابو مدین شعیب بن حسین بن ابو الحسن مغربی تک اون کے خلیفہ شیخ والدین بن عربی کی جہت سے منتہی ہوتا ہے شیخ نے فتوحات مین ابو مدین کا ذکر کیا ہے طریقہ مدینیہ کے شعبے بہت ہین اون مین سے بہت مشہور مغرب مین شعبہ **مغاربہ** ہے اور حضرت موت مین شعبہ **عیدروسیہ** ہے سید عبد اللہ ملکی کی جہت سے جنکا لقب عیدروس تھا اور دوسرا شعبہ فقیہ محمد بن علی کی جہت سے ہے کہ وہ آل سادہ باعلوی کے مورث اعلی ہین اور شیخ ابو مدین کا سلسلہ طریقہ ابو بکر بن العربی شارح موطا و ترمذی کی جہت سے امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی

ملتا ہوا جنید تک پہونچتا ہے اور فقیہ محمد بن علی کا دوسری جہت سے ایک طریقہ آبائی و اجدادی ہے کہ امام جعفر صادق تک منتہی ہوتا ہے اور ابو مدین کا ایک اور طریقہ ابو الحسین نوری تک پہونچتا ہے جنکا لقب امیر القلوب ہے اور نوری سری سقطی کے خلیفہ ہین جنید نے کہا ہے مذہب نصف العلم ثبوت النور ہے اس طریقے والے اہل سنت و جماعت کے موافق ہین اور فقہ مین ان کا مذہب شافعی ہے اور سلوک مین جو کچھ احیاء العلوم مین ہین اوسپر پابند ہین -

(۱۱) خانوادہ مداریہ - سرغنہ اس سلسلے کے بدیع الدین مدار ہین جن سے ایسے ایسے عجائبات نقل کرتے ہین کہ عقل مین نہین آتے کہتے ہین کہ مقام سعدیت مین تیرہ برس تک کھانا نہ کھایا اور لباس کو ایکبار پہنا دوبارہ محتاج تجدید غسل کے نہوئے انکا سلسلہ کبھی یا کسی اور وجہ سے پانچ یا چھ واسطے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے - قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے اون کے زمانہ مین اونہین خط لکھا تھا - شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی سے کسی نے ان کا حال دریافت کیا تو فرمایا کہ شیخ نصیر الدین محمود کے زمانہ کے بعد ہندوستان مین آئے تھے اور طیفور شامی معروف بہ ابو یزید بسطامی کے مرید تھے اور بایزید بسطامی شیخ یمین الدین شامی کے مرید تھے اور وہ شیخ ابو عبد اللہ کے مرید تھے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان بردار تھے اور شیخ عبد اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق سے حاصل کیا تھا اور اونہون نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی تھی - اور نسب آبائی اون کا یون بیان کرتے ہین بدیع الدین مدار بن بہاء الدین بن ظہیر الدین بن سعید بن احمد بن امام جعفر صادق کشف اللغات مین لکھا ہے کہ شاہ مدار کا نام شیخ بدیع الدین ہے اور مرید شیخ عبد اللہ مکی کے تھے اور شیخ عبد اللہ مکی شیخ ابو ربیع المقدس کے مرید تھے اور شیخ رب المقدس طیفور شامی کے مرید تھے اور طیفور شامی حضرت عیسی علیہ السلام سے ملے تھے حضرت عیسی نے شیخ طیفور کو کہا تھا کہ تم اس غار مین رہا کرو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر آخر الزمان مبعوث ہوں گے تم اون سے بیعت کرنا یہ بیان شیخ فاضل سے منقول ہے اور اونہون نے حسام الدین بنارسی سے نقل کیا ہے انتہی یہ بیان صحت سے عاری معلوم ہوتا ہے مناقب الاولیا مین لکھا ہے کہ شاہ مدار کے باپ حلب مین رہا کرتے تھے شاہ نے خردسالی مین ترک وطن کیا طریقہ ان کا اویسی تھا روحانیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پایا تھا کمن پور مین انتالیس ۳۹ برس تک رہے ۸۳۷ھ مین اور مدار الاسرار مین لکھا ہے ۸۱۳ھ مین وفات پائی ہے نواب صدیق حسن خان مرحوم تقصار مین کہتے ہین کہ اہل علم و شعور کو اسمین کلام ہے کہ کمن پور مین اونکی زیارت ہے عوام کی یہی رائے ہے مگر محققین کہتے ہین کہ مکہ مین صفا اور مروہ کے درمیان اونکی قبر ہے - اہال محمود مین جو شیخ محمود ہے شاہ مدار کی تصنیف ہے لکھا ہے کہ مدار [illegible] اور اونکو کمین ارشاد حضرت علی کی روح سے پہونچا تھا اور جنہون نے کہا ہے کہ طیفور شامی کے مرید تھے یہ غلط ہے اس لئے کہ دونون

Marfat.com

کے عہد مین بڑا فرق ہے شاید اون کی روح سے تربیت پائی ہو جو خانوادہ ان سے ظاہر ہوتا ہے اوسے مداریہ اویسیہ بھی بھی کہتے ہین -

(۱۳) **خانوادۂ صابریہ** یہ طریقہ چشتیہ کا شعبہ ہے اور منسوب ہے طرف علاء الدین علی احمد صابر کی جو شیخ فریدالدین گنج شکر کے بھانجے اور داماد اور خلیفہ تھے حضرت گنج شکر کہا کرتے تھے کہ میرا علم ظاہر و باطن شیخ نظام الدین بدایونی اور شیخ علاء الدین علی احمد صابر کو پہونچا ہے سیر الاقطاب مین لکھا ہے کہ حضرت فرید گنج شکر کی طرف سے بدامیانی کی سپرد لنگر تقسیم کرنے کی خدمت بارہ برس تک رہی مگر یہ اوس لنگر مین سے کچھ نہ کھاتے تھے روزی کرتے تھے حضرت گنج شکر نے کشف سے معلوم کرکے کہا کہ علاء الدین تم لنگر کا کھانا بانٹتے ہو خود بھی کھاتے ہو یا نہین عرض کیا کہ بندی کو بغیر ارشاد مرشد کے مجال نہ تھی کہ ایک دانہ کھائے حضرت گنج شکر نے کہا کہ علاء الدین علی احمد صابر ہے اوس دن سے ان کا لقب صابر مقرر ہو گیا مرشد سے اجازت پاکر کلیر مین جا رہے ۱۳- ربیع الاول ۶۹۰ھ کو اور بقولے ۶۰۴ھ کو جلال الدین خلجی کے عہد مین انتقال کیا- نظام الدین اولیا کے معاصر تھے اور اون کے ساتھ محبت رکھتے تھے زیارت اون کی کلیر مین ہے-

(۱۴) **خانوادۂ فریدیہ** - یہ خانوادہ شیخ فریدالدین گنج شکر کا ہے جن کا نام مسعود ہے وہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے خلیفہ ہین جو خواجہ معین الدین چشتی کے خلیفہ ہین اور خاص خواجہ معین الدین چشتی سے ہی شیخ فریدالدین گنج شکر نے نعمت پائی تھی- مناقب الاولیا مین لکھا ہے کہ شیخ حماد نے کہا ہے کہ حق تعالی نے مجھے مشاہدہ کرایا کہ مریدان سلسلہ قادریہ قیامت تک توبہ کے بغیر نہ مرینگے اور ان کا خاتمہ اچھا ہوگا اور قول شیخ فریدالدین شکر گنج کا یہ ہے کہ متوسلان خانوادہ فریدیہ پر آتش دوزخ حرام ہے انتہے - میرے نزدیک ان مریدون سے شاید مراد وہ لوگ ہونگے کہ پیر کے طریقہ پر دنیا سے گذرین ورنہ صرف پیر سے ارادت کا ہونا بدون حسن عقیدت اور صلاح عمل اور حسن خاتمہ کے بیکار ہے اور شرع شریف سے اسکی سند نہین ملتی کسی کو جنتی یا دوزخی بدون اسکے کہ اوس کے حسن خاتمہ کا حال معلوم ہو قطعی طور پر نہ کہنا چاہیے اور اس حکم کو قیامت تک کے لئے لاگو کر دینا تو اور بھی سمجھ مین نہین آتا-

(۱۵) **خانوادہ نظامیہ** - یہ شعبہ خانوادہ چشتیہ کا ہے جو شیخ نظام الدین اولیا بدایونی کی طرف منسوب ہے اور یہ خلیفہ ہین شیخ فریدالدین گنج شکر کے اور نام انکا محمد بن احمد بن علی بخاری ہے اور لقب سلطان المشائخ نظام الدین اولیا ہے اگرچہ اولیا جمع ولی کی ہے لیکن انکا اس لئے لقب ہوا گویا کہ ایک ولی اولیای کثیر کی مانند ہے چنانچہ قرآن مجید مین ابراہیم علیہ السلام کو امت فرمایا ہے اور اسکی مثالین بہت ہین جیسے خواجہ عبداللہ کا لقب احرار ہے اور کعب کا لقب احبار ہے جو کچھ اس ملک مین خانوادۂ نظامیہ کے سلاسل

مشہور ہین وہ سراج الدین عثمان مشہور باغی سراج الدین اودہی اور شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی خلفاے شاہ نظام الدین
دہلوی کی جنون سے جاری ہین انہین دونون خانوادون کو **سراجیہ** اور **نصیریہ** کہا کرتے ہین ۔

(۱۹) خانوادۂ شاذلیہ ۔ دال مہملہ یا ذال معجمہ کے ساتھ یہ طریقہ حضرت ابوالحسن شاذلی علی بن عبداللہ
بن عبدالجبار سید حسینی ساکن سکندریہ کی طرف منسوب ہے اور شاذلہ ملک سوڈان مین ایک مقام کا نام ہے ان کی شان
مین ابوالعباس عطا نے کہا ہے ؎

تمسک بحب الشاذلیۃ تلق ما ترومہ فحقق ذالک منھم وحصل

شاذلیہ سے محبت رکھو کہ پاؤ گے تم اوس شے کو جس کو تم چاہو گے ۔
تحقیق کرو اون لوگون سے جو تمہارا مقصد ہے اور اوسکو حاصل کرو ۔

ولا تزوین عیناک عنھم فانھم شموس ھدی فی اعین المتاصل

اور اپنی آنکھین اون سے مت پھیرو اس لیے کہ وہ مناصل کی نظرون مین وہ ہدایت کے سورج ہین ۔
شیخ ابوالحسن شاذلی نے ۶۵۶ھ مین انتقال کیا ہے اون کا قول ہے کہ جس مین چار آداب ہون وہ درویش نہین ہے
وہ اور شی دونون برابر ہین (۱) چھوٹون پر رحمت (۲) بڑون کی حرمت (۳) خود انصاف کرنا (۴) دوسرون
سے عوض نہ چاہنا اور شیخ شاذلی عبدالسلام بن مشیش سید عبدالرحمن بن زیات مدنی کے مرید و خلیفہ تھے جنکا سلسلہ طریقت
شیخ ابومحمد جابر تک پہونچتا ہے جنہون نے سید شہید امام حسین بن امیر المومنین حضرت علی سے تحفظ طریقت حاصل کیا تھا
شیخ ابومحمد جابر کی نسبت امام ابوحنیفہ نے کہا ہے ما رایت اکذب من جابر ولا اصدق من عطا یعنی جابر سے
زیادہ جھوٹا اور عطا سے زیادہ سچا کوئی دوسرا آدمی میری نظر سے نہین گذرا مگر یاد رکھو کہ حدیث مین دروغ بہت سی
وجوہ سے داخل ہو گیا ہے کہ اون مین سے بعضی وجہین شخص راوی کی صلاح اور نیکی کو خراب نہین کرتین اور اون سے اوسکی
دین مین طعن پیدا نہین ہوتا کیونکہ شاید اون کے کلام کی باریکی کی وجہ سے امام صاحب نے ایسا فرمایا ہو کہ اوس باریکی
کی وجہ سے معنی فاسد کو ہم پیدا ہوتا ہو جیسا کہ سمعانی نے انساب مین ابوطالب مکی کا قصہ ذکر کیا ہے حالانکہ ابوطالب
مکی طریقہ تصوف کے اکابرین مین سے ہین مگر مشایخ حدیث ان کی روایات کو فن حدیث کے اعتبار سے تسلیم نہین کرتے
شیخ ابوالحسن شاذلی کے سب مریدون مین اعلی درجہ کے شیخ ابوالعباس تھے اور شیخ علی بن حسام الدین عبدالملک معروف
بہ متقی بھی طریقہ شاذلیہ و چشتیہ پر تھے شیخ ابن حجر مکی ان کے مرید تھے اور عبدالوہاب متقی اون کے خلیفہ تھے کنز العمال
مجمع البحار علی متقی کے شاگرد ہین مجمع البحار کے اوائل مین انکی بہت مدح لکھی ہے اور شیخ عبدالوہاب متقی نے
اتحاف الاتقی فی فضل الشیخ علی المتقی اپنے مرشد کے مناقب مین کتاب لکھی ہے شیخ عبدالحق دہلوی عبدالوہاب متقی کے
مرید و خلیفہ تھے زاد المتقین مین شیخ نے ان دونون بزرگون کا مفصل حال لکھا ہے ان کا طریقہ کتب خود حقایق

Marfat.com

کے باب مین مثل فصوص وغیرہ کے توقف وتسلیم ہے نہ ان کو پڑہاتے اور نہ ان سے شغل رکھتے اور ان سے انکار بھی نہین کرتے برا نہین کہتے اور جیسا کہ بعض صاحبون کی عادت ہے طعن وتشنیع سے پیش نہین آتے ۔

فائدہ سب طریقون سے قادریہ طریقہ عرب اور ہندوستان مین بہت مشہور ہے اور حرمین مین بھی شائع ہوا ہے اور چشتیہ طریقہ ہندوستان مین بہت مشہور ہے اور نقشبندیہ ہندوستان اور ماوراء النہر مین بہت مشہور ہے اور سہروردیہ خراسان وکشمیر وسندھ کی نواحی مین اور کبرویہ طریقہ توران اور کشمیر مین اور شطاریہ ہندوستان مین اور شاذلیہ سوڈان اور مصر اور اودھر کے ملک مین مشہور ہے اور کسی قدر مدینہ مین بھی رایج ہے اور کسیقدر مدینہ سوڈان کی طرف اور عیدروسیہ طریقہ حضرموت مین جاری ہے ۔

اور سلسلہ صحبت ان طریقون مین تہذیب باطن ہے جسکی سند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک مستفیض متصل یقینی الوقوع ہے کہ سلسلہ کے ہر ایک آدمی نے اپنے پیر کے ساتھ صحبت رکھی ہے اور آداب طریقہ حاصل کئے ہین اگرچہ اون آداب واشغال کا متعین ہونا یقینی نہین ہے اور جو طریقہ آج تک ان محفوظ ہے اوسکا منشا جنید بغدادی ہین اور خرقہ بھی محفوظ وہی ہے جو جنید بغدادی کے ذریعہ سے ہے اور جنید اپنے ماموں سری سقطی کے مرید تھے اور وہ معروف کرخی کے اور معروف نے اگرچہ بہت سے پیرون سے فیض حاصل کیا ہے مگر اون مین سے اعلیٰ درجہ کے دو شخص ہین ایک امام علی بن موسیٰ رضا دوسرے داؤد طائی اور داؤد طائی نے حبیب عجمی کی صحبت پائی تھی اور حبیب نے حسن بصری کی اور جنید بغدادی کے سلسلہ کے سب رجال اللہ رجال تھے اور اون سے اوپر خواجہ محمد باقی تک ہند مین صوفیہ کے مقتدا گذرے ہین جن کے ارشاد سے ایک عالم ضرورتمند مقصود کو پہونچا ہے اور خواجہ محمد امکنگی سے خواجہ عبد الخالق تک ماوراء النہر کے ملک مین صوفیہ ہوئے ان مین سے ہر ایک صوفی اپنے عہد مین اہل اللہ کا مرجع اپنے زمانہ مین صوفیون کا اور طالبون کا مقتدا اور فضل وارشاد مین مشہور تھا اور یہ طریقہ خواجہ نقشبند سے اور **طریقہ خواجگان** کہلاتا تھا اور اس طریقہ والے ملکر ذکر جہر کیا کرتے تھے اور خواجہ نقشبند سے اس طرف **طریقہ نقشبندیہ** کہلاتا ہے اور ان لوگون نے خفیہ ذکر پر اکتفا کیا ہے ۔

مصطلحات صوفیہ

صوفیہ کے خاص الفاظ اور مصطلحات ہین کہ کتب تصوف مین وہ جابجا لکھتے ہین اور اکثر علماء ظاہر جو علم باطن کے ساتھ مزاولت نہین رکھتے ہین اونکی سمجھ مین وہ الفاظ نہین آتے ۔ محمد بن علی حاتمی معروف بابن عربی کا ایک مختصر رسالہ خاص الفاظ مصطلحہ صوفیہ کے ذکر مین ہے جس مین اونہون نے بہت ہی اختصار کے ساتھ الفاظ کو جمع کیا ہے اور ابو القاسم قشیری نے رسالہ قشیریہ مین ایک مستقل باب مین ایسے الفاظ کو بیان کیا ہے جو صوفیون مین دائر سائر ہین اگرچہ یہ الفاظ رسمتوال شرعی ہین نہ لغوی مگر اصطلاح مین کوئی مضائقہ نہین اہل سنت کے ہر فرقہ مین کچھ الفاظ ایسے مصطلح ہوگئے ہین کہ شرع مین اون کا اطلاق نہین جیسے واجب الوجود متکلمین اہل سنت کی اصطلاح مین اور جیسے

Marfat.com

وجود مطلق اور حقیقۃ الحقایق صوفیہ اور اہل سنت کی اصطلاح مین خصوصاً قیصری اور فرغانی اور مولوی جامی کے کلام
مین بہت وارد ہین اور شرع مین انکا اطلاق نہین پس اطلاق ان الفاظ کا اگرچہ بدعت ہے مگر بدعت سیئہ نہین
اس لئے کہ اسقدر علماے باریانت وتقوی نے استعمال کیا ہے مگر ایسے الفاظ کو عوام الناس کے سمت استعمال
نہ کرنا چاہیے کہ کم فہمی کی وجہ سے فتنہ مین پڑنے کا خوف ہے خاصکر اتنا ضرور ہے کہ جب ایسے کسی لفظ کی معنی ظاہر
شریعت کے بالکل مخالف ہون تو اوسکو قبول نہ کرنا چاہیے مثلاً محی الدین صوفیہ کی اصطلاح مین وجوب وامکان
کے اجتماع کا نام ہے حالانکہ شرع اسکے خلاف ہے امکان کی کیا مجال ہے کہ وہ وجوب کے ساتھ جمع ہو اور نیستی کی کیا
مجال ہے کہ وہ ہستی مطلق کے ساتھ جمع ہو حق یہ ہے کہ علم تصوف وطریقت سلوک کا مدار ہے تمام اعتبارات
ہے شرع کو اس سے کوئی تعلق نہین [illegible] الفاظ ان مین ایسے ہی ہین کہ جن کے
معانی شریعت وطریقت دونون مین ایک [illegible] کلام کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح بعض
محاورات مین باہم مخالف ہین اسی طرح بعض مطالب کے بیان کرنے مین ہر ایک نے ایسے استعارون اور
تشبیہون کو استعمال کیا ہے جو دوسرے کے بیان سے جدا ہین [illegible] نے اپنے [illegible] کیا ہے کہ علما کے
ہر ایک جماعت کے لئے الفاظ مقرر ہین جنکو وہ لوگ استعمال کرتے ہین اور ہر ایک جماعت کے لئے جدا جدا [illegible]
ہوتے ہین اور غرض اون کی اس سے یا تو یہ ہوتی ہے کہ مطالب اچھی طرح مخاطب کی سمجھ مین آجائے یا ہمارے معانی
ومطالب سمجھنے مین آسانی پیدا ہو جائے اور صوفیہ نے جو ظاہر [illegible] الفاظ مقرر کئے ہین تو اون کی غرض یہ
کہ مطالب تصوف اہل تصوف پر کھل جائین اور [illegible] تصوف کے کوچے [illegible] ہین اور [illegible] مطالب مہجور ہین
اور انہون نے اس لئے غیرون سے ان مطالب کو چھپایا کہ اون کو ان مطالب کے ظاہر کرنے سے نااہلون اور غیرون
غیرت آتی ہے کیونکہ اون کے مطالب ایسے نہین ہین جنکا تکلف اور تصرف کے ساتھ جمع کیا گیا ہے بلکہ یہ ایسے معانی
ہین جنکو اللہ نے اپنے خاص بندون کے دلون مین رکھا ہے یہ اسرار [illegible] ہین۔

مین بھی مصطلحات صوفیہ کو کہ اون مین مندرج ہین بیان ذکر کرتا ہون تاکہ طالب کو اون سے [illegible]
ہو جائے مگر اتنا خیال رکھنا چاہیے کہ حضرات صوفیہ نے ان الفاظ کو اپنے معانی مطالب کے سمجھنے کے لئے مقرر کیا ہے
اور اللہ تعالی کی شیون کو ان جانون مین پہچانا ہے لیکن واجب الوجود کی ہر دم ایک نئی شان [illegible]
پس اوس ذات کے شیون اور احوال کو بیان کرنا بشر کے امکان سے باہر ہے [illegible]
وہ ایک شان مین ہے ہمنے مانا کہ بعض اونکے احوال صوفیہ کو معلوم ہو گئے ہین [illegible]
کہ اون کا حصر مشکل ہے اور سارے خلق کے علم کو علم الہی کے [illegible]
آفتاب سے ہے اس لئے ایمان غیب پر لانا چاہیے اور اپنے حالات [illegible] اس کو [illegible]

Marfat.com

ہمارے اوپر اوسکی تکلیف نہین رکھی ہے اور جس چیز کی شرع کی طرف سے انسان پر تکلیف نہو وہ چیز مرفوع القلم ہے۔

آبرو حجاب ربوبیت وعبودیت کو کہتے ہین یعنی مراد اس سے اسماے الٰہی ہین اور کبھی آبرو کو حاجب کہتے ہین اور مراد اس سے مرتبہ صفات ہوتا ہے اور صفات حجاب ہین ذات کے اور شیخ جمالی رحمۃ اللہ علیہ نے آبرو سے قاب قوسین کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ابدال یہ چالیس آدمی ہین جب ان مین سے ایک شخص اپنے مقام سے جاتا ہے تو ظاہری صورت اپنی چھوڑ جاتا ہے کہ دوسرون کو یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ اگلا یہان سے چلا گیا ہے اور یہ جو بعض کتب جیسی کشف اللغات وغیرہ مین لکھا ہے کہ ابدال سات تن ہین یہ غلطی ہے وہ بدلا سبعہ ہین کہ ابدال سے علیحدہ ہین۔

آب حیات عشق ومحبت کا چشمہ جو شخص اوسمین سے جگہ لے وہ کبھی فانی ومعدوم نہو۔

اثبات احکام عبادت کو بجا لانا اور بعضے کہتے ہین کہ اسکے معنی ملنے کی چیزون کا ثابت کرنا ہین۔

اتحاد دو ذاتون کا ایک ہو جانا اور یہ صرف اعداد مین ہوتا ہے اور یہ بات محال ہے۔ فتوحات کے باب ۲۲۳ مین مذکور ہے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ اونہون نے ابو محمد بن حزم محدث سے معانقہ کیا پس ابو محمد حضرت مین غائب ہو گئے اور ایک ہی ذات دکھنے لگی اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے یہ ملنے کی انتہا ہے اور اسی کو اتحاد کہا کرتے ہین ؎ من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی + تا کس نگوید بعد ازین من دیگری تو دیگری۔ کشف اللغات مین لکھا ہے کہ اتحاد سالکون کی اصطلاح مین اسکا نام ہے دیکھنا واحد مطلق کے وجود کو اس حیثیت سے کہ ساری اشیا حق تعالیٰ کے ساتھ موجود ہین اور بذات خود معدوم ہین اور اتحاد اسے کہتے ہین کہ اشیا کا کوئی وجود مستقل ہے جو حق تعالیٰ کے ساتھ متحد ہو جاتا ہے ؎ حاش للہ کہ اینچنین گویند تا باین اتحاد آن جویند +

احسان عبودیت کے تحقق اور حضرت ربوبیت کو نور بصیرت کے ساتھ مشاہدہ کرنے کا نام احسان ہے مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو ایسے حال مین دیکھنا کہ موصوف اپنی صفات کے ساتھ عین اپنی صفت سے ہے پس یہ اوسکو یقیناً دیکھنا ہے نہ حقیقۃً اس لیے کہ اوسکو حجاب صفات کے پردہ مین دیکھتا ہے حقیقت کو فی الحقیقت نہین دیکھتا ہے اور لغت مین احسان کہتے ہین اوس نیک کام کے کرنے کو جسکا بجا لانا چاہیے اور شریعت مین احسان اسے کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرنا کہ عابد گویا اللہ کو دیکھتا ہے اور اگر اوسے نہین دیکھتا ہے تو یہ سمجھے کہ اللہ مجھے دیکھتا ہے۔

احد اسم ذات ہے کہ جسکے ساتھ صفات واسما ونسبت وتعینات کا تعدد نہین ؎ اینجا صفت وتعدد اسما نیست آری نسب تعینات اینجا نیست۔

احدیت جمع اسکے یہ معنی ہین کہ کثرت اوسکے منافی نہین ہے۔

احدیت الکثرت معنی اسکے یہ ہین کہ وہ واحد ہے جس مین نسبتون کی کثرت پائی جاتی ہے اور اسکو مرادف جمع واحدیت الجمع کہتے ہین۔

Marfat.com

اخیار سات اولیا ہین ۳۵۶ مردان غیب مین سے -

اخلاص لغت مین اسے کہتے ہین کہ طاعات مین ریا کو ترک کر دینا اور اصطلاح مین اخلاص اسے کہتے ہین کہ قلب کا خالص کرنا اون آمیزشات سے جو صفائی مین کدورت پیدا کرتی ہون اور تحقیق یہ ہے کہ جس چیز مین غیر کی آمیزش پائی جائے اور جب وہ آمیزش دور ہو جائے تو اوسے خالص کہتے ہین اور مخلص کے فعل کا نام اخلاص ہے فضیل بن عیاض نے کہا ہے اخلاص اوس عمل کے ترک کرنے کو کہتے ہین جو لوگون کے دکھانے کو کیا جائے اور لوگون کے لئے عمل کرنے کو شرک کہتے ہین اور اخلاص کہتے ہین ریا اور شرک سے خلاص ہونے کو اور بعضے کہتے ہین کہ اخلاص اعمال کا تصفیہ کدورت سے ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اخلاص ایک پردہ ہے خدا کے اور بندے کے درمیان مین جسے نہ فرشتہ جانتا ہے کہ لکھ سکے اور نہ شیطان جانتا ہے کہ تباہ کر سکے اور نہ خواہش نفسانی جانتی ہے کہ اوسکو اپنی طرف مائل کر سکے اور فرق اخلاص اور صدق مین یہ ہے کہ صدق اصل ہے اور وہ اول ہوتا ہے اور اخلاص فرع ہے اور وہ تابع ہوتا ہے اور فرق دوسرا یہ ہے کہ اخلاص عمل مین داخل ہونیکے بعد ہوتا ہے اور صدق اوس سے پہلے -

آدم خلیفۂ خدا اور روح عالم اور جو کچھ خدا پر اطلاق کرتے ہین اطلاق اوس کا خلیفہ خدا پر بھی روا ہے -

ادب اس کا اطلاق کئی چیزون پر ہوتا ہے کبھی اور کئی چیزون کے ساتھ اوسکو استعمال کرتے ہین کبھی ادب شریعت بولتے ہین اور کبھی ادب خدمت کہتے ہین اور کبھی ادب حق استعمال کرتے ہین غرضکہ جس چیز کے ساتھ لفظ ادب استعمال پاتا ہے اوسی چیز کا ادب مراد ہوتا ہے شریعت کا ادب جدا ہے خدمت کا ادب جدا ہے حق کا ادب علیحدہ ہے -

ادب شریعت کے یہ معنی ہین کہ شریعت کے رسوم پر خاموش رہے چون وچرا نہ کرے اور ادب خدمت سے یہ مراد ہے کہ بہت سی خدمت کرنے پر بھی اپنی خدمت کو کچھ نہ جانے اور ادب حق اسے کہتے ہین کہ اس بات کو پہچان لے کہ اس کا کیا رتبہ ہے اور میرا کیا رتبہ ہے اور ادب ہم نشین کو کہتے ہین -

ادراک - بالکسر صوفیہ کے نزدیک ادراک کی دو قسمین ہین ایک ادراک بسیط اوسے کہتے ہین کہ حق کے وجود کو جانے مگر اس ادراک سے غفلت رہے اور اس بات سے بھی غافل ہو کہ جو کچھ ادراک کیا گیا ہے وہ حق تعالی کا وجود ہے اور وجود حق کے ظہور مین ادراک بسیط کے موافق کسی طرح اختلاف نہین اس لئے کہ جو کچھ ادراک کیا جاتا ہے اوسمین اول حق تعالی کی ہستی مدرک ہوتی ہے اگرچہ اس ادراک کے ادراک سے انسان کو غفلت ہو اور نہایت ظہور کے ساتھ مخفی ہو دوسرا ادراک مرکب ہے اور وہ اوسے کہتے ہین کہ حق تعالی کے وجود کو جانے اور اس ادراک کا شعور بھی رہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ جو کچھ ادراک ہوا ہے وہ حق تعالی کا وجود ہے یہی ادراک مرکب مکمل وہ خطا اور صواب کا محل ہے اور اسی کی بنیاد پر کفر و ایمان کا حکم کیا جاتا ہے اور اسے مراتب متفاوت ہین جنکا مفصل بیان [illegible]

ارادہ دل کا روح کی [illegible] ہے [illegible] اور ارادہ کے معنی یون بھی بیان کرتے ہین کہ [illegible] سے دور کرنا اور خدا کے احکام پر [illegible]

Marfat.com

راضی ہونا اور بعضون نے کہا ہے کہ ارادہ آتش محبت کی چنگاری ہے کہ حق کی طرف بلانے والے کی اجابت کرتی ہے۔

ارین اشیا مین جو اعتدال کا محل ہے اسکو ارین کہتے ہین۔

استقامت ساری عہود و پیمان کو پورا کرنا اور صراط مستقیم پر قایم رہنا اور ہر ایک دنیا و دین کے کام مین حد اوسط اور اعتدال کی رعایت رکھنا اور بعضون نے کہا ہے کہ استقامت اسے کہتے ہین کہ ادا طاعت اور اجتناب معاصی کو جمع کرے۔

اعوجاج استقامت کی ضد کا نام ہے۔

اسم جو کوئی اللہ کے ناموں مین سے بندہ کے حال پر غالب ہووے اوسکو اسم کہتے ہین جیسے کہ صوفیہ کہتے ہین کہ یہ قہار کا دورہ ہے اور فلان وقت رحیم کا دورہ ہے اور اسی کے تصرف سے سب کام ہوتا ہے اور سالکون کے نزدیک اسم اوس لفظ کو نہین کہتے ہین جو شے پر دلالت کرنیکے لئے موضوع ہو بلکہ اسم ایک ذات ہے کہ صفت کے اعتبار سے ساتھ تسمی ہوتی ہے اور صفت یا وجودی ہے جیسے علیم و قدیم یا عدمی ہے جیسے قدوس و سلام ؎ عارفان کہ علم ما دانند ٭ صفت ذات اسم را دانند

اسماء اسم جو کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پاس سے لائے ہین اوسکو تسلیم کرنا [illegible]

اشارہ کبھی نزدیک کی طرف ہوتا ہے اور کبھی حضور کی جانب ہوتا ہے اور کبھی دوری [illegible] ہوتا ہے۔

اصطلام ایک قسم کی بیہوشی اور تحیر ہے کہ دل پر وارد ہوتا ہے اور دل اوسکے غلبہ سے ٹھہر جاتا ہے۔

اعیان بالفتح عین کی جمع ہے عین اسے کہتے ہین جو اپنے ذات سے قایم ہو بخلاف عرض کے کہ وہ اپنی ہستی مین دوسرے کا محتاج ہوتا ہے جیسے رنگ کپڑے کے بغیر نہین پایا جاتا ہے پس رنگ عرض ہے اور کپڑا عین ہے اور سالکون کی اصطلاح مین اعیان صور علمیہ کو کہتے ہین اور اعیان اسمائے الٰہیہ کی صورتین ہین اور ارواح اعیان کے مظاہر ہین اور ابدان ارواح کے ہین پس انسان کی حقیقت نے اول اعیان مین تجلی کی پھر ارواح مجرد مین تجلی کی ذات و صفات و افعال کو بھی اسی پر قیاس کر لینا چاہیئے۔

اعیان ثابتہ علم الٰہی مین جو ممکنات کی حقیقتین ہین اون کا نام اعیان ثابتہ ہے اور وہ اسمائے الٰہی کی حقیقتین کی علم الٰہی مین صورتین ہین اور اونکو تاخر حق تعالیٰ سے ثابت ہے زمانہ کے اعتبار سے تاخر نہین پس اعیان ازلی و ابدی ہین اس لئے کہ کوئی زمانہ ایسا نہین نکل سکتا جس مین ذات الٰہی ہو اور یہ نمونہ اعیان ثابتہ علم الٰہی کے مخزن ہین اور اعیان ثابتہ حقیقت مین اسمائے الٰہی کی صورتین ہین کہ وہ صورتین علم الٰہی مین معقول ہین اور اعیان ثابتہ کے یہان دو اعتبار ہین ایک یہ کہ وہ اسمائے الٰہی کی صورتین ہین دوسرے اعیان خارجی کی حقیقتین ہین پس پہلے اعتبار سے ارواح کے لئے مثل بدنون کی ہین اور دوسرے اعتبار سے بدنون کے لئے ارواح کی مثل ہین۔

اعتکاف دل کا دنیا کے شغل سے خالی کرنا اور نفس کا مولیٰ کو تسلیم کرنا بعضے کہتے ہین کہ اعتکاف اور عکوف کے معنی اقامت ہین اور مراد اس سے یہ ہے کہ دروازے سے اپنے ملنے کا جب تک نہ بخشدے۔

Marfat.com

افراد وہ ہی جو کہ قطب کے دائرہ سے خارج ہین اور اپنے اپنے کامون پر مصروف ہین ۔

افق اعلیٰ روح کے مقام کی انتہا کو کہتے ہین اور وہ واحدیت اور الوہیت کا مقام ہے ۔

افق مبین دل کے مقام کی انتہا کو کہتے ہین ۔

آفتاب روح کو کہتے ہین اس لئے کہ روح بدن مین بمنزلے آفتاب کے ہے اور نفس بمنزلے ماہتاب کے اسی لئے کہا ہے کہ جب سالک مثل ماہتاب کے کوئی نور دیکھے تو وہ ظہور نفس کا ہی اور جب مثل آفتاب کے کوئی نور دیکھے تو سمجھ لے کہ یہ نور روح کا ہی مگر اسقدر پر قانع نہو جب تک ذات حق تک نہ پہونچ جاے اور جب نور ذات حق تک پہونچ جاے تو اپنی جان کو اور ساری مخلوق کو اوسمین گمادے اس گم ہو جانے کو بھی آفتاب کہتے ہین **شعر** نور تو گم شو کہ تفرید این بود + گم شدن گم کن کہ تجرید این بود ۔

اِلیاس حالت قبض ۔

اللہ یہ علم ہے کہ دلالت کرتا ہے حق تعالیٰ کی معبودیت پر ایسی دلالت کے ساتھ جو سارے اسماے حسنیٰ کی جامع ہے ۔

اِلٰہیت ایسی احدیت جو تمام حقایق وجود کی جامع ہو جیسے آدم علیہ السلام کہ اون مین ساری بشری صورتین جمع تھین یہی تمام بشری صورتون کی احدیت جمع ہے اور اللہ تعالیٰ کے اوس نام کو بھی کہتے ہین جو بندے سے متعلق ہو ۔

آلیہ جو خدا کا نام فرشتے یا عالم ارواح سے متعلق ہو ۔

امامان جو دو شخص ہین ان مین سے ایک غوث کی جانب طرف ہوتا ہے اور دوسرا الٹی طرف بطور نائب کے جو سیدھی طرف ہے اوسکی توجہ عالم بالا کی طرف ہوتی ہے اور جو الٹی طرف ہے اوسکی توجہ عالم دنیا کی طرف ہوتی ہے اور کبھی دوسرے امام سے اعلیٰ رتبہ ہوتا ہے اور کوئی موقع آجاے تو یہی غوث کا قایم مقام ہوتا ہے ۔

امنا ملامتیہ کو کہتے ہین ۔

امہات الاسما خدا کے ان چار نامون کو کہتے ہین اول آخر ظاہر باطن ۔

ام الکتاب عقل اول کو کہتے ہین کہ مرتبہ وحدت کی طرف اشارہ ہے **شعر** عقل اول نام او ام الکتاب فہم کن واللہ اعلم بالصواب ۔

امر اوس عالم کو کہتے ہین جو بے مادہ و مدت کے موجود ہوا ہے جیسے عقل و نفوس اسکو عالم ملکوت اور عالم غیب کہتے ہین ۔

امور کلی اوس چیز کو کہتے ہین جسکا دور کرنا عقل سے ممکن نہو اور نہ اوسکو عین مین پا سکین یا یون سمجھو کہ امور کلی وہ ہے کہ عقل مین موجود ہو اور خارج مین معدوم ہو کوئی ذات نہو کہ اوسکو علم کہہ سکین ۔

انابت دل کو ظلمات شبہات سے نکالنا اور بعضون نے کہا ہے کہ کل کی طرف سے پھر کر اوس ذات کی طرف رجوع کرنا جسکے لئے یہ کل ہین یا غفلت سے ذکر کی طرف یا وحشت سے انس کیطرف دل کو پھیرنا ۔

انزعاج دل مین وعظ یا سماع کی تاثیر ہونے سے اوس کا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اور کبھی متاثر ہونا

Marfat.com

دعا کے لائق کوئی نہین جیسے کوئی عمدہ غزل سنکر وجد مین آتے ہین۔

انصداع جمع کے بعد فرق پیدا ہونا ظہور کثرت اور اعتبار صفات کثرت کی وجہ سے۔

آن مراد اوس وقت سے ہے جس مین سالک موجود ہے اور وہ وقت ٹھہرا ہوا نہین۔

انیت مرتبہ ذاتیہ کی حیثیت سے وجود عینی کا متحقق ہونا۔

انس اللہ کے جمال کے مشاہدہ کا تمنا دل پر ہو اوسے انس کہتے ہین یہ جمال جلالی ہے۔

انتباہ اللہ تعالی کا بندے کو تنبیہ کرنا بطور مہربانی کے۔

انانیت انا یعنی مین ہون کہنا۔

انانیت حقیقت مین۔

انسان کامل مراد اوس بندہ سے جو جامع ہو سارے علوم الہی اور علوم موجودات کلی وجزئی کا اور وہ ایک کتاب ہے جو کتب الہی اور کونی کا مجموعہ ہے اور یہی روح وعقل کی حیثیت سے کتاب عقلی ہے اور نام اس کا ام الکتاب ہے اور قلب کی حیثیت سے کتاب لوح محفوظ ہے اور نفس کی حیثیت سے کتاب محو واثبات ہے اور یہ وہ صحیفے مکرم اور بلند اور پاک ہین جنکو ایسے آدمیون کے سوا جو حجابون سے پاک ہون اور کوئی نہین چھو سکتا ہے اور نہ اون کے مطالب معلوم کر سکتا ہے پس عقل اول کو عالم کبیر اور اوس کے حقایق کے ساتھ وہ نسبت ہے جو روح انسانی کو بدن اور قواے بدن کے ساتھ ہے اور دل کا نفس کلی عالم کبیر ہے جیسا کہ دل کا نفس ناطقہ انسان ہے یہی وجہ ہے کہ عالم کو انسان کبیر کہتے ہین۔

اوتاد ان چار شخصون کو کہتے ہین جو عالم کے چارون سمت یعنی شرق وغرب وشمال وجنوب مین رہتے ہین اور ہر ایک ان مین سے اوسی طرف کے ملک کا نگران ہوتا ہے۔

اولیا دوستان خدا کتابون مین لکھا ہے ان کی کئی قسمین ہین تین سو شخص ہین جنکو اخیار اور ابرار کہتے ہین اور چالیس شخص ایسے ہین جنہین ابدال کہتے ہین اور چار شخص ایسے ہین کہ اونہین اوتاد کہتے ہین اور تین شخص ایسے ہین کہ اونہین نقبا کہتے ہین اور ایک شخص ایسا ہے کہ اوسے قطب وغوث کہتے ہین۔

اہل ذوق اون لوگون کو کہتے ہین جنکی جلیات کا حکم اون کے قلب وروح کے مقام سے نفس وقوی کے مقام پر نازل ہو گویا کہ اوسکو حس سے پاتے ہین اور ذوق سے معدوم کرتے ہین بلکہ یہ حال اونکی پیشانیون سے ظاہر ہے۔

ائمۃ الاسما اللہ تعالی کے ان سات نامون کو کہتے ہین حی۔ عالم۔ مرید۔ قادر۔ سمیع بصیر۔ متکلم۔

ایمان۔ اصطلاح صوفیہ مین ایمان اسمای جمالیہ کے مقتضیات کو کہتے ہین اور علم بقا کے مرتبہ کو بھی کہتے ہین اور ایمان کے پانچ مرتبے ہین (۱) مطبوع یہ ایمان ملائکہ کا ہے (۲) معصوم یہ ایمان انبیا کا ہے (۳) مقبول یہ ایمان مومنون کا ہے (۴) موقوف یہ ایمان اہل بدعت کا ہے (۵) مردود یہ ایمان منافقون کا ہے۔

ایمان حقیقی حق تعالی کی وحدانیت کی تصدیق کرنا

جس مین کسی قسم کا شبہ نہو اور یہ اوسوقت حاصل ہوتا
ہے کہ اپنے کو فنا کرکے حق تعالی کے ساتھ باقی رہے اور
عین وحدت ہو جاے -

باب الابواب تو وہ کہتے ہین اس لئے کہ تمام
اون چیزون مین سے پہلی چیز ہے جسکی وجہ سے بندہ جناب الہی
کے قرب مین داخل ہوتا ہے -

بارقہ ایک روشنی ہے جو جناب الہی سے آتی ہے اور
جلدی بجھ جاتی ہے اور کشف کے مبادی مین سے بارقہ
بھی ایک چیز ہے

باطل سوا دم نما چیز اور سوا خدا کے جو کچھ ہے اوسے
بھی سالکون کی اصطلاح مین باطل کہتے ہین ؎
ما سوی الحق مدرکود بیقین + ترک باطل کہیے
حق راہین -

بت ہستی مطلق کے مظہر کا نام ہے اور ہستی مطلق
حق ہے پس بت حقیقت مین حق ہوا باطل اور عبث
بت نہ ٹھہرا اور بت پرست کو حق پرست کہتے ہین اسلئے
کہ حق نے بت کی صورت مین ظہور کیا ہے -

بدلا بالضم اللہ کے مخلص بندے ہین جو سات ہین
اور یہ لفظ بدیل کی جمع ہے ان مین سے جب کوئی شخص
سافر ہوتا ہے تو اپنے جسد کو اس صورت پر ڈالتا
چھوڑ جاتا ہے جو اوسکی ہے کہ کوئی یہ نہین جانتا کہ وہ
یہان سے چلا گیا بدیل کے بھی معنی ہین ؎ شیخ در مصر
خرقہ در کریان + خرقہ بازی چنین کند ایشان -

بدعت اوس کام کو کہتے ہین جو سنت کے مخالف ہو
اور اس کا نافع ہونا جو صحابہ کا عمل درآمد

نہ تابعین کا اور نہ دلیل شرعی اوسکی صحت پر قایم ہو -

برزخ سالکون کی اصطلاح مین برزخ روح اعظم کو
کہتے ہین اور عالم مثال کو بھی اجسام کثیف اور ارواح مین
اور دنیا و آخرت مین حائل ہے برزخ کہتے ہین ؎
میان صورت و معنی و دنیا و عقبی + لطیف و خوب خیالیست
برزخ یعنی - اور پیر و مرشد کو بھی کہتے ہین اور برزخ
سالکون کی اصطلاح مین مرشد کی صورت محسوسہ کا
نام ہے کہ وہ واسطہ ہے حق تعالی کے اور مرید کے
درمیان مین پس ذاکر کو چاہیے کہ ذکر کرنے کے وقت
صورت مرشد کو اپنی نظر مین رکھے تاکہ اوسکی برکت سے
حق تعالی کی حقیقت تک پہونچ جاے اور اپنے آپ کو
اور تمام کائنات کو ہستی حق مین گم کردے -

پردگی حاجب اور پردہ دار -

بسط اوسے کہتے ہین جو سب اشیا پر مشتمل ہو اور
اوسکے کوئی چیز شامل نہو اور بعضون نے کہا ہے کہ بسط
امید کی حالت کو کہتے ہین مشہور ہے دنیا بامید قائم ہے
اور بعضون نے کہا ہے کہ بسط ایک القا ہے دل پر
جس سے زمت اور انسیت کا اشارہ ہوتا ہے یعنی
دل پر اللہ کی رحمت کی آس بندھتی ہے اور وہ
پیدا ہوتی ہے -

بصیرت ایک قوت ہے دل کی جو نور قدس سے
روشن ہوتی ہے اور اس قوت کے ذریعہ سے اشیا کے
حقایق اور اندرونی حالتین دل پر کھلتی ہین اور یہ قوت
دل کے لئے اس طرح ہے جس طرح نفس کے لئے قوت بصر
کہ نفس اوس کے ذریعہ سے اشیا کی صورتون اور اون کے

Marfat.com

ظاہر کو دیکھتا ہے اسی قوت بصیرت کا نام حکمانے عاقلہ و نظریہ اور قوت قدسیہ رکھا ہے۔

بُعد حق تعالیٰ کی مرضی کی مخالفت کرنے کا نام ہے۔

بقا اللہ کی قدرت کو ہر شے پر دیکھنا۔

بوادر خوش دلی کی باتین جو دلپر یکایک نوبت بہ نوبت آئین۔

پیر خرابات مرشد کامل و مکمل کو کہتے ہین جو مرید کو رسوم و عادات ترک کراتا ہے فقر و فنا کی طرف لاتا ہے اور سالک اور عاشق لاابالی کو بھی کہتے ہین جو تمام اشیا کے افعال و صفات کو افعال و صفات الٰہی مین محو جانتا ہے اور کوئی صفت اپنے یا غیر کی نہین سمجھتا۔

پیر مغان پیر و مرشد۔

تاشطار یون کی اصطلاح مین اسے کہتے ہین کہ سانس کو ناف کے نیچے سے سختی کے ساتھ لمبا کھینچے اس سے حرارت بڑھتی ہے اور عبدالرزاق کاشی کی اصطلاحات مین مذکور ہے کہ بھید کنایہ ہے ذات سے باعتبار تعینات اور تعددات کے

تجلی کچھ دلون پر غیب کے نورون سے کھلے اوسے تجلی کہتے ہین۔

تجلی اعظم شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے مکتوبات مین کہا ہے کہ تنبیہ ناجی ہماری اصطلاح مین تجلی اعظم سے مراد ہے اور صاحب فتوحات کی اصطلاح مین اسکا نام حقیقت محمدی ہے

تجلی ذاتی اوس تجلی کو کہتے ہین جسکا مبدا ذات ہو اور کسی صفت کا صفات مین سے اوسکے ہمراہ اعتبار نہ کیا جاوے اگرچہ وہ بغیر ذریعہ اسما و صفات کے حاصل نہو سکے اسلئے کہ خاص ذات حق کسی موجودات پر تجلی نہین فرماتی بلکہ کسی یا صفت کے پردہ مین متجلی ہوتی ہے۔

تجلی شہودی وجود حق کا ظہور ہے کہ جسکو اسم النور کہتے ہین اور یہ اسما کی صورتون کے ساتھ موجودات مین حق کا ظہور اسما صور الٰہی ہین اور ان کا ظہور نفس الرحمن ہے ؎

ہمہ اشیا باین نفس موجود + گویا ہست این خزانہ جود۔

تجلی صفاتی اوس تجلی کو کہتے ہین جسکا مبدا صفات الٰہی مین سے کوئی صفت ہو اس حیثیت سے کہ وہ صفت ذات الٰہی سے متعین ہے۔

تجرید اپنی ہستی کے اور غیر کے خیال کو اپنے دل اور سر سے مٹا دینے کا نام تجرید ہے بعضے کہتے ہین فرق تجرید اور تفرید مین یہ ہے کہ علایق اور خلایق کے مٹا دینے کا نام تجرید ہے اور اپنے ہستی کے مٹا دینے کا نام تفرید ہے۔

تخلی جو چیز کہ حق تعالیٰ سے روکے اوس سے عزلت اختیار کرنا۔

تختم عارفون کے دل پر حق کی علامت ہو جانا۔

تدبر اپنے کامون کے انجامون پر غور کرنا اور یہ تفکر کے قریب ہے مگر فرق اسقدر ہے کہ تفکر دل کے تصرف کرنیکو غور کے ذریعہ سے کہتے ہین اور تدبر دل کا تصرف کرنا ہے غور کے ذریعہ سے کامون کے انجام مین۔

تدانی مقربین کا معراج۔

تدلی اوترنا مقربین کا اور کبھی اس کا اطلاق اوس حالت پر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کی طرف اون کی معراج مین نزول فرمائے۔

ترقی احوال اور مقامات اور معرفتون کا بدلنا۔

Marfat.com

تعین اوس چیز کو کہتے ہین جسکی وجہ سے ہر ایک شے کو اپنے غیر سے امتیاز حاصل ہوتا ہے تو ایک شے کا جو چیز بن تعین ہوتی ہین وہ دوسری شے کا تعین نہین ہوسکتین پس ہر ایک شے کے تعین مین اوس کا غیر شریک نہین ہوسکتا ہے دیکھو آدمی کے ہر ایک فرد کو وہ تعین اور شخصیت حاصل ہے کہ وہ دوسرے کو حاصل نہین اسی لیے ہر ایک شخص دوسرے سے ممتاز ہے کروڑون آدمی ہین مگر یہ نہین ہوتا کہ دو آدمی بھی پورے طور پر ایک سی شخصیت رکھتے ہون ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ انہین تعینات مخصوصہ کی وجہ سے شناخت ہوتی ہے۔

تفکر دل کا چراغ ہے کہ اوس سے خیر و شر اور منافع و مضار کو دیکھتا ہے جس دل مین تفکر نہین وہ تاریکی مین پہنسا ہوا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ تفکر معرفت اشیا کے حاضر کرنے کو جو دل کے اندر ہے کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ تفکر فوائد کے وارد ہونے کے ساتھ دل کا صاف کرنا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ تفکر عبرت کا چراغ اور سمجھداری کی کنجی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ تفکر اشجار دقایق و دقایق کا باغ ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ حقیقت و طریقت کی کنجی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ تفکر دنیا کے زوال اور عقبی کی بقا کے پہونچنے کا نام ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ تفکر ان سارے احوال کا مجمع ہے۔

تفرید اس بات کا جاننا کہ حق تعالی ہمراہ ہے۔

تفرقہ پریشان خاطری عالم غیب سے اشتغال کیلیے جس طرح کہ ممکن ہو اور بعضے کہتے ہین کہ تفرقہ وہ چیز ہے جس مین اختلاف کرین اور بعضے کہتے ہین کہ تفرقہ کہتے ہین حالات و تفرقات و معاملات کو۔

تقلید غیر آدمی کے قول و فعل کو حق سمجھکر اوس کی پیروی کرنا اور اوس کے دلیل پر خیال نہ کرنا اور بعضون نے کہا ہے کہ غیر کے قول کو بلا دلیل و حجت قبول کر لینے کو تقلید کہتے ہین۔

تلقی جو کچھ حق تعالی کی طرف سے وارد ہو اوس کے لینے کو کہتے ہین۔

تلوین بندے کا اپنے حالات مین نقل کرنا کبھی کچھ ہونا اور کبھی کچھ اور یہ اکثر صوفیہ کے نزدیک نقصان سے خالی نہین مگر شیخ اکبر کے نزدیک یہ تمام مقامات سے کامل ہے اور بندہ کا حال یہان ایسا ہے جیسے کہ اللہ کا قول ہے کل یوم ھو فی شان ہر دن وہ ایک نئی حالت مین ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ تلوین اسے کہتے ہین کہ طریق استقامت مین کوئی مقام تلاش کرنا۔

تمکین تلوین مین قایم ہونے کا نام تمکین ہے اور جب بندہ راہ مین ہے صاحب تلوین ہے اس لیے کہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف اور ایک وصف سے دوسرے وصف کی طرف ترقی کرنے والا ہے اور جب واصل و متصل ہوگیا تو تمکین حاصل ہوگئی اسی لیے بعضے کہتے ہین کہ تمکین واصل باللہ کا ایک حال ہے۔

توحید فرق و جمع کی احدیت کو کہتے ہین اور یہ وہ ہے جو اللہ تعالی نے اپنی ذات کی آپ کی ہے اپنے لیے اوسکی یہ ہے شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو۔ جمع کن خلق و حق یکسر + عین او را بعین او بنگر بعضون نے یون معنی کیے ہین کہ دل کو دو حروف کے شغل سے

خالی کرنا۔

توحید وجد کے چاہنے کا نام ہے اور بعضے کہتے ہین کہ توحید اسے کہتے ہین کہ وجد نہو مگر بہ تکلف وجد ظاہر کرے۔

تولی بندہ کا خدا کی طرف سے اپنی جانب لوٹنا۔

توجہ اسکے یہ معنی ہین کہ اپنی ہمت مرید کے قلب کیطرف لگائے اور اپنے قلب کا دہن مرید کے قلب کے دہن پر تصور کرے اس طرح سے کہ اور کوئی خطرہ اپنے قلب مین نہ آنے دے اور بخشوع کے ساتھ جناب حق سبحانہ تعالی سے التجا کرے کہ وہ سالک کے دل کے نور کو قوت بخشے اور مرشد کو چاہیے کہ جذبہ قلبی اور ہمت باطنی سے مرید کے قلب کو اپنی طرف کھینچے ایک ساعت کم و بیش اسی طور پر مرید کے حال پر متوجہ رہے اور اس طریقہ کے بندگون کی ارواح مبارک کو اپنے شامل حال سمجھے اس تصرف کو ہر وقت اون کی امداد جانے

توبہ اسکے معنی یہ ہین کہ قلب سے عقدہ اصرار دل سہکے خدا کی طرف لوٹنا اور رب کے حقوق کے ساتھ ٹھہر جانا اور بعضے کہتے ہین کہ توبہ اعتراف اور ندامت اور ارادہ کے نام سے ہے اور رکن اسکی تین چیزین ہین ایک ندامت دوسری عود نہ کرنے کا عزم کرلینا۔ تیسری جو ظلم اس سے واقع ہوا ہے اوسکی عوض پورا کرنے مین کوشش کرنا۔

توبہ نصوح عزم کو اس بات پر مضبوط کرنا کہ پھر یہ کام نہ کرون گا اور اسکی اور بھی تعریفین کی گئی ہین اور [illegible] اسے کہتے ہین کہ بری عادتون کو [illegible] اور یہ عامہ علما کے نزدیک [illegible] ہے اور بعضے کہتے ہین کہ توبہ نصوح

یہ ہے کہ اوسکے بعد کسی طرح گناہ کا کوئی اثر علانیہ یا خفیہ باقی نہ رہے اور اس سے صاحب توبہ مین صلاح و فلاح جلدی یا دیر مین پیدا ہوجاتی ہے۔

جابلسا و جابلقا شیخ اکبر اور دوسرے محققین کہتے ہین کہ یہ دو شہر عالم مثال مین ہین۔

جان روح انسانی کو کہتے ہین جو معانی کو ادراک کرتی ہے اور علوم ربانی بتاتی ہے۔

جبروت ابو طالب مکی کہتے ہین کہ جبروت عالم علوی کا نام ہے اور اکثر کی رائے یہ ہے کہ عالم روحانی کا نام ہے اور سالکون کی اصطلاح مین مرتبہ وحدت کا نام بھی ہے جو حقیقت محمدی اور مرتبہ صفات سے متعلق ہے۔

جرس - اللہ کے خطاب کا مبہم طور پر ایک تھوڑے سے قہر کے ساتھ دل پر وارد ہونا ؎ مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم + جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا۔

جشم حق تعالی کا اعیان کو اور اون کی استعدادات کو مشاہدہ فرمانا اس شہود کو صفت بصری کے ساتھ تعبیر کرتے ہین۔

جلوہ بندے کو خلوت سے اوصاف الہی کی طرف نکلنا یعنی اوس کے سے اوصاف پیدا کرنا۔

جلال اللہ تعالی کے قہر کی صفتین۔

جمع محض حق تعالی کا خیال جس مین خلق کا تفرقہ خاطر پر نہو۔

جمع الجمع بالکل فنا فی اللہ ہوجانا۔

Marfat.com

حال اوس چیز کو کہتے ہین جو بغیر ارادہ اور کوشش کے دل پر وارد ہو اور اوسکی شرط یہ ہے کہ صفات نفس کے ظاہر ہونے سے یہ جاتا رہتا ہے اور جب ایک حال جاتا رہتا ہے تو دوسرا حال پیدا ہو جاتا ہے اور جبکہ باقی رہتا ہے تو پھر اوس کا مثل نہین آتا پس جس شخص پر کہ اوس حال کا مثل آتا رہتا ہے تو وہ اوس کے دوام کا قائل ہے اور جسپر کہ اوس کا مثل نہین آتا وہ کہتا ہے کہ ہمیشہ رہنے والی چیز نہین اور کبھی حال بندے کے حالات کے متغیر ہونے کو کہتے ہین اور حال جب دایم رہتا ہے تو اوسکو مقام کہتے ہین پس احوال وہبی یعنی خداداد ہین اور مقامات کسبی ہین کیونکہ احوال عنایت الہی سے حاصل ہوتے ہین اور مقامات اپنی کوشش سے پیدا ہوتے ہین۔

حجاب جو چیز بندے کے مطلب کو اوسکی آنکھ سے چھپا دے اوسے حجاب کہتے ہین۔ حجاب کی دو قسمین ہین ایک حجاب ظلمانی یہ بندے کی طرف سے ہوتا ہے جو کچھ اس مین بری عادتین ہون یا اشغال صوری رکھتا ہو وہی حجاب واقع ہوتی ہین ؎ حجاب چہرۂ جان میشود غبار تعلقت + تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز۔ دوسرا حجاب نورانی یہ حجاب حق تعالی کی جانب سے ہوا کرتا ہے اس لئے کہ افعال کا حجاب آثار ہین اور افعال صفات الہی کا حجاب ہین اور صفات ذات الہی کا حجاب ہین۔

حجاب العزت پریشانی اور اندھاپن اسلئے کہ ادراکات کشفی کو کنہ ذات مین کوئی تاثیر نہین پس ادراکات کشفی کا اوس مین نہ پہونچنا ایک حجاب ہے کہ غیر حق مین کسی وقت مین مرتفع نہین ہوتا۔

حد جدائی اللہ کے اور بندے کے درمیان مین جیسے کہ عبادت کہ اوسکی وجہ سے اللہ مین اور بندے مین فصل واقع ہے۔

حدیث قدسی اوس حدیث کو کہتے ہین جس کا مضمون خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور الفاظ رسول خدا کی جانب سے اور یہ وہ بات ہے کہ اللہ تعالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو الہام کے ذریعہ سے یا خواب مین پہونچاتا ہے اور پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عبارت مین اوسکو بیان کرتے ہین اور فرق قرآن مین اور اس مین یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ بھی نازل ہوتے ہین اور حدیث قدسی کے صرف معانی نزول فرماتے ہین۔

حروف وہ بولی جس مین رب اپنے بندے کے ساتھ خطاب کرے اور بعضے کہتے ہین اعیان مین سے جسقدر حقایق بسیطہ ہے اونہین حروف کہتے ہین۔

حروف عالیات یعنی حروف ذاتی جو غیب الغیوب مین چھپے ہوئے ہین جیسے درخت بیج کے اندر ہوتا ہے۔

حریت اہل حقیقت کی اصطلاح مین اوسے کہتے ہین کہ دنیا کے سارے جھگڑون سے قطع تعلق کر کے سارے عالم سے آزادی اختیار کر لینا اور ایک [illegible] مین عام آدمیون کی آزادی یہ ہے کہ [illegible] خواہشون سے رہا ہو جائین اور خاص آدمیون کی آزادی یہ ہے کہ اپنی مرادات سے چھٹ جائین اس لئے کہ ایسے لوگون کا ارادہ اللہ کی راہ مین فنا ہو جاتا ہے اور جو لوگ

نہایت خاص ہین اون کی آزادی یہ ہے کہ اپنی عادات اور رسوم سے آزاد ہوجائین اس لئے کہ ایسے لوگ نور الانوار مین بالکل چھپ جاتے ہین ۔

حرق اون تجلیات کا جو فنا کی طرف جذب کرتی ہین درمیانی مرتبہ ہے اور پہلا مرتبہ اونکا برق ہے اور سب سے آخر کا مرتبہ ذات مین محو اور ناپید ہونا ہے ۔

حضور جسوقت دل خلق سے غائب ہوکر اللہ کی طرف حاضر ہو اوس حالت کو حضور کہتے ہین ؎ مرا بیگانگی از خلق با حق آشنا کردہ است ٭ بطبع من کس کم ساختن بسیار مے سازد ٭ اور مقام وحدت کا نام بھی حضور ہے ۔

حضرات خمس الٰہیہ پانچ چیزین ایسی ہین جنہین صوفیہ کی اصطلاح مین حضرات خمس الٰہیہ کہتے ہین اور ان مین سے ہر ایک چیز کے لئے ایک عالم بھی قرار دیا ہے اور دوسری تقریر مین یون کہنا چاہیے کہ خود ہر ایک حضرت کو ایک عالم فرض کرلیا ہے اون کی تفصیل یہ ہے (۱) حضرت غیب مطلق اسکا عالم اعیان ثابتہ کا عالم ہے اور وہ علم الٰہی مین ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت غیب مطلق کا عالم اعیان ثابتہ کا ٭ (۲) حضرت شہادت مطلقہ عالم اسکا عالم ملک ہے اور حضرت شہادت حضرت غیب مطلق کے مقابلہ مین ہے پھر حضرت غیب مضاف ہے جسکی ذیل کی دونون قسمین ملکر وہ پانچ قسمین اس طرح پوری ہوتی ہین (۳) حضرت غیب مضاف کا وہ پہلو جو غیب مطلق سے بہت قریب ہے اور عالم ارواح جبروتیہ و ملکوتیہ یعنی عالم عقول و نفوس مجردہ اس کا عالم ہے (۴) حضرت غیب مضاف کا وہ پہلو جو شہادت مطلقہ سے بہت قریب ہے اور عالم مثال اوس کا عالم ہے جسے عالم ملکوت کہا کرتے ہین (۵) پانچوان حضرت ان چارون حضرات کا جامع ہے یعنی حضرت غیب مطلق و حضرت شہادت مطلقہ اور دونون عالم حضرت غیب مضاف کے اوس مین موجود ہین اور عالم اسکا عالم انسان ہے جس مین سارے عالم اور اون کی چیزین موجود ہین پس عالم ملک مظہر ہے عالم ملکوت کا اور عالم ملکوت عالم مثال مطلق ہے اور ہر عالم مثال مطلق عالم جبروت یعنی عالم مجردات کا مظہر ہے اور عالم مجردات مظہر ہے عالم اعیان ثابتہ کا اور عالم اعیان ثابتہ مظہر ہے اسماے الٰہیہ و حضرت واحدیت کا اور حضرت واحدیت مظہر ہے حضرت احدیت کا ۔

حق جو چیز بندے پر من جانب اللہ واجب ہے اوسے حق کہتے ہین اور جو کچھ اللہ نے اپنی ذات پر واجب کرلیا ہے اوسے بھی حق کہتے ہین ۔

حق الیقین بندے کا حق تعالیٰ مین فانی و باقی ہونا اور یہ دونون باتین اوسکو علم اور شہود اور حال تینون کے ساتھ حاصل ہون صرف علم اس بات کا ہونا کہ مین حق مین فانی ہون اور حق مین باقی ہون کافی نہین اسلئے کہ ہر ایک عاقل کو موت کا علم علم الیقین ہے اور جب موت کے فرشتون کو دیکھ لیتا ہے تو موت کا علم عین الیقین ہوجاتا ہے اور جب موت کا مزہ چکھ لیتا ہے تو اوسوقت عین الیقین پیدا ہوجاتا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ علم الیقین ظاہر شریعت کو کہتے ہین اور عین الیقین شریعت مین اخلاص پیدا کرنے کا نام ہے اور حق الیقین اوسمین مشاہدہ پانے کو کہتے ہین اور بعضون نے

Marfat.com

حق الیقین کی یون تعریف کی ہے جو چیز مشاہدہ سے معلوم
ہوجاے اوس کے حاصل ہونے کا نام حق الیقین ہے
حقیقۃ الحقایق وہ مرتبہ احدیت جو سارے حقایق
کو جامع ہے اسکو حضرت الجمع و حضرت الوجود بھی کہتے ہین
حقایق الاسما ذات کے تعینات اور نسبتون کو
کہتے ہین مگر اسقدر ہے کہ یہ وہ صفات ہین جنکے ذریعہ سے
اسما [illegible] بعض کو بعض سے تمیز کرتی ہین ۔
حقیقت محمدیہ ذات تعین اول کی مع [illegible] اور یہی
اسم اعظم ہے [illegible]
[illegible]
ہے
حقیقت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اور حقیقت [illegible] کہتے ہین [illegible] چیز [illegible]
[illegible] اصل ہے اوس چیز کا [illegible]
حقیقت حق تعالیٰ [illegible] اور بعضون نے [illegible]
حقیقت مین فرق کیا ہے [illegible] کی شرح مین [illegible]
کہ حقیقت ذات ہویہ کو منظور کرتے ہین کہ تمام تعینات
اور کثرات انوار ذات کے سامنے محو و معدوم ہون ۔
ذال نقطہ وحدت کو کہتے ہین پوشیدگی کی حیثیت سے
کہ ذات سے سب کی ابتدا اور اوسی کی طرف انتہا ہے اور [illegible]

صاحب طارقہ نے فرمایا ہے کہ خال گناہ کی ظلمت کا نام ہے
جو طاعت کے انوار مین پایا جاے بعضے کہتے ہین کہ اگر
بہت کم ہو تو خال کہتے ہین اور شیخ جمال کہتے ہین کہ خال
نقطہ روح انسانی سے مراد ہے ۔
خواطر وہ بات جو دل پر [illegible]
یا کبھی [illegible] دل پر قائم نہ رہتے اور کبھی خاطر [illegible]
کہ ایک بات [illegible] پیدا ہوجاے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] خرابات [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
مین کمال ہے [illegible]
اور [illegible] تمام جہان [illegible]
صورت اور معنوی [illegible] مین [illegible]
ہین ۔
خشوع اصطلاح صوفیہ مین خشوع [illegible] کہتے ہین [illegible]

کی اطاعت کرنا اور بعضے کہتے ہین کہ ہمیشہ دل مین خوف کرنا اور علامت خشوع کی یہ ہے کہ جب بندے پر غصہ ہون یا اوسکے خلاف کرین یا اوسکی کسی بات چیت کا رد کرین تو وہ چین بر جبین نہو۔

خصوص ایک ہونا ہر شے کا۔

خضر حالت بسیط سے مراد ہے۔

خضوع و تواضع - دونون خشوع کے معنی مین ہین۔

خطرہ - اندیشہ جو دل مین آوے اسکی چار قسمین ہین خطرہ نفسانی اور خطرہ شیطانی اور خطرہ ملکی اور خطرہ رحمانی اور متصوفہ خطرہ اوس خواہش کو کہتے ہین جو بندہ کو ریا کی طرف بلاوے اور بندہ اوس کے دفع کرنے پر قادر نہو ؎

بندۂ حق بسوی حق خواند ٭ دفع آن خطرہ بندہ نتواند

خفی صوفیہ کی اصطلاح مین ایک لطیفہ ربانی کا نام ہے جو روح مین بالقوہ موجود ہے بالفعل حاصل نہین ہوسکتا مگر جب واردات ربانی کا غلبہ ہوجاے تو اوسوقت یہ بالفعل حاصل ہوتا ہے تاکہ روح مین اور حضرت حق مین ذریعہ اور واسطہ بن جاے کہ روح اس ذریعہ سے صفات ربوبیت کی تجلی اور فیض الہی حاصل کرے۔

خلق وہ عالم جو مادہ کے ذریعہ سے موجود ہو جیسے افلاک اور عناصر اور موالید ثلاثہ یعنی جمادات و نباتات و حیوانات اسی کو عالم خلق و عالم ملک و عالم شہادت کہتے ہین

خلوت - سید کی تامین کرنا اللہ تعالی سے اس طرح پر کہ ماسوای اللہ سے اور کوئی بادشاہ دوسرا نہین ہو۔

خوف جس بری چیز سے بندہ فی الحال ڈرے اوسے خوف کہتے ہین۔

خیال عالم مثال کو کہتے ہین جو عالم ارواح اور اجسام کے درمیان مین برزخ ہے۔

درۃ البیضا - عقل اول۔

دل صوفیہ کی اصطلاح مین لطیفہ ربانی و روحانی نام ہے اور وہ انسان کی حقیقت ہے اور مدرک اور عالم اور عارف اور عاشق اور مخاطب اور معاتب وہی ہے جس نے اوسے جان لیا اور پالیا اوس نے خدا کو جان لیا اور پالیا اور وہ گوشت کا ٹکڑا جو صنوبری شکل ہے اور سینہ مین اوسی طرف ہے یہ مجازاً دل کہا ہے ؎

دل اگر این خانۂ آب و گل ست ٭ خرہم از اقبال تو دل ست

ذوق - تجلیات الہی کے شروع کو کہتے ہین۔

ذوق فی معرفۃ اللہ - نور عرفانی جو حق تعالی اپنی تجلی کے ساتھ اولیا کے دل مین ڈالتا ہے اور اوسکے ذریعہ سے تفرقہ حق و باطل مین ہوتا ہے۔

ذوالعقل اوس آدمی کو کہتے ہین کہ ظاہر مین خلق دیکھتا ہے اور باطن مین حق کو دیکھتا ہے گویا اوسکے نزدیک حق خلق کا آئینہ ہے اسلئے کہ آئینہ ظاہری صورتون مین چھپ جاتا ہے۔

ذوالعین اوس شخص کو کہتے ہین کہ حق کو ظاہر مین اور خلق کو باطن مین دیکھتا ہے گویا اوسکے نزدیک خلق حق کا آئینہ ہے اس لئے کہ حق اوسکے نزدیک ظاہر ہے اور خلق اوسمین چھپی ہوئی ہے جس طرح آئینہ صورتون سے چھپ جاتا

Marfat.com

ذوالعقل والعین اوس آدمی کو کہتے ہین جو حق کو
ن کے اندر دیکھتا ہے وہ قرب فرائض کا مرتبہ ہے اس
ریث مین انہین مراتب کی طرف اشارہ ہے ما تقرب
الی عبدی بشیٔ احب الی مما افترضت علیہ و
لا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل الحدیث
ے معنی کرامات کی حدیث مین دیکھو بہر صورت حق تعالی کے
ندر دیکھو یا خلق کو حق کے اندر دونون صورتون مین
ایک دوسرے سے چھپ نہین سکتا بلکہ ایک وجود عین ہوتا ہے
ر ایک وجہ کے ساتھ اوسے حق دیکھتا ہے اور دوسری
وجہ سے اوسے خلق دیکھتا ہے کثرت خلق کی وجہ سے
وس یکتا کی ذات چھپ نہین سکتی جیسے کہ آئینے بہت سے
ہون تب بھی ایک شخص دیکھنے والے کا منہ برابر دیکھتا
ہے چھپ نہین سکتا باوجودیکہ خلق مین کثرت ہے مگر اونکے
مشاہدہ مین کسی طرح خلل نہین پڑتا ایک دوسرے کے دیکھنے
مین مزاحمت نہین کرسکتا اسی طرح خلق کی کثرت سے اوس
ذات یکتا کی تجلیات کے دیکھنے مین مزاحمت واقع نہین
ہوسکتی اگرچہ خلق کثیر ہے مگر وہ برابر مشاہدہ مین آتی ہے
اور یہ مسلک وحدت وجود کا ہے جو ابن عربی اور اون
کے متبعین کا مختار ہے

ذہاب محبوب کے مشاہدہ سے جو حال طبیعت پر پیدا ہو
اوسکا دل سے جاتا رہنا گو کیسا ہی محبوب ہو

سالک اوسے کہتے ہین جسنے اپنے مقامات کو اپنے حال سے
طے کیا ہو بغیر علم کے اس صورت مین اوس کا حال اور
مقام ایک ہو جائیگا۔

سبحہ ہبا کا نام ہے کہ ہیولی کو کہتے ہین۔

سر جو چیز کہ فنا سے بندہ کو بقا کی راہ سے ستر کرتے ہین
اور بعضے کہتے ہین کہ پردہ ہستی سے مراد ہے کہ آدمی
اپنے رب کو موجود دیکھتا ہے پس غفلت مین پڑا ہوا ہے
اور کبھی پردہ عادت کے سبب سے ہوتا ہے اور کبھی اس
کے نتیجون کی وجہ سے پردہ واقع ہوتا ہے

سحق بندے کے مزاج کا قہر کے تلے آکے جاتا رہنا۔

سر اسکے کئی معنی ہین جیسے اضافت اس لفظ کی
ہووے ویسے ہی معنی لگاتے ہین سر العلم جاننے والا جس چیز کو
جانتا ہے اوسکی حقیقت کو کہتے ہین سر الحال علم مین
اللہ کے ارادہ کو جان لینا جیسے ہمنے نماز کو جان لیا پھر
یہ جاننا کہ ارادہ الہی یہ ہے کہ ہم نماز پڑھین تو یہ سر الحال
ہے اور سر الحقیقت اوسے کہتے ہین جس سے اشارہ
واقع ہو۔

سر السر اوسے کہتے ہین جس بات کی وجہ سے بندے
مین اور حق تعالی مین غیریت ثابت ہوتی ہے جیسے کہ حق
تعالی کو حقائق کا علم تفصیلی حاصل ہے اور وہ سب
کی کنہ اور باریکیون کو جانتا ہے اور بندہ کو یہ بات
حاصل نہین ہے پس ایسی چیز سر السر کہلاتی ہے۔

سفر - دل کی سیر سے مراد ہے اس طرح کہ وہ اللہ
کے ذکر مین مصروف ہو۔

سکینہ غیب سے جو بات دل پر نازل ہو اور اوسے
سے وہ جمعی ہو اوسے سکینہ کہتے ہین

سکر کسی قوی خیال کے دل پر آجانے کی وجہ سے
غفلت پیدا ہو جانے کو سکر کہتے ہین اور اس سے
بڑی لذت اور مزہ حاصل ہوتا ہے اور غیبت سے نہایت

Marfat.com

قوی اور کامل ہے۔

سمسمہ معرفت جو بیان میں نہ آسکے۔

سلت ترک کر دینا۔

سوی جو روح جسم عنصری کے سوا جسم ناری یا نوری سے متعلق ہوا سے کہتے ہیں۔ اور سوی غیر تعینی کہتے ہیں اور وہ اعیان ہیں تعینات کی حیثیت سے۔

سوء امر یوسف یعنی اللہ کی خلق میں اور خلق کا اللہ میں۔

سواد الوجہ فی الدارین اللہ میں بھی ظاہر ہوا کہ کچھ بھی اپنے وجود کی خبر نہیں نہ ظاہر میں نہ باطن میں نہ دنیا میں نہ آخرت میں۔ فقر حقیقی اسی سے مراد ہے اور عدم اصلی کی طرف رجوع کرنا اسی سے عبارت ہے۔

شاہد جب کہ شاہد کو اپنا دیدار ہو سے شاہد کے ہیں اور حقیقت میں شاہد وہ چیز ہے کہ انسان کے دل میں آجائے اور اس کا فکر دل پر غالب ہو جائے پس اگر اوسپر علم غالب ہے تو اوسے مشاہدہ علم کہتے ہیں اور اگر وجد غالب ہے تو مشاہدہ وجد اور اگر فنا غالب ہے تو مشاہدہ فنا کہتے ہیں۔

شجرہ موسیٰ و شجرہ کلیم اللہ اور نخل طور اس درخت سے عبارت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے وادی ایمن میں کوہ طور میں اوس درخت پر تجلی انوار الٰہی کو مشاہدہ کیا تھا۔

شجرہ انسان کامل کو کہتے ہیں جو ہیکل کلی کا مدبر ہے اسلئے کہ یہی حقیقت کا جامع ہے اور اسی کے وتائین ہر شئے کی طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ اور یہ درمیان شجرہ ہے کہ نہ تو بالکل کمال وجوب کیساتھ متصف ہے اور نہ سراسر نقصان امکان کیساتھ یعنی وجوب و امکان کے درمیان میں اسکا مرتبہ ہے۔ اس شجرہ کی جڑ تحت الثریٰ میں ہے اور اسکی شاخ آسمانوں کے اندر پہونچگئی ہے اور اسکی جڑیں کیا ہیں یہی اسکے جسمیت کے حصے ہیں اور اسکی روحانیت کے مثال اسکی شاخیں ہیں اور وہ کلی ذاتی جو اسکے ساتھ خصوصیت رکھتی ہے اسکی حقیقت ہے اور اسمیں سرائی انا الحق کا نتیجہ پیدا ہوجانا اسکا ثمرہ ہے۔

شرب تجلیات کی دریائی حالت جنگل انس مرتفع میں ہے۔

شطحیات درویشوں کی وہ باتیں کہ جنکے وقوع میں بے اختیار انکے منہ سے صادر ہوتی ہیں۔ جیسے انا الحق حسین منصور کہا اور سبحانی ما اعظم شانی اور لا اله الا انا فاعبدونی بایزید نے کہا۔ (بعض فی حق عوام الخواص جنسے کہا وہ حق علی رضا اولیاء مشہور عند سید محی الدین نے فرمایا کہ یہ باتیں ظاہر میں شرع ہیں اور باطن میں نہ جانے کہ کیا ہیں اور مشائخوں نے نہ انہیں رد کیا ہے نہ قبول۔ (منقول از معدن المعانی صفحہ دوم)

شوق دل کو اوس کی خواہشات سے

[illegible] اکرنا [illegible] کی طرف کھینچتا ہے۔
[illegible] موجودات کی حقیقتیں جن سے انکی
پیدائش موجودہ حال معلوم ہوتا ہے۔
[illegible] ایک خدا طریقہ [illegible] کا لکھا ہوا
[illegible] ہماری اصطلاح میں اوسے
[illegible] حضرت واجب تعالیٰ [illegible]
[illegible] صفاتی زائد [illegible] جو صفاتی
زائد ذات حق تعالیٰ [illegible] صفات کہلاتے ہیں۔
حضرت [illegible] رسالہ [illegible]
میں لکھا ہے کہ [illegible] ذات آلہی [illegible]
شرع [illegible] صفات آلہی [illegible] شروع ہیں
[illegible] آلہی [illegible] وغیرہ [illegible]
صفات کی فرع ہیں [illegible] افعال آلہی [illegible]
فرع ہیں۔ [illegible] موجودات [illegible] افعال کی
[illegible] ہیں [illegible]
[illegible] اور صفات [illegible] میں [illegible]
[illegible] ذات آلہی [illegible] اور [illegible]
[illegible] ذات آلہی [illegible] لوگوں کو
[illegible] معلوم نہیں [illegible] صفات کو [illegible]
[illegible] صفات
[illegible]
[illegible] آلہی سے [illegible] ذات آلہی [illegible]
[illegible] ہاں کہنا [illegible]

صفات آلہی ذات آلہی پر خارج میں زائد ہیں۔
صفات و شئونات کی اصطلاح میں صفات آلہی [illegible]
کہ اسم ذات میں کوئی صفت صفات میں سے [illegible]
کر [illegible] سمیع بصیر علیم وغیرہ۔
[illegible] کسی دلیل کے دیکھنے کے [illegible]
اسکو [illegible] جاننے کو کہتے ہیں۔
[illegible] نفس کی ظلمت کے سبب سے
[illegible] ہو جاتا ہے [illegible]
[illegible] نور آلہی سے [illegible]
[illegible] آلہی کی [illegible]
[illegible] عالم کی [illegible] کرنا
[illegible] ذاتیہ [illegible] صفات آلہی [illegible]
[illegible] ساتھ [illegible] اور [illegible]
[illegible] صفات [illegible] ہو سکتا [illegible]
[illegible] وحکمت وغیرہ آلہی [illegible]
[illegible] شروع ہے۔
[illegible] فطلبہ [illegible] صفات آلہی کہتے ہیں
[illegible] ہو سکے
[illegible] وغیرہ کہ اللہ تعالیٰ
[illegible] ہوتا ہے
[illegible] صفات آلہی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

Marfat.com

ضنائن اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہین کہ جنکو اللہ تعالیٰ اتنا عزیز رکھتا ہے کہ عام طور پر لوگون پر ظاہر نہین کرتا کیونکہ اُنکو غیرت آتی ہے کہ عام طور پر لوگون اُن سے واقف ہو جائین۔

ضیاء ماسوی اللہ کو حق تعالیٰ کے ذریعہ سے دیکھنا۔ اور صورت اوسکی یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات ایک ایسا نور ہے کہ نہ وہ خود کسی طرح دیکھ سکتا ہے نہ کسی اور چیز کو اوسکے ذریعہ سے دیکھ سکتے ہین مگر اوسکے اسما ایسے نور ہین کہ وہ خود بھی دیکھ سکتے ہین اور اُنکے ذریعہ سے دوسری چیزین بھی دیکھ سکتے ہین۔ پس جس وقت قلب کی وجہ سے ظاہر ہو جاوے کہ وہ نور الٰہی کو دیکھتا ہے تو اسوقت مین دل کی بصیرت منورہ ماسوی اللہ کا مشاہدہ اوس نور کے ذریعہ سے کرلیتی ہے اسلیے کہ جب انوار اسماء الٰہی مکنات مین ظہور کرتے ہین تو اور چیزون مکنات کا اندھیرا چھپا جاتا ہے تو وہ مظاہر بھی جن مین ان اسماء نے ظہور کیا ہوتا ہے معدوم ہو جاتے ہین۔ جسطرح قرص شمس جب کسی ہلکے سے بادل کی آڑ مین آجاتا ہے تو وہ کھو جاتا ہے۔

طالب وہ شخص جو شہوات طبعی و لذات نفسانی کو عبور کرے اور خودی اور دوئی کا پردہ حقیقت کے چہرہ سے اُٹھا دے، اور تقید سے اطلاق کی طرف اور کثرت سے وحدت کی طرف آجائے تاکہ انسان کامل ہو جاوے۔ اور اس مقام کو فنا فی اللہ کہتے ہین کہ طالبون کے سیر کی یہ انتہا ہے۔ اور شیخ شرف الدین منیری نے اپنے مکتوبات مین لکھا ہے کہ طالب کو کسی مقام مین قیام نہین اور کسی منزل مین آرام نہین دونون جہان مین سکون اوسپر حرام ہے۔

طاہر وہ آدمی جسکو اللہ نے اپنی مرضی کی مخالفت کرنے سے معصوم کردیا ہے۔

طاہر ظاہر وہ آدمی جو گناہون سے پاک ہے۔

طاہر باطن وہ آدمی جسکے دل مین وسوسے بھی کبھی پیدا نہین ہوتے۔ گناہ کرنا تو درکنار۔

طاہر السر وہ آدمی جو ایک لمحہ بھی خدا سے غافل نہین رہتا

طاہر السر والعلانیہ وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ اور اُسکی مخلوق دونون کے حقوق پورے پورے ادا کرتا ہو۔ کیونکہ اسمین دونون طرف کی رعایت رکھنی کی گنجایش ہوا کرتی ہے۔

طب روحانی — دلونکے کمالات اور آفات اور امراض اور اُسکی دواؤن کا جاننا اور دلونکی صحت اور اعتدال قایم رکھنے کی کیفیت کو پہچاننا۔

طبیب روحانی وہ شیخ کامل جو طب روحانی کا ماہر ہو اور مرید کے تکمیل اور ارشاد پر قادر ہو۔

طبع ہر شخص کی نسبت جو علم الٰہی ازل مین مقرر ہو گیا ہے۔

طریق اُن مراسم سے مراد ہے جنکو اللہ نے مشروع کیا ہو اور اُن کی مخالفت کی اجازت نہو۔

طریقہ اولیاء اللہ کی ایک خصلت کو کہتے ہین کہ وہ ترقی مقامات کی اور طے کرنا منازل کا ہے۔

طلب سالکون کی اصطلاح مین اُسے کہتے ہین کہ شب و روز

اُسکی یاد مین رہے۔ خلا ہو یا ملا۔ گھر ہو یا بازار اگر دنیا اور اسکی نعمت اور عقبیٰ اور جنت اُسکو دین تو وہ قبول نکرے اور اُسکی نعمت کو کافرون کے لیے چھوڑ دے اور عقبیٰ اور جنت کو مومنون کے لیے۔ اور ساری خلق توبہ گناہ سے کرتی ہی تاکہ دوزخ سے بچے اور وہ توبہ جلال سے کرتا ہی تاکہ بہشت مین نہ ڈالا جائے اور تمام اہل جہان راحت اور مراد کی جستجو کرین اور وہ مولا کی اور دیدار الٰہی کی جستجو ہو اور تمام خلق اپنے کاروبار مین زیادتی چاہے اور وہ ہر حال مین کمی چاہے۔ اگر پائے تو جمع کرے اور اگر نہ پائے تو شکر کرے۔ اور مراد کے نہ پانے سے شاد ہو تاکہ تمام قیدون سے آزاد ہو جاے اور توکل مین قدم رکھے نہ خلق سے سوال کرے نہ حق سے چاہے کہ سوال خلق سے ترک سمجھے اور حق سے سوال شرم جانے اور بلا اور محنت اور آرام اور عطا اور منع اور رد و قبول خلق کا سب اُسکے نزدیک یکسان ہو۔

طمس بندے کے صفات کا صفات حق تعالیٰ مین فنا ہو جانا۔

طوالع توحید کی روشنیان جو پیدا ہون اہل معرفت کے دلون پر اور یہ روشنیان سارے نورون کو مٹا دیتی ہین

ظاہر العلم اہل معرفت اعیان ممکنات کو کہتے ہین

ظاہر الوجود اسماے الٰہی کے ظہورات کو کہتے ہین

ظاہر الممکنات حق تعالیٰ کا اعیان کی صورتون اور صفات مین ظہور کرنا اسی کو وجود الٰہی کہتے ہین اور کبھی اسپر ظاہر الوجود کا بھی اطلاق ہوتا ہی۔

ظلمت نورانی اور چمکدار چیز کی نور کا معدوم ہو جانا اور اجسام کثیف کے سایہ کو بھی ظلمت کہتے ہین اور کبھی اسکا استعمال ذات الٰہی کے علم پر ہوتا ہی اسلیے کہ اُسکے سوا اور غیر نہین کھلتا ہی۔

ظلال غیر کے خیالات کا بغیر وجود خدا کے تعالیٰ کے جلوہ آرا مین دلپر گزرنا یعنی خدا کے وجود کا خیال نہ آوے بلکہ حجابون مین غیرون کا خیال آوے اور مشائخ کو اصطلاح مین وجود اضافی کو بھی کہتے ہین جو ممکنات مین ظاہر ہوا ہے۔

ظل اول عقل اول اسلیے کہ کلمات وجود سے سب سے اول خود حق تعالیٰ سے عقل اول ہونے ظہور پایا ہی

ظل ثانی انسان کامل کہ حضرت وحدیت کے ساتھ متحقق ہوا ہے۔

عارف وہ شخص ہی جو حال اور شہود کے طور پر خدا کی ذات اور صفات اور اسماء کا ادراک کرے اور وہ دیکھے نظر جسکی اللہ تعالیٰ اپنے ذات و صفات و اسماء و افعال کے ساتھ بینا کرے ایسے شخص کی معرفت دیکھی ہوئی ہوتی ہی اسی لیے کہا ہی کہ عارف دیکھی ہوئی بات کہتا ہی اور عاقل سنی ہوئی۔

عاشق وہ شخص ہی کہ عقل سے دور ہو اپنے سر و پا کی خبر نہ رکھتا ہو اور بالون مین کنگھی نکرے نہ نیند اور کھانا پینا اوپر حرام کرے زبان ذکر کے ساتھ اور دل فکر کے ساتھ جان مشاہدہ معشوق کیساتھ مشغول ہو چشم گریان ہو نہ زرد ہو بال پریشان ہون سر و پا برہنہ ہون۔ دوست کے سوا جو کچھ ہی اُس سے بیزار ہو مگر ایسے عاشق مین ایسے عاشق پیدا ہوتے ہین کہ راتون ان کا کام

Marfat.com

کھیل کود ہنسی مذاق عورتوں سے اور خوبصورت لڑکوں سے
صحبت ہے۔ کھانا سونا انکا کام ہے اور ان افعال پر عاشق
ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

عالم بمعنے ما سوی اللہ یعنی ممکنات سے عبارت
ہے اور صفات باری تعالیٰ اس سے خارج ہیں کیونکہ صوفیہ
کے نزدیک وہ عین ذات ہیں۔ فصوص میں شیخ علیہ السلام
میں لکھا ہے کہ عالم عام کے فتح سے وہ ان اوراق کی صورت ہے
اور حق اس صورت کی ارواح ہے۔ اور نفس آدم علیہ السلام
میں کہا ہے کہ روح عالم کی آدم ہے اسلئے کہ آدم ذات
لطیفہ ہے اور یہ کچھ خدا پر اطلاق کیا جاتا ہے اسکا اطلاق جائز
نہیں رکھتے ہیں۔ شاہ مدار بدیع الدین سے قاضی شہاب الدین
نے دریافت کیا کہ اٹھارہ ہزار عالم جو کہ اللہ نے پیدا کئے ہیں
اسکو کہاں رکھا ہے جواب دیا کہ آٹھ ہزار عالم آسمان میں ہیں
اور آٹھ ہزار عالم دریا میں اور زمین کے اندر ہیں اور دو
ہزار عالم دنیا میں رہتے ہیں۔ اور قاضی صاحب نے
شاہ صاحب سے دریافت کیا کہ عالم کسے کہتے ہیں۔ حضرت
بدیع الدین نے جواب دیا ہر شے کو کہتے ہیں جو اللہ کے ماسوا
ہو وہ ہزار عالم ہیں ان میں ایک ہزار کچھ ہیں اور ایک
ہزار اللہ کے ذریعہ سے پیدا ہوتا ہے۔

عالم قدم جو اللہ سے بغیر سبب اور ذریعہ کے پیدا
ہوا ہے اسکو عالم امر کہتے ہیں اور کبھی عالم ملکوت بھی
کہتے ہیں۔

عالم خلق جسے اللہ نے کسی چیز کے ذریعہ سے پیدا
کیا اور اسکا اطلاق دنیا پر ہوتا ہے۔

عالم عام کے صورت وہ نفس جو علم الیقین کے ساتھ
اللہ کی ذات و صفات و اسماء سے مطلع ہو بکشف و شہود
کے طور پر۔ اور شیخ اکبر کے رسالہ اصطلاحات میں لکھا ہے
کہ عالم وہ شخص ہے جسکو اللہ نے اپنی ذات کی الوہیت پر
حاضر کیا ہے اور اسپر کوئی حال ظاہر ہوا ہے اسکو عالم کے
نام سے نام کرتے۔

عبودیت اپنے رب کے مقام عبودیت میں اپنی
جان کو دیکھنا۔

عدل اور حق تعالیٰ کے مراد اس مخلوق سے ہے
جسکو دل اللہ نے پیدا کیا ہے۔

عرش ایک جسم ہے کہ ساتھ جسم کے اجسام کی ہے
وہیں سے احکام قضا و قدر آتے نازل ہوتے ہیں
درمیان کوئی صورت ہے نہ کوئی جسم۔ کچھ لوگ
کہتے ہیں کہ عرش کا فلک اس کا نام ہے اور فلک تو
کرسی کا نام ہے اور شیخ محی الدین کے نزدیک
وہ کرسی فلک الافلاک کو کہتے ہیں اور شیخ کا مذہب یہ ہے کہ
عرش و کرسی و فلک نفس یعنی فلک الافلاک اور فلک ثوابت
قابل خرق و التیام نہیں ہیں اور باقی افلاک خرق
ہیں اور استعداد دونوں باتوں کی رکھتے ہیں۔ اور
علماء کی رائے یہ ہے کہ فلک قابل خرق و التیام نہیں ہے
کیونکہ دلیل صرف فلک الافلاک کے بارے میں ہے اور وہ بھی
ناتمام ہے اور جو لوگ علماء کے طرفدار ہیں وہ قرآن کی
اس آیت سے افلاک کے قابل خرق و التیام ہونے
پر استدلال کرتے ہیں وبنینا فوقکم سبعا
شدادا یعنی ہم نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان
بنائے لیکن اِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ یعنی جب

Marfat.com

آسمان بھیت جاوین اسکے خلاف پر دال ہی اور یہ
آیت شیخ کے مذہب کے مخالف نہین اسلئے کہ سما کا
لفظ کواکب سیارہ کے افلاک کے سوا استعمال
نہین پاتا چنانچہ آیات قرآن مین سبع سموات اکثر
آیا ہے اور شیخ اسکے فرق دالتیام کے
منکر نہین۔

عشق کمالات کی جمعیت کو کہتے ہین جو ایک
ذات مین جمع ہون اور یہ سوا حق کے کسی مین
نہین اور شیخ فخر الدین عراقی نے عشق سے
ذات احدیت مطلق کی طرف اشارہ کیا ہی اور تمام
متاخرین کا یہی مختار ہے

عقاب اسی کو عقل اول بھی کہتے ہین۔

علم الیقین جو بات دلیل سے ثابت ہو۔

علامت اللہ تعالی کا خبردار کرنا بندے کو کسی
ذریعہ سے یا بغیر ذریعہ کے۔

عما مرتبہ احدیت کو کہتے ہین۔

عموم شرکت کی بات کو کہتے ہین۔

عنقاء عبارت ہے کہ اللہ تعالی نے اسمین جسم
عالم کو کھولا ہے مراد یہ ہی کہ جب عالم کی پیدائش
شروع کی تو ایک غبار سا تھا اور اصل مین عنقا
کنایہ ہیولی سے ہی۔

عین ثابتہ ایک حقیقت ہی اللہ تعالی کے علم مین
اور یہ خارج مین موجود نہین بلکہ علم الٰہی مین ثابت ہی

عین الیقین جو بات مشاہدہ سے پیدا ہو۔

عین التحکم اسے کہتے ہین کہ کرامت کے
اظہار کا اپنی ولایت کے ظاہر کرنے کے لئے دعوی
کرے۔

عید اعمال کے اعادہ کرنے سے جو کچھ اللہ
کی تجلیات بندہ کے دیکھتے ہین اسکا نام عید ہے

غراب جسم کلی کو کہتے ہین اور وہ اول صورت
ہی کہ ہیولی نے اسکو قبول کیا ہی اور جب یہ غراب
اور ہیولی ملگئے تو ظاہر عام ہوگیا اور وہ ایک استدادا
موہوم ہے جسم مین نہین اور جب جسم کلی نے
شکل کردی قبول کی اور کوئی دوسری شکل قبول
نہ کی تو اس سے معلوم ہوا کہ خلاصہ تدبیر ہے
اور یہی صورت جسمیہ کی اصل ہی اور صورت جسمیہ
امکان کے سیاہی چھائی ہوئی ہی اسلئے عالم قسم
اور حضرت احدیت سے اسکو بہت دوری ہے
اسلئے اسے غراب کہنے گئے اسواسطے کہ دوری اور
سیاہی مین مثل کوے کی ہی۔

غربت بھی اسے کہتے ہین کہ اپنے وطن کو
مقصود کی طلب مین چھوڑ دینا اور حق تعالی سے
غربت یہ ہی کہ اسکی معرفت سے دور ہوجائے۔

غوث یہ ایک مرتبہ ہی اولیاء کا کہ ہر زمانہ مین
یہ ایک ہی شخص معین ہوتا ہی مگر جبکہ ایسا وقت اور
موقع آوے کہ دوسرے غوث کی ضرورت
واقع ہو تو یہ عنایت الٰہی پر موقوف ہی۔

غیرت فی الحق اسے کہتے ہین کہ اللہ کی حدود
مین تجاوز کرے مثلاً اسنے شراب پینا منع
کیا ہی۔ اور پھر پیئے تو یہ غیرت حق کی جگہ ہی اور یہی

Marfat.com

غیرت حق سے کہ جو چھپانے کی باتین ہین اُنکو ظاہر کردیا جائے۔

غیر بالفتح عالم موجودات کہ غیریت کا لفظ اسپر اطلاق کرتے ہین اور اُسکی دو قسمین ہین ایک عالم لطیف جیسے ارواح اور عقول اور نفوس دوسرا عالم کثیف جیسے عرش و کرسی فلک و ملک و خاک و آب و باد و آتش و نباتات و حیوان و جماد وغیرہ اور اس جگہ کو ماسوی اللہ اور کائنات کہتے ہین۔

غیبت دل کا اُس حال کو دیکھنا جو خلق پر جاری ہے بلکہ اُس حال سے بھی غافل ہو جو اپنے نفس پر جاری ہو اسوجہ سے کہ حواس ان باتون کیطرف مشغول ہوتے ہین جو اُنپر زور و شور کے ساتھ وارد ہوتے ہین جیسے کہ زنان مصر نے یوسف علیہ السلام کے مشاہدہ کے وقت لیمون کی جگہ اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔

غیب اُسے کہتے ہین جسے اللہ نے بندے سے چھپادیا ہو مگر اللہ سے چھپی ہوئی نہو۔

غیب ہویت اور غیب مطلق ذات تعالی اور اعتبارات کہ اسکے ساتھ کوئی تعین نہین۔

غیب مکنون اور غیب مصون ذات کا وہ غیب ہے جسے سوا اپنے کوئی دوسرا نہ جانتا ہو اسلئے ایسا غیب غیرون سے چھپا ہوا ہوتا ہے اور عقلین اور نظریہ اسکو نہین پا سکتین۔

غسل ایک ظاہر باطن کو صفائی کے بعد نور تجلی کے پیدا ہونے سے دور ہو جاتا ہے کیونکہ ایمان اسکے ساتھ باقی ہوتا ہے اور اعتقاد کی صحت قایم ہوتی ہے۔

فانی وہ شخص جو دریاے وحدت مین غوطہ مارے اور بالکل محو ہو جائے اور بے نام و نشان ہو جائے اور اُس مین ہستی کا اثر باقی نرہے۔

فتوح یہ کئی طرح پر ہے۔ ایک فتوح عبادت ہے کہ ظاہر احکام کے دالان کھل جاوین اور ایک فتوح فلاحت ہے کہ باطن مین مزا آئے۔

فترت آثار طبیعت کی وجہ سے ابتدائی تعلق اور طلب کی آگ کا بجھ جانا۔

فتوت اپنی جان پر دوسرونکو دینا و آخرت مین ترجیح دینا۔

فرق خلق بدون حق تعالی کے اور بعض کہتے ہین کہ عبودیت کے مشاہدہ کو کہتے ہین۔

فرق اول اللہ تعالی سے خلق کی پردے مین ہونا اور عادات خلیقہ کا اپنے حال پر باقی رہنا۔

فرق ثانی خلق کے قیام کو حق تعالی مین مشاہدہ کرنا یعنی ساری خلق مین اللہ ہی منظر آئے اور وحدت کثرت مین اور کثرت وحدت مین معلوم ہو اور ایک دوسرے کے پردہ مین نہ چھپے۔

فرق وصف ذات احدیت کا اپنے اوصاف کے ساتھ حضرت واحدیت مین ظہور کرنا۔

فرق الجمع واحد کا مراتب مین ظہور کرکے کثیر ہو جانا۔ اور مراد اس سے یہ ہے کہ ذات احدیت کے

احوال ظاہر ہون اور یہ احوال محض اعتباری چیزین
ہین کسی طرح کا تحقق اور وجود انکو نہین مگر بیکہ واحد
انکی صورتون مین ظہور کرتا ہی تو اُسوقت انکو تحقق
حاصل ہوتا ہی۔

فراق غائب ہوجانا مقام وحدت سے۔ اور عزیز
سالک کا عالم بطون سے عالم ظاہر کی طرف آجانا
بھی اسکا فراق ہی اور پھر عالم ظہور سے عالم بطون کی
طرف لوٹنا اُسکا وصال ہی اور یہ وصال اُسوقت
تک حاصل نہین ہوسکتا جب تک سالک صوفی خاص نہو

فضل پسندیدہ چیز کی پیچھے امید ہوا اُسکو کہتا
ہی مراد اُس سے یہ ہی کہ کسی پسندیدہ چیز کو پانے کے
بعد اُس سے بیٹا ہوجانا۔

فقر فنا فی اللہ کو کہتے ہین اور یہ جو کہا ہی کہ الفقر
سواد الوجہ فی الدارین مراد اس سے یہ ہی کہ سالک
بالکل فنا فی اللہ ہوجاتا ہی کہ ظاہر و باطن اور دنیا و آخرت
مین اُسکا وجود نہین رہتا اور عدم اصلی اور ذاتی کی
طرف رجوع کرتا ہی اُسکو فقر حقیقی کہتے ہین اسی لئے
کہا ہی اذا تم الفقر فہو اللہ۔ یعنی جسوقت فقر تمام
ہوا تو وہ اللہ کے سوا کچھ باقی نہین رہتا ہے اسلئے
کہ یہ مقام ذات حق کے اطلاق کا ہی اور یہان غیر کو
گنجایش نہین ہی اور سواد الوجہ سواد اعظم ہی
اسلئے کہ سواد اعظم اُسے کہتے ہین کہ جو کچھ دنیا مین
اُسمین موجود ہو اور جو کچھ تمام موجودات مین مفصل
ہی اس مرتبہ مین اجمال کے طور پر ہی۔

فقیر وہ آدمی جو کسی کا محتاج نہو اسلئے کہ احتیاج
صفت موجود ہی اور فقیر جب بحر نیستی مین غوطہ
مارتا ہی تو احتیاج جاتی رہتی ہی اور جب احتیاج
نہی تو فقر تمام ہوگیا۔

قلب سالک کا سیر کشفی مین کثرات اور تعینات سے
جو حقیقت مین باطل ہین وحدت وجود مطلق کی
طرف جانا جو حق حقیقی ہی اور مراد اس جانے سے یہ ہی
کہ سالک مقام فنا فی اللہ مین پہونچ جاتا ہی جیسے دریا
دریا مین محو ہوجاتا ہی ایسے ہی سالک خود خدا
مین محو ہوجاتا ہی۔

قضا معارف لدنیہ مین حضرت مجدد صاحب فرماتے ہین
کہ قضا اسے کہتے ہین کہ جو کچھ حق تعالی کے علم مین
اُسکا بیان ہوجاوے اور یہ بیان وجود حق
کے ظہور کے غلبہ کی وجہ سے ہوتا ہی اور کتب فقہ مین
لکھا ہی کہ اسکی دو قسمین ہین ایک انبیاء کے لئے
فعل کچھ نہ دیکھنا سب کو خدا کی قدرت سے
دوسرے بُری خصلتون اور عادات کا دور
اسطرح بیان کیا ہے ہین کہ اچھی عادتین
ہوجانا۔ اور بعض نے کہا ہی کہ قضا یہ ہی کہ
اور تمیز قدم و حدوث مین نہ رہے اسلئے کہ
روح کی بصیرت مشاہدہ ذات الٰہی کے
منجذب ہوگئی کہ عقل کا نور جو اشیا
کرتا تھا غلبہ نور ذات مین چھپ گیا
نور آفتاب کے نور کے سامنے چھپ جاتا ہی
کی ہستی مجازی اور تمام کثرات پر تو کی ذاتی
بالکل محو و نابود ہوجاتی ہین اور اس حالت کو

کہتے ہین اسلئے کہ تمام کثرات نے اس تجلی کے
رنگ وحدت کا حاصل کر لیا ہے اور کثرت اور
غبار فانی ہوگئے ہین اس حالت مین جو کچھ
سالک سے صادر ہو حقیقت مین اسکا فاعل
اللہ ہے اسلئے کہ سالک درمیان سے اُٹھ جاتا ہے
اسی مرتبہ مین منصور نے انا الحق کہا ہے۔ اور کبھی
فنا کے معنی اس طرح بیان کرتے ہین کہ باطن پر
ظہور حق کا غلبہ اتنا ہو کہ ماسوی اللہ کا شعور نہ رہے
اور فنائے فنا اسے کہتے ہین کہ اس بے شعور ہی کا
بھی شعور نہ رہے اور یہ فنا بھی فنا مین داخل ہے اسلئے
صاحب فنا کو اگر اپنے فنا کا شعور ہوگا تو وہ صاحب
فنا نہین اور بوجہ اسکے کہ صفت فنا اور موصوف
فنا یہ دونون ماسوی حق کے قسم سے ہین اس
شعور فنا کا فنا کے منافی ہے۔ کشف المحجوب مین
لکھا ہے کہ ایک جماعت کو فنا مین غلط واقع ہوگئی
ہے لکھتے ہین کہ فنا شخص کے گم ہوجانے اور نیست
ہوجانے کا نام ہے اور بقا اسے کہتے ہین کہ نفسانی
اُس سے بدل گئے اور یہ دونون باتین محال ہین
بعضے جہال صوفیہ ایسے بھی ہین کہ فنائے کلیت کو
روا رکھتے ہین۔ اور یہ بدیہی مکابرہ ہے اسلئے کہ
اجزائے طینت کی فنا اور اسکا انقطاع ہرگز درست
نہین۔

فواتیہ عالم مثال مین اللہ بندے سے بات
بالمشافہ کرے تو اُسے فواتیہ کہتے ہین۔

فیض اقدس مشیت ذاتی کی تجلی کو کہتے ہین
جسکے سبب سے اشیا اور انکی ذاتون کو علم الٰہی مین
وجود حاصل ہوتا ہے۔

فیض مقدس اسماء الٰہی کی تجلیات کو کہتے ہین
جسکے سبب سے اعیان کے استعدادات خارج مین
ظہور پذیر ہوتے ہین اور یہ فیض فیض اقدس کے بعد
ہوتا ہے فیض اقدس کی وجہ سے اعیان ثابتہ
اور انکی استعدادات اصلی علم الٰہی مین حاصل ہوتی
ہین اور فیض مقدس کی وجہ سے یہ اعیان خارج مین اپنے
تمام حالات اور لوازمات کے ساتھ موجود ہوتے ہین۔

فیض واجبی شاہ ولی اللہ کی اصطلاح مین
تجلی اعظم سے مراد ہے۔

قاب قوسین اللہ تعالیٰ کے اسماء کے قوس
ایک مقام ہے کہ اسماء کے درمیان مین جو تقابل امر الٰہی
مین ہے اُسکی وجہ سے یہ مقام ہوتا ہے اسکو دائرۃ الوجود
کہتے ہین جیسے ظاہر کرنا اور لوٹانا اور چڑھاؤ اُتار
اور فاعلیت اور قابلیت اور یہ حق کیساتھ متحد ہوتا ہے مگر تیز
باقی رہتا ہے جسکو اتصال کے ساتھ تعبیر کرتے ہین کوئی
مقام اس مقام سے اعلیٰ نہین مگر مقام ادنیٰ اس سے
بلند رتبہ ہے اور ادانی احدیت عین جمع ذاتیہ کو کہتے ہین
اس لئے کہ مقام ادنیٰ مین تمیز اور جو محض اعتباری ہے بالکل
فانی ہوجاتی ہے اور سارے رسوم جاتے رہتے ہین۔

قبض اُس حال کو کہتے ہین جو کسی وقت سالک کو
خوف کا حال پیش آتا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ
قبض اُس اندیشے کو کہتے ہین جو دل مین پیدا ہو اور
اُس سے خوف کا یا عذاب کا استحضار ہو اور بعضے

Marfat.com

کہا ہی کہ جو اندیشہ دل پر آئے اُسکے لینے کو قبض کہتے ہین

قدم جو بات علم حق مین بندے کے لیے ثابت ہی اُسکو کہتے ہین خواہ سعادت کی بات ہو یا شقاوت کی پس جو خاص سعادت کی بات علم حق مین مقرر ہو چکی ہی تو اُسے قدم صدق کہا کرتے ہین اور اگر شقاوت ہی تو اُسکا نام قدم جبار ہی اور یہ دونون قدم علم حق مین عبدون اور شقیون کے معنی ہین جو احاطہ ہادی و مضل تمام مرکز ہی۔

قرب عبادت پر قایم ہونے کو کہتے ہین اور کبھی قرب سے مراد قاب قوسین کا رتبہ ہوتا ہی۔

قرب نوافل شیخ عبدالاحد نیز محمد الف ثانی کہتے ہین کہ قرب نوافل اسے کہتے ہین کہ سالک اپنے آپکو فاعل پائے اور حق کو اپنے اعضا۔

قرب فرائض اسے کہتے ہین کہ سالک اپنے آپکو اعضا پائے اور حق کو فاعل۔ اور یہ قرب فنای وجود سالک کا ثمرہ دیتا ہی بخلاف پہلے قرب کے اور جمع بین القربین یہ ہے کہ سالک اپنے آپ کو درمیان مین کچھ نپاوے نہ فاعل نہ اعضا اور آیۂ کریمہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی گویا تینون مقام کی خبر دیتی ہی کیونکہ رمیت قرب فرائض سے مراد ہی اور اذ رمیت قرب نوافل سے کنایہ ہے ولکن اللہ رمی اشارہ ہے جمع بین القربین سے۔

قشر مشہور محقق کو جو علم اپنی تجلی کے سبب سے فساد سے روکے یعنی جب اسکا ظہور اُسپر ہوتا تو خراب باتون کو روک دیوے اسکا نام قشر ہی۔

قطب اُس شخص کو کہتے ہین جسپر اللہ تعالی کا خاص التفات ہو اور ایسا شخص ہر زمانہ مین تمام عالم مین سے ایک ہوتا ہی اسی کا نام غوث ہی اور یہ قطب اسرار قلب پر ہوتا ہی۔

قطبیت کبری ایک مرتبہ ہی جو خاص قطب الاقطاب کو حاصل ہوتا ہے اور وہ مرتبہ نبوت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باطن ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے اور اُنکے کمالات کے ساتھ پورے طور پر فیض خاص حاصل کرنے سے یہ نصیب ہوتا ہی۔

قلب ایک لطیفہ روحانی ہی جسکا تعلق اس گوشت سے ہی جو بدن مین الٹی جانب موجود ہی اور یہی لطیفہ انسان کی حقیقت ہی حکیم اسکو نفس ناطقہ اور روح باطنہ اور نفس حیوانیہ مرکبہ کہتا ہی اور انسان کے جس دل کی طرف خطاب الٰہی اور عبادت اُس کو جاہی گئی ہی اور ترک عبادت پر اُسکو عتاب ہوتا ہی وہ وہ ہے جو مضغۂ گوشت مین موجود ہے

قلم علم تفصیلی کے جاننے کو کہتے ہین۔

قنا عت جو چیزین مرضی کے خلاف ہون اُنپر ٹھہر جانا۔

قوارع وہ چیزین جو انسان کو اُسکی نفسانی و طبعی سے اُکھیڑ دیتی ہین اور اولیا کو سیر الی اللہ مین جو چیز کو ان باتون سے اکھیڑتی ہے وہ اشد اور آسمانی و تائیدات الٰہیہ ہین۔

قیام باللہ اسے کہتے ہین کہ تمام منازل کو طے کرکے اور فنا ہوکے اور تمام رسومات و عادات کو چھوڑ کر بقا کے نور میں بسر ہوجانا۔

قیام للہ سیر الی اللہ مین شرع کی طرف سے جو عقوبت واقع ہو اسکا دفع ہوجانا۔

کرامت کسی نیک آدمی سے خرق عادات ظاہر ہو بیکساتھ نبوت کا دعوی نہو پس جو خرق عادت ایسی ہو کہ نیک آدمی کے ہاتھ سے ظاہر ہین نہ آوے وہ استدراج ہی کرامت نہین اور جسکے ساتھ دعوی نبوت بھی ہو وہ معجزہ ہی کرامت نہین۔

کرسی امر و نہی کی جگہ۔

کشف جو کچھ معانی غیبی اور امور حقیقی پردہ غیب مین ہین آشکارا ہوجانا۔

کفر اسم چھپانا کثرت کا وحدت مین کہ تعینات اور کثرت موجودات کو بحر احدیت مین فنا کردے بلکہ اپنی ہستی اور تعین کو بھی ذات الٰہی مین گم کردے اور ایمان فانی مکمل باقی رہکر جب ہو جائے اور اصطلاح عبد الرزاق کاشی مین کفر یہ ہے کہ کثرت اسماء الٰہی کا مشاہدہ ہو۔

کل وہ اسم مطلق یا اسم عام ہے اور تمام اسما کا جامع ہے اور وہ ذات باللذات کل ہے بلا اسماء پس کل ذات باری تمام اسما کی جامع ہے اسلئے اسے کل کہتے ہین

کلمہ اسے کہتے ہین جسکے ماتحت اقسام الٰہیات کی ہر قسم کی طرف اشارہ کرسکین اسیوجہ سے اسکی قسمین ہین مثلاً ماہیات اور اعیان کی طرف کلمہ معنویہ کے ساتھ اشارہ کرتے ہین اور امور غیبیہ و خارجیہ کی طرف کلمہ وجودیہ کے ساتھ اشارہ کرتے ہین اور مجردات کی طرف کلمہ ذات کے ساتھ اشارہ کرتے ہین مطلب یہ ہے کہ اعیان کو کلمہ معنویہ کہتے ہین اور امور غیبیہ و خارجیہ کو کلمہ وجودیہ اور مجردات بولتے ہین۔

کلمۃ الحضرت کلمہ کن کو بولتے ہین جو کہکر اللہ نے خلق کو ایجاد کیا ہے اور یہ ارادہ کلی کی صورت ہے۔

کلمات قولیہ اور کلمات وجودیہ اُس تشخص کو کہتے ہین جو انسانونکی نفس کو عارض ہے اسلئے کہ کلمات قولیہ عبارت ہے نفس انسانی سے اور کلمات وجودیہ عبارت ہے نفس رحمانی سے وہ نفس انسانی جو خود صورت عالم کی ہے اور وہ نفس رحمانی جو مانند جوہر ہیولے کے ہے۔ ماحصل مطلب یہ ہے کہ گویا نفس انسانی نفس رحمانی کو تشخص دیتا ہے۔

کلمات الٰہیہ حقیقت جوہری کہ متعین اور موجود ہو۔

کمال صفتون اور انکے آثار سے پاک کرنا۔

کنز مخفی اُس احدیت کی حقیقت جو غیب مین کھلی ہے اور یہ نہایت پوشیدہ ہے اسلئے کہ جب اسکا کھلنا غیر مین ہے تو سب سے مخفی ہوگی۔

کون ہر امر وجودی کو کہتے ہین۔

Marfat.com

کیمیائے عوام عالم آخرت کی بیش بہا چیزون سے جو باقی رہنے والی ہین دلکو توڑ کر دنیائے فانی کی چیزون کی طرف لگانا۔

کیمیائے خواص دنیا کی ہستی کو دل سے دور کرکے خالق عالم کو اختیار کرنا۔

کیمیائے سعادت نفس کی بری خصلتین دور کرکے اور اچھی عادتین اُسمین جمع کرکے مہذب بنانا۔

لاہوت ایک حیات ہے کہ اشیا مین ساری ہے اور محل اُسکا نامو ت ہے۔ اور مرتبہ ذات کو بھی لاہوت کہتے ہین اور مرتبہ اسمار کو ملکوت بولتے ہین

لائح اُس شئے کو کہتے ہین جو جسم پر عالم مثال سے ظاہر ہو اور یہ کشف صوری ہے۔

لب وہ علوم جو ایسے دلون مین محفوظ ہین جو ہستی سے متعلق ہین اور نور آلہی کے مادہ کو بھی لب کہتے ہین۔

لسان الحق وہ انسان کامل جو اللہ کے اسم متکلم کا مظہر ہے۔

لسن عارفونکے کان مین جس سے پیغام آلہی پہونچے۔

لطیفہ انسانیہ نفس ناطقہ جسے قلب بھی کہتے ہین اور یہ حقیقت مین روح کا تنزل ہے اس رتبہ کی طرف جو نفس سے قریب ہے کہ ایک وجہ سے تو یہ رتبہ نفس کے مناسب ہے اور دوسری وجہ سے روح کے مناسب ہے۔ اور اول کو صدر اور دوسرے کو فواد کہتے ہین۔

لطائف ستہ کبریٰ مین عماد دشد بیتا نورانی۔ مقرر ہے کہ سالک مراتب عالیا اور معرفت کو نہین پہونچ سکتا جب تک یہ چھ لطیفے اُسپر روشن نہو جائین۔ اول لطیفہ نفس ہے اُسکا محل ناف ہے۔ دوم لطیفہ قلب ہے محل اُسکا دل ہے کہ سینہ مین بائی طرف ہے۔ سوم لطیفہ روح ہے کہ محل اُسکا سینہ کی سیدھی طرف ہے۔ چہارم لطیفہ سر محل اُسکا فوق سینہ ہے۔ پنجم لطیفہ خفی ہے کہ محل اُسکا پیشانی ہے۔ ششم لطیفہ اخفی ہے محل اُسکا سر کی کھوپڑی ہے۔ انکو اطوار ستہ کہتے ہین۔

لوائح اُن اسرار کو کہتے ہین جو ترقی سے ترقی ظاہر ہون۔ اور شیخ محی الدین ابن عربی کہتے ہین کہ ہمارے نزدیک اُن حالات کو کہتے ہین جو بصیرت کو معلوم ہون بغیر ارادہ اور قصد کے اور یہ حالات انوار ذاتی ہون دل کے خیالات نہون۔

لوامع وہ انوار تجلی جو دو وقتون مین ثابت ہون یا اُس سے کم۔

لوح اجلون کی ایک مدت معلوم تک جمع کرنے اور لکھنے کی جگہ۔ کہ فلان بات فلان وقت پر ہوگی اور نفس کلیہ کو بھی کہتے ہین اور لوح کی چار قسمین ہین۔

(۱) لوح قضا یہ محو و اثبات سے بھی پہلے ہے اور یہ لوح عقل اول ہے۔

(۲) لوح قدر یعنی لوح نفس ناطقہ کلیہ اس مین لوح اول کی کلیات کی تفصیل ہوتی ہے۔ اور اسکو

Marfat.com

اسباب کے ساتھ متعلق ہوتی ہین اسکا نام لوح محفوظ ہے
(۳) لوح نفس جزئیہ وسمادیہ کہ اس لوح مین جو کچھ
عالم مین ہے اپنی شکل وہیئت ومقدار کے ساتھ
منقش ہوتا ہے اور اسکا نام آسمان دنیا ہے
گویا یہ لوح عالم کا خیال ہے جسطرح لوح اول عالم کی
روح کی طرح ہے اور لوح دوم عالم کے دل کی طرح۔
(۴) لوح ہیولی جو عالم شہادت مین صورتون کو
قبول کرتی ہے۔

لیلۃ القدر ایک رات ہے جسمین سالک کو ایک
خاص تجلی الٰہی کے ساتھ خصوصیت حاصل ہوتی ہے
اور اس تجلی سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ اسکا رتبہ
اور قدر اسکے محبوب کے نزدیک کتنی ہے اور اس تجلی
خاص کا ظہور کا وقت سالک کے عین جمع اور مقام
معرفت مین پہنچنے کی ابتدا ہے۔ سورۂ قدر مین
اسی حال کے طرف اشارہ واقع ہے۔
شیخ محی الدین عربی نے فتوحات مکیہ مین ذکر
کیا ہے کہ لوگون نے لیلۃ القدر کی تاریخ مین اختلاف
کیا ہے۔ بعض کہتے ہین کہ تمام سال مین دائر ہے
اور مین بھی یہی کہتا ہون کیونکہ مین نے اسکو کبھی
شعبان مین دیکھا اور کبھی ماہ ربیع الاول مین
اور اکثر رمضان کے عشرۂ اخیر مین اور ایکبار عشرۂ
اوسط مین اور کبھی بعض راتون مین اور کبھی طاق مین
سو مجکو یقین ہے کہ وہ سال بھر مین دائر ہے مہینے کی
بعض راتون مین یا طاق انتہیٰ۔
اور اس باب مین علما کے اور اقوال بھی ہین جو
شمار مین چھیالیس ۴۶ کو پہونچتے ہین اور عوام ستائیسوین ۲۷
رمضان کو شب قدر رکھتے ہین۔ اور ان اقوال مین سے
ایک قول یہ بھی ہے اور احادیث کثیرہ بھی اسپر دلالت
کرتی ہین۔ اور شیخ موصوف نے شب قدر کی شناخت
مین ایک نظم لکھی ہے۔ جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ اگر
جمعہ کو یکم رمضان ہو تو انتیسوین ۲۹ رمضان کو شب قدر
واقع ہوگی اور روز شنبہ کو پہلا روزہ واقع ہو تو
اکیسوین ۲۱ رمضان کو لیلۃ القدر ہے اور یکشنبہ کو
یکم رمضان ہو تو ستائیسوین ۲۷ کو شب قدر ہے۔
اور اگر دوشنبہ کو پہلی رمضان ہے تو انیسوین ۱۹
رمضان کو لیلۃ القدر ہے۔ اور اگر سہ شنبہ کو پہلی
رمضان ہو تو پچیسوین ۲۵ کو لیلۃ القدر ہے اگر
چہارشنبہ کو پہلی رمضان ہو تو سترہ ۱۷ رمضان کو
لیلۃ القدر ہے۔ اور اگر پنجشنبہ کو یکم رمضان ہے
تو دہم رمضان کے بعد جو رات طاق ہو اسمین سے
کسی ایک رات مین شب قدر واقع ہوتی ہے۔ مثلاً
دہم رمضان کے بعد گیارہوین تاریخ طاق
ہے تو گیارہوین تاریخ کو لیلۃ القدر ہے۔ اسیطرح
تیرہوین اور پندرہوین اور اکیسوین اور
ستائیسوین وغیرہ جتنی طاق تاریخون کی راتین
ہین انمین سے ایک نہ ایک مین لیلۃ القدر ہوتی
ہے مگر تعین نہین ہے۔

مالک الملک جس بات کا بندے کو حکم
کیا ہو اور وہ بات اللہ کے علم مین موجود ہو
اسکے جزا دینی کی حالت کا نام مالک الملک ہے۔

Marfat.com

مبدار بفتح اول نکلنے کی جگہ صوفیہ کی اصطلاح مین مبدار اسماء کونی کو کہتے ہین اور سواد اسمار کلی الٰہی کو اور سالک کا آنا اسماے کلی کونی کی راہ سے ہوتا ہی جو اُسکا مبدار ہی اور لوٹنا اُسکا اسمار کلی الٰہی کی راہ سے ہوتا ہی کہ جو اسکا معاد ہی۔ اور شرح گلشن راز مین آیا ہی کہ مبدار ہر ایک آدمی کا وہ اسم ہے جس سے اُسنے ظہور پایا ہی کما بَدَاَکُمْ تَعُوْدُوْنَ یعنی جیسا کہ تمکو پہلے بنایا دوسری بار بنوگے۔ ای برادر ہر ایک چیز ایک اسم کا مظہر ہی جو چیز جس اسم کا مظہر ہے وہی اسکا مبدار و معاد ہی اور عارف اُسی اسم کا عارف ہوتا ہی جسکا وہ مظہر ہی مگر انسان کامل سارے اسمار کا عارف و مظہر ہی۔

مثل انسان کو کہتے ہین جس صورت پر کہ وہ ظاہر ہو۔

مثال صوفیہ کے نزدیک مثال عینیت ہی اور اہل شرع کے نزدیک غیریت اور بعضے کہتے ہین کہ نہ عین ہی نہ غیر اور بعضون نے فرق کیا ہی یعنی مثال مین ایک قسم کی مشابہت ثابت ہی اور مثل مین پوری اور بخوبی مشابہت ہوتی ہی اسلئے کہ کثرت حروف کی معنی کی کثرت پر دلالت کرتی ہی اور بعضون نے اسکے برعکس بیان کیا ہی اور عالم مثال عالم شہادت سے بالا ہی اور عالم ارواح سے نیچے ہی اور عالم شہادت عالم کا مثال ہی کا سایہ ہی۔ اور عالم مثال سایہ عالم ارواح کا ہی اور جو کچھ اس عالم مین ہی وہ سب عالم مثال مین موجود ہی اسے عالم نفوس بھی کہتے ہین اور جو کچھ خواب مین دیکھا جاتا ہی اُسے عالم مثال کہتے ہین۔

مجذوب اُس شخص کو کہتے ہین جسے اللہ تعالیٰ نے خاص اپنی ذات کے لیے منتخب کر لیا ہو اور اپنی جناب مقدس پر مطلع کیا ہو ایسا شخص بغیر کسب اور تکلیف کے تمام مراتب و مقامات کو پہونچ جاتا ہی۔

مجمع البحرین حضرت قاب قوسین کو کہتے ہین اسلئے کہ اُس مین وجوب اور امکان کے دو دریا جمع ہین اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت جمع وجود کا نام ہے اسلئے کہ اُس مین اسمار الٰہی اور حقایق موجودات مجتمع ہین۔

مجمع الاضداد نفس ذات شے کو کہتے ہین بغیر لحاظ کسی اور بات کے خواہ نفس شخص کو خواہ نفس طبیعت کو اسی لیے اسے مجمع الاضداد کہا کرتے ہین کیونکہ وہ ایک شخص سب عوارض مختلفہ کا مثل حرارت و برودت وغیرہ کا محل ہی۔

مجاہدہ نفس کو مشقت بدنی کا برداشت کرنا اور اپنے خواہشات کو مٹانا۔

محبت دو معنی خاص اللہ تعالیٰ کی کہ نہ اُس مین کوئی علاقہ ہو نہ کوئی حرکت اور جسے محبت مین مراد کو چاہا وہ عاشق مراد کا ہی نہ عاشق محبوب کا۔

محو الجمع اور محو الحقیقی کثرت کا وحدت مین فنا ہونا۔

محو العبودیت اور محو عین العبد وجود کو جو اعیان کی طرف نسبت ہو اُسکے ساقط کرنا۔

Marfat.com

محو عارف کے حالات کا دفع کر دینا۔ اور بعضے کہتے ہین کہ محو علت کے دور کر دینے کو کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ محو یہ ہے کہ بندے کے افعال کا اللہ تعالیٰ کے فعل مین فنا ہونا۔

محقق وہ شخص جسپر اشیاء کی حقیقت پوری طور پر کھلگئی ہو اور یہ مرتبہ ایسے شخص کو متاہی وجودیں دبرہان کے کوچہ سے نکلکر کشف الٰہی کے مرتبہ مین پہونچ گیا ہو اور اچھی طرح یقین کرلیا ہو کہ ساری اشیاء کی حقیقت حقتعالیٰ ہے اور واحد مطلق کے سوا کوئی اور موجود نہین دوسری چیزونکی موجودیت سوا اعتباری ہونیکے اور کچھ نہین

محق اللہ کی ذات مین بندے کی ذات کا فنا ہوجانا

محاضرہ پے درپے دیس آنے کے اور اسمار الٰہی کے جاری ہونے سے حقیقت اشیاء سے خبردار ہوجانا۔

محادثہ اللہ تعالیٰ کا عارفونکے ساتھ دنیا مین خطاب کرنا جیسے حضرت موسیٰ کو درخت سے آواز آئی تھی۔

مخدع میم کے کسرہ سے واصلین باللہ سے چھپکر جس مکان مین قطب رہتا ہے اسکو مخدع کہتے ہین یہ واصلین باللہ قطب کے اوپر تصرف کے دائرہ سے خارج ہوتے ہین اسلئے کہ قطب اصل مین انہین افراد مین سے ایک شخص ہے فرق اسقدر ہے کہ قطب کو تصرف و تدبیر کے لئے انتخاب کرلیا ہے۔

مخلص لام کے فتح سے ان لوگون کو کہتے ہین جنہین باری تعالیٰ نے شرک و گناہ سے پاک و صاف کردیا ہو اور لام کے کسرہ سے مخلص ان لوگون کو کہتے ہین جنہون نے خالص طور پر اللہ کے لئے عبادت کی ہو اور اسکی کبھی نافرمانی نہ کی ہو۔ اسکا کبھی کسی کو شریک بنایا ہو۔ اور بعضے کہتے ہین کہ اس شخص کو کہتے ہین جو اپنی نیکیان بھی اسیطرح چھپائے جس طرح گناہون کو چھپاتے ہین۔

مرید وہ شخص جو ارادہ سے خالی ہو اور ابو طالب کہتے ہین مرید وہ ہے جسکے لئے اسمار کا باب کھل گیا ہو اور متوصلین الٰہی کے زمرہ مین بسبب اسم کے داخل ہوگیا ہو۔ اور فتح الباری مین ابن حجر نے کہا ہے کہ مرید وہ ہے جسکی نظر خدا کی طرف منقطع ہوگئی اور اپنے ارادہ سے نکل گیا اسلئے کہ جانتا ہے کہ جو کچھ پیدا ہوتا ہے وہ خدا کے ارادہ سے ہوتا ہے غیر کو اسمین مداخلت نہین پس اسکا ارادہ ارادہ الٰہی مین محو ہوجاتا ہے اور یہی بات ہے کہ جو خدا چاہتا ہے۔

مراد وہ شخص جسکا ارادہ سلب کرلیا گیا ہو اور پھر اسکے سب کام تیار ہون اس صورت مین تمام رسوم اور مقامات کے مرتبے طے کرلئے ہون اور اسکو اسمین کوئی مشقت بھی نہ پڑی ہو۔

مرشد وہ شخص جو گمراہی سے فی راہ راست بتلائے۔

مرتبہ احدیت جب وجود کی حقیقت اس شرط کے ساتھ لیوین کہ اسکے ساتھ کوئی شے نہین تو وہ مرتبہ ہے کہ اس مین سارے اسما و صفات فنا ہین صرف وجود ہی وجود باقی ہے اسی کو جمع الجمع اور حقیقۃ الحقایق اور عما بھی کہتے ہین۔

Marfat.com

مرتبۂ الٰہیہ جب وجود کی حقیقت کو اسطرح لیا جائے کہ اُسکے ساتھ کوئی شئے ہو تو اُس کی کئی صورتین ہین۔ ایک یہ کہ حقیقت وجود کو ساری اشیاء کے ساتھ جو اُنکو لازم ہون لیا جائے اور وہ اشیاء لازمہ کلی اور جزئی سب ہون جنکو اسما اور صفات کہا کرتے ہین تو ایسے مرتبۂ الٰہی کا نام صوفیہ کی اصطلاح مین واحدیت اور مقام جمع ہے اور اس مرتبہ کا ایک اور اعتبار سے دوسرا نام بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مرتبہ اسماء کا مظاہر یعنی اعیان و حقایق کو اُنکے کمالات جو استعدادات کے مناسب ہوا کرتے ہین خارج مین پہونچا دیتا ہے اسلئے مرتبہ ربوبیت کہلاتا ہے اور جب اُس حقیقت وجود کو صرف کلیات اشیاء کے ساتھ لیا جاوے تو وہ مرتبہ اسم رحمن کہلاتا ہے اور یہ رب عقل اول کا ہے جسکو لوح قضا اور ام الکتاب اور قلم اعلیٰ کہتے ہین اور جب حقیقت وجود کو کلیات کے ساتھ اسطرح لیا جائے کہ اُن کلیات مین جزئیات تفصیل کے ساتھ ثابت ہین کسی طرح جزئیات کلیات سے پوشیدہ نہین تو اس مرتبہ کا نام اسم رحیم ہے اور یہ رب نفس کلیہ کا ہے جسکو لوح قدر و لوح محفوظ اور کتاب مبین کہتے ہین اور جب حقیقت وجود کو اس شرط سے لیا جائے کہ صور منفصلہ ایسی جزئیات ہین کہ جنمین تغیر واقع ہے تو اس مرتبہ الٰہی کو مرتبہ اسم ماحی و مرتبہ اسم مثبت و مرتبہ اسم محی کہتے ہین اور یہ مرتبہ رب اُس نفس کا ہے جو جسم کلی مین موجود ہے جسکو لوح محو و اثبات کہا کرتے ہین اور جب حقیقت وجود کو اس شرط سے لیوین کہ وہ صور تمامہ نوعیہ روحانی و جسمانی کو قبول کرتا ہے تو یہ مرتبہ الٰہی اسم قابل کا مرتبہ کہلاتا ہے اور یہ رب ہیولی کلیہ کا ہے جسکو کتاب مسطور اور رق منشور بھی کہتے ہین اور جب حقیقت وجود کو صور تمامہ حسیہ مثالیہ کی ساتھ لیا جاوے تو یہ مرتبہ الٰہی اسم مصور کا مرتبہ کہلاتا ہے اور یہ عالم خیال مطلق و مقید کا رب ہے اور جب اُسکو صور تمامہ حسیہ شہادیہ کے ساتھ لیا جاوے تو یہ مرتبہ الٰہی اسم ظاہر مطلق و اسم آخر کا مرتبہ کہلاتا ہے اور رب عالم دنیا کا ہے۔

مراتب ستہ۔ یہ چھ مرتبے ہین جنکی تفصیل ہے (۱) مرتبہ احدیت کہ یہان تعینات کا اعتبار ہے اور اُسکو عالم غیب بھی کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین وہ وحدت جسکا نام تعین اول اور برزخ کبریٰ اور قابلیت محض ہے۔

(۲) واحدیت یہان ذات کا اعتبار اسماء و صفات کے ساتھ تفصیلی طور پر ہے۔

(۳) ارواح مجردہ کہ عقول عالیہ اور ارواح بشریہ کو کہتے ہین (۴) ملکوت جو مادی ہے نفوس سماوی و بشری کو اس کو عالم مثال بھی کہتے ہین۔

(۵) عالم ملک عالم اجسام و عناصر سے کنایہ ہے اسکو عالم شہادت بھی کہتے ہین۔

(۶) عالم انسان۔ کامل جسمین سات مراتب جمع ہون۔

مراتب چہارگانہ شریعت طریقت معرفت حقیقت۔

مراتب کلیہ اور مظاہر کلیہ یہ چھ مرتبے ہین (۱) مرتبہ وحدت حقیقی یعنی صفات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ کہ نقطہ ظہور ذات مین ہے اور اعیان اشیا اس مرتبہ مین نہین ہین۔ (۲) مرتبہ واحدیت یعنی مرتبہ اسما اور حضرت آدم کا اسی مقام کو قاب قوسین کہتے ہین۔ (۳) مرتبہ عالم ارواح مجرد کا اس مین ایک روح کا ظہور ہے (۴) مرتبہ عالم مثال و خیال کا ہے کہ اس مین مرکبات لطیف کا وجود ظاہر ہوا۔ (۵) مرتبہ عالم اجسام کا ہے اسمین مرکبات نے ظہور کیا۔ (۶) مرتبہ حقیقت انسانی کا ہے کہ تمام مراتب کا جامع ہے۔

مراقبہ بندہ کا ہمیشہ یہ بات جانتے رہنا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ میرے حال پر مطلع ہے اور دل کو خدا کی حضوری کا عامل ہونے اور ماسوی اللہ سے غیب پیدا ہو جانے کا نام بھی مراقبہ ہے۔

مستغرق بندگان خدا مین سے اس آدمی کو کہتے ہین جسکو اللہ نے اپنی قدرت کے بھید پر مطلع کر دیا ہو اسلئے کہ یہ شخص جانتا ہے کہ ہر ایک مقدور عالم اپنے وقت پر جو اسکے لئے اللہ کے علم مین ہو پیدا ہوگا اپنے وقت سے آگے یا پیچھے وقوع مین نہین آسکتا اور یہ کچھ مقدور نہین ہے اسکا پیدا ہونا محال ہے یہ شخص ایسی شے کی انتظار سے جو وقوع مین آنیوالی نہین ہے استراحت مین رہتا ہے

مسافر وہ آدمی جسنے اپنے فلک کے ذریعے معقولات اور اعتبارات کو طے کیا ہو پس دنیا کے کنارہ سے آخرت کے کنارہ تک عبور کر گیا ہو۔

مسامرہ اللہ تعالیٰ کا اپنے دوستون کو اپنے اسرار اور غیب کی باتین بتانا خواہ روح الامین کے ذریعہ سے یا دوسرے طور پر ہے

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگر آن ہم بکند آنچہ مسیحا مے کرد

مشاہدہ چیزونکا دلائل توحید کے ساتھ دیکھنا اور اس لفظ کو اس موقع پر استعمال کرتے ہین کہ خدا اشیاء کو دیکھتا ہے اور کبھی وہان اطلاق کرتے ہین جہان بالکل یقین آجانے سے شک باقی نرہے۔

مطالعہ جو حوادث کائنات مین پیدا ہونے کو ہون انکی خبر دینا اللہ تعالیٰ کا اپنے عارفون کو انکے سوال کرتے ہی۔

مطلع عالم دنیا کی طرف نظر کرنے کو مطلع کہتے ہین اور ناظر عزت الٰہی کے حجاب کا نام ہے اور اسی کا نام عمار یعنی نابینائی و حیرت ہے۔

مفردین۔ فتوحات مکیہ مین کہا ہے کہ مفردین ایک جماعت ہے کہ قطب کے دائرہ سے خارج ہین اور خضر علیہ السلام انمین سے ہین اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت سے پہلے انمین سے تھے۔

مقام اس شے کو کہتے ہین جس کو کسی قسم کی کوشش اور تکلیف کے ساتھ آدمی پہونچتا ہے

Marfat.com

پس مقام ہر ایک کا وہ ہی جہان اُسکی کوشش کی
منتہا ہی۔

مکاشفہ چیز کی جو حالت ہو اسکو ویسی ہی
سمجھنا اسکا نام مکاشفہ ہی اور کبھی مکاشفہ اُسے
کہتے ہین کہ چیز کا بخوبی حال کھل جاوے اور کبھی وہان
اُسکو بولتے ہین جہان اشارہ ثابت ہو سکے اور چیز کھل
جائے۔ اور بعضے کہتے ہین مکاشفہ ایک ایسی حضوری ہے
کہ وہ بیان سے سمجھ مین نہین آسکتی۔ اور بعضون نے
کہا ہی کہ ناسوت و ملکوت و جبروت و لاہوت کے ظاہر
ہو جانے کو مکاشفہ کہتے ہین۔ یعنی نفس اور دل
اور روح اور سر سے واقف ہو اور جو واقعہ کہ دنیا مین
ہونے والا ہوتا ہے اول اللہ تعالیٰ اُس سے اپنے دوستون
کو مطلع کرتا ہی پھر دنیا مین اُسے موجود کرتا ہی۔

مکان لباس درویشی کی دربون کو کہتے ہین اور یہ
منازل اُنھین کو میسر آتے ہین جنھون نے مقامات
اور احوال کا درجہ پایا ہی مگر ابھی اُن مقامات
کو نہین پایا ہی جو جلال اور جمال سے فوق ہین۔

مکر اور مکر اللہ اسکے معنی یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ کو
باوجودیکہ کسی سے مخالفت ہو مگر پھر بھی اُسکے غرور
کو بڑھانے کے لیے نعمتین اُسی دے اور اُسکے
مرتبہ اور شان کو بنا رکھے۔ اُسکے ہاتھ سے کرامات
بیحد ظاہر کرائے۔

ملک بالضم اُس عالم کو کہتے ہین جو حواس
ظاہری سے معلوم ہو سکتا ہی۔ اور اُسی چیز کو بھی
کہتے ہین جو عناصر سے مرکب ہی جیسے حیوانات ثلثہ
یعنی حیوانات و نباتات و جمادات اور اُس جسم کو
بھی کہتے ہین جو ان کیفیات مختلفہ یعنی حرارت
و برودت وغیرہ سے بری ہو خواہ باعتبار خیال کے
بری ہو یا باعتبار اپنی پاکیزگی و ریاضت کے۔

ملکوت عالم غیب جو ارواح و نفوس کے
ساتھ مختص ہی۔

ملکات فاضلہ چہار گانہ حکمت و شجاعت
و غضب و عدالت۔

ملکات رذیلہ ہشت گانہ حسد و بغض و
حرص و کذب و غضب و کبر و بیحیائی۔

ملاء الاعلیٰ بفتح میم و ضم ہمزہ کثیر امر جمع
ہی و سکون لام و فتح ہمزہ و سکون عین و فتح
لام او آخر مین الف ممدودہ یا ئے ہے یہ فرشتون کی
ایک گروہ کا نام ہی جو عالم علوی مین موجود ہین یا اسلئے
کہ بلا بفضیلت مردم اشراف کے گروہ کو کہتے ہین اور اعلیٰ کے معنی بڑے

ملامتیہ اُن درویشون کو کہتے ہین جنکے باطن کا
حال ظاہر سے نہین معلوم ہو سکتا کیونکہ ظاہر کو
خلاف شرع کہتے ہین

مُنَصَّمہ مراد اس سے باطنی تجلیات ہین۔

موت خواہش نفسانی کا دور کر دینا یعنی جو
شخص اپنی خواہش نفسانی سے مر جاتا ہی وہ اللہ تعالیٰ
کی خواہش کے ساتھ زندہ ہوتا ہے۔

موت احمر نفس کی مخالفت کو کہتے ہین۔

موت ابیض جوع کا نام ہی اسلئے کہ بھوکے
رہنے سے باطن منور اور قلب صاف ہوتا ہی۔

موت اخضر اپنے نفس کو آرام دینا قناعت کے ساتھ۔ اور اسے موت اخضر اسلئے کہتے ہین کہ فقراء کا قاعدہ ہے کہ سبز رنگ اور پیوندار کپڑے پھٹے پرانے پہنکر بسر اوقات کیا کرتے ہین اور اسمین نفس کو مارا کرتے ہین۔

موت اسود خلق سے ایذا کو اٹھانا اور یہ حقیقت مین فنائی اللہ ہے کیونکہ ایسا شخص جو خلق کی اذیت کو برداشت کرتا ہے تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ سب اللہ کی طرف سے ہے اور اپنے افعال کو محبوب کے افعال مین فنا جانتا ہے **حاتم اصم** نے کہا ہے کہ جو کوئی اس طریق مین آوے اُسے چاہیے کہ چار موتین قبول کرے۔ (۱) موت ابیض اور وہ بھوک ہے (۲) موت اسود اور وہ یہ ہے کہ جیسا لوگ اسکے ایذا دین تو صبر کرے (۳) موت احمر وہ یہ ہے کہ نفس سے مخالفت کرے (۴) موت اخضر وہ یہ ہے کہ پیوند لگے پھٹے پرانے کپڑے پہنے۔

نامحسوس حرمت اور جاہ کی توقع رکھنی خلق سے اور شہرت و توصیف اور نیکنامی و ناموری چاہنا اور یہ اخلاص سے بعید ہے۔

نیکنام چالیس آدمی ہین کہ عالم کے کاروبار مین مصروف ہوتے ہین اور یہ جو کچھ کرتے ہین غیر کے لیے کرتے ہین۔ ؎ جس قدر تنا شد ہر چیل دایم ؛ باسو جہاں قایم ؛

نفع کو خدا کی آسایش سے خالی کر دینا۔

نصیحت جس چیز مین صلاح ہو اسکی طرف بلانا۔ اور جس چیز مین فساد اور برائی ہو اُس سے منع کرنا۔

نعت نسبت کا پہلی کی طرح طلب کرنا۔

نفس ایک روح ہے کہ اسکو اللہ دل پر غالب کرتا ہے تاکہ دل کی آگ بجھ جائے۔

نفس وہ چیز جو بندے کے اوصاف مین سے دل پر پیدا ہو

نفس امارہ وہ جو طبیعت بدنی کی طرف میل کرتا ہے اور لذتون اور خواہشات حسیہ کے لئے حکم دیتا ہے اور قلب کو اُسکے معارج اور عروج سے روک کر دنیا کی طرف کھینچتا ہے اُسے نفس امارہ کہتے ہین پس اسی سے ساری برائیان اور بد اخلاقیان پیدا ہوتی ہین۔

نفس لوامہ وہ نفس جو نور دل کیساتھ منور ہو گیا ہو مگر اسی قدر جس قدر خواب غفلت سے متنبہ ہو جاے اور اگر اُس سے کوئی برائی کسی وقت صادر ہو جاے تو شرمندہ اور پشیمان ہو اور اپنے آپکو ملامت کرے اور اس فعل بد سے توبہ کرے۔

نفس مطمئنہ وہ نفس جو نور قلب سے بالکل منور ہو جاے یہانتک کہ اُسکی ساری برائی اور بد اخلاقیان جاتی رہین عمدہ عادات اُسمین آجائین

نفس قدسیہ جس مین اُن تمام باتون کا محض کر لینے کا ملکہ یقینی طور پر موجود ہو جنکی باتونپر واقفیت نفس کے لئے ممکن ہے اُسے نفس قدسی کہتے ہین۔

نفس رحمانی وجود کو کہتے ہین جو موجودات
مین پھیلا ہوا ہے۔ اور ہیولیٰ کو بھی کہتے ہین۔
نون علم اجمالی۔ سے علم اجمالی تفصیلی بجوان
معنی نون و قلم ہر دو بدان۔
نوالہ وہ معزولی جو افراد سے مخصوص ہے اور کبھی اس لفظ
کو عام طور کے معزولی اور دور کرنے کے معنی مین
استعمال کرتے ہین افراد کی خصوصیت نہین رہتی
نور جو اللہ کی طرف سے دل پر کوئی بات نازل ہو اور دل
ہستی کو دل سے مٹا دے۔
واقعہ اس بات کو کہتے ہین جو آدمی کے دل پر عالم
دنیا سے الٹا ہو کوئی فرشتہ یا ہاتف کو سے یا عالم
مثال سے معلوم ہو جائے۔
واصل اپنے آپے مین سے نکلکر خدا سے لگ گیا ہو
بے نام و نشان ہو گیا ہو بحر ہستی مین ڈوب گیا ہو کہ
اثر اسکا باقی نہ رہے جیسے قطرہ دریا مین محو ہو جاتا ہے
وجود بندے کا اوصاف بشری اور وجود حق مین
گم ہو جانا اسلئے کہ جب حقیقت کا سلطان ظہور کرتا ہے تو
بشریت بالکل جاتی رہتی ہے اور حق تعالیٰ کا اپنی ذات کو
اپنی ذات سے پانا اور اس معنی کی وجہ سے حضرت مسیح کو
حضرت وجود کہتے ہین اور وجود حقتعالیٰ کو وجہ مین
پانے کا نام بھی ہے۔ **وجود الٰہی** حقتعالیٰ کا
اعیان کی صورتون اور صفات مین ظہور کرنا۔
وجد قلب سے ایسے احوال کا پیدا ہونا جو شہود
کے منافی ہین سو یہ برائی ہے۔ **وجہ الحق** اس پہلو
کو کہتے ہین جس سے شے کی حقیقت موجود ہے
چونکہ ممکن کے لئے دو جہتین ہین۔ ایک جہت اپنی
ذات کی وہ تو اسکے حساب سے معدوم محض ہے اور
دوسری جہت اسکی یہ ہے کہ اسکو ذات حق کی طرف
نسبت ہے اس حساب سے وہ موجود ہے سو جس جہت سے
وہ موجود ہے اسی جہت کو وجہ الحق کہتے ہین۔
ورقا نفس کلیہ کو کہتے ہین اور اسی سے لوح محفوظ
مراد ہے۔ **وصل** غائب چیز کا پانا اور وحدت
حقیقی کو بھی کہتے ہین جو ظہور اور بطون مین اصلہ
ہے اور فنا ہونا سالک کا مع اپنے اوصاف کے
حق تعالیٰ مین اور اسماء الٰہی کے ساتھ متحقق ہونا
اور بعضے کہتے ہین کہ وصل یہ ہے کہ کسی وقت اس سے
جدا نہو اور اسکی یاد سے غافل نہ رہے زبان
اسکے ذکر مین اور دل اسکی فکر مین اسکے شہود مین
مشغول ہو اور سوتے جاگتے چلتے اور بیٹھتے ہوتے
ساتھ ہو اگر سو برس اس حال مین ہو تو ایک لمحہ بھی
اور سیر نہو **وقت** درویش کے اس حال کو
کہتے ہین جس پر موجودہ زمانہ مین ہو یہان ماضی اور مستقبل
سے کوئی غرض نہین اگر دنیا مین ہے تو اسکا وقت دنیا ہے
اور اگر عقبیٰ مین ہے تو وقت اسکا عقبیٰ ہے اور اگر حضور مین ہے
تو اسکا وقت حضور ہے۔ **وقفہ** دو مقامون کے
درمیان مین رک جانا **ولہ** [illegible]
ولایت بندے کا [illegible]
[illegible] نفس سے فنا ہو جانا [illegible]
کبھی خطا نہین کرتا اور اسکو فاطر دل اور [illegible]
اور منظر فاطر بھی کہتے ہین [illegible] نفس کے اندر [illegible]

Marfat.com

ہوتا ہے تو اسکو ارادہ کہتے ہین اور یہ دوسرا درجہ ہے اور جب
تیسری بار پھر تاکید ہمت کہتے ہین اور چوتھی بار مین عزم نام
رکھتے ہین اور جب اسپر متوجہ ہو اور وہ کرنے کی بات ہو تو اسے
قصد کہتے ہین اور جب کام کو شروع کرنے کو ہوتے ہین تو اسے
نیت کہتے ہین **ہبا** وہ چیز جس مین اللہ تعالی نے ساری
عالم کے جسمونکو کھولا ہے یعنی اُس سے اجساد عالم بنے ہین مگر
اسکا اپنا وجود نہ متعین نہین جان پڑتی صورت اسمین ملجاتی ہے
تو اسکا وجود مقرر ہوتا ہے اور اسکو عنقا بھی کہتے ہین اسوجہ سے کہ
سننے مین آتا ہے مگر اسکا وجود معین نہین اور اسکو ہیولی بھی کہتے
ہین اور مراتب وجود کی جو ترتیب ہے تو اُس مین اسکا چوتھا نمبر ہے
پہلا مرتبہ وجود مین عقل اول کا ہے۔ دوسرا نفس کلیہ کا نمبر اطبیت کلیہ کا
چوتھا ہبا کا اسلئے یہ اجسام کی صورتونکی کھولنے کی لئے مخصوص کیا گیا
ہے کیونکہ اسکے کمتر مرتبہ جسم کلی کا ہے جو ہبا اور صورت تیار ہونے
اور یہ مرتبہ ہبا یہ مدرک نہین ہو سکتا مگر اتنا ہے کہ سمجھا جاتا ہے
سیاہی و سفیدی سیاہ و سفید مین سمجھی جاتی ہین پس سیاہی و سفیدی
اُسکے جانی مین سیاہ و سفید کیساتھ متعلق ہین **ہجوم** وہ چیز جو
وقت کے سبب سے دلپر وارد ہو اور سالک کی نصیحت کو اُسمین دخل نہو
ہفت منزل سات وادی ہین جنکا ذکر خواجہ فریدالدین
عطار نے منطق الطیر مین کیا ہے اول وادی طلب دوسرا وادی عشق
تیسرا وادی معرفت چوتھا وادی استغنا پانچوان وادی توحید چھٹا
وادی حیرت ساتوان وادی فقر و فنا **ہمت** دلکو خواہشون سے
خالی کرنا اور کبھی اُس حال کو کہتے ہین جو ابتدائے صدق مین مرید کو پیدا
ہوتا ہے اور کبھی اُسکو کہتے ہین کہ صفائی الہام کے ہمتون کو جمع کیا جائے
ہویت حقیقت مطلقہ جو تمام حقایق کو غیب مین اسطرح
شامل ہے جیسے گھٹلی یا بیج مین درخت موجود ہوتے ہین اور وہ ہویت

جو تمام موجودات مین دائر و ساری ہے اور حقیقت وجود کو کہتے ہین بیکہ
اطلاق کے مرتبہ مین ہو کہ نہ اُسکے ساتھ کوئی شے مشروط ہو
نہ غیر مشروط ہو۔ **ہو** وہ غیب کی بات جسکا ظاہر ہونا
درست نہو۔ **ہیبت** اللہ کے جلال کے مشاہدہ کا اثر
دلپر ہوا اسے ہیبت کہتے ہین۔ اور کبھی جلال آنے کے جمال
کی وجہ سے ہوتا ہے۔ **ہیبت و انس** وہ دو حالتین
قبض و بسط سے علیحدہ ہو جیسے کہ قبض و بسط فوق درجا سے
علاوہ ہین ہیبت اور بیہوشی غیب کو چاہتے ہین اور انس و ہوش
افاقہ کو۔ **یاقوتہ حمرا** نفس کلیہ کو کہتے ہین اسلئے کہ اسکی
نورانیت مین کسی قدر ظلمت بھی ملی ہوئی ہے اور یہ ظلمت جسم کے
متعلق ہونیکی وجہ سے ہے **یقین** اہل حقیقت کی اصطلاح مین
اسے کہتے ہین کہ عیان طور پر دیکھ جانا قوت ایمان کی وجہ سے دلیل
برہان کے ذریعہ سے اور بعضون نے کہا ہے کہ غیب کی چیزونکا صفائی قلب
کیساتھ دیکھنا اور فکر کی بدولت اسرار کے ملاحظہ کرنیکا نام یقین ہے
اور بعضون نے کہا ہے کہ حقیقت شے پر قلب کے اطمینان پکڑ لینے کو
یقین کہتے ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ تصدیق بالغیب کے تحقیق
ہو جانے اور تمام شکوک کے مٹ جانے کا نام یقین ہے۔ اور بعضون نے
کہا ہے کہ غیب کی چیزون سے شک اُٹھ جانے کو یقین کہتے ہین
اور بعضون نے کہا ہے کہ یقین اُس علم کا نام ہے جو شک کے
بعد حاصل ہو۔ **یقظہ** خدا ہی کی طرف سے سمجھنا جو
کچھ اُسکے زہر مین مقصود ہے۔ **یوالجمع** ملاقی ہونے
اور عین جمع سے ملجانیکا وقت۔

تمت بالعافیۃ والخیر

Marfat.com

فتویٰ مرجوعہ بابت ماہ رمضان ۱۳۱۴ھ

آمدہ از اُودھ پور سوار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل مفصلہ ذیل مین کیا فرماتے ہین۔

مسئلہ اول۔ ماہ رمضان مین ہر سال آخری جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد نماز پنجگانہ بطور قضا مع اذان و اقامت کے پڑھنا کیا حکم رکھتا ہی اور یہ تخصیص آخری جمعہ کی کیسی ہی۔

مسئلہ دوم اسقاط کرنا کیسا ہی یعنی موتی کے واسطے قضا نمازون کا حساب لگا کر اُسکے عیوض قرآن شریف بے بہا سمجھ کر دیدینا اور نماز کی معافی کا نعم البدل جاننا کیسا ہی۔

مسئلہ سوم ۳۰ رمضان کو اگر بذریعہ تار برقی کسی معتبر شخص مسلمان کے تار دینے سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ فلان شہر مین رویت ہلال ۲۹ تاریخ کو ہو گئی اور وہان کے معتبر شخصون نے رویت ہلال ۲۹ کو مانی ہو اس صورت مین آیا اس تار کا اعتبار ہو سکتا ہی یا نہین اور روزہ افطار کر سکتے ہین یا نہین۔ بینوا بالکتاب و توجروا یوم الحساب۔

جواب از سوال اول

آخری جمعہ کی قضائے عمری کو سنت نہ سمجھنا چاہیے اسلئے کہ نہ تو جناب سرور کائنات نے اپنا کیا نہ صحابہ رضی اللہ عنہم نہ تابعین نہ تبع تابعین نے اسی وجہ سے کتب معتبرہ فقہ جیسے بزازیہ اور خلاصہ اور فتاوی قاضی خان اور محیط اور ذخیرہ اور خزانۃ المفتین اور واقعات اور نوازل اور ہدایہ اور اسکی شروح یعنی کفایہ و بنایہ و عنایہ و فتح القدیر اور معراج الدرایہ اور غایۃ البیان اور وقایہ اور شرح وقایہ اور مختصر وقایہ اور شرح مختصر وقایہ اور کنز اور بحر الرائق و نہر الفائق شروح کنز اور درمختار اور شامی اور جامع الصغیر اور جامع کبیر اور ان کی شروح وغیرہ مین اسکا ذکر نہین ہی اگر اسکی

Marfat.com

کچھ اس سلف صالح سے ثابت ہوتی تو یہ اکابر دین ضرور اس کو بیان کرتے البتہ ایک حدیث صاحب نہایہ شرح ہدایہ نے لکھی ہے اور وہ یہ ہے من قضی صلوٰۃ من الفرائض فی اٰخر جمعۃ من رمضان کان ذالک جابرًا لکل صلوٰۃ فائتۃ فی عمرہ الی سبعین سنۃ یعنی جس کسی نے ایک نماز بھی اپنے فرائض فائتہ میں سے ماہ رمضان کے آخری جمعہ کو قضا کی تو یہ پورا کرے گی ہر ایک نماز کو جو اسکی عمر میں فوت ہوئی ستر برس تک مگر ملا علی قاری حنفی کہتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے چنانچہ انھوں نے اپنے رسالہ تذکرۃ الموضوعات میں اس کے ابطال میں طول طویل تقریر لکھی ہے خلاصہ انکے بیان کا یہ ہے کہ مضمون اس حدیث کا اجماع کے خلاف ہے اسلئے کہ اجماع اس بات پر ہو چکا ہے کہ کوئی شے عبادت میں سے قائم مقام برسوں کی فوت شدہ عبادت کے نہیں ہو سکتی اور اس حدیث کی سند بھی محرجین حدیث تک نہیں پہنچتی ہے اور محدث محمد طاہر حنفی گجراتی مولف مجمع البحار نے بھی اس حدیث کو غلط بتایا ہے اور شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی نے اپنے رسالہ عجالہ نافعہ میں قرائن وضع کے ضمن میں لکھا ہے پانچواں قرینہ وضع کا یہ ہے کہ مضمون عقل کے مخالف ہو اور قواعد شرع سے بھی اسکی تکذیب پیدا ہوتی ہو جیسے قضائے عمری اور سوا اسکے انتہی۔ یعنی قضائے عمری عقل اور قواعد شرع دونوں کے خلاف ہے اسلئے کہ نہ عقل سلیم یہ تجویز کر سکتی ہے کہ ایک وقت کی یا پانچوں وقت کی قضا پڑھنے سے عمر بھر کی قضائے فائتہ ساقط ہو سکتی ہے اور نہ شرع اسکو جائز کر سکتی ہے اور اسکے عدم جواز کی کئی وجہ ہیں (۱) شرع میں اسکی نظیر نہیں ملتی۔ (۲) قضا اللہ تعالیٰ کا قرض ہے بندے کے ذمہ اور یہ مقرر ہو چکا ہے کہ دین مدیون کے ذمہ سے بدون ادا یا ابراء کے ساقط نہیں ہو سکتا اور یہ ظاہر ہے کہ ایک نماز یا پانچ نمازوں کے ادا کرنے سے نہ عمر بھر کی نمازیں ادا نہیں ہو سکتیں اور نہ ابراء پایا گیا پس بریت اُسکی اور سقوط فوائتہ صحیح نہیں۔ (۳) ظہیریہ اور بحر الرائق وغیرہ میں ہے اگر نماز فائتہ بہت ہوں اور انکی قضا پڑھنا چاہے تو مناسب یہ ہے کہ سہولت کے لیے نیت کرے اول ظہر کی اپنی یا آخر ظہر کی مثلاً ہفتہ بھر کی نمازیں قضا ہو گئیں تو سہولت کے لیے نیت قضا میں ضرور ہے کہ کون سے دن کی ظہر پڑھتا ہے اسلئے چاہیے کہ سب سے اول ظہر کی نیت کرے تو سب سے پہلے دن کی نماز سے ساقط ہو گی بعد اس کے دوسرے روز کی ظہر ادا ہو جائے گی اور آخر ظہر کی نیت سے بھی یہی فائدہ ہے اب خیال کر لینا چاہیے کہ ایک وقت یا پانچ وقت کی قضا پڑھ لینے سے بہت سی غیر معین فائتہ سے کیسے بری الذمہ ہو سکتا ہے (۴) قضا کا اعلان مکروہ تحریمی ہے چنانچہ در مختار میں لکھا ہے ینبغی ان لا یطلع غیرہ علی قضائہ لان التاخیر معصیۃ فلا یظہرہا انتہی یعنی چاہیے کہ اپنی قضا پر دوسرے شخص کو اطلاع نہ کرے یعنی قضا نماز

Marfat.com

کو چھپا کر پڑھے کیونکہ نماز کو وقت سے ٹالنا گناہ ہے تو اس کو ظاہر نہ کرے شامی نے اس عبارت کے حاشیہ مین لکھا ہی کہ ظاہرا قضا نماز کا اعلان کرکے پڑھنا مکروہ تحریمی ہی انتہی - اور مکروہ تحریمی امام ابو یوسف اور زفر کے نزدیک حرام نہین حرام سے قریب ہی اور امام محمد کے نزدیک مکروہ تحریمی حرام ہی اور ظاہر ہی کہ رمضان مین آخری جمعہ کو اذان اور اقامت اور جماعت کے ساتھ نماز کو مسجد مین پڑھنے مین بہت بڑا اعلان ہی (۵) قضا فوائت کے واسطے اذان و اقامت آہستگی کے ساتھ اگر بیابان جنگل وغیرہ مین سنون ہی مگر زور سے کہنا خصوصًا مسجد مین قطعًا منع ہی اسطرح کہ دوسرے آدمی آواز سن سکین چنانچہ درمختار مین مذکور ہے وکذا فیما یقضی من الفوائت فی مسجد لکن فیہ تشویشًا وتغلیطًا یعنی نہین سنون اذان اور اقامت اُس نماز مین فوائت سے جس کو کرتی ہون مسجد مین اس لیے کہ اسمین لوگون کی پریشان خاطری اور غلط اندازی ہی یعنی وہ وقت کی اذان سمجھینگے - (۶) چونکہ قضا کو جہرًا ادا کرنا مکروہ ہی اسلئے کہ سنیت ہی اسی واسطے جماعت کے ساتھ مسجد مین قضا کا پڑھنا منع ہی مکان مین یا کسی اور جگہ جلا جہرًا پڑھنا چاہیے چنانچہ بحرالرائق شرح کنز الدقائق مین موجود ہی اور درمختار مین بھی بزازیہ سے یونہی نقل کیا ہی اسکے محشی کہتے ہین کہ اگر جہرًا نہ پڑھے تو مسجد مین مکروہ نہین جائز ہی - بحرالرائق کی عبارت یہ ہی اذا قضا صلوٰۃ عن وقتہا ینبغی ان یقضیہا فی بیتہ ولا یقضیہا فی المسجد انتہی خلاصہ کلام یہ ہی کہ اس نماز سے یہ ارادہ کرنا کہ منجملہ قضا ہے تمام فوائت کی صحیح نہین اسلئے کہ تعریف قضا کی اس پر صادق نہین آتی اور اگر اسکے پڑھنے سے یہ ارادہ کیا جائے کہ حق تعالی اپنے فضل و کرم سے اس کو تمام فوت شدہ نمازون کی قضا گردان لے اور اس کی وجہ سے ایسا ثواب عطا کرے جو اُن فوائت کا مقابل اور بدل واقع ہو جائے تو اس صورت مین کوئی مضائقہ نہین اللہ تعالے کریم ہی اُسکے کرم کے آگے یہ مشکل نہین آسان ہی - بہرصورت ایسی نماز کو نفل کی نیت سے اور نفل پڑھنا ناجائز نہین - مگر یاد رہے کہ اس نفل کو فرائض فائتہ کی قضا نہ سمجھے اسلئے کہ نفل کی نیت کے ساتھ فرض ادا نہین ہو سکتا چنانچہ فتح القدیر کے باب الوتر مین تجنیس وغیرہ سے لکھا ہی ان الفرض لا یتادی بنیۃ النفل اور نفل کی صورت مین جماعت کے ساتھ پڑھنے مین بھی مضائقہ نہین اسلئے کہ نفل کا جماعت کے ساتھ پڑھنا رمضان مین جائز ہے - درمختار مین باب الوتر والنوافل کے آخر مین لکھا ہی ولا یصلی الوتر والتطوع بجماعۃ خارج رمضان ای یکرہ ذلک یعنی نہ پڑھنا چاہیے وتر اور نفل جماعت سے رمضان کے سوا اور دنون مین یعنی وتر اور

Marfat.com

اور نفل کی جماعت اور دونون مین مکروہ ہی۔ رمضان مین نہین۔

جواب از سوال دویم

جو حیلہ اسقاط کے نام سے ہندوستان مین مشہور ہی اسکی صورت فقہا نے یون لکھی ہی۔
والعمل الاقصر ما تعورف انه یحاسب تمام عمره ثم یبیع مصحفًا
او شیئًا آخر بمقدارهما من الفقیر فیقبض الفقیر المبیع ویصیر المقدار
المذکور دینًا علی ذمته ثم یقول المفدی اعطیتك هذا القدر الذی
من الحنطة فی عوض فدیة فلان المیت ویقول الفقیر قبلت ۱۲ العشور
علی دار السرس یعنی اسقاط کا عمل مختصر جیسا کہ متعارف ہی اسطرح ہی کہ میت کے تمام عمر کا حساب
لگا کر جس قدر مقدار معین ہو اُسکے بدلے قرآن مجید یا کوئی اور چیز فقیر کے ہاتھ بیچ جائے پس فقیر اُس
مبیع پر قبضہ کرلے اور وہ مقدار واجب الادا اُسکے ذمہ ہوگی پھر فدیہ دینے والا فقیر کو یون کہے
کہ مین نے اسقدر گیہون عوض مین فدیہ فلان میت کے دیئے اور فقیر قبول کرلے۔ اور غایۃ الاوطار
کے باب قضاء الفوائت مین لکھا ہی اہل ہند اسقاط کے باب مین بالفعل یہ حیلہ استعمال کرتے
ہین کہ عمر بھر کی نماز روزہ کا حساب کرکے کفارہ کا نقد دام ٹھہرایا یا اناج معلوم کرلیا پھر فقیر کو وہ نقد
غلہ زبانی دیکر اپنے ذمے قرض لیا بعد اسکے اُس قرض کے عوض ایک قرآن مجید فقیر کے حوالہ کرتے ہین
اور اسقاط وارث کے ذمہ واجب نہین تبرع ہی مگر اس طریق کا تبرع خالی تکلف سے نہین۔

جواب از سوال سوم

اگر کسی شہر مین بقواعد شرع ثابت ہوجائے اور دوسرے شہر مین اُسکی خبر بذریعہ
تار کے آئے اور خبر بھیجنے والے مسلمان ہون اگرچہ تار کے پیون اُنکی کفار کے ہاتھ مین ہو اور
یقین ہو کہ اس شخص کافر نے کوئی تصرف اسمین نہین کیا ہی اور یہ خبر مرتبہ افاضہ کو پہونچ
جائے تو اعتبار اس خبر کا کیا جائیگا اور افطار کرلیا جائے گا اور معنی افاضہ خبر کے یہ ہین
کہ اسنے آدمیون کی طرف سے خبر آئے کہ ظن غالب صدق کا ہوجائے اور اسطرح شائع
ہوجانا خبر کا کہ جسنے اُسکو شائع کیا اُسکا حال معلوم نہو معتبر نہین بلکہ اُسکے شایع کرنے والے معین
ہون کذا فی رد المحتار۔ اور در مختار کی کتاب الصوم مین ہی لو استفاض الخبر فی البلدة
الاخری لزمهم علی الصحیح من المذاهب انتهی یعنی اگر کسی دوسرے شہر مین
بکثرت خبر شائع ہوجائے تو اُنکو لازم ہوگا روزہ رکھنا بنا بر مذہب صحیح کے ظاہر ہے کہ جب

روزہ رکھنا ثابت ہوا تو روزہ افطار کرنا بھی ثابت ہے شامی نے اس قول پر یون حاشیہ لکھا ہے
عن الذخیرۃ قال شمس الائمۃ الحلوانی الصحیح من مذہب اصحابنا
ان الخبر اذا استفاض وتحقق فیما بین اہل البلدۃ یلزمہم حکم ہذہ
البلدۃ انتہی یعنی ذخیرہ مین ہے کہ شمس الائمہ حلوانی نے کہا ہے کہ صحیح ہمارے مذہب مین
یہ ہے کہ جب خبر پھیل جاے اور متحقق ہو جاے دوسرے شہر مین تو انکو بھی لازم ہوگا اس شہر کا حکم
یہی مضمون جامع الرموز کا ہے اور فتاوی تاتارخانیہ مین بھی اسیطرح آیا ہے - اور مراقی الفلاح مطبوعہ
مصر مین ہے اذا ثبت الہلال فی بلدۃ لزم سائر الناس فی ظاہر المذہب وعلیہ
الفتوی انتہی شرح مشکوۃ مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی کہتے ہین کہ جب چاند ایک جگہ ہوگا
تو سبھونپر روزہ رکھنا بموجب ظاہر روایت کے لازم ہوگا انتہی - پس اسی پر افطار کو قیاس کر لینا چاہیے
مگر یہ بھی یاد رہے کہ اختلاف مطالع کے اعتبار کرنے نکرنے مین بھی علما نے تحقیق کی ہے سو بعض مشایخ
حنفیہ کا قول یہ ہے کہ موافق ظاہر الروایات کے اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہین ہے - ایک شہر کی رویت
دوسرے شہر مین اگرچہ ان کے درمیان فاصلہ بعید ہو حتی کہ اہل مشرق پر رویت ہلال اہل مغرب
وہان کی بطریق شرعی پہونچ جانے کے بعد قابل تسلیم و اعتبار ہے اور بعض کے نزدیک اختلاف مطالع
معتبر ہے فتاوی تاتارخانیہ مین ہے - اہل بلدۃ اذا رأوا الہلال ہل یلزم فی حق
کل بلدۃ اختلفوا فیہ فبعضہم قالوا لا یلزمہ فانما المعتبر فی حق اہل
بلدۃ رؤیتہم وفی الخانیۃ وغیرہ باختلاف المطالع فی ظاہر
الروایۃ انتہی - اور تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق مین زیلعی نے کہا ہے کہ وغیرہ
باختلاف المطالع بینہما ومعناہ اذا رأی الہلال اہل بلدۃ ولم یرہ اہل
بلدۃ اخری یجب ان یصوموا برؤیۃ اولئک کیف ما کان علی قول من قال
لا عبرۃ باختلاف المطالع اور مفتین حنفیہ کے نزدیک اصح المذاہب یہ ہے تیسرا مذہب یہ ہے
کہ جن شہرون مین موافق قواعد علم ہیئت کے اختلاف مطالع کا ثابت ہے اور مقصد اسکی انکے
نزدیک ایک مہینے کی راہ ہے وہان اختلاف مطالع معتبر ہوگا اور رویت کے باب مین ایک شہر کا حکم دوسرے
شہر مین معتبر نہوگا جن مین ایک مہینے کی راہ کا فاصلہ ہے اور جو شہر قریب ہین اور انمین فاصلہ ایک ماہ
کی راہ سے کم ہے وہان ثبوت رویت ایک شہر کی دوسرے شہر مین معتبر ہے مراقی الفلاح مین
لکھا ہے کہ یہی راے صاحب تجرید کی ہے طحطاوی نے شرح مراقی الفلاح مین کہا ہے کما ذہب

Marfat.com

الیہ صاحب التجرید اھو اشبہ لان انفصال الہلال من شعاع الشمس
یختلف باختلاف الاقطار کما فی دخول الوقت وخروجہ وھذا ثبت
فی علم الافلاک والہیئۃ واقل ما اختلف المطالع مسیرۃ شہر کما
فی الجواہر اور قدوری مین ہی ان کان بین البلدین تفاوت لا یختلف
بہ المطالع یلزمہ وذکر شمس الائمۃ الحلوانی انہ الصحیح من مذہب
اصحابنا اور صاحب ہدایہ نے مختارات النوازل مین بیان کیا ہی اھل بلدۃ صاموا
لستۃ وعشرین یوما بالرؤیۃ واھل بلدۃ اخری صاموا لثلثین بالرؤیۃ
فعلی الاولی قضاء یوم اذا لم یختلف المطالع بینہما واما اذا اختلف
لا یجب القضاء یعنی ایک شہر کے آدمیون نے چاند دیکھکر ۲۹ روزے رکھے اور دوسرے
شہر والون نے چاند دیکھکر ۳۰ روزے رکھے تو انپر لازم ہی کہ ایک روزے کی قضا کرین مگر اُس
صورت مین ہی کہ وہان اختلاف مطالع نہو اور اگر اختلاف مطالع ہی تو قضا نکرنا چاہئے۔

خلاصہ یہ ہی کہ جن شہرون مین ایک ماہ کی راہ کا فاصلہ ہی وہان ایک شہر کی رویت کا
اعتبار دوسرے شہر مین نہین اور جہان اس سے کم کا فاصلہ ہی وہان ایک جگہ کی رویت کا اعتبار
دوسری جگہ بھی کیا جائے گا خواہ خبر اُس شہر والون کے ساتھ بذریعہ تار کے آئے یا بدون تار
کے کسی قاصد خواہ خط کے ذریعے سے اور یہ جو سب مین مشہور ہے لکل اہل البلد رویتہم اس سے
یہ مراد نہین ہے کہ مطلقاً ایک جگہ کی رویت دوسرے مقام پر معتبر نہین ورنہ لازم آئے گا
کہ اگر ایک شہر مین رویت ہو اور دوسرے شہر مین کہ اس سے صرف دو ایک منزل دور ہو رویت
نہو تو وہان رویت اُن لوگون کے حق مین معتبر نہو اور یہ امر کوئی عاقل جسکو کتب حدیث سے ممارست
اور فن ہیئت کے ساتھ مناسبت ہی تجویز نکریگا بلکہ مراد اُس سے یہی ہی کہ جن دو بلاد مین اختلاف
مطالع ہوتا ہے اور یہ ممکن ہی کہ ایک جگہ ہلال دیکھا جائے اور دوسری جگہ نہین ایسے دو بلد مین
ایک جگہ کا حکم دوسری جگہ لازم نہوگا اور اگر ایسا نہو جیسے دونون شہرون مین مسافت ایک
مہینے سے کم ہو تو ضرور حکم ایک جگہ کا دوسری جگہ پر لازم ہوگا اور یہ لفظ حدیث کا نہین بلکہ کسیکا قول
ہی لکل اہل البلد رویتہم - فقط ۲۹ - شوال ۱۳۱۴ھ ہجری -

مجیب احقر العباد محمد یکم الغنی خان رامپوری ابن مولوی محمد عبد الغنی خان -

الاجوبۃ صحیحۃ | مہر مولوی عبد الغفار خان

Marfat.com

نماز پنجگانہ کا بہ نیت قضائے فوائت جیسے عوام میں مروج ہے استناد کسی امر شرعی کا نہیں
اور حدیث اسکے ثبوت میں موضوع ہے کما فصلہ المجیب المصیب اور بطلان اسکا شرعی جائز ہے
کما حررہ المجیب المصیب من الشرع علی ذالک الدرر ۔ العبد

محمد ظہور الحسین عفا عنہ مدرس دوم مدرسہ
عالیہ رامپور

مہر

نعم بصورت آخری صوم رمضان اور قضائے عمری بایں طور کہ پانچ وقت کی نماز پڑھنا صحیح ہے
تو تمام قضائے عمری ادا ہوگی صحیح نہیں ہاں اگر نماز پنجگانہ بطور قضا کوئی شخص پڑھے تو
وقتی یا نفس اگر وقت میں گنجائش ہو کسی روز بھی ادا کرے جائز ہے اور قضا ادا کی ہو جائیگی
مگر ایک دن کی نہ تمام عمر کی ۔ فبر واثق در باب روایت ہلال عید اس امر کی ہے کہ روزہ رمضان
رکھا جائے اور نیز افطار اور یوم عید کے بارہ میں معتبر ہوگی اور عید اسقاط کی جائز ہے کما فی
المجیب المصیب العبد

محمد اعجاز حسین مجددی عفا عنہ

الجواب صحیح والمجیب مصیب
دستخط مولوی محمد نثار علی ۔

مہر

سند از جواب استاد علامہ
مولانا عبدالحق صاحب خیرآبادی ابن مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی ۔ الجواب صحیح
الجواب صحیح والمجیب مثاب دستخط مولوی محمد ارشد علی صاحب ۔ مہر محمد عبدالحق عفی عنہ
اصاب واجاد فیما اجاب وافاد محمد فضل حق صحح اللہ حالہ

مہر

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ مہر مولوی محمد نبی صاحب
ذلک کذلک واما علی ذلک من الصحیحین والمعربین ۔ فقیر راقم محمد عبدالقیوم

مہر

Marfat.com

نیر اعظم بک ایجنسی مرادآباد کی قابل دید کتابین

عدد التاریخ معروف **زنبیل تاریخی** - اسکی ضخامت ۳۴۰ صفحہ ہے کاغذ چھپائی لکھائی اعلےٰ درجہ کی - اسمین کئی لاکھ تاریخی مادے جمع کئے گئے ہین - تین عددون کے لفظون سے لیکر دو ہزار برس تک کے تاریخی الفاظ - فقرات - محاورات - ضرب الامثال - آیات - حدیث - اور نام وغیرہ درج ہین خوبی یہ ہے کہ تمام موضوع لفظ لئے گئے ہین اور ہر ایک عدد کے اسقدر مادے لکھے گئے ہین کہ اس سے زیادہ ناممکن ہے قیمت ۱۲ ہے - **گنج شائیگان** معروف بہ ٹکسال - یہ کتاب ایک ذخیرہ ہے جسمین قدیم شاہان ایران سے لے کر حال تک کے زمانہ کے تمام چھوٹے بڑے بادشاہون - ریاستون اور جہان کہین بھی جس کسی قسم کا سکہ جاری ہوا ہے - سونے چاندی وغیرہ کا اُس سکہ کے دونون رخون کی اصلی تصویر بعینہ اس کتاب مین دی گئی ہے - ہزارہا سکہ جات - ہندوستان - ایران - قسطنطنیہ - شاہان مغلیہ اور تمام شاہان یورپ - غرضکہ کوئی حصہ دنیا کا باقی نہین جہانکا سکہ اسمین موجود نہین - اکثر سکہ جات کے وزن اور اونکی اصلی ہیئت دکھادی گئی ہے - شروع کتاب مین لفظ سکہ کی پوری تحقیق کے ساتھ تشریح کردی گئی ہے - حقیقتاً اردو کے لئے یہ کتاب سرمایۂ ناز ہے ہر سکہ کے دونون رخون کی عبارت علیحدہ لکھی گئی ہے قیمت ۱۲ ہے

تذکرۃ السلوک - صدہا کتابین اسوقت تک اردو - فارسی - عربی مین - تصوف کی شائع ہوئی ہین مگر یہ کتاب جو اردو مین ہمنے چھاپی ہے حقیقتاً اس فن کے دریا کو کوزہ مین بند کیا ہے کوئی بات ایسی نہین ہے کہ جو آپ کو اس کتاب مین نہ ملے - سلیس اردو مین لکھی گئی ہے - اخیر کتاب مین کئی خرد بک مصطلحات صوفیہ کی تشریح کی ہے - صوفیون کے واسطے اس سے بہتر ذخیرہ اردو مین ملنا مشکل ہے کتاب کی ضخامت قریب چار سو صفحہ کے ہے اور قیمت صرف ۱۲ ہے - **احسن الاذکار فی مناقب غوث الابرار** - اسمین حضرت غوث پاک کے مناقب صحیحہ و خوارق عادۃ و سوانح عمری مفصل مذکور ہے اور اس قول کو بڑی تقویت دی ہے کہ ہر ولی کی گردن پر ہے - بعدہٗ نسب شریف اور آبائے کرام کا تذکرہ ہے - پھر حضرت کے طریق و ارشاد اور اولاد و مرید و اصحاب وغیرہ کا مفصل بیان ہے - غوث پاک کے حالات مین ایسی جامع کتاب سلیس اردو مین آجتک نہین لکھی گئی - یہ اس کتاب کا تیسرا اڈیشن ہے قیمت ۱۲ ہے -

اخبار نیر اعظم مرادآباد - یہ اخبار مہینے مین چار بار ۲۸ - سال سے بڑی کامیابی سے برابر شائع ہوتا ہے اسلامی - ملکی - فوجی - مذاعتی - تجارتی - تعلیمی - اخلاقی اور تمدنی معاملات پر بحث کرتا ہے اور دنیا بھر کے ہر مذاق کی خبرین سرکاری گزٹ کا خلاصہ دلچسپ معلومات اور کبھی کبھی چیدہ حضرات کا نظم کلام بھی درج ہوتا ہے ایک مرتبہ منگا کر مقابلہ مین تجربہ کیجئے - قیمت تین روپیہ سالانہ - المشتہر الیس ابن علی مالک و ایڈیٹر اخبار نیر اعظم مرادآباد و بک ایجنسی -

Marfat.com